خطباتِ امین صفدر

حوالہ جات کی تخریج اور وضاحتی حاشیوں کے ساتھ

مناظر اسلام وکیل احناف وحید العصر

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ

جلد اوّل

جمع و ترتیب

محمد ظفر اقبال

مکتبۃ الحبیب

ادارہ طباعت

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی



خطبات امین صفدر

حوالہ جات کی تخریج اور وضاحتی حاشیوں کے ساتھ

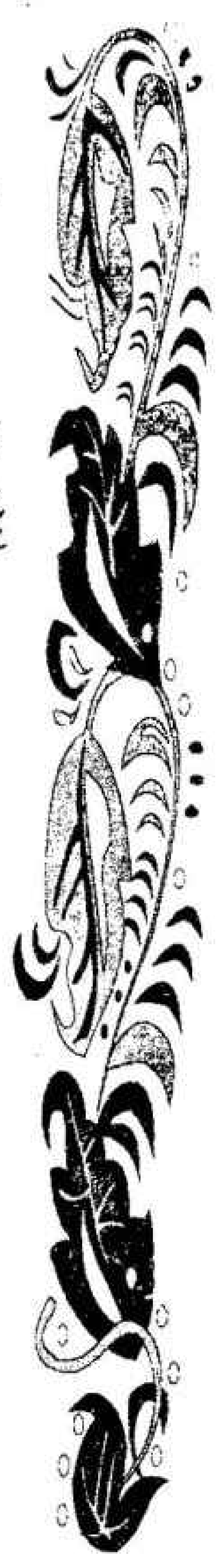
مناظر اسلام وکیل احناف وحید العصر
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
رحمہ اللہ تعالیٰ

جلد اوّل

جمع و ترتیب

محمد ظفر اقبال

مکتبۃ الحبیب
علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔



نام کتاب	:	خطباتِ امینؒ
صاحب خطبات	:	وکیل اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ
مرتب	:	محمد ظفر اقبال
طبع اول	:	اکتوبر ۲۰۰۲ء
تعداد	:	۱۱۰۰
کمپوزنگ	:	مولانا محمد مامون الحق، جمشید روڈ نمبر۔۱
ناشر	:	مکتبۃ الحبیب، بنوری ٹاؤن، کراچی۔
قیمت	:	
طابع	:	ادارۂ طباعت، ناظم آباد نمبر ۲ کراچی۔فون 6683335 موبائل: 0333-2136180



مکتبۃ الحبیب

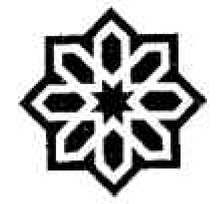
نزد جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی-۵

e-mail: khutbat@hotmail.com

نمبر شمار	شیرازہ عنوان	صفحہ

نمبر شمار	شیرازہ عنوان	صفحہ

صفحہ	شیرازہ عنوان	نمبر شمار
۵۰۹	حضور ﷺ کی نیند لوگوں سے مختلف ہے	☆
۵۱۰	حضور ﷺ کی وفات بھی لوگوں سے مختلف ہے	☆
۵۱۱	نیند میں آدھی زندگی پردہ میں ہوتی ہے	☆
۵۱۱	نیند میں روح کو اولیت حاصل ہے	☆
۵۱۲	خواب میں روح جسم کا محتاج نہیں	☆
۵۱۲	ایک عام فہم مثال	☆
۵۱۳	ایک چٹ	☆
۵۱۳	الجواب	☆
۵۱۴	حیات النبی ﷺ	☆
۵۱۶	متواتر حدیث کیا ہے؟	☆
۵۱۷	ہر دور میں مسئلہ کی وضاحت کے مختلف انداز	☆
۵۱۸	حیات شہداء	☆
۵۱۸	ہمیں شعور کیوں نہیں؟	☆
۵۱۹	انبیاء کے جسد جنتی خواص رکھتے ہیں	☆



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

حضرت اقدس وحید العصر مناظر اسلام وکیل فقہ حنفی امام اعظم مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کے نام!

مجھے خبر ہے وہ انسانیت کا پیکر تھا
مجھے خبر ہے وہ علم وعمل کا مظہر تھا
مجھے خبر ہے وہ عشق و وفا کا محور تھا
مجھے خبر ہے وہ سب کے دلوں کے اندر تھا

☆☆☆☆☆

سو اس کے چاہنے والوں کے نام اس کی کتاب
ہے نذر ایسے کہ جیسے ہوں چاہتوں کے گلاب

حضرت والا کی حیات مستعار میں تو ہم ان سے کما حقہ کسب فیض نہ کر سکے
بعد ان کا وجدان ہمیں بار بار مخاطب کرتا تھا کہ!

اتنی بے مصرف نہیں ہے میری ذات
ایک قطرہ بھی اگر کم ہوگیا
تا ابد ماتم کرے گی کائنات

حضرت والا تو بظاہر ہم سے جدا ہو گئے لیکن ان کی یاد بھلائے نہیں بھولتی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جنت کے بالا خانوں سے ہماری ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے ان کی روح ہم سے یوں مخاطب ہے:

جوانو! اب تمہارے ہاتھ میں تقدیر عالم ہے
کبھی ہوئے فروغ بزم امکاں ہم نہیں ہوں گے

اللہ تعالیٰ حضرت والا کی بال بال مغفرت فرمائے اور انکی طرح ہمیں مصائب و مشکلات و ... سے طاق رکھتے ہوئے حق بات کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے اور انکے تدریسی مشن کو زندہ و تابندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کثر اللہ فینا امثالہم واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

احقر الفقیر
محمد ظفر اقبال
۔۷۔۲۰۰۱ء

تقریظ

من قلم ... حضرت اقدس مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی دامت برکاتہم وفیوضہم

(برادر اصغر حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

اما بعد! برادر محترم حضرت مولانا محمد امین صاحب مرحوم جن کا وجود حقانیت اسلام کی دلیل تھی انہوں نے ساری زندگی اسلام کی اور مسلک حق کی خدمات کے لیے وقف کر رکھی تھی ان کی وفات حسرت آیات سے جو صدمات ... ساتھیوں اور تمام جماعت والوں کو پہنچے ... والا خاص طور پر ان نقصان کی تلافی کی ایک صورت یہ تھی کہ ان کے علوم و تحقیقات کو کتابی شکل میں جمع کیا جائے تا کہ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے اصول پر ان کا ... مسلک حق کے دلائل سے خالی نہ ہو اور باطل کو پتہ چل جائے کہ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کا ... میں ... ہے مگر ان کے علوم و تحقیقات ناپید نہیں ہوئے ... احقاق حق ... ابطال باطل ... زندہ و تابندہ ہے۔ الحمد للہ اس ضرورت کو ان سے ... تعلق رکھنے والے جناب محمد ظفر اقبال صاحب نے "خطبات امین" کی شکل میں بڑے احسن انداز سے پورا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو برادر مرحوم کیلئے صدقہ جاریہ بنائیں اور مرتب و تمام اہل حق کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں۔ (آمین)

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد انور اوکاڑوی
جامعہ خیر المدارس ملتان

خطباتِ امینؒ کیا ہے؟

☆ خطبات امین ...... تقاریر علمیہ کا مستند مجموعہ ہے۔

☆ خطبات امین ...... علوم و معارف کا دفینہ ہے۔

☆ خطبات امین ...... امثال و عبر کا خزینہ ہے۔

☆ خطبات امین ...... معتقدات احناف کا [illegible] آئینہ ہے۔

☆ خطبات امین ...... ہزاروں شبہات کا مسکت جواب ہے۔

☆ خطبات امین ...... فقہ حنفی کی [illegible] ہے۔

☆ خطبات امین ...... لامذہبوں کے حملوں کا دفاع ہے۔

☆ خطبات امین ...... خارجین اہل سنت پر ضرب حق ہے۔

☆ خطبات امین ...... غیر مقلدیت کیلئے صاعقہ آسمانی ہے۔

☆ خطبات امین ...... کئی مجمل عبارات کا حل ہے۔

☆ خطبات امین ...... حضرت اوکاڑوی کی یاد ہے۔

☆ خطبات امین ...... حضرت اوکاڑوی کے دل کی ضیاء ہے۔

☆ خطبات امین ...... جماعت المقلدین کا آپریشن ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عکس خیال

الحمد لله الذی له البقاء و کتب علی غیره الفناء والصلاۃ والسلام علی خاتم النبیین و سیدالرسل الاتقیاء محمد و آله الاصفیاء وصحبه الاذکیاء' مادام تهمی العیون بالبکاء و تسلی القلوب بالعزاء. وبعد

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں ... بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لئے

یاللاسف! کہ اہل علم' اہل قلوب' اہل نظر اور صالحین کے قافلے بڑی سرعت سے منزل عدم کی طرف رواں دواں ہیں' دنیا علم و عمل کے پیکروں سے روز بروز ویران اور تاریک ہوتی جارہی ہے اور رہ رہ کر لوگوں کو حضور ﷺ کا وہ ارشاد گرامی بار بار یاد آرہا ہے کہ:

یذهب الصالحون الاول فالاول و یبقی حفالة کحفالة الشعیر او التمر لایبالیهم الله بالة

(مشکوۃ شریف)

ترجمہ: ''صالح لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے جائیں گے اور پیچھے انسانوں کی تلچھٹ رہ جائے گی' جیسے کھجور یا جو کی تلچھٹ ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ کو انکی کچھ بھی پرواہ نہ ہوگی''۔

ایک اور حدیث میں اللہ تبارک وتعالیٰ رب العزت کے پاک نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من قلوب العباد ولکن

یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ

الناس رؤسا جھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا

(مشکوۃ المصابیح کتاب العلم الفصل الاول ص۳۳)

ترجمہ: "بے شک حق تعالیٰ شانہ اس علم کو یوں نہیں قبض کریگا کہ بندوں کے قلوب سے چھین لے بلکہ قبض علم کی صورت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ علماء کو اٹھاتا رہے گا' یہاں تک کہ ایک عالم بھی باقی نہیں چھوڑے گا' تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے' ان سے سوالات ہونگے وہ بغیر جانے بوجھے فتویٰ دینگے خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے"۔

ابھی اقلیم قلم کے شاہ ورع وتقویٰ کے پیکر' للّٰہیت کے امین' مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ دنیا کے افق سے غائب ہوئے۔ ان کے چلے جانے کا زخم ابھی تازہ تھا کہ اس زخم کو ایک دھچکہ اور لگا کہ ختم نبوت کے حدی خواں' مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر' گلستان بنوری کے گل سرسبد' علم ومعرفت کے بحر زخار مرشد العلماء والمجاہدین' لاکھوں مسلمانوں کی مودت ومحبت کے مرکز' حکیم العصر' فقیہ العصر' حضرت سیدی ومرشدی' سندی ومولائی مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ چند اسلام دشمنوں کی ناپاک سازش کا نشانہ بنے اور ہمارے زخمی دل کو مزید زخمی کرکے خود شہادت کی خلعت فاخرہ پہن کر ہم سے جدا ہوگئے' ہم یتیم ہوگئے' زندگی بجھ گئی' بے کیف ہوگئی۔

ابھی ان زخموں سے خون غم رس رہا تھا کہ ہمارے اس زخم کو جس سے ہم پہلے ہی جاں بلب تھے ایک چوکہ اور لگا۔ امام المناظرین' حافظ الدنیا' مخزن محاسن اخلاق' ناشر عقیدۃ الاکابر' جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ' ذوالمجد الفاخر والفہم الباہر' فخر المقلدین' فاتح عیسائیت وقادیانیت وغیر مقلدیت' فقیہ النفس' صاحب البصیرۃ

التامہ' وحید العصر' حضرت اقدس لاہوری کی حکمت کے رازداں' علوم انوری کے وارث حضرت اقدس مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ رحلت فرمائے عالم جاوداں ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون..........

ان اللہ ما اخذ' ولہ ما اعطیٰ' وکل عندہ باجل مسمی' اللھم اغفرلہ' وارحمہ' وعافہ وعف عنہ' واکرم نزلہ' ووسع مدخلہ' وابدلہ دارا خیرا من دارہ' واھلا خیرا من اھلہ' وزوجا خیرا من زوجہ' اللّٰھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ

مولانا محمد امین ختم نبوت کے جرنیل' علمائے دیوبند کے ترجمان تھے وہ فقہ حنفی کے وکیل تھے ان سے خائف لامذہب' گمراہ اور بے دلیل تھے ان کا قد میانہ روی کے ساتھ دراز رنگت سانولی' آنکھوں میں علم وحیا کا رنگ' گھنی داڑھی' وہ قرآن کے شیدائی' حدیث کے فدائی' فقہ کے نباض تھے ان کی سوچ فقیہانہ' بات عالمانہ' لہجہ مناظرانہ' تخیل عارفانہ' مزاج ظریفانہ تھا' ان کے افکار میں گہرائی' گفتار میں رہنمائی' تدبر میں رعنائی' طبیعت میں صفائی' ظرف میں بڑائی' قرطاس وقلم سے مکمل آشنائی تھی۔ وہ توحید سے سرشار' شرک سے بیزار' محبان اسلام کے لئے شجر سایہ دار' دشمنان اسلام کے لئے شجر خاردار' لامذہبوں کے لیے برہنہ تلوار تھے' وہ مصداق رحماء بینھم واشداء علی الکفار تھے وہ علم کا خزینہ' معرفت کا نگینہ' دماغ وفکر کا گوہر آبگینہ تھے ان کا لباس بھی سادہ' مزاج بھی سادہ مگر چہرے پر بے نیازی کی تمکنت تھی' وہ صلابت وثقاہت کے امام تھے ملت اسلامیہ کے نگہبان' حریم نبوت کے پاسبان تھے' وہ مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ اور مولانا حنیف صاحب جالندھری مدظلہ کے معتمد رفیق کار اور جامعہ خیر المدارس کا مرکز ومدار تھے۔

جناب کے القاب میں حیراں ہے قلم

کسی ایسی شخصیت کے متعلق قلم کو جنبش دینا' جس کے ساتھ اللہ تبارک و

آخری درس تھا۔

☆..... تیسرے یہ کہ میرے حضرت اقدسؒ کو فن رجال سے خصوصی شغف اور اس میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ حضرت اقدس مولانا عبدالرشید نعمانی علیہ الرحمۃ اور امام اہل سنت حضرت مرشدی مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کے بعد آپکے پائے کا اسماء الرجال کا ماہر شاید ہی کوئی ہو۔

☆..... چوتھے یہ کہ میرے حضرت اقدسؒ کو صحابہ کرامؓ خلفائے راشدینؓ اور سادات اہل بیتؓ سے محبت و الفت کا خاص اختصاص تھا۔

☆ علم حدیث کے علاوہ فقہ حنفی اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے میرے حضرت کا عشق قابل دید تھا۔ میرے حضرت اقدسؒ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے عاشق صادق ان کے وکیل اور ان کے مذہب کے بے نظیر داعی و مبلغ تھے۔ وہ حضرت امام اعظمؒ پر معترضین اور اصاغر کی بے جا زیادتیوں کا جواب ماہرانہ انداز سے دیتے مگر بایں ہمہ دامن ادب ہاتھ سے نہ جاتا۔

☆..... میرے حضرت اقدسؒ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مطالعہ کا خاص ذوق عطا فرمایا تھا اور مطالعہ بڑی سرعت سے فرماتے اور اسکو ذہن میں محفوظ بھی فرمالیتے۔

میرے استاذ مکرم' پیکر للّٰہیت حضرت اقدس مولانا فصیح احمد صاحب مدظلہم فرماتے ہیں کہ:

''حضرت اقدس ڈاکٹر حبیب اللہ مختار صاحب شہید نور اللہ مرقدہ نے ایک اعلیٰ پائے کی تصنیف ''کشف النقاب'' یادگار چھوڑی ہے۔ جس کی کل ۳۰ جلدیں ہیں (بدقسمتی سے اب تک ۵ جلدیں مطبوعہ ہیں' باقی غیر مطبوعہ ہیں' خدا کرے قارئین کی امانت جلد قارئین تک پہنچ جائے اور حضرت شہیدؒ کیلئے صدقہ جاریہ بنے)۔ حضرت اقدس اوکاڑویؒ نور اللہ مرقدہ روزانہ رات کو ایک جلد بعد عشاء مطالعہ کیلئے لے جاتے اور صبح بعد نماز فجر واپس فرما دیتے۔ یعنی حضرت اقدس شہیدؒ کی تیس سال کی محنت کو میرے حضرت اقدس اوکاڑویؒ نے تیس دنوں میں مطالعہ فرمالیا۔''

تعالیٰ رب العزت کا خاص اجتبائی' عطائی' نوازشی معاملہ ہو تو اس کی دھار سے زیادہ تیز' آگ سے زیادہ گرم اور انتہائی کٹھن مرحلہ ہے۔ کیونکہ اس سے ناواقف قارئین کو مبالغہ آمیزی کا گمان ہوتا ہے۔ اہل نظر کو سطحیت اور کوتاہ بینی کی شکایت رہتی ہے جبکہ حاسدین و مخالفین کے دلوں پر شرارے لوٹ رہے ہوتے ہیں۔ ادھر اپنا یہ حال ہے کہ:

بجھا چراغ ابھی بزم گل کے روانے دل وہ چل بسے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی
ہے خانہ ہے ویران کوئی جام نہیں ہے رندوں کی بھری بزم میں اک نام نہیں ہے
طوفان کی رکی ہوئی نبضیں ہیں بتاتی جو چیز گئی ہے وہ کوئی عام نہیں ہے

حق تعالیٰ شانہ کی عنایات ازلیہ نے میرے حضرت اقدس اوکاڑویؒ قدس سرہ کو فقہ حنفی کے لئے مینارہ نور بنا دیا تھا ان کے وجود مسعود سے علم و عمل اور فقاہت کی مسندیں استوار تھیں۔ میرے حضرت اقدسؒ کے سینہ بے کینہ میں ماثلات حمیدہ اور جذبات صالحہ کے ساتھ فقہ حنفی اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی آتش محبت بڑی تیزی اور شدت کے ساتھ بھڑک رہی تھی۔ میرے حضرت اقدسؒ اپنے علمی تبحر' قوت حافظہ' طہارت و تقویٰ' عبادت و ریاضت اور فقید المثال مناظر ہونے کی حیثیت سے عصر حاضر کے لئے ''دریگانہ'' تھے۔ یوں تو حضرت اقدسؒ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا مگر چند خوبیاں بڑی عجیب تھیں۔

☆..... ایک دنیا کی نمود و نمائش اور جاہ و مال سے انہیں کوئی محبت و دلچسپی نہیں تھی۔ لباس و خوراک جو کہ انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات ہیں' میرے حضرت اقدسؒ اس معاملہ میں بھی بڑے سادہ واقع ہوئے ہیں۔

☆..... دوسری یہ کہ میرے حضرت اقدسؒ ریاضت و مجاہدہ کے خوگر ہوگئے تھے' وفات تک اس میں ذرا بھر بھی فرق نہ آیا۔ پیرانہ سالی' ضعف و اضمحلال کے باوجود سرگودھا میں آٹھ گھنٹے تک مسلسل بخار کے عالم میں درس دیتے رہے اور یہی انکا

☆ ...... میرے حضرت اقدسؒ اپنے درس میں بیٹھے ہوئے طلبہ کو یا تقریر سننے والے سامعین کو فقط روایتی تقریر کر کے فارغ نہ کرتے بلکہ انہیں عام فہم مثالوں کے ذریعے اور اپنی زندگی کے مناظرانہ واقعات ظریفانہ انداز میں سنا کر نہایت محظوظ فرماتے۔ ایک دفعہ ازراہ مزاح فرمایا کہ لوگوں کو "مالیخولیا" کی بیماری ہوتی ہے۔ غیر مقلدوں کو "ماسٹر خولیا" کی بیماری ہے...... کیونکہ میرے حضرت اقدسؒ اوکاڑوی اسکول ٹیچر تھے لہذا غیر مقلد ان کو "ماسٹر امین" کہا کرتے تھے۔ اور یہ بھی میرے حضرت اقدسؒ کی علمیت وحقانیت کا زندہ اور جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ جہاں کوئی شخص غیر مقلدوں کو لاجواب کرتا ہے تو غیر مقلدین بجائے دلائل کا جواب دلائل سے دینے کے حسب عادت گالیوں پر اتر آتے ہیں اور گالیاں بھی میرے حضرت اقدسؒ کو (آپ مشاہدہ کر سکتے ہیں)۔ اس لئے فرمایا کہ ان کو "ماسٹر خولیا" ہے۔

☆ ...... میرے حضرت اقدسؒ کا حافظہ بھی عجیب تھا' احادیث تو احادیث' فقہ حنفی کی کتابوں حتی کہ غیر مقلدین کی کتابوں سے کئی کئی حوالہ جات حضرت اقدسؒ کو ازبر تھے۔ اسی لئے حضرت کے خاص رفیق کار' قدردان' شیخ التفسیر والحدیث حضرت اقدس مولانا مفتی زرولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ میرے حضرت اقدسؒ کو "ثانی انور شاہ" فرمایا کرتے تھے۔ میرے حضرت اقدسؒ کی وفات کے وقت حضرت اقدس مفتی صاحب کے تاثرات یہ تھے کہ:

"آج علامہ انور شاہؒ دوبارہ فوت ہو گئے ہیں۔"

☆ ...... میرے حضرت اقدسؒ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حاضر جوابی کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا' بلکہ بقول حضرت اقدس مولانا عبدالغفور ندیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کسی سوال کا جواب ان کے ذہن میں پہلے سے محفوظ ہوتا اور لبوں پر دھرا ہوتا تھا۔ اسکی صرف دو مثالیں عرض کرتا ہوں:

(۱) "ایک مناظرہ میں جب میرے حضرت اقدسؒ نے جب یہ حدیث پیش کی کہ باجماعت نماز میں امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہوتی ہے تو

غیر مقلد مناظر نے جواب دیا کہ یہ حدیث ہے؟' میرے حضرت اقدسؒ نے فرمایا بالکل' کہنے لگا میں قیاس کروں؟ میرے حضرتؒ نے فرمایا کہ نہ، میرے امام نے منع کیا ہے کہ جب حدیث آجائے تو قیاس مت کرنا' کہنے لگا میں کرونگا' میرے حضرت فرمایا کرلو اپنے لئے ہمارے لئے نہ کرنا۔ (بات رونے کی ہے کہ اس کمبخت نے قیاس کیا کیا؟) اس نے کہا کہ اگر امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہوتی ہے تو پھر میرا قیاس ہے کہ امام (مولوی) کی بیوی بھی سب کی بیوی ہوتی ہے۔ میرے حضرتؒ کھڑے ہوئے اور فرمایا دوستو! حضرت سیدنا امام اعظمؒ نے وقت ضرورت قیاس کئے ہم ان پر عمل کرتے ہیں الحمدللہ...... غیر مقلدوں کو چاہئے کہ انکے مولوی نے آج زندگی میں پہلا ہی قیاس کیا ہے اس پر عمل ضرور ہو جائے۔"

(۲)...... اسی طرح شمشاد سلفی (پنجاب کے تبرائی غیر مقلد) سے مناظرہ تھا۔ مناظرہ کے دوران اس نے اپنی "فطرت سلیمہ" سے مجبور ہو کر کہا کہ:

"چکلوں پر ساری حنفیہ (حنفی عورتیں) بیٹھی ہیں"۔

"میرے حضرت نے جواب دیا! اللہ کی قسم کبھی انکے پاس جانا نہیں ہوا مجھے انکا مذہب نہیں معلوم۔ آپ خاصے تجربہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کا دل توڑنا نہیں چاہتا چل کر پوچھ لیتے ہیں۔ اگر ایک کی بن کر رہتی ہے تو مقلد ہے اور جو آئے سو ہو جائے تو غیر مقلد ہے۔"

میرے حضرتؒ کی اس حاضر جوابی پر مجمع بے ساختہ ہنس پڑا اور شمشاد سلفی مبہوت ہو گیا۔

☆ ...... یہ بات تو سب ہی کو معلوم ہے کہ میرے حضرت اقدسؒ کو اللہ تبارک وتعالیٰ رب العزت نے فرق باطلہ سے بحث ومناظرہ کا خاص ملکہ وسلیقہ عطا فرمایا تھا' لیکن میرے حضرت اقدسؒ مناظرہ کے میدان میں بھی صبر وتحمل اور حلم ووقار کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے' کوئی شخص انہیں لاکھ سخت سست کہے' وہ مسکرا کر ٹال جاتے تھے۔ لیکن جہاں کوئی بدطینت اسلام واہل اسلام فقہ حنفی اور سیدنا

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کیچڑ اچھالتا تو اسی کے اچھالے ہوئے کیچڑ سے میرے حضرت اقدسؒ اس کا منہ کالا کر دیتے (جیسا کہ پیچھے شمشاد سلفی کے حوالے سے گزر چکا ہے)۔ خصوصاً مناظرہ کے میدان میں فریق مخالف کے اعتراضات و شبہات کا ایسا مسکت، دندان شکن جواب دیتے کہ میرے حضرت اقدسؒ کے جواب پر بیٹھا ہوا مجمع بلند آواز سے ''سبحان اللہ'' کہہ اٹھتا۔ جبکہ فریق مخالف کو خجالت وندامت کے ساتھ راہ فرار اختیار کرنے میں خیریت معلوم ہوتی۔ میرے حضرت اقدسؒ نے کراچی سے پشاور تک بے شمار مناظرے کئے۔ اور کسی مناظرے میں ایک بار بھی بحمد اللہ ایسا نہیں ہوا کہ میرے حضرت اقدسؒ کو شکست ہوئی ہو بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور شیخ المشائخ سندالاولیاء حضرت لاہوری قدس سرہ کی توجہ سے میرے حضرت اقدسؒ ہر میدان میں مظفر ومنصور رہے۔ اس بات کا اظہار میرے حضرت اقدسؒ نے ایک جگہ خود فرمایا کہ:

> ''حضرت (لاہوری) رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور توجہات نے اس عاجز کو دین کا ایک سپاہی بنادیا۔ مرزائی اہل بدعت (بریلوی) اور شیعہ کے علاوہ عموماً دور حاضر کے بدترین اہل بدعت جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور غیر مقلدین کے نام سے مشہور ہیں ان کے ساتھ کراچی سے پشاور تک الحمد للہ ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً ۱۰۰ مناظرہ ہوا جس میں اللہ پاک نے اپنے اکابر کے اس غلام کو ہر جگہ سرخرو کیا۔ اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں لوگ اہل باطل کے دام فریب سے نکلے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔''

(تجلیات صفدر ــــ ج ۱ ص ۱۴)

مناظروں میں عموماً شیخی وتعلّی اور حریف کی دلآزاری کے الفاظ نکل جاتے ہیں اس کے برعکس میرے حضرت اقدسؒ کی گفتگو شیخی وتعلّی، سب وشتم، خودرائی وخودنمائی سے مبرا ومصفّٰی تھی، حالانکہ حریف کی کج روی اور برافروختگی پر غصہ آنا ناگزیر ہے

مگر جب فریق مخالف میرے حضرت اقدسؒ کے دلائل کی تاب نہ لاکر گالیوں پر اتر آتا تو میرے حضرت اقدسؒ مسکرا کر فرماتے:

''ان بے چاروں کے پاس گالیوں کے سوا ہے ہی کیا''۔

یوں تو میرے حضرت اقدسؒ نے مختلف فرقوں سے مناظرے کئے مگر عیسائیت، قادیانیت اور غیر مقلدیت ان کا خاص موضوع تھا اور پھر خصوصاً غیر مقلدیت پر تو میرے حضرت اقدسؒ متخصص تھے۔ بڑے بڑے شیوخ الحدیث میرے حضرت اقدسؒ کے پاس مشکل مسائل میں مشورہ کے لئے تشریف لاتے مگر ان تمام باتوں کے باوجود حق تعالیٰ شانہ نے میرے حضرت اقدسؒ کو خودرائی وخودنمائی سے حد درجہ دور رکھا ہوا تھا۔ میرے حضرت اقدسؒ اپنے قلم مبارک سے ایک جگہ خود تحریر فرماتے ہیں:

> ''سچ یہی ہے کہ اپنا دامن تو علم وعمل سے خالی ہے حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ سرہ سے جو نام کی نسبت جڑی ہوئی ہے وہ میرا سہارا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی برکات سے کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں۔ مجھے تو ایسی باتیں لکھنے کی عادت نہ رغبت، عزیزی محمد الیاس (بن حضرت مولانا ظریف صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم فیصل آباد حفظہ اللہ تعالیٰ) کی پشت پر حضرت مولانا محمد عابد دام ظلہم نے ہاتھ رکھ دیا اور وہ ضد کرکے بیٹھ گیا کہ ضرور تھوڑے سے حالات لکھ دو اس لئے چند سطریں لکھ دی ہیں۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سے اپنے فضل وعفو کا معاملہ فرمائیں اور ان احباب کی مخلصانہ دعاؤں سے مجھے مستفید فرماتے رہیں''

(تجلیات صفدر ــــ ج ۱ ص ۱۹)

یہ دس امور تھے جو بطور ''عشرہ کاملہ'' ارتجالاً نسان قلم پر آگئے۔ ورنہ حضرت اقدسؒ کی کن کن خوبیوں کا تذکرہ کروں؟ اور کیا کیا لکھوں؟ اور انکے کس کس گوشہ حیات وکمالات زندگی کو ضبط تحریر میں لایا جائے؟ اسے کس طرح شروع کروں، کہاں سے شروع کروں سمجھ میں نہیں آتا۔

عجب قیامت کا حادثہ ہے' کہ اشک ہیں آستیں نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے' افق پہ مہر مبیں نہیں ہے
تری جدائی میں مرنے والے' وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

کئی دماغوں کا ایک انساں میں سوچتا ہوں' کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے' زباں سے زور بیاں گیا ہے
اتر گئے منزلوں کے چہرے' میر کیا؟ کارواں گیا ہے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

یہ کون اٹھا کہ دیر و کعبہ شکستہ دل' خستہ گام پہنچے
جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم' خواص پہنچے عوام پہنچے
تیری لحد پہ خدا کی رحمت' تیری لحد کو سلام پہنچے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

اب میں حضرت اقدسؒ کی زندگی کے چند واقعات بیان کرتا ہوں۔

غیر مقلدوں کے مشہور خطیب اور رائٹر مولوی احسان الٰہی ظہیر صاحب نے ایک مرتبہ ساہیوال میں اپنی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

"ہماری علمی پسماندگی کا یہ عالم ہے کہ پرائمری اسکول کا ماسٹر (میرے حضرت اوکاڑویؒ نور اللہ مرقدہ ان دنوں اوکاڑہ میں پرائمری ٹیچر تھے) ہمارے بڑے بڑے شیوخ حدیث کی سر سے پگڑیاں اتار کر چھتر لگاتا ہے۔ اس پر غیر مقلد نوجوان بلبلا اٹھے تو جناب ظہیر نے کہا ہاں ہاں صحیح کہہ رہا ہوں آپ اپنے علمائے کرام کو مطالعہ وغیرہ کے لئے مجبور کریں۔"

جناب ظہیر کا چیلنج

میرے حضرت اقدسؒ نے خود بتایا کہ مولوی احسان الٰہی ظہیر[1] نے حضرت مولانا ضیاء القاسمی مدظلہ سے کہا کہ مولوی امین کیا چیز ہے؟ سنا ہے کہ وہ بڑا مناظر ہے؟ قاسمی صاحب نے فرمایا ہاں۔ تو جناب احسان الٰہی ظہیر صاحب نے کہا میرے ساتھ مناظرہ کرے تو پتا چلے۔ تو قاسمی صاحب نے وقت طے کرلیا۔ انہیں دنوں مولانا

(۱) جناب احسان الٰہی صاحب ظہیر حضرات غیر مقلدین کے "محقق العصر" اور "خطیب بے بدل" اور "قائد اہلحدیث" اور "علامہ" جیسے بھاری بھرکم القابات سے ملقب ہیں۔ آپ نے اس دور میں غیر مقلدین کی گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دیا ہے۔ راقم الحروف سے ایک غیر مقلد مولوی صاحب نے کہا کہ ہم علامہ احسان الٰہی ظہیر کو "کاملین" میں شمار کرتے ہیں' اس ناکارہ نے جواب میں کہا کہ آپ نے اچھا کامل تلاش کیا ہے جس کا چہرہ شرعی داڑھی تک سے عاری نہیں ہے۔ غیر مقلد ہونے کے ناطے آپ بھی فقہ حنفی اور سیدنا امام اعظمؒ سے خصوصی بیر رکھتے ہیں۔ تصوف اور صوفیاء کرام سے بھی آپ کو خاص نفرت ہے چنانچہ آپ نے اپنی وفات سے چند روز قبل تصوف اور صوفیاء کے خلاف عربی میں ایک کتاب "التصوف المنشأ المصادر" لکھی اور اس کے چند روز بعد ہی "من عادى لى وليا فقد آذنته بالحرب" کا شکار ہو گئے۔

آپ کا مبلغ علم کیا تھا' آپ کے اخلاق و اوصاف کیسے تھے؟ اور آپ کس کردار کے مالک تھے؟ ان سب باتوں سے واقفیت کے لیے ہفت روزہ اہلحدیث ۳ اگست ۱۹۸۲ء کا مطالعہ کافی ہے۔

اس شمارہ میں صفحہ ۵ سے ۷ تک حافظ عبدالرحمان مدنی' فاضل مدینہ یونیورسٹی کا ایک مضمون ہے جس کا عنوان ہے:

"احسان الٰہی ظہیر کے لیے چیلنج مباہلہ"

ذیل میں اس مضمون کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں:

☆ حقیقت یہ ہے کہ دنیا اس شخص کی محبت میں نہیں بلکہ اس کے شر سے بچنے کے لیے اسے سلام کرنے کی روادار ہے چنانچہ اس کے چھچھورے پن کا یہ عالم ہے کہ بات بات پر لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔

☆ الحمد للہ مجھے اس شخص کی طرح کسی احساس کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں کہ اپنی تعریف میں خود ہی مضمون لکھ کر دوسروں کے نام سے یا دوسروں سے لکھوا کر اپنے نام سے شائع کروں' اس سلسلے میں کسی غیر کی گواہی کا محتاج بھی نہیں بلکہ یہ سب کام میرے اپنے شاگرد ہیں جو خود احسان الٰہی ظہیر کے لیے عربی اردو میں کتابیں لکھتے ہیں اور پھر احسان الٰہی ظہیر ان کا نام دیئے بغیر اپنے نام سے یہ کتابیں شائع کر کے اپنی شہرت کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔

☆ کیا دنیا اس پر تعجب نہ کرے گی کہ جو شخص انگریزی زبان نہ بول سکتا ہو نہ پڑھ اور سمجھ سکتا ہو اس کی مستقل کتابیں انگریزی زبان میں اس کے نام سے شائع ہوں۔

☆ جہاں تک عربی دانی کا تعلق ہے اس کا بھی صرف دعویٰ ہی ہے ورنہ اس کی مطبوعہ کتابوں کا شاید ہی کوئی صفحہ تحریر یا زبان کی غلطیوں سے پاک ہوگا چنانچہ عربی داں حضرات اپنی مجلسوں میں احسان الٰہی ظہیر کی عربی کتب کے سلسلہ میں ایسی باتوں کا اکثر ذکر کرتے ہیں جبکہ یہ شکایات اس کی کتابوں میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے میں دیکھئے)

لاہور'' جانی شاہ'' لٹن روڈ کی مسجد میں تشریف لائے تو مولوی احسان الٰہی ظہیر نے اپنے کسی ساتھی کے گھر بیٹھ کر مولانا کا بیان سنا' سننے کے بعد (احسان الٰہی صاحب نے) قاسمی صاحب سے فون پر مناظرہ سے معذرت کر لی۔ (الخیر...... ماہ دسمبر ۲۰۰۰ء)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اردو اور عربی اقتباسات کا مطالعہ کرنے والے عام حضرات و بھی ہے کہ اردو عبارت جو ہوتی ہے وہ عربی عبارت وہ ہو بہو نہیں عربی میں من گھڑت طور پر شائع کر دی جاتی ہے۔

مسجد دا تا والی اور احسان الٰہی ظہیر کے سابق اہل محلہ ان دونوں کو نہیں بھولے اب یہ شخص تھوڑے پیسوں و چند کے بدلہ بسا اوقات روپے دے کر یہ سکھلایا کرتا تھا کہ مجھے '' علامہ '' کہا کرو اور اب بھی اس شخص نے اپنی ذات سے وابستگی کا یہی معیار قرار دے رکھا ہے کہ وہ اس کے نام سے پہلے '' علامہ '' لگاتا ہے اور وہ نہیں لگاتا۔

ہر سال اس '' علامہ صاحب '' سے وہی ہر بار پوچھتے ہیں تو ہم نے مباہلہ کا چیلنج پہلے سے دے رکھا ہے اب ہم ان سے پھر دوبارہ صرف چند نکات پر ان کو مباہلہ کا چیلنج قبول کرتے ہیں بلکہ ان نکات میں ان حضرات سے ہو نام زدہ ہیں وہ اتفاق سے اسی طرح شامل مباہلہ کرتے ہیں یعنی:

(۱) یہ دعا اختیار کی جھوٹے طلاق تو کیا اتحاد کی تحریک میں اس شخص نے قومی اتحاد کی تحریک سے ملک کو صاحب سے انحراف کیا تحریک کے عوض یا نام قیمت پر بیٹ اور جعلوں سے وصول نہ کیے تھے؟

(۲) یہ سب سے زیادہ مطعون جس پاکستان سے یہ علامہ صاحب '' کچھ اخبار میں ترجمان الحدیث '' ماہانہ جاتے ہیں

(۳) اس شخص سے دو بڑے بھاری '' ہم ان کی جھوٹوں اور حلقوں سے اپنی ساتھیوں کی شہادتوں سے مثلاً عام کرنے کی سیادت حاصل کرتے ہیں کیا یہ ان کی صداقت کے خلاف مباہلہ کر سکتا ہے؟

(۴) اپنے گھر میں جوان نو کرانیوں سے قصے سے جس میں مباہلہ کی جرات پاتا ہے۔

(۵) حکومت عراق سے وصول روپے آپ نے کس کارخیر کے مقصد میں معمول فرمائے۔

(۶) حکومت سعودیہ و دیگر کے لیے موجودہ حکومت پاکستان کی شیعہ حکومت کے بے بنیاد قصوں کے مخالف اور دونوں حکومتوں کے درمیان بدگمانی کے متعلق کر دار پر بھی شامل مباہلہ فرمائیے۔

(۷) شاہی مسجد کے جلسہ واقعہ یا رسول اللہ کانفرنس کے سلسلے میں حکومت پاکستان کے خلاف پر وپیگنڈہ سے حکومت سعودیہ کے اپنے او پر کی وفد سے طویل مجلس کو بھی عنوان مباہلہ کا شرف عنایت کیجئے۔

(۸) '' اہل حدیث '' کے نام سے عرب ممالک میں ایک عربی کتاب کی دوبارہ اشاعت کی انہی دنوں میں پاکستان کے علماء سے اتحاد جیسے الزامات سے '' سہ جماعتی اتحاد '' کا نام دیا۔ اسی طرح '' التوحید والسنۃ '' لکھنے کے باوجود شیعہ علماء سے عرب ممالک سے وظیفے کے لیے کوشش کرتے ہیں حکومت کے ایک اعلیٰ عہدیدار کی والدہ کی وفات کی رسم قل میں شرکت کیں جنہوں نے اس رسم کو بدعت قرار دیئے کو بھی موضوع مباہلہ بنا لیجئے۔

(۹) بلکہ عورتوں کے لیے حکومتوں پر شرطیں بدلتے اور ان کے خلاف اسلام کاروبار میں شرکت پر بھی مباہلہ کے سلسلے میں تحریر ہو جائے۔

(۱۰) کویت وفد کی اصل حیثیت اور ان کی طرف سے کروڑوں روپے کے تعاون کے ملاقات کے پس پردہ حالیہ

بہاولپور میں عیسائی مسئلہ

اسی طرح ۱۹۸۰ء کی دہائی میں ون یونٹ کالونی میں مشتاق کالونی کے قریب مسیحیوں نے گرجا گھر بنانے کا پروگرام بنایا بلکہ اس کی تعمیر شروع کر دی' مقامی علماء نے تحریک چلائی' ضرورت محسوس ہوئی کہ کسی عالم دین کو بلا کر لیکچر کا بندوبست کیا جائے۔ چنانچہ حضرت مولانا (امین صفدرؒ) سے درخواست کی۔ جسے موصوف نے نہ صرف شرف قبولیت سے نوازا بلکہ بہاولپور تشریف لائے۔ ون یونٹ کالونی کی جامع مسجد میں تبلیغی پروگرام رکھا گیا' موصوف نے تین گھنٹے بائبل کو سامنے رکھ کر خطاب کیا جو موضوع کے عین مطابق تھا اور موضوع سے ہٹ کر ایک جملہ بھی نہیں تھا' لطف کی بات یہ ہے کہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ایک غیر مقلد نے انجام دیئے۔'' (ایضاً)

ختم نبوت کا جرنیل

اسی طرح ختم نبوت کے معاملہ میں بھی میرے حضرت اقدسؒ محاذ کے بھی عظیم جرنیل تھے ہر سال ''آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر'' میں میرے حضرت اقدسؒ کا درس مقدس ہوتا۔ میرے حضرت اقدسؒ اس درس میں اپنے (قادیانیوں سے ہونے والے) مناظروں سے انہیں ایسے چھوٹے چھوٹے عام فہم چٹکلے سناتے جس سے سامعین عش عش کر اٹھتے۔

موت کوئی اچنبھا نہیں جس پر حیرت و تعجب کا اظہار کیا جائے' جو شخص دنیا میں آیا ہے' اسے بہر حال دنیا سے آخرت تک کا سفر کرنا ہے۔ سرائے عالم کا ہر مسافر ملک عدم کا راہ نورد ہے۔ مگر جانے والوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو قافلہ ہستی کے لئے مشعل ہدایت ہوتے ہیں جو زمین والوں کے لئے باعث زینت اور آسمان والوں کیلئے قابل رشک ہوتے ہیں' جو حق و صداقت اور روایات سلف کے امین ہوتے ہیں' ان کے مقدس وجود سے علم و دانش' یقین و معرفت اور للّٰہیت کی راہیں استوار ہوتی ہیں' ان کے چلے جانے سے انسانیت کا پرچم سرنگوں ہو جاتا ہے۔ میرے حضرت اقدسؒ چلے گئے مگر آہ! دل کا سکون بھی ساتھ لے گئے' مسرتیں حسرتوں میں بدل گئیں'

زمین و آسمان نوحہ کناں ہو گئے' مجلس تحفظ ختم نبوت کا حامی' مؤید اور سائبان اٹھ گیا' جامعہ خیر المدارس کے تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے در و دیوار میں زلزلہ آ گیا' رونق مناظرہ اجڑ گئی' علم و فقاہت کی بساط الٹ گئی' ماہنامہ الخیر کے صفحات، فرق باطلہ کا رد کرنے والی کتابوں کے لفظ لفظ' حرف حرف کسی کی راہیں تکتے تکتے تھک گئے' سارا عالم اسلام مغموم ہے کہ!

''زمیں کے تاروں سے ایک تارہ فلک کے تاروں میں جا چکا ہے''۔

ایک دفعہ ایک عالم نے میرے حضرتؒ سے کہا کہ حضرت آج کل حالات خراب ہیں آپ چند لوگوں کو بطور حفاظت ساتھ رکھا کریں تو حضرت نے حسب عادت مسکراتے ہوئے فرمایا:

''اگر کوئی مجھے مار دے تو مرتبہ شہادت سے بڑھ کر مجھے کیا چاہئے' ویسے بھی میں بہت وقت گزار چکا اب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا مشتاق ہوں۔''

یہ جملہ میرے حضرت اقدسؒ نے اپنی وفات سے چند روز قبل کہا تھا اور بالکل سچ کہا تھا' اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب و مقبول اور مظفر و منصور اور کامیاب و کامران بندوں کو موت کا غم نہیں ہوتا بلکہ وہ تو جیتے ہی موت کی خوشی میں ہیں' کیونکہ انہیں حضورﷺ کا وہ ارشاد یاد ہوتا ہے کہ:

تحفة المؤمن الموت

''مؤمن کا تحفہ موت ہے۔''

حق تعالیٰ شانہ نے میرے حضرت اقدسؒ کو جس طرح حسن صورت' حسن سیرت' حسن مصاحبت' حسن معاشرت' حسن تکلم' حسن تبسم، حسن تحریر سے نوازا تھا اس کے علاوہ انہیں جو ظاہری و باطنی کمالات عطا فرمائے تھے جس کے باعث میرے حضرتؒ علوم و معارف کا گنجینہ بن گئے تھے ان کا نہ صحیح ادراک ہو سکتا ہے اور نہ یہ اس ناکارہ کے بس کی بات ہے، میرے حضرت اقدسؒ جیسے لوگوں کے بارے میں اقبال نے کہا تھا کہ:

خاکی و نوری نہاد' بندۂ مولیٰ صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب اس کی نگاہ دلنواز
نرم دم گفتگو گرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم پاک دل پاک باز

میرے حضرت اقدسؒ اتنے کمالات کے حامل تھے کہ تنہا اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ زہد و تقویٰ' فہم و دانش' حلم و تدبر' خشیت و انابت' رزانت و متانت' صبر و استقامت' عزیمت و توکل' محبت و محبوبیت' ورع و احتیاط' جود و سخا' دعا و التجا' وسعت ظرف' ایسے کمالات ہیں جن کے بیان کیلئے کئی دفاتر درکار ہیں اور بہت سے کمالات تو ہم جیسے ٹکو نجیوں کی پرواز تخیل سے ارفع ہیں۔ ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ:

''اگر تمام عالم اسلام کے اکابر علماء کسی ایک مجلس میں جمع ہوں اور بیک وقت عیسائیوں' آریوں' شاتمین حرمین' دہریوں' مرزائیوں' رافضیوں' ناصبیوں' چکڑالویوں' منکر حیات انبیاء (مماتیوں)' بریلویوں' غیر مقلدوں' جماعت المفسدین (مسعودیوں)' عثمانیوں (توحیدی) سے ہر ایک سے بحث و مناظرہ کی نوبت آئے تو دنیا کے کسی اور کونے کا تو مجھے علم نہیں مگر پاک و ہند میں سوائے حضرت مولانا لال حسین اختر علیہ الرحمۃ' حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری علیہ الرحمۃ' حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ اور حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود دامت برکاتہم کے صرف ایک ہی ہستی پیش ہو سکتی ہے اور وہ ہیں میرے حضرت اقدس مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ۔''

یوں تو اس ناکارہ کو اپنے مسلک کے ایک ایک بزرگ سے عشق کی حد تک محبت ہے مگر سات حضرات سے ایسا لگاؤ ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی نور اللہ مرقدہ' حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ' حضرت

مولانا حق نواز جھنگوی شہید نور اللہ مرقدہٗ حضرت مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم' حضرت شیخ مکرم امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر اطال اللہ حیاتہٗ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم (لندن)' استاذ مکرم حضرت مولانا فصیح احمد صاحب دامت برکاتہم (داماد مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ) اور حضرت سیدی و مرشدی' سندی و مولائی' حضرت اقدس حکیم العصر' شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ۔

مگر (کسی حد تک) مذہبی شعور کے بعد جس آٹھویں شخصیت کے کمالات' علوم و معارف سے میں سب سے زیادہ متاثر ہوا' جن کی زندگی پر بے حد رشک آیا' جن سے غائبانہ عقیدت تو تھی ہی اور ملاقات کے بعد ان کی اپنائیت' پیار' محبت اور شفقت دیکھ کر عقیدت محبت میں اور وفات کے بعد محبت عشق میں بدل گئی وہ ہے میرے حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی قدس سرہ کی جامع الصفات اور ہمہ گیر شخصیت۔

نہ چاہتے ہوئے بھی مضمون خاصا طویل ہو گیا اگرچہ اس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ حضرت اقدس اوکاڑوی کے برادر اصغر حضرت مولانا محمد افضل صاحب مدظلہ العالی بڑی تفصیل کے ساتھ میرے حضرت کے حالات کو ذکر فرما چکے ہیں آپ میرے حضرت کے حالات کے تحت اس کو پڑھیں گے مگر پھر بھی میں نے اسی سے متصل اپنا مضمون لکھ کر گویا "مخمل میں ٹاٹ کی پیوند کاری" کی ہے۔ غرض حضرت اقدس ساری زندگی جس مقصد کے لئے جئے وہ یہ ہے۔ اللہ کے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا و تمنی علی اللہ.

ترجمہ: "عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھے اور موت کے بعد کی حیات کے لئے تیاری رکھے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے تابع کردے اور اللہ تعالیٰ پر (جھوٹی) تمنائیں باندھے"۔

آج کے بعد پھر کسی کی تعزیت کیلئے یہ قلم اٹھے گا مگر اب اس قلم میں وہ سوز و گداز' وہ درد اور تڑپ نہ ہوگی۔ کیونکہ آج تو قلم خود یتیم ہو چکا ہے۔ آج فکر و نظر کا چراغ بجھ گیا' حروف و معنی کی شمع خموش ہوگئی' تقریر کا زمزمہ لٹ گیا' منبر و محراب کی رونق چلی گئی' درس و تدریس کی پختگی عنقا ہوگئی' مناظرہ کا فن رخصت ہوا' حنفیت کی آبرو رخصت ہوئی' علمائے حق علمائے دیوبند کا ماہ تاب غروب ہوگیا۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ اس عظیم شخصیت کو جو رشد و ہدایت کا مہر منیر اور علم و فضل کا آفتاب عالم تاب تھا الوداع کس طرح کہوں؟ اس عظیم سانحہ کے بعد ذہن پر ایسا جمود و تعطل طاری ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ خامہ و قرطاس سے آشنائی ہی نہیں ہے۔ خیر حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب قدس سرہ کی رحلت پر کسی شاعر نے جو درد انگیز اور رقت آمیز مرثیہ لکھا تھا اسے میں اپنے دل کی آواز سمجھ کر اپنے حضرت کی نذر کرتا ہوں:

اک جنازہ جارہا ہے دوش عظمت پر سوار
پھول برساتی ہے اس پر رحمت پروردگار

غیرت خورشید عالم ہے کفن ہے تارتار
ابر گوہر بار کے اندر ہیں در شاہ وار

نوحہ خواں ہیں مدرسے اور خانقاہیں سوگوار
آفتاب علم و تقویٰ چھپ گیا زیر مزار

شمع محفل بجھ گئی باقی ہے پروانوں کی خاک
اب نہ تڑپے گی کبھی محفل میں دیوانوں کی خاک

یاایتھا النفس المطمئنۃ' ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی.

یہ میرے حضرت کے خطبات پر مشتمل کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے میرے حضرت اقدسؒ کے وسعت مطالعہ' علم وعرفان اور علمی تبحر کا جیتا جاگتا ثبوت ہے' ان خطبات کا ایک ایک لفظ اللہ اور اس کے رسول ﷺ' صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم' اولیائے امت اور خصوصاً سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی محبت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں غوطہ زن ہے' اس کے مطالعہ سے آپ کی روح کو بالیدگی' علم کو پختگی' عقائد کو درستگی' عمل کو وارفتگی' سوچ کو وسعت' نظر کو سرور' دل کو نور' اور اذہان وعمل کو دینی سرشاری و بیداری کی دولت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ نصیب ہوگی۔ اس کے مطالعہ سے شکوک وشبہات کے داغ دھلیں گے' اور انشاء اللہ آپ عقائد و اعمال کی دنیا میں بیداری کا ثبوت دیں گے۔ ان خطبات میں جن فرق اور مذاہب پر کلام کیا گیا ہے' یہ ناکارہ ان سے انتہائی مودبانہ عرض گزار ہے کہ وہ ان دلائل واضحہ حقہ صریحہ کو ''داروئے تلخ'' اور ''نسخہ شفا'' سمجھتے ہوئے نوش فرمائیں:

''شفا بایدت داروئے تلخ نوش کن''

لیکن ان تمام دلائل کے باوجود ہمیں ان مسالک و مذاہب کے سرغنوں اور علمبرداروں سے قطعاً قبول حق کی امید نہیں:

''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ''

البتہ سلیم الفطرت' ہدایت کے طالب اور حق کے متلاشیوں کے لیے یہ عجالہ ضرور مشعل راہ ثابت ہوگا:

سرور و نور و وجد ہو جائے گا سب پیدا
مگر لازم ہے پہلے ترے دل میں ہو طلب پیدا
نہ گھبرا کفر کی ظلمت سے تو اے نور کے طالب
وہی پیدا کرے گا دن بھی کی ہے جس نے شب پیدا

اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اس کتاب کے طرز واستدلال میں کہیں کوئی سقم یا خامی محسوس ہو تو اسے مرتب ہی کی غلطی سمجھیں اور اس پر بجائے ہدف و ملامت کے متانت اور سنجیدگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے متنبہ فرمائے ہمیں اور ہمارے اکابر کو حق کے تسلیم

کرنے میں نہ کبھی تامل ہوا ہے اور نہ ہوگا (انشاء اللہ)۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت ط وما توفیقی الا باللہ

اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں سب سے پہلے اپنے محترم اور مخلص رفیق کار برادر عزیز جناب گل محمد صاحب سلم ربکم' بھائی وقاص صاحب اور بھائی نعیم صاحب کا انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے اپنی گوں ناگوں مصروفیات کے باوجود بڑی جانکاہی اور تندہی کے ساتھ اس کتاب کے پروف چیک کئے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مفتی محمد انور اوکاڑوی دامت برکاتہم کا ذکر خیر بھی بہت ضروری ہے کہ انہوں نے اس عجالہ کو اپنی تقریظ دلپذیر سے نواز کر اس کے وزن میں قابل قدر اضافہ فرمایا ہے۔ اور آخر میں اس شخصیت کا نام لینا بھی نہایت ضروری ہے جس کی شفقت ومحبت کی بدولت ہی میں یہ کار خیر انجام دے سکا ہوں' یہ شخصیت جانشین و داماد ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ' تلمیذ حضرت اوکاڑویؒ پیکر علم وعمل' میرے محبوب استاذ حضرت اقدس مولانا فصیح احمد صاحب دامت برکاتہم کی ہے۔

میں آج جو کچھ بھی دینی کام کرنے کے قابل ہوں وہ توفیق الٰہی کے بعد حضرت اقدس ہی کی توجہات عالیہ اور مراحم خسروانہ کی بدولت ہے۔ اگر توفیق ایزدی کے بعد حضرت اقدس کا وجود مسعود نہ ہوتا تو یہ مسودہ فائلوں کی زینت ہی رہتا' طالبان حق کی تشنگیوں کو بجھانے کیلئے منصہ شہود پر نہ آتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے رحم وفضل سے حضرت اقدس کا سایہ تادیر قائم رکھے اور فیوض وبرکات میں اضعافاً مضاعفہ اضافہ فرمائے اور انہیں دارین کی کامیابی سے نوازے۔ (آمین)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ پاک اس کتاب کو حضرت وحید العصر مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہمیں ان کے مقدس مشن کو احسن طریقے پر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی صفوۃ البریۃ سید الکائنات
و خاتم النبین' محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

نوٹ

حضرت اوکاڑویؒ کی وفات کے فوراً بعد ہی ہم نے انکے خطبات کو ترتیب دینے کا کام شروع کر دیا تھا۔ حتی کہ ایک ماہ کی مختصر مدت میں ان خطبات کو کیسٹوں سے صفحات پہ منتقل کرکے کمپوز بھی کروالیا گیا' لیکن اشاعت کا کام مسلسل التوا کی نذر ہوتا رہا یہاں تک کہ چھ ماہ سے زائد عرصہ بیت گیا۔ پھر اس ناکارہ کو خیال ہوا کہ جب کام میں ویسے ہی دیر ہورہی ہے تو کیوں نہ تخریج کا کام بھی کر لیا جائے تاکہ اہل علم کو حوالہ کی تلاش وجستجو میں دقت نہ ہو اور عوام الناس مطمئین رہیں، لہذا ابتدائی نظر میں جتنے حوالہ جات دسترس میں آسکے ان کو بقید جلد وصفحہ درج کر دیا گیا ہے' بعض جگہ حاشیہ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ سب توفیق الٰہی' حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت اور میرے شیخ امام اہل سنت مولانا سرفراز خاں صفدر دامت برکاتہم کی نظر کرم اور حضرت اوکاڑویؒ کے روحانی فیض کی بدولت ممکن ہو سکا۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

(محمد ظفر عفا اللہ عنہ)

امین صفدرؒ

امین صفدرؒ کو روئے گا زمانہ   بنا ہے جس کا جنت میں ٹھکانہ
غزالیِ وقت کا رازیِ دوراں   جو تھا اک علم و حکمت کا خزانہ
ترے مرشد تھے وہ حضرت لہوری[1]   جو تھے قطب زماں غوث یگانہ
ترے استاد تھے وہ عبد[2] حنان   ملا جس کو بقیع میں آشیانہ
ضیاء[3] الدین بھی تھا تیرا رہبر   بڑی تھی شان جس کی عالمانہ
فدا کار امام اعظمؒ سراپا   دفاع ان کا تھا تیرا کارنامہ
حضور پاکؐ سے تیری محبت   گواہ اس بات کا سارا زمانہ
دجال قادیانی کا تعاقب   دلیل علم و حکمت فاضلانہ
غرض ہر شعبۂ دین مبیں پہ   نظر تیری تھی نظر قائدانہ
تجھے کیسے بھلاؤں گا میں بھائی!   تیری شفقت تھی مجھ پہ والہانہ
خوشی جن کو امیں کی موت پہ ہے   طرز ان کا ہے طرز جاہلانہ
امیں صفدرؒ تو تھا استاذ علماء   نہیں اس میں تعلی شاعرانہ
مرگ تیری جہاں علم کی موت   طرز زندگی تھا زاہدانہ

خدایا! مغفرت تو ان کی کردے
دعا افضل کی ہے یہ عاجزانہ

---

(۱) مراد حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ہیں۔
(۲) حضرت مولانا عبدالحنان صاحب حضرویؒ فاضل دیوبند شاگرد رشید مولانا انور شاہ کشمیریؒ دفین بقیع۔
(۳) مولانا ضیاالدین صاحب اوکاڑویؒ مہتم مدرسہ جامعہ محمودیہ عیدگاہ اوکاڑہ۔

امین صفدرؒ

جو تھا امینِ عظمت اسلاف چل بسا
امت کا وہ وقار تھا ملت کی شان تھا
للکارتا تھا وہ صفِ اعداء کو اس طرح
کرتا وہ یوں حدیث اور سنت پہ گفتگو
بخشی تھی حق نے اس کو وہ تلوار سی زباں
جرأت سے حق بیاں کیا حق کے غلام نے
دیتا تھا وہ کتب کے حوالے کچھ اس طرح
کرتا تھا اختلافی مسائل پہ جب وہ بات
عرفان کے موتیوں سے مزین بیان تھا
ملبوس اس کا سادہ سا، سادہ سی شکل تھی
مت خوش ہو اس کی موت پہ تو اے عدوِ دین
حق کے معاندین پہ حجت تھا دوستو!
اللہ کا وہ بندہ تھا اللہ سے جا ملا

وہ فخر و ناز مسلکِ احناف چل بسا
فکر ابو حنیفہؒ کا وہ ترجمان تھا
جنگل میں کوئی شیر گرجتا ہے جس طرح
سب دم دبا کے بھاگتے تقلید کے عدو
جس سے بکھیرتا تھا وہ باطل کی دھجیاں
باطل ٹھہر سکا نہ کبھی اس کے سامنے
برسات میں برستی ہے باران جس طرح
دیتا مخالفین کو وہ چٹکیوں میں مات
سینہ نہیں تھا اس کا جواہر کی کان تھا
لیکن سخن تھا ایسا کہ حیران عقل تھی
ہم میں گیا ہے چھوڑ کے وہ سینکڑوں امین
نعمانؒ کی وہ زندہ کرامت تھا دوستو!
جنت مکین تھا اس لیے جنت میں جا بسا

صاحب خطباتؒ کے مختصر حالات

از مولانا محمد افضل صاحب دامت برکاتہم العالیہ
برادر اصغر حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

تمہید

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کچھ دوستوں کا اور چند ایک علماء کرام کا اصرار ہے کہ میں مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر بھائی ہونے کے ناطے کچھ تحریر کروں تا کہ اس نابغہ روزگار کی زندگی کے پوشیدہ گوشے عوام کے سامنے بے نقاب ہوں اور وہ ان کے حالات زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنا کر دنیا و عقبیٰ میں کامرانیوں سے ہمکنار ہوں۔ لیکن میں اپنی کم علمی اور نالائقی کے پیش نظر اپنے آپکو اس کام کے قابل نہیں سمجھتا۔ تاہم خطیب بے بدل مولانا عبدالکریم ندیم صاحب خان پوری کے شدید اصرار پر حسب استطاعت اس کام کو کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اگر اس سے کسی آدمی کو فائدہ پہنچے گا تو اس کا اجر مولانا عبدالکریم ندیم کو بھی ملے گا۔ بصورت دیگر تمام کوتاہیوں کا ذمہ دار یہ بندہ پر تقصیر ہوگا۔

پیدائش

میرے برادر بزرگ جناب مولانا محمد امین صفدرؒ 4 اپریل 1934 کو میاں ولی محمد کے ہاں ریاست بیکانیر ضلع گنگانگر میں پیدا ہوئے۔ ہمارا خاندان جالندھر شہر کی نواحی آبادی بستی غزاں کا رہائشی تھا۔ ہمارا تعلق آرائیں قوم سے ہے۔ اور ہمارا خاندانی پیشہ کئی پشتوں سے باغبانی تھا۔ ہمارے دادا جان میاں پیر محمد کی زرعی اراضی

علاوہ پور دھوگڑی ضلع جالندھر میں تھی۔ انہوں نے اپنی محنت شاقہ سے تین مربع زمین ریاست بیکانیر کے ضلع گنگانگر میں خریدی تھی اور اس زمین کو آباد کرنے کے لئے ہمارے والد صاحب کو وہاں بھیجا تھا۔ یہاں سکونت پذیر ہونے کے دوران برادر محترم کی پیدائش ہوئی۔ ہمارے دادا جان اور والد صاحب اس زمانہ کے پرائمری پاس' صوم وصلوۃ کے پابند بزرگ تھے۔ بھائی صاحب کی پیدائش سے قبل والد صاحب کے تین بیٹے اور ایک بیٹی صغرسنی میں ذخیرہ آخرت ہوگئے تھے۔ صرف پھوپھی کی بہن فاطمہ بی بی زندہ تھیں۔ والد صاحب ریاست بیکانیر جانے سے پہلے موجودہ ضلع فیصل آباد کے گاؤں چک نمبر 62 جھاراں میں دادا جان کے حکم سے بسلسلہ ملازمت باغبانی اقامت گزیں تھے کہ وہاں ایک عالم باعمل فاضل دیوبند مولانا سید شمس الحق شاہ صاحب تشریف لائے۔ وہ انگریز حکومت کے باغی تھے اور اس کے شر سے بچنے کیلئے روپوشی کی زندگی گزار رہے تھے۔ والد صاحب چونکہ دین سے محبت رکھنے والے تھے۔ اس لئے آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے اور انکی خدمت میں شب و روز مصروف ہوگئے۔ والد صاحب نے ایک دن مناسب موقع دیکھ کر حضرت سے التماس کی کہ حضرت جی میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نرینہ اولاد سے نوازے۔ کیونکہ میرے بچے صغرسنی میں فوت ہوجاتے ہیں۔ انہوں نے دعا فرمائی اور بشارت دی کہ ولی محمد خدا تعالیٰ تمہیں سات بیٹے دے گا اور سب کے سب صاحب اولاد ہوں گے۔ مزید فرمایا کہ اپنے پہلے بیٹے کو عالم دین بنانا۔ والد صاحب نے ان سے وعدہ کرلیا۔ جب بھائی صاحب پیدا ہوئے تو انہی بزرگ کے حکم سے ہی بھائی صاحب کا نام محمد امین رکھا گیا۔ اس خدا رسیدہ بزرگ کی پیش گوئی پوری ہوئی اور بھائی صاحب کے بعد والد صاحب کو خدا تعالیٰ نے مزید چھ بیٹے عطا کئے اور وہ سب کے سب صاحب اولاد ہوئے۔ اس وقت ہم پانچ بھائی زندہ ہیں۔ بھائی صاحب کی وفات سے ڈیڑھ سال پہلے مجھ سے بڑے ہمارے ایک بھائی میاں محمد اسلم صاحب جو رحیم یار خان میں اقامت پذیر تھے۔ قضائے الٰہی سے وفات پاگئے تھے۔ دعا ہے کہ ذات باری تعالیٰ ہمارے ان دونوں مرحوم بھائیوں کو غریق رحمت فرمائے۔

خاندانی حالات

ہمارے دادا جان میاں پیر محمد صاحب اور والد محترم میاں ولی محمد صاحب صوم وصلوۃ کے پابند اور دین سے محبت کرنے والے بزرگ تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ہمارے چچا جان میاں نور محمد اور میاں عبدالکریم دادا جان کے ہمراہ سابقہ ضلع لائل پور کے مختلف علاقوں میں قیام پذیر ہوگئے۔ آبائی زمین چونکہ دادا جان کے نام تھی اس لئے انہوں نے اپنی اولاد کی خواہش کے برعکس پاکستان آکر ہندوستان کی متروکہ زرعی زمین کے بدلے زرعی اراضی لیہ ضلع ڈیرہ غازیخان میں الاٹ کروالی اور خود چچا نور محمد کے پاس رجانہ کے نزدیک چک نمبر 336 گ ب میں رہائش پذیر ہوگئے۔

ہمارے والد ماجد پاکستان بننے کے بعد چک نمبر 55/2-L ضلع منٹگمری (حال ضلع اوکاڑہ) میں رہائش پذیر ہوگئے اور ذریعہ روزگار اپنے خاندانی پیشہ باغبانی کو بنایا اور اوکاڑہ کے نواح میں چند ایک باغات لگائے۔ بعد میں چک نمبر L-55/2 کے چوہدری غلام قادر قادیانی کی ملازمت اختیار کرلی۔ اسکی زمین میں باغ لگایا اور اس کے دیگر زرعی مربعوں کے مختار کار بنے۔

ہمارے والد صاحب کی حمیت دینی کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ آپ نے اٹھارہ سال تک ایک قادیانی کی ملازمت کی اور اس دوران اس کے گھر سے پانی کا گھونٹ تک پینا گوارا نہیں کیا۔ والد صاحب کو حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے والہانہ عقیدت تھی۔ اس لئے مجلس احرار اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ چوہدری غلام قادر قادیانی کبھی کبھی والد صاحب سے کہا کرتا تھا کہ میاں ولی محمد تم میرے سب سے بڑے دشمن ہو۔ والد صاحب پوچھتے چوہدری صاحب کیوں؟ تو وہ کہتا اس لئے کہ تم مجھے کافر کہتے ہو۔ والد صاحب بڑے اطمینان سے جواب دیتے کہ میں آپ کو اس لئے کافر کہتا ہوں کہ آپ واقعی کافر ہیں اور تمام مسلمان آپ لوگوں کو کافر ہی کہتے ہیں۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟ تو وہ لاجواب ہوکر خاموش ہوجاتا۔ بعض اوقات ترنگ میں آکر کہتا کہ میاں ولی محمد تم میرے بڑے مخلص سجن (دوست) ہو۔ والد

صاحب پوچھتے کیوں؟ تو وہ جواب دیتا اس لئے کہ تم میرے کام میں کسی قسم کی کوتاہی
اور بددیانتی نہیں کرتے ہو۔ والد صاحب فرماتے چودھری صاحب! یہ تو میرا فرض
ہے۔ آپ پر کوئی احسان نہیں۔ ہمارے گاؤں چک نمبر L-55/2 میں بڑے زمیندار
زیادہ تر قادیانی تھے۔ انہیں والد صاحب اور چودھری غلام قادر کا تعلق ایک آنکھ نہ
بھاتا۔ وہ وقتاً فوقتاً چودھری کے کان والد صاحب کے خلاف بھرتے رہتے اور والد
صاحب کو ملازمت سے نکالنے کیلئے اس پر زور دیتے رہتے۔ لیکن وہ ان کی بات ایک
کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا اور ان کی خواہش پوری نہ کرتا۔

دوسری جانب والد صاحب کی خوداری کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی چودھری
غلام قادر والد صاحب کو بلاتا (وہ اوکاڑہ شہر میں رہائش پذیر تھا) تو آپ حساب کتاب
کی کاپی جیب میں ڈالتے اور چودھری سے ملنے چلے جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ
میں ہر مرتبہ یہ فیصلہ کرکے جاتا ہوں کہ اگر چودھری نے کوئی بدتمیزی کی تو حساب کی
کاپی اس کے منہ پر دے ماروں گا اور ملازمت ترک کردوں گا۔ الغرض یہ تعلق اسی
طرح چل رہا تھا کہ بھائی صاحب نوجوان عالم بن گئے اور قادیانیوں سے مناظرے
شروع کردیئے اور قادیانی ہر مناظرہ میں شکست فاش سے دو چار ہوتے۔ اب
قادیانیوں نے چودھری غلام قادر کی شکایات مرزا بشیر الدین محمود تک پہنچانی شروع
کردیں کہ چودھری غلام قادر کے مالی کا بیٹا ہم سے مناظرے کرتا ہے اور ہمیں کافر
بتاتا ہے۔ اسکے باوجود چودھری اپنے مالی کو ملازمت سے برخواست نہیں کرتا۔ لیکن
چودھری غلام قادر ربوے کے دباؤ کو برداشت کرتا رہا اور کہتا کہ میاں ولی محمد میرا مختار
کار ملازم ہے۔ قادیانیوں کی مسجد کا امام نہیں کہ اسکو برطرف کردیا جائے۔

مرزا بشیر الدین محمود کی وفات کے بعد ادھر بھائی صاحب کے مناظرے تیز
ہوگئے۔ ادھر ربوے والوں کے دباؤ میں اضافہ ہوا تو ایک دن چودھری غلام قادر نے
والد صاحب کو بلایا اور کہا کہ میاں ولی محمد اب میری جماعت کا دباؤ میرے لئے حد
برداشت سے زیادہ ہوگیا ہے اسلئے مناسب ہے کہ اپنے بیٹے محمد امینؒ کو مناظروں سے
روک دو بصورت دیگر میں آپکو ملازمت سے جواب دے دوں گا۔ والد صاحب نے

یہ سن کر کہا کہ میں ابھی ملازمت سے استعفیٰ دیتا ہوں۔ لیکن اپنے بیٹے کو نیک کام سے
نہیں روکوں گا اور چودھری صاحب کی ملازمت تیاگ کر واپس آگئے۔ اب چودھری
صاحب نے باغ کی حفاظت کے لئے جو مالی رکھا وہ خوشامدی اور بزدل قسم کا تھا۔
گاؤں والوں نے دو سال کے اندر اندر باغ کو بطور ایندھن استعمال کیا اور اس کا ستیا
ناس کردیا۔ جو باغ چار ہزار روپے ٹھیکہ پر اٹھتا تھا۔ کوئی اس کا ہزار روپیہ دینے پر بھی
تیار نہ ہوا۔ اتنا مالی نقصان دیکھ کر چودھری صاحب حواس باختہ ہوکر والد صاحب کے
پاس آیا اور منت سماجت کرکے والد صاحب کو دوبارہ ملازمت پر آمادہ کرنے کی کوشش
کی۔ والد صاحب نے جواب دیا کہ کل پھر تمہاری جماعت تمہیں تنگ کرے گی۔
کیونکہ میرا بیٹا تو مناظرے کرتا ہی رہے گا۔ اس لئے میں تمہاری پیش کش کو قبول
کرنے سے قاصر ہوں۔ اس پر اس نے کہا میاں ولی محمد! اس سلسلہ میں میں جماعت
کی کوئی بات نہیں مانوں گا۔ میں اتنا مالی خسارہ برداشت نہیں کرسکتا۔ مزید برآں والد
صاحب کی تنخواہ اور سابقہ مراعات میں کافی اضافہ کرکے والد صاحب کو دوبارہ
ملازمت قبول کرنے پر آمادہ کرلیا۔ چودھری غلام قادر کی وفات تک والد صاحب اس
ملازمت پر قائم رہے۔ اس کی وفات کے بعد والد صاحب نے ملازمت سے استعفیٰ
دے دیا۔ چودھری صاحب کے بیٹے جو بڑی بڑی سرکاری ملازمتوں پر فائز تھے۔
انہوں نے والد صاحب کو بڑی منت سماجت اور ترغیب وتحریص کے ذریعے استعفیٰ
واپس لینے کو کہا۔ لیکن والد صاحب نے فرمایا کہ تمہارے باپ کے ساتھ تو میری بن
جاتی تھی۔ کیونکہ وہ میری تلخ باتوں کو برداشت کرلیتا تھا لیکن تم میں اتنا حوصلہ کہاں۔
اس لئے میں تمہاری ملازمت میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس کے بعد والد صاحب لیہ
والی زمین کو آباد کرنے کی نیت سے لیہ چلے گئے اور اس بنجر زمین کو چار پانچ سال
میں گل وگلزار بنادیا۔

والد صاحب کافی عرصہ سے دمہ کی مرض میں مبتلا تھے اور بہت کمزور ہوگئے
تھے۔ اس کے باوجود اپنا رزق اپنی محنت سے ہی پیدا کرتے تھے اور کسی بیٹے کا محتاج
ہونا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ ۱۹۷۶ء میں بیماری نے بہت زور پکڑا تو بیٹوں کے اصرار

پر بغرض علاج اوکاڑہ آگئے اور جون ۱۹۷۵ء کے آغاز میں چک نمبر 55/2-L میں وفات پائی۔ والد صاحب کا جنازہ گاؤں کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ کسی شاعر کا یہ شعر والد صاحب کی زندگی کے حسب حال ہے۔

وہ مردِ خدا مست نہ دولت تھی نہ لشکر
اس پر بھی یہ طرہ تھا کہ جھکتے تھے جہاندار

مولانا مرحوم کے تعلیمی مراحل

چونکہ مولانا مرحوم ایک عالم دین اور ولی اللہ کی دعاؤں کے طفیل منصۂ شہود پر آئے تھے اور ان کا نام بھی اس مرد قلندر نے ہی رکھا تھا' اس لئے مولانا بچپن سے ہی ذہین وفطین تھے۔ مولانا اپنی کلاس کے ذہین اور محنتی طلباء میں شمار ہوتے تھے۔ مولانا مجھ بندہ ناچیز سے تقریباً ساڑھے نو سال بڑے تھے۔ اس لئے ان کی ابتدائی تعلیم کا کوئی نقشہ میرے ذہن میں نہیں ہے۔ اتنا یاد پڑتا ہے کہ جب میں نے اسکول جانا شروع کیا تو مولانا میٹرک کا امتحان پاس کرچکے تھے۔ یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے۔ والد صاحب نے اسکول میں بھائی صاحب کو عربی کا مضمون رکھوایا تھا تاکہ دینی علوم کے حصول میں یہ مضمون ان کا مدو معاون ثابت ہو۔ بھائی صاحب نے ناظرہ قرآن مجید حافظ محمد رمضان صاحب سے پڑھا تھا جو کہ غیر مقلد تھے۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے سے غیر مقلدیت کے جراثیم بھائی میں سرایت کرگئے تھے۔ جب نویں جماعت میں ہوئے تو عربی پر دسترس حاصل کرنے کے لئے مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھنا شروع کردیں۔ یہ بھی ایک بہت بڑے غیر مقلد عالم تھے۔ ان کی صحبت میں رہ کر مولانا غیر مقلد بن گئے۔ جب والد صاحب سمجھانے کی کوشش کرتے تو اکھڑ غیر مقلدین کی طرح کوئی بات نہ سنتے۔ پھر والد صاحب نے بھائی صاحب کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنے دوست مولانا محمد حسین صاحبؒ کی خدمات حاصل کیں لیکن مولانا محمد حسین صاحبؒ کی بھی بھائی صاحب کی ذہانت و فطانت کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور انہیں راہ راست پر نہ لاسکے ۱۹۵۳ء میں مولانا ضیاء

الدین صاحبؒ اوکاڑوی کے مدرسہ جامعہ محمودیہ میں جو عید گاہ میں واقع تھا بطور مدرس حضرت مولانا عبدالقدیر صاحبؒ فاضل دیو بند اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحبؒ فاضل دیو بند کا تقرر ہوا۔ مولانا عبدالقدیر صاحبؒ کی محنت اور والد صاحب کی دعاؤں کے طفیل بھائی صاحب غیر مقلدیت سے تائب ہوکر جادۂ مستقیم پر گامزن ہوگئے اور پھر اپنی تعلیم کا سلسلہ ان دو حضرات کے ساتھ جوڑ لیا۔ ان دونوں بزرگوں نے جوہر قابل کو پہچانا اور اس کو نکھارنے میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ بھائی صاحب بھی ان اساتذہ کو رحمت خداوندی خیال کرتے ہوئے تن من دھن سے ان پر فدا ہوگئے۔ ان بزرگوں نے اس جوہر قابل کو چمکانے اور تربیت کرنے میں شب و روز صرف کردیئے۔

حضرت مولانا عبدالحنان صاحبؒ (دفین بقیع) آپ پر اتنے شفیق تھے کہ اپنی بیماری میں اور پیرانہ سالی کو درخور اعتنا نہ سمجھتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ امین! اگر آدھی رات کے وقت بھی میرے پاس پڑھنے کے لئے آ ؤ گے تو میرا دروازہ تمہارے لئے کھلا ہوگا۔ استاذ کی اس حوصلہ افزائی سے بھائی صاحب نے خوب فائدہ اٹھایا اور دو سال کی قلیل مدت میں کتب حدیث تک رسائی حاصل کرلی اور اساتذہ کے لئے باعث فخر بن گئے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالحنان صاحبؒ نے فرمایا امین عجیب آدمی ہے' ہم زمین کی باتیں کرتے ہیں تو یہ آسمان کی باتیں سناتا ہے اور حضرت مولانا ضیاء الدین سیوہارویؒ نے ایک مرتبہ اپنے چند دوستوں سے کہا کہ امین اتنا ذہین ہے کہ بعض اوقات مجھے احساس ہوتا ہے کہ یہ انور شاہؒ ثانی ہے۔

چونکہ بھائی صاحب ہم سب بھائیوں سے بڑے تھے۔ میٹرک کرنے کے بعد والد صاحب کی خواہش کے مطابق علم دین کے حصول میں شب و روز کوشاں رہتے تھے۔ ہم سب بھائی ابھی زیر تعلیم تھے اور گھر میں کمانے والے صرف والد صاحب تھے۔ ہمارے گھریلو اور تعلیمی اخراجات کا بار صرف والد صاحب اٹھاتے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں بھائی صاحب نے والد صاحب کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کیا اور والد صاحب کے مشورہ سے جے وی کلاس میں داخلہ لے لیا اور چنیوٹ چلے گئے۔ اس معاملہ کو بھائی

صاحب نے حضرت مولانا عبدالحنانؒ صاحب سے بھی مخفی رکھا' مبادا حضرت صاحب (مولانا عبدالحنانؒ صاحب کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا) داخلہ لینے سے منع فرمادیں۔ جب بھائی صاحب چند دن تک غیر حاضر رہے تو حضرت صاحبؒ کو تشویش ہوئی اور والد صاحب کو پیغام بھیج کر بلایا اور پوچھا کہ محمد امین آج کل کہاں رہتا ہے؟ پڑھنے کیوں نہیں آتا؟ والد صاحب نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ حضرت جی میں کثیر العیال آدمی ہوں اور اکیلا کمانے والا ہوں۔ اخراجات بڑھتے جارہے ہیں' اس لئے میں نے امین کو جے وی میں داخل کرادیا ہے۔ جے وی کرنے کے بعد واپس آجائے گا تو پھر آپ کے پاس ہی رہے گا۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میاں ولی محمد تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ تمہارے سات بیٹے ہیں۔ یہ ایک بیٹا تم مجھے دے دیتے تو دیکھتے میں اسے کیا بناتا۔ نیز پوچھا کہ جب محمد امین جے وی کرکے آئے گا تو اسے گورنمنٹ کتنی تنخواہ دے گی۔ والد صاحب نے کہا کہ اسے اسی (٨٠) روپے ماہانہ تنخواہ ملے گی۔ حضرت صاحب نے فرمایا ولی محمد تم نے بڑے گھاٹے کا سودا کیا ہے۔ اگر امین میرے پاس مزید دو سال پڑھ لیتا تو عربی مدارس والے اس کے پیچھے پیچھے پھرتے اور ٥٠٠ روپے سے زیادہ تنخواہ دیتے۔ لیکن والد صاحب نے بصد منت وزاری حضرت صاحب کو ناراض نہ ہونے دیا۔

ادھر چنیوٹ میں بھائی صاحب ٹریننگ اسکول کے تمام ساتھیوں کی دینی تربیت کرنے لگے اور وہاں امامت وخطابت کے فرائض بھی اپنے ذمہ لے لئے۔ ان دنوں مولانا منظور احمد چنیوٹی (مدظلہ العالی) بھرپور جوان تھے۔ بھائی صاحب فارغ وقت میں ان سے ملتے اور ان سے ہر ممکن استفادہ کی کوشش کرتے اور مولانا منظور احمد صاحب بھی بڑے بھائیوں کی طرح بھائی صاحب سے شفقت کا سلوک کرتے اور یہ تعلق تادم مرگ قائم رہا۔ بھائی صاحب جے وی کرنے کے بعد جب واپس آئے تو ستلج کاٹن ہائی اسکول میں بطور ان ٹرینڈ عربی ٹیچر اپنی ملازمت کا آغاز کیا اور ساتھ ساتھ فرق باطلہ کا تعاقب شروع کردیا۔ جن میں قادیانی' عیسائی' بدعتی اور غیر مقلدین خاص طور پر شامل تھے۔ اس دوران مولانا عبدالقدیرؒ اور حضرت صاحبؒ جامعہ محمودیہ

عیدگاہ چھوڑ کر جامعہ عثمانیہ گول چکر اوکاڑہ میں تشریف لے گئے۔ لیکن بھائی صاحب کا سلسلہ تلمذ ان کے ساتھ قائم رہا۔

١٩٥٥ء میں بندہ نے پرائمری کا امتحان پاس کیا تو والد صاحب نے مجھے جامعہ محمودیہ عیدگاہ میں داخل کرادیا۔ ان دنوں حضرت مولانا عبدالحمید سیتا پوریؒ اس مدرسہ میں بطور صدرالمدرسین تشریف لائے تھے۔ بھائی صاحب دن کو ستلج کاٹن ہائی اسکول میں ملازمت کرتے اور عصر کے بعد حضرت مولانا عبدالحمید صاحبؒ سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتب پڑھتے۔ جن میں "تحذیرالناس" اور "آب حیات" بھی شامل تھیں۔ مغرب کے بعد فارسی اور ابتدائی عربی کے طلباء کو چند ایک اسباق پڑھا دیتے۔ تاکہ حضرت مولانا عبدالحمید صاحبؒ کے کام میں معاونت ہوجائے اور ان کے کام کا بوجھ کم ہوجائے۔ علی الصبح اٹھتے اور گاؤں چلے جاتے اور نماز فجر گاؤں کی مسجد میں ادا کرتے اور بعد از نماز درس قرآن کریم دیتے' جس کے ذریعے تمام فرق باطلہ کا رد فرماتے۔ خصوصاً قادیانی فتنے کا بڑے مؤثر انداز میں اور بڑی حکمت سے تعاقب کرتے۔

میرے بھائی مرحوم نے اپنے گاؤں میں فی سبیل اللہ بیس سال تک درس قرآن دیا۔ گاؤں میں قادیانیت کو پھلنے پھولنے کا موقع نہ دیا۔ ہمارے گاؤں میں بچوں کے ناظرہ قرآن پاک پڑھانے کا بھی کوئی معقول بندوبست نہ تھا۔ گاؤں کے مسلمان بھی صرف دنیادار تھے۔ دین سے انکی دلچسپی نہ ہونے کے برابر تھی۔ جو ہماری مسجد کے امام تھے وہ نابینا حافظ تھے۔ ان کی اہلیہ فوت ہوچکی تھی اسلئے بچیوں کی تعلیم کا بھی کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں تھا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے والد صاحب نے ہماری والدہ سے کہا کہ گاؤں کے بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھادیا کرو۔ ثواب کا کام ہے۔ والد صاحب کی اس خواہش کو والدہ صاحبہ نے باحسن وجوہ پورا کیا اور گاؤں کی تین نسلیں (بحمداللہ) قرآن پاک پڑھنے کے سلسلہ میں والدہ صاحبہ کی شاگرد ہیں۔ پڑھنے والے بچوں کے ساتھ قادیانیوں کے بچے بھی آجاتے تھے اور والدہ صاحبہ انہیں بھی قرآن پاک پڑھادیتی تھیں۔ وہ قادیانی بچے بچیاں ہمارے گھر کے دینی ماحول

سے بہت متاثر ہوتے تھے اور ان میں سے بہت سے بچے بچیاں بڑے ہو کر مسلمان ہوگئے۔ اور انہوں نے قادیانیوں کے رشتوں کو ٹھکرا کر مسلمانوں میں شادیاں کیں۔ اس سلسلہ میں ہمارے مرحوم بھائی کی کوششیں باعث صد فخر تھیں۔ ایسے بچے بچیاں جب مسلمان ہوجاتے تو پھر بھائی صاحب انکی برادری کے مسلمان رشتہ داروں کو پورے پنجاب میں تلاش کر کے بڑی تگ و دو کے بعد ان کیلئے مناسب رشتے تلاش کر کے ان بچے بچیوں کی شادیوں کا مسئلہ حل فرما دیتے۔

قادیانیوں کے باثر اور صاحب ثروت ہونے کے باوجود ہمارے گاؤں میں آج تک کسی غریب مسلمان کا بچہ بچی بھی قادیانی نہیں ہوا۔ ہاں قادیانیوں کے کچھ بچے بچیاں ضرور مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ سب ہمارے مرحوم بھائی کے درس قرآن اور والدہ صاحبہ کی خدمت قرآن کی بدولت ہوا۔ (فللّٰہ الحمد)

ہماری والدہ صاحبہ بحمد للہ تاحال حیات ہیں[1]۔ ان کی عمر سو سال کے قریب ہے۔ اب نظر تقریباً ختم ہوچکی ہے اور بہت کمزور ہیں۔ اس کے باوجود ان کا کوئی روزہ کوئی نماز اب تک قضاء نہیں ہوئی۔ (فللّٰہ الحمد)

الغرض بھائی صاحب صبح درس قرآن دیتے۔ دن کو اسکول میں پڑھاتے۔ اسکول کے بعد حضرت مولانا عبدالحنانؒ اور حضرت مولانا عبدالحمید صاحب (حال شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور) سے تحصیل علم میں مصروف رہتے اور رات کے وقت چھوٹی کتابوں والے طلباء کو اسباق پڑھاتے تھے۔ اس زمانہ میں بندۂ خاکسار نے مولانا کے غیر مقلدین کے ساتھ مناظرے سنے اور انہیں کتابیں چھوڑ کر بھاگتے ہوئے بھی دیکھا۔ اوکاڑہ میں بریلوی حضرات نے جب ہمارے اکابر کے خلاف تقاریر شروع کیں تو میں نے وہ وقت بھی دیکھا جب بھائی صاحب کے ساتھ چند ایک نوجوان ہوتے اور آپ بریلویوں کے کذب و افتراء کا جواب ان کے محلوں اور گلیوں میں تقریر

---

(۱) حضرت اقدس کی رحلت کے تین ماہ بعد ۹ ذیقعدہ ان کی والدہ ماجدہ بھی قضاء وقدر کے فیصلہ کے تحت وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

کی صورت میں دیتے اور جہاں بریلویوں کے معتقدین کو بھائی صاحب کے ہاتھ پر تائب ہوتے دیکھا وہاں ان کی جانب سے بھائی صاحب اور ان کے ساتھیوں پر سنگ باری کے منظر کا بھی مشاہدہ کیا۔

الغرض مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کسی مدرسے میں نہیں پڑھا۔ میں ان کی غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء سے درس نظامی کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اور حدیث میں ان کے استاذ حضرت مولانا عبدالحنان صاحبؒ شاگرد رشید مولانا انور شاہ کاشمیریؒ (فاضل دیوبند اور دفین بقیع) ہیں۔

مولاناؒ محسود تھے

یہ ایک عجیب بات کہ بڑے آدمیوں سے ہمیشہ ان کے معاصرین نے حسد کیا ہے اور جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے اس کے حاسدین اور ناقدین بھی اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ ان کے حاسدین آج تک موجود ہیں۔ میرے بھائی کے حاسدین میں غیر تو شامل ہی ہیں اپنے بھی اس سلسلہ میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ (فالی اللہ المشتکی)

اس سلسلہ میں مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے اوکاڑہ کے ایک نوجوان عالم جن کے اوکاڑہ قدم جمانے میں میرے بھائی نے شب و روز صرف کر دیئے تھے' بصورت دیگر وہ اوکاڑہ چھوڑ کر بھاگنے کو تیار تھے۔ وہ بھائی صاحب کے معتقدین سے کہا کرتے تھے امین کو کیا آتا ہے؟' اسے مرزائیت اور عیسائیت تو میں نے پڑھائی ہے۔ وہ کوئی عالم تھوڑا ہے۔ تم خواہ مخواہ اسکے پیچھے لگے ہوئے ہو۔ حالانکہ مجھے اب تک یاد ہے کہ ان موصوف نے بھائی صاحب کے حاشیہ والی بائبل لے کر اپنی بائبل پر نشان لگائے تھے۔ جب بھائی صاحب کو ان باتوں کی خبر ہوتی اور کوئی ذکر کرتا کہ فلاں صاحب یوں کہتے ہیں تو آپ حسب عادت مسکرا کر خاموش ہوجاتے۔

ایک مرتبہ وہ نوجوان علماء جو کہ حضرت مولانا عبدالحمید صاحب کے شاگرد بھی تھے مولانا سے شکوہ کرنے لگے کہ حضرت ہم آپ کے شاگرد بھی ہیں اور ہم نے دورہ حدیث بھی فلاں مدرسہ سے کیا ہے اور امین نے کسی مدرسہ سے دورہ حدیث نہیں کیا' آپ اسے ہم پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس پر آپ کی شفقت ہمارے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ یہ باتیں سن کر مولانا خاموش رہے۔ جب انہوں نے پھر اپنی حق تلفی کا ذکر کیا اور اصرار کیا کہ آپ امین پر شفقت ومحبت ضائع نہ کریں۔ اس کے مستحق تو ہم ہیں تو مولانا نے جواب دیا ٹھیک ہے کہ امین نے تمہاری طرح کسی بڑے مدرسے سے دورہ حدیث نہیں کیا۔ لیکن اسے ''آب حیات'' (حضرت نانوتویؒ کی کتاب) آتی ہے۔ تم اس کا ایک صفحہ پڑھ کر مجھے سمجھا دو تو میں امین کو چھوڑ دوں گا۔ اس پر دونوں حضرات مبہوت ہوگئے اور مولانا سے ناراض ہو کر چلے گئے۔ یہ بندہ ناچیز آج اس بات کا برملا اعتراف کرتا ہے کہ ابتداء میں مجھے بھی مولانا مرحوم سے حسد ہوگیا تھا۔ لیکن میں اس کا برملا اظہار نہیں کرتا تھا۔ اس بات کو دل ہی میں رکھتا تھا اور مولانا کی مقبولیت عامہ کو بنظر حسد دیکھا کرتا تھا۔

میں نے دورہ حدیث ۱۹۶۳ء میں جامعہ خیر المدارس سے کیا تھا۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ' حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحبؒ مرحوم میرے دورہ حدیث کے اساتذہ میں شامل تھے۔ خاندانی ذہانت کا کچھ حصہ مجھے بھی ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ملا تھا۔ دورہ حدیث کے دوران بندہ ان طلباء میں شامل تھا جو عبارت پڑھا کرتے ہیں۔ حضرت علامہ کشمیری صاحبؒ مجھ پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت وفاق المدارس کی عمر صرف ایک سال تھی اور طلباء کے لئے وفاق کا امتحان دینا لازم نہ تھا۔ میں ان چند طلباء میں شامل تھا۔ جنہوں نے وفاق المدارس کا امتحان دیا تھا۔ یہ امتحان بندہ نے درجہ علیاء میں پاس کیا اور خیر المدارس کے ساتھیوں میں دوسرے نمبر پر رہا۔ ایک سال تک سید نیاز احمد شہید صاحبؒ کے مدرسہ جامعہ قادریہ تلمبہ میں بطور صدر المدرسین کام کیا اور حسامی تک کے اسباق پڑھائے۔ اس وقت حافظہ بھی خاصا قوی تھا۔ شیطان کے

بہکاوے میں آ کر میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگا تھا۔ میں بعض اوقات سوچتا کہ لوگ خواہ مخواہ بھائی امین صاحب کو اٹھائے پھرتے ہیں۔ حالانکہ وہ باضابطہ عالم بھی نہیں ہیں۔ میں لوگوں کی عقل پر ماتم کرتا کہ انہیں کھرے کھوٹے اور اصلی اور نقلی عالم میں تمیز ہی نہیں۔ خواہ مخواہ بھائی صاحب کو آسمان پر چڑھایا ہوا ہے چار پانچ سال تک یہ کیفیت رہی۔ لیکن اسکے اظہار کی جرأت کبھی نہ ہوئی۔ اسکے بعد میں جب علمی زندگی چھوڑ کر اسکول وکالج کی ملازمت شروع کردی اور دیکھا کہ میں تو بھائی صاحب کی طرح کا ہو ہی نہیں سکتا تو پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے جذبات حسد ختم کرکے وہاں جذبات رشک پیدا فرما دیئے۔ میں بارگاہ ایزدی میں دعائیں کرتا کہ خدایا مجھے بھی مولانا محمد امینؒ جیسا بنا دے اور مجھ سے بھی کچھ کام لے لے۔ لیکن اللہ کے ہاں میری یہ دعائیں بھی مستجاب نہ ہوئیں۔ بھرپور جوانی میں جب میری عمر بتیس سال تھی اور میں گورنمنٹ ڈگری کالج بورے والا میں بطور لیکچرر کام کر رہا تھا تو مجھے شوگر جیسی نامراد بیماری نے دبوچ لیا اور آہستہ آہستہ حافظہ اور یادداشت متاثر ہوتی رہی اور مولوی امینؒ جیسا بننے کی خواہش بھی دم توڑ گئی اور بفضل خدا اپنی نالائقی کا احساس بھی ہوگیا۔ پھر میں اپنے بھائی پر فخر کرنے لگا کہ میں مولانا محمد امینؒ جیسے یگانہ روزگار کا برادر عزیز ہوں۔ الغرض بھائی صاحب کے بارے میں مجھ پر تین دور گزرے ہیں۔ پہلا دور بھائی صاحب سے حسد کرنے کا تھا دوسرا دور بھائی صاحب پر رشک کرنے کا تھا اور تیسرا دور بھائی پر فخر کرنے کا تھا۔ اور اب بھائی صاحب پر فخر کرنا ہی سرمایہ حیات ہے اور انشاء اللہ العزیز ذریعہ نجات بھی ہوگا۔

اصلاحی تعلق

جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ میرے بھائی کچھ دیر غیر مقلد رہے۔ غیر مقلدیت سے تائب ہونے کے بعد بھی پیری مریدی اور بیعت مرشد کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اگر کوئی بیعت ہونے کی ترغیب دیتا تو اس کا مذاق اڑاتے۔ ایک مرتبہ اپنی بیعت ہونے کا واقعہ خود سنایا۔ فرمایا کہ میں ان دنوں عیدگاہ میں مولانا مفتی

عبدالحمید صاحب کے پاس استفادہ کے لئے جایا کرتا تھا۔ یہ ۱۹۵۶ء کی بات ہے۔
ایک دن ایک بزرگ حضرت مولانا بشیر احمد پسروریؒ وہاں تشریف لائے۔ سب طلباء
ان سے مصافحہ کرنے کے لئے امڈ آئے۔ میں بھی مصافحہ کرنے والے طلباء میں شامل
ہوگیا۔ تمام ساتھی مصافحہ کرکے واپس چلے گئے۔ جب میں نے حضرت سے مصافحہ کیا
تو حضرت نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرما کر بائیں ہاتھ سے پکڑ کر مجھے اپنے پاس
بٹھالیا۔ جب تمام طلباء مصافحہ سے فارغ ہوکر چلے گئے تو میری طرف متوجہ ہوئے نام
پوچھا اور فرمایا یہ (بھائی صاحب) شخص ایک بہت بڑے علاقے کو سنبھال سکتا ہے اور
مجھے بار بار بیعت ہونے کی ترغیب دی۔ میں جواب میں کہتا کہ بیعت کونسی ضروری چیز
ہے، لیکن حضرت کا اصرار بڑھتا رہا کہ تم ضرور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ
علیہ سے بیعت ہوجاؤ۔ مولانا کے شدید اصرار پر میں نے بیعت ہونے کا وعدہ تو کرلیا
لیکن پھر اسے بھول گیا۔

ایک دن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا رسالہ خدام الدین پڑھ رہا تھا۔
وہاں حضرت نے اداریہ میں ظاہری اور باطنی آنکھوں کا تذکرہ فرمایا تھا اور لکھا تھا کہ
جب آدمی کی دل کی آنکھ کھل جاتی ہے تو وہ حلال وحرام میں تمیز کرسکتا ہے اور اگر کسی
قبر کے پاس سے گزرے تو اس پر صاحب قبر کے احوال منکشف ہوجاتے ہیں۔ فرمایا
میں ان دنوں کمیٹی کے اسکول واقع کمپنی باغ اوکاڑہ میں مدرس تھا۔ ابھی میں حضرت
لاہوریؒ کے مذکورہ بالا دعویٰ پر غور ہی کررہا تھا کہ ایک استاد جن کا نام رشید صاحب تھا
تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں پانچ روپے کا نوٹ تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ یہ
حرام کے پیسے ہیں۔ اگر کسی نے لینے ہیں تو لے لے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ
نوٹ مجھے دے دو اس نے کہا یہ تو حرام کا مال ہے۔ تم اسے کیا کروگے۔ میں نے بتایا
کہ میں حضرت لاہوریؒ کا امتحان لینا چاہتا ہوں کہ آیا وہ حرام وحلال میں تمیز کرتے
ہیں یا صرف دعویٰ ہی فرماتے ہیں۔ اس سلسلہ میں تین چار استاد اور بھی میرے ساتھ
شامل ہوگئے۔ ہم نے ایک ایک روپیہ اپنی جیب سے نکالا۔ کچھ پھل حلال کے پیسوں
کے خریدے اور کچھ حرام کے پیسوں سے اور حلال وحرام والے لفافوں پر نظر رکھی اور

ساتھیوں کے ساتھ عازم لاہور ہوگیا۔ جب حضرت سے ملنے کی باری آئی تو ہم نے
وہ پھلوں کے لفافے حضرت کے سامنے پیش کئے۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ہم
نے کہا حضرت ہدیہ ہے اسے قبول فرمالیں۔ آپ نے ناراض ہوکر فرمایا ہدیہ ہے یا
امتحان لینے آئے ہو؟ ان پھلوں میں سے حرام وحلال علیحدہ علیحدہ کرکے رکھ دیا۔ ہم
سب ساتھی بہت حیران ہوئے اور حضرت لاہوریؒ سے درخواست کی کہ ہمیں بیعت
فرمالیں۔ تو آپ نے فرمایا تم امتحان لینے آئے تھے تو وہ ہوگیا۔ جب بیعت کی نیت
سے آؤ گے تو بیعت کرلیں گے۔ ہم سب ساتھی اسٹیشن پر پہنچے تاکہ بذریعہ ریل اوکاڑہ
واپس جائیں۔ لیکن میرے دل میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔ باقی ساتھی تو چلے گئے لیکن
میں نے ٹکٹ واپس کردیا اور رات گزارنے کے لئے اپنے ہم زلف کے پاس شاہدرہ
چلا گیا۔ تمام رات بے چین رہا۔ علی الصبح اٹھا اور نماز فجر شیرانوالہ آکر پڑھی۔ بعد از
نماز حضرت لاہوریؒ کا درس سنا۔ جب حضرتؒ درس سے فارغ ہوئے تو ان سے
بیعت کی درخواست کی تو مسکرائے اور فرمایا اب تم بیعت کی نیت سے آئے ہو۔ اس
لئے بیعت کرلیتا ہوں۔ بیعت کے بعد حضرت نے کچھ اوراد بتائے اور میں واپس
اوکاڑہ آگیا۔

جب میری بیعت کی خبر حضرت مولانا بشیر احمد پسروری رحمۃ اللہ علیہ کو ملی تو
بہت خوش ہوئے اور حضرت لاہوریؒ سے میرا تعارف اس معنی میں کرایا کہ محمد امین
عیسائیت اور قادیانیت پر بہت گہری نظر رکھتا ہے۔ حضرت لاہوریؒ کو جب اس کا علم
ہوا تو بہت خوش ہوئے اور انجیل برنباس پر مقدمہ لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت کی تعمیل
کرتے ہوئے میں نے پچاس صفحات پر مشتمل ایک مقدمہ لکھا۔ جس میں بائبل کے
حوالہ جات سے ثابت کیا کہ انجیل برنباس اناجیل اربعہ سے زیادہ صحیح ہے اور برنباس
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مخلص حواری تھا۔ اس انجیل میں اب تک حضور اکرم ﷺ کے
ذاتی نام ''احمد'' اور ''محمد'' موجود ہیں۔ جب حضرت لاہوریؒ نے یہ مقدمہ پڑھا تو
بھائی صاحب کی قوت استدلال سے متاثر ہوئے اور بھائی صاحب پر شفقتوں اور
نوازشوں کی بارش کردی۔ بھائی صاحب پر حضرت لاہوریؒ کی شفقت ومحبت کے ایک

دو واقعات نظر قارئین ہیں۔ جن سے اندازہ ہوگا کہ بھائی صاحب صرف خانہ پری کرنے والے مرید نہیں تھے بلکہ حضرت لاہوریؒ کی محبت و شفقت اور توجہات خاصہ کے مہبط بھی رہے ہیں۔

☆ بھائی صاحب نے بتایا کہ میں ہر ماہ میں ایک مرتبہ حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں ضرور حاضری دیتا تھا اور حضرت کی محبت و شفقت سے بہرہ اندوز ہوتا تھا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں لاہور گیا تو سوچا کہ اپنے لئے فتح القدیر خرید کر لاؤں۔ حضرت لاہوریؒ سے ملاقات ہوئی تو میں نے فتح القدیر خریدنے کا ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا ابھی فتح القدیر نہ خریدو۔ اس کی بجائے احیاء العلوم خرید لو۔ لیکن میرا دل فتح القدیر میں اٹکا ہوا تھا۔ میں نے حضرت لاہوریؒ سے کہا جیسا آپ کا حکم ہوگا وہی کروں گا لیکن دل میں سوچا کہ جاتا ہوا فتح القدیر ہی خریدوں گا۔ حضرت کو کونسا پتہ چلے گا؟ ابھی میں یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی جاؤ اور اردو بازار سے احیاء العلوم خرید کر لے آؤ میں نے پھر عرض کیا کہ حضرت واپس جاتا ہوا خرید لوں گا۔ لیکن حضرت نے فرمایا نہیں۔ ابھی جاؤ اور کتاب خرید کر میرے پاس لاؤ اتنے روپوں میں آئے گی اور تمہارے پاس اتنے روپے تو موجود ہی ہیں۔ ہاں اوکاڑہ کا کرایہ میں اپنے پاس سے تمہیں دیتا ہوں۔ اور زبردستی اوکاڑہ کا کرایہ جو غالباً دواڑھائی روپے کے قریب تھا' میرے رومال میں باندھ دیا۔ اب مجھے مجبوراً اردو بازار جانا پڑا۔ حضرت نے احیاء العلوم کی جو قیمت بتائی اتنے میں ہی مل گئی اور میں اس کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ کتاب حضرت نے اپنی گود میں رکھی اور مسائل والی جلدیں اٹھا کر ایک طرف رکھ دیں کہ ان کے پڑھنے کی تمہیں ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم حنفی ہیں اور مسائل میں ہمارا امام غزالیؒ سے اختلاف ہوسکتا ہے۔ پھر تیسری چوتھی جلد اٹھائی جو فضائل پر مشتمل ہے۔ فرمایا ان جلدوں کو ضرور پڑھ لینا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ گھر آ کر میں نے حضرت کے حکم کے مطابق احیاء العلوم کا مطالعہ شروع کردیا۔ جب بات مہلکات اور منجیات تک پہنچی تو میں انہیں پڑھ کر بہت متاثر ہوا۔ مہلکات کے باب میں مناظرہ کرنے کے نقصانات کا تذکرہ بھی تھا کہ اس سے بندہ میں تکبر وغرور

پیدا ہوجاتا ہے۔ اور بعض اوقات صرف جیتنے کی غرض سے مناظر آدمی قرآن وسنت کے صحیح مطالب کی جان بوجھ کر غلط تاویلات کرتا ہے۔ اس سے سوائے ایمانی تباہی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ الغرض امام غزالیؒ نے مناظرے کے مفاسد الم نشرح کردیئے تھے۔ فرمایا میں نے سمجھا کہ حضرت نے غالباً مجھے یہ کتاب اسی لئے پڑھنے کا حکم دیا تھا تاکہ میں مناظرے کرنا چھوڑ دوں۔ چنانچہ میں نے اس دن سے مناظرہ نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا' بلکہ فرق باطلہ سے مناظرہ کرنے کے لئے میں نے اپنے لئے جو نوٹس تیار کئے ہوئے تھے وہ بھی سب کے سب جلادیئے۔ ان حالات میں ایک دن کشمیر بک ڈپو کے مالک عبدالمجید بٹ صاحب تشریف لائے اور ایک قادیانی مربی سے مناظرہ کرنے کو کہا تو میں نے انکار کردیا اور کہا کہ میں اب کبھی مناظرہ نہیں کروں گا۔ چونکہ عبدالمجید صاحب قادیانی کو چیلنج دے کر آئے تھے کہ ٹھہر ہم تمہاری خبر لیتے ہیں۔ اب بھائی صاحب کے انکار پر ان کی حوصلہ شکنی ہوئی تو انہوں نے حضرت لاہوریؒ کو غصہ سے بھرپور ایک خط لکھا جس میں یہ تک لکھ دیا کہ اوکاڑہ میں محمد امین ہی ایک آدمی تھا جو مرزائیوں اور عیسائیوں کا منہ بند کرسکتا تھا۔ آپ نے اس کو مناظرہ سے منع کر کے ہمیں ذلیل و رسوا کرایا ہے۔ آپ کا مرید بننے سے بہتر تھا کہ وہ بے مرشد ہی رہتا۔ آپ نے اسے بگاڑ دیا وغیرہ وغیرہ۔ بھائی صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے پروگرام کے مطابق حضرت لاہوریؒ کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوا تو دوران ملاقات حضرت لاہوری نے عبدالمجید بٹ صاحب کا خط میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے پڑھنے کے بعد عرض کی کہ حضرت میں تو یہ سمجھا تھا کہ آپ نے مجھے احیاء العلوم کا مطالعہ کرنے کی ترغیب اس لئے دی تھی تاکہ میں مناظرے بازی سے باز آجاؤں۔ حضرت نے فرمایا اگر تمہیں مناظرہ سے منع کرنا ہوتا تو میں زبانی کہہ دیتا۔ میرے مشورہ کے بغیر ترک مناظرہ کا جو فیصلہ تم نے کیا ہے صحیح نہیں ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے بنایا ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تم سے کام لینا چاہتا ہے۔ میری دعائیں تیرے شامل حال ہیں۔ ان شاء اللہ مناظروں والی بیماریاں یعنی تکبر وغیرہ سے تم بچے رہو گے۔ پھر فرمایا بہت جلد باز ہو' بغیر مشورہ کے اتنے بڑے

فیصلے کرلیتے ہو۔ آئندہ محتاط رہا کرو۔ میں نے وعدہ کیا تو فرمایا اچھا چلو مناظرہ نہ کرنے والی بات تو ٹھیک ہوسکتی تھی۔ لیکن تم نے اتنے قیمتی نوٹس کیوں جلا دیئے۔ میں یہ بات سن کر حیران رہ گیا۔ کیونکہ میرے نوٹس جلانے کا علم صرف مجھے ہی تھا اور خط میں بھی اس قسم کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد مجھے مناظرہ کرتے وقت کبھی بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی تھی اور میں محسوس کرتا تھا کہ حضرت لاہوریؒ کی توجہ میری پشتی بان ہے۔

☆ ایک مرتبہ بھائی صاحب نے بتایا کہ حضرت لاہوریؒ سے جب ملنے گیا تو آپ نے خوش ہوکر دس روپے کا نوٹ مجھے عطا کیا۔ جب میں نے لینے سے انکار کیا تو فرمایا کہ پیروں کو ہدایہ ملتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی مرشد کو بھی اچھے مرید کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہیے۔ یہ ہدیہ ہے۔ اس کو قبول کرلو۔ اور یہ بات اتنی لجاجت سے کہی کہ مجھے قبول کرتے ہی بن پڑی۔

☆ بھائی صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ جب میں حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت مجھے علیحدہ کمرے میں لے گئے اور قیمتی نصائح سے مجھے نوازنے لگے۔ کچھ باتیں ایسی کیں کہ کئی مرتبہ مجھ پر رقت طاری ہوئی اور میں رونے لگا۔ حضرت پھر تسلی دیتے اور مزید نصیحتیں فرمانے لگتے۔ پھر فرمایا محمد امین! شاید اس کے بعد ملاقات نہ ہو اس لئے میری باتوں کو پلے باندھ لو۔ میں رونے لگا تو حضرت نے فرمایا امین! شاید تم کو میرا جنازہ بھی نصیب نہ ہو' اس لئے اس ملاقات کو آخری سمجھو۔ میں نے عرض کی حضرت انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔ آپ اتنے زیادہ بیمار تو نہیں ہیں کہ میں مایوس ہوجاؤں' اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور شفائے کاملہ سے نوازیں گے۔ اس پر حضرت مسکرائے اور فرمایا فیصلے اللہ کے ہاں ہوتے ہیں۔ تم اور میں فیصلہ کرنے والے نہیں۔ بھائی صاحب نے فرمایا اس کے بعد میں حضرت سے اجازت لے کر بادل نخواستہ اوکاڑہ آگیا۔ اپنے پروگرام کے مطابق جس دن مجھے لاہور جانا تھا' محکمہ تعلیم والوں نے کہا کہ اس دن تک تمام اساتذہ اپنے میڈیکل فٹنس کے سرٹیفکیٹ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر منٹگمری (ساہیوال) سے بنوا کر دفتر میں جمع کروائیں۔ چنانچہ ان حالات میں

لاہور کا پروگرام ملتوی کرکے میں چند رفقائے کار کے ساتھ عازم منٹگمری ہوگیا۔ وہاں پر مختلف ٹیسٹوں اور دفتری کاروائیوں میں کافی دیر ہوگئی جب سرٹیفکیٹس ہمیں ملے تو ظہر کا وقت ہوگیا تھا۔ میں نے سوچا کہ ظہر کی نماز جامعہ رشیدیہ میں جاکر پڑھتے ہیں' وہاں علماء کرام سے ملاقات بھی ہوجائے گی۔ فرمایا جب میں جامعہ رشیدیہ پہنچا تو مدرسہ خالی خالی اور ویران نظر آیا۔ چند چھوٹے چھوٹے طلباء سے ملاقات ہوئی ان سے پوچھا کہ حضرات علماء کرام کہاں ہیں؟ تو انہوں نے بڑی حیرت سے مجھے دیکھا اور کہا آپ کو اتنا علم بھی نہیں کہ حضرت لاہوریؒ وصال فرما گئے ہیں۔ ظہر کے بعد ان کا جنازہ ہے۔ تمام حضرات علماء کرام اور بڑے طلباء ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے لاہور گئے ہوئے ہیں۔ فرمایا یہ باتیں سن کر مجھ پر سکتہ ہوگیا اور مجھے حضرت کی آخری ملاقات والی باتیں یاد آئیں اور میں رونے کے سوا کچھ نہ کرسکا۔ اور اس بات پر یقین کامل ہوگیا کہ "قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید" خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد امین صفدرؒ کو یہ مقام و مرتبہ اگر ملا تو یہ ان کے اساتذہ کرام کی دعاؤں اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور دیگر بزرگان دین کی توجہات کا صدقہ تھا۔ بصورت دیگر اگر انہیں کامل اساتذہ اور بزرگان دین کی توجہ حاصل نہ ہوتی تو اتنا ذہین آدمی ہمارے لئے ایک مستقل فتنہ کا روپ دھار کر کم از کم پرویز اور مودودی جیسا ضرور بن جاتا۔ لیکن بزرگان دین کی توجہات کی وجہ سے تحقیقی ذہن رکھنے کے باوجود آپ نے کبھی اپنی تحقیق کی بیخ نہیں لگائی۔ علماء دیوبند کے مسلک کی وضاحت ہی فرمائی۔ اپنی تحقیق سے کوئی نئی بات پیدا کرنے کی کوشش نہ کی۔ علمائے کرام اور بزرگان دین کی دعاؤں اور توجہات خاصہ کے ایک دو واقعات عرض کرتا ہوں۔

(۱) آج سے تقریباً بیس بائیس سال پہلے کی بات ہے۔ میں ان دنوں گورنمنٹ کالج بورے والا میں پڑھاتا تھا۔ کالج سے واپس آیا اور نماز ظہر پڑھنے کے لئے مدرسہ عربیہ اسلامیہ گیا تو پتہ چلا کہ میرے استاذ محترم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ رائے پوری شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ تشریف فرما ہیں۔ نماز سے فارغ ہوکر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ایک کمرے میں آرام کی غرض سے لیٹے ہوئے تھے۔

میں ان کی ٹانگیں دبانے لگا۔ باتوں کا سلسلہ چل نکلا تو حضرت نے اچانک پوچھا آپ کے بھائی مولوی محمد امین صاحب کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی حضرت آپ کی دعاؤں سے بخیریت ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہماری دلی دعائیں تو ہر وقت انکے شامل حال ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہم نے بھی ان غیر مقلدین سے بہت مناظرے کئے لیکن یہ مانتے نہیں تھے۔ اب تمہارے بھائی نے ان کو ماننے پر مجبور کر دیا ہے۔ مجھے حضرت کی یہ باتیں سن کر شرم سی آرہی تھی کہ اتنا بڑا آدمی کس انداز میں اپنے سے چھوٹے کو بڑا بنا رہا ہے۔ یہی ہمارے اکابر کی شان تھی۔

(۲) تقریباً بیس سال پہلے کا ایک واقعہ یاد آرہا ہے۔ بندہ ایک دن مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں گیا تو پتہ چلا کہ مولانا عبدالمجید صاحب شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑپکا تشریف فرما ہیں۔ میں دفتر میں ان سے ملنے کی غرض سے حاضر ہوا تو بڑی خندہ پیشانی سے ملے اور بھائی صاحب کا حال احوال پوچھنے لگے۔ پھر اچانک فرمانے لگے کہ تمہارے بھائی کو اللہ تعالیٰ نے اتنا کچھ دیا ہے کہ بعض اوقات ہم حیران رہ جاتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا اس سال میں نے ماہ رمضان کراچی میں گزارا۔ مولانا محمد امینؒ کراچی میں علماء وطلباء کو پڑھا رہے تھے۔ میں نے مولانا کے تمام اسباق بالاستیعاب سنے ہیں۔ اگر کسی دن کسی ناگزیر وجہ سے میں درس میں شامل نہ ہوسکتا تو میں اپنے کسی شاگرد سے کہہ دیتا کہ مولانا کا سبق نوٹ کرلے۔ واپس آکر میں اس سبق کو پڑھ لیتا۔ ابھی میں حضرت کی یہ باتیں سن کر کچھ خجالت سی محسوس کر رہا تھا کہ حضرت مولانا نے فرمایا ''افضل بھائی مجھے حدیث کی کتابیں پڑھاتے بیس سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ بعض اوقات مولانا محمد امینؒ کسی حدیث سے جو نکات و مسائل نکال کر پیش کرتے ہیں تو میں دنگ رہ جاتا ہوں کہ یہ بات ہماری سمجھ میں کیوں نہیں آئی۔ فرمایا مولانا کی بہت سے باتیں تو الہامی معلوم ہوتی ہیں۔'' الغرض مولانا محمد امین صفدرؒ کو بے استاذ اور بے مرشد کہنے والوں کو جان لینا چاہئے کہ اپنے اساتذہ سے اور بزرگان دین سے جس طرح کا فیض انہوں نے حاصل کیا وہ ناقدین حضرات کے بس کی بات نہ تھی۔ انہیں بزرگوں کے ادب واحترام اور خدمت نے انہیں وہ بلند مقام

عطا کیا جسکی طرف دیکھنے سے حاسدین کی ٹوپیاں گر جاتی تھیں۔

؎ ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت لاہوریؒ کے بعد

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے وصال کے بعد بھائی صاحب کے قلق و اضطراب میں بہت اضافہ ہوگیا۔ تجدید بیعت کی خاطر اپنے مرشد زادے حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحبؒ کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضر ہوئے۔ لیکن آپ احسن طریقہ سے ٹال دیتے اور فرماتے کہ حضرت آپ کا تعلق ابا جان سے تھا۔ اسے قائم رکھیں۔ آپ کو تجدید بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ بھائی صاحب نے اپنا اصرار جاری رکھا تو ایک دن مولانا عبید اللہ انورؒ نے فرمایا کہا اگر آپ نے ضرور بیعت ہی کرنی ہے تو میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والوں کی بیعت کرلیں' کیونکہ ان کا مقام بہت بلند ہے۔ وہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے مجاز ہیں اور ابا جان (حضرت لاہوریؒ) کے بھی بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحبؒ کے اس صائب مشورہ پر آپ نے فوراً عمل کیا اور چکوال جا کر حضرت قاضی صاحب کے ہاتھ پر تجدید بیعت کرلی۔ حضرت قاضی صاحب نے بھائی صاحب کی اصلاح باطنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور دونوں میں پیار ومحبت اور الفت کے گہرے تعلقات قائم ہوگئے جو بھائی صاحب کی وفات تک قائم رہے۔ حضرت قاضی صاحب کے ہر حکم کو بجا لانا آپ باعث سعادت سمجھتے تھے۔ سال میں ایک دو مرتبہ تبلیغی جلسوں اور تربیتی اجتماعات میں حضرت صاحب بھائی صاحب کو بالالتزام بلایا کرتے تھے۔

تعلیمی وتبلیغی خدمات

بھائی صاحب نے ستلج کاٹن ہائی اسکول سے بطور اَن ٹرینڈ عربی ٹیچر اپنی

ملازمت کا آغاز کیا تھا۔ آپ نے او ٹی کا کورس نہیں کیا تھا بلکہ جے۔ وی ٹیچر تھے۔ میونسپل کمیٹی اوکاڑہ میں ایک جگہ خالی ہوئی تو آپ نے بطور جے وی ٹیچر وہاں اپنی خدمات پیش کردیں اور کمیٹی کے ملازم ہوگئے۔ آپ اپنی اس ملازمت کے دوران دینی و تعلیمی خدمات سے کبھی غافل نہ ہوئے۔ گاؤں میں ہر روز صبح کے وقت درس قرآن دیتے۔ اسکول سے چھٹی کے بعد مختلف دینی مدارس میں جاکر وہاں طلبا کو فرق باطلہ کی تردید اور احقاق حق کی ٹریننگ دیتے۔ وقتاً فوقتاً عوامی اجتماعات سے بھی خطاب فرماتے۔

بزرگوں کی دعاؤں اور شیوخ کی نظرِکرم سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت عامہ سے نوازا تھا۔ مشکل سے مشکل دینی مسائل آپ عوام کے ذہنوں میں جاگزیں کرنے کا ملکہ رکھتے تھے۔ جہاں علماء کے ساتھ علمی انداز اپناتے وہاں عوام کے ساتھ سادہ طرز گفتگو کا انداز اپناتے۔ آپ کی قبولیت عامہ کا خطہ دن بدن وسیع ہوتا گیا اور پنجاب کی سرحدوں سے نکل کر پورے پاکستان میں پھیل گیا۔ آپ کا رمضان المبارک اکثر کراچی اور سندھ کے دوسرے شہروں میں گزرنے لگا۔ آپ اگر دس دن ایک مدرسہ میں علماء اور منتہی طلباء کو مناظرہ پڑھاتے تو اگلے پندرہ دن کسی اور جگہ یہ علمی محفل جمتی۔ ایک وقت ایسا آیا کہ آپ نے دیگر فرق باطلہ کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کا تعاقب کرنا شروع کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ تمام فتنوں کی بنیاد عدم تقلید اور خودرائی ہے۔ اصل دین وہی دین ہے جو صحابہؓ کی وساطت سے نسلاً بعد نسل ہم تک پہنچا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ غیر مقلدیت ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ باقی تمام فتنے اسی سے نکلے ہیں۔ آدمی غیر مقلد ہونے کے بعد کسی وقت بھی منکر حدیث، قادیانی، چکڑالوی، بہائی اور رافضی ہوسکتا ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں شب و روز محنت کی اور آج یہ بات دیوبندی کہلانے والے علماء و طلباء پر واضح ہوچکی ہے کہ مولانا محمد امین صفدرؒ صحیح فرماتے تھے اور تمام فتن حاضرہ کی جڑ بزرگانِ دین اور سلف صالحین کو چھوڑ کر اپنی رائے پر اصرار کرنا ہی ہے۔ مولانا کے طرز استدلال اور قوت گرفت کے سامنے بڑے بڑے مخالفین نہیں ٹھہرتے تھے۔ آپ کی

ان خوبیوں کو دیکھ کر اکثر علماء فرماتے کہ امین بھائی اسکول چھوڑ کر کوئی مدرسہ قائم کرلو۔ کیوں اپنا وقت اسکول میں ضائع کرتے ہو۔ آپ جواب میں فرماتے کہ بھائی مدرسہ تو میں بنالوں گا لیکن چندہ کون مانگے گا۔ چندہ مانگنا میرے بس کا روگ نہیں۔ ایک مرتبہ جامعہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ نے باصرار مطالبہ کیا کہ اب آپ اسکول کی نوکری چھوڑ کر میرے مدرسہ میں آجائیں۔ اب میں آپ کا کوئی عذر نہیں سنوں گا۔ مولانا کی آہ میں ایسا اثر تھا کہ بھائی صاحب نے نوکری چھوڑ دی اور عازم کراچی ہوگئے۔

وہاں پر بھائی صاحب کو شعبہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد کا مدیر اعلیٰ بنا دیا گیا۔ وہاں آپ نے طلباء، علماء اور عوام میں بہت کام کیا اور نئے نئے فتنوں کا خوب مقابلہ کیا۔ دارالعلوم بنوری ٹاؤن کی لائبریری سے آپ کو عشق تھا۔ کراچی کی آب و ہوا مزاج کے مطابق نہیں تھی۔ اکثر و بیشتر بیمار رہنے لگے۔ ایک مرتبہ جنوبی افریقہ کے دورہ پر گئے۔ واپسی پر عمرہ بھی کیا۔ جنوبی افریقہ کے علماء نے آپ سے درخواست کی کہ ہمارے پاس آجاؤ چھ ماہ یہاں رہنا چھ ماہ پاکستان۔ تنخواہ سال کی ملے گی۔ دیگر مراعات بھی دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک بنوری ٹاؤن کراچی کے مدرسہ کا کتب خانہ کھنگال نہ لوں گا کہیں اور نہیں جاؤں گا۔ اور اس قسم کی تمام پیشکشوں کو مسترد کردیا۔ اور بیماری کے باوجود دارالعلوم بنوری ٹاؤن کو نہ چھوڑا۔ جب حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ کا وصال ہوگیا تو آپ کا دل ٹوٹ گیا اور اپنی بیماری کا عذر پیش کر کے وہاں کام کرنے سے معذرت کرلی۔ گھر واپس آئے تو بہت سے مدارس کی جانب سے آپ کو پیشکشیں ہوئیں۔ لیکن آپ نے حضرت محمد مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ مرحوم کے نبیرہ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری کی دعوت قبول کرکے مدرسہ خیر المدارس ملتان میں شعبہ الدعوۃ والارشاد کی صدرنشینی قبول فرمالی۔ ماہنامہ ''الخیر'' ہر شمارہ میں بھائی صاحب کا کوئی نہ کوئی مضمون ضرور شائع ہوتا جس سے علماء کے ساتھ عوام کو بہت فائدہ پہنچا اور ''الخیر'' کی اشاعت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ آپ اپنے وصال تک خیر المدارس میں ہی دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

وفات

علمائے حرمین شریفین کے اصرار پر اس سال رمضان المبارک میں عمرہ پر جانے کا ارادہ کرلیا تھا۔ پاسپورٹ بن گیا اور غالباً ویزہ بھی لگ گیا تھا۔ وفات سے ایک ماہ قبل ہلکے ہلکے بخار میں مبتلا تھے۔ لیکن آپ اس قسم کی بیماریوں کو درخور اعتنا نہ سمجھتے تھے اور اپنے تعلیمی وتبلیغی اسفار کو ترک نہ فرماتے تھے۔ ۲۴ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو مدرسہ عزیز فضلیہ چک 181/9/L ضلع ساہیوال میں حضرت مولانا سید انور حسین نفیس شاہ صاحب لاہور والے تشریف لارہے تھے۔ مجھے بھی وہاں پہنچنے کی دعوت تھی۔ بندہ بھی حضرت شاہ صاحب کی زیارت کے لئے وہاں حاضر ہوا۔ وہاں پر برادر عزیز مولانا محمد انور صاحب اوکاڑوی جو کہ آج کل دارالعلوم کبیروالہ میں استاذ حدیث ہیں سے ملاقات ہوئی۔ ان سے بھائی صاحب کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہلکا ہلکا بخار رہتا ہے۔ لیکن آرام نہیں کرتے۔ جامعہ خیر المدارس میں تعطیلات کے بعد گھر آئے تو طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ سرگودھا میں دس دن پڑھانے کا پروگرام تھا۔ وہاں تشریف لے گئے۔ اور بیماری کی حالت میں بھی آٹھ آٹھ گھنٹے پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو مدرسہ والوں سے کہنے لگے کہ مجھے بس پر بٹھا دیں تاکہ میں گھر پہنچ جاؤں۔ انہوں نے دو ساتھی ساتھ بھیجے وہ آپ کو تیس اکتوبر ۲۰۰۰ء کی رات کے وقت گھر پہنچا گئے۔ اکتیس اکتوبر کا دن آپ نے گھر میں گزارا۔ دراصل آپ کو دل کی تکلیف ہوگئی تھی۔ لیکن آپ کا خیال تھا کہ مجھے سردی لگ گئی ہے۔ گھر والوں نے اسپتال لے جانے کو کہا تو نہ مانے اور فرمایا کہ مجھے بھائی حکیم محمد سلیم صاحب سے دوا لادیں میں وہ کھالوں گا۔ چنانچہ بھائی محمد سلیم صاحب کی دوا سے کچھ افاقہ ہوا۔ عشاء کی نمار گھر پر پڑھی اور نو بجے کے قریب پھر دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ آپ اکتیس اکتوبر بروز منگل مطابق چار شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ کی رات بوقت نو بجے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بروز بدھ یکم نومبر ۲۰۰۰ء مطابق چار شعبان المعظم بوقت پونے چار بجے قبل العصر آپ کی نماز جنازہ

چک نمبر 55/2-L کے اسکول کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ ان کے مرشد قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والوں کے صاحبزادہ مولانا قاضی ظہور الحسن صاحب نے پڑھائی۔ تمام پاکستان سے علماء اور طلباء جنازے میں شریک ہوئے۔ شرکائے جنازہ کی تعداد محتاط اندازے کے مطابق چھ ہزار سے زائد افراد پر مشتمل تھی۔ کراچی سے شیخ الحدیث مولانا زرولی صاحب ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ سپاہ صحابہؓ پاکستان کے عظیم رہنما جناب علی شیر حیدری مع احباب تشریف فرما تھے۔ مجاہدین کی کثیر تعداد بھی آپ کے جنازہ میں شریک ہوئی۔ شرکاء کی آنکھیں مولانا کی وفات پر پرنم اور اشک بار تھیں۔ اس دن لوگوں کو اندازہ ہوا اصل رشتہ دین کا رشتہ ہے۔

نماز جنازہ کے بعد چند ایک حضرات نے مختصراً تعزیت فرمائی۔ شیخ الحدیث مولانا زرولی صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج انور شاہ کشمیریؒ دوبارہ وفات پاگئے ہیں۔ مولانا علی شیر حیدری نے فرمایا کہ میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر مجھے کوئی مسئلہ آئے گا تو پاکستان میں میرے استاذ مولانا کے بعد کون سی ہستی ایسی ہے جو مجھے وہ مسئلہ بتائے گی اور سمجھائے گی۔ اس کے بعد حضرت مولانا کو قبل از مغرب گاؤں کے قبرستان میں والد ماجد میاں ولی محمد کے پہلو میں سپرد خاک کردیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اخلاق و عادات

میرے برادر بزرگ حضرت مولانا محمد امین صفدرؒ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ جو بات کہتے تھے اس پر عمل پیرا بھی ہوتے تھے۔ جب ہمارے والد محترم کا وصال ہوا تو ان کی تدفین کے بعد ہم بھائیوں کے درمیان یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ کل لوگ جب افسوس کیلئے آئیں گے تو کیا ہم اس وقت دعا کیلئے ہاتھ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں۔ مولانا اس وقت موجود نہیں تھے۔ ہم نے ان کی عدم موجودگی میں فیصلہ کیا کہ اگر کوئی دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے گا تو ہم بھی اٹھالیں گے۔ اگر نہ اٹھائے گا تو ہم بھی نہیں اٹھائیں گے۔ تھوڑی دیر بعد بھائی صاحب تشریف لائے تو ہم نے اپنے فیصلہ سے انہیں آگاہ

کیا تو فرمایا تمہارا فیصلہ غلط ہے۔ ہمارے گاؤں میں قادیانی بھی رہتے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ یہاں دیوبندی بریلوی اختلاف پیدا کیا جائے۔ لیکن ہم نے انہیں اس بات کا کبھی موقع نہیں دیا۔ ہم ہمیشہ اپنے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہے۔ گاؤں میں جب کوئی مرگ ہوجاتی تو ہم ان کے اعزہ سے صرف اظہار افسوس کرتے تھے۔ فاتحہ کیلئے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ آج اگر ہم نے کمزوری کا اظہار کیا تو قادیانی لوگوں کو اکسائیں گے کہ دیکھ لیا تم نے جب تمہارے مریض مرتے تھے تو دعا نہیں کرتے تھے۔ آج ان کا اپنا باپ مرگیا تو دعا شروع کردی ہے لہذا اپنے مسلک پر قائم رہو۔ اگر کوئی ہاتھ اٹھائے تو اسے بھی پیار سے مسئلہ سمجھا دو کہ بھائی آپ نے ہم سے اظہار افسوس کرکے ہمارا حق ادا کردیا ہے۔ میت کا حق اسکی قبر پر جاکر یا اپنے گھر میں رہ کر تلاوت کلام پاک سے ادا کرو۔ دونوں چیزوں کو خلط ملط نہ کرو۔ چنانچہ بھائی صاحب کی استقامت کی وجہ سے ہم سب بھائی صراط مستقیم کی طرف لوٹ آئے اور موت کی تمام رسومات سے بچ گئے۔

بھائی صاحب کے مزاج میں سادگی تھی۔ ریاکاری' مکاری اور شوبازی سے کوسوں دور رہتے تھے۔ کھانے پینے' پہننے اور رہنے سہنے جیسے تمام معاملات میں تکلف کو پسند نہ کرتے تھے۔ ظاہری کروفر کے قطعاً قائل نہیں تھے۔ جو مل گیا کھالیا' جو مل گیا پہن لیا۔ ان تمام معاملات میں حتی المقدور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے تھے۔ ہمارے بھائی انتہائی نرم دل تھے۔ مصیبت زدہ لوگوں کی غمگساری ان کا شیوہ تھا۔ ہمارے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ نے بڑے ہونے کے ناطے تمام بھائیوں اور بھتیجوں سے حسن سلوک کا معاملہ فرمایا ہر کسی کے دکھ درد میں شرکت کرتے اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کی حتی الوسع کوشش کرتے۔

بحمداللہ میرے بھائی حب جاہ اور حب مال جیسی بیماریوں سے بچے ہوئے تھے۔ یہ ایسی مہلک بیماریاں ہیں جو آدمی کے ایمان کا ستیاناس کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اگر کوئی حسد کا مارا ہوا آدمی ان کے خلاف کوئی سازش کرتا اور آپ کو اس کا علم ہوجاتا تو آپ اس شخص سے کبھی جواب طلب نہ کرتے۔ بلکہ بڑی سے بڑی بات کو

ہنس کر ٹال دیتے تھے۔ آپ جب اسکول کی نوکری ترک کرکے بنوری ٹاؤن کراچی تشریف لے گئے تو مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ نے آپ کا بہت اکرام کیا اور پرانے اساتذہ کے برابر آپ کی تنخواہ مقرر کردی۔ اس سے کچھ اساتذہ کو تکلیف پہنچی اور انہوں نے بنگالی طلباء کو اپنا آلہ کار بنایا اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی کہ مولوی محمد امین کوئی باضابطہ عالم نہیں ہیں محض ایک اسکول ٹیچر ہیں اور انہیں معقولات سے کوئی مَس نہیں ہے۔ نیز صرف ونحو بھی انہیں نہیں آتی۔ اس سب کے باوجود مہتمم صاحب نے ان کی تنخواہ ہمارے برابر مقرر کردی ہے۔ وہ طلباء مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ کے پاس گئے اور اس ناانصافی کا ذکر کیا اور کہا کہ مولوی امین صاحب کو تو کچھ نہیں آتا' آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس پر مفتی صاحب نے ان طلباء سے کہا کہ بھائی آپ خود جاکر مولانا محمد امین صاحب سے مل کر اپنے شبہات دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور معلوم کریں کہ آپ کے اعتراضات بجا ہیں یا بے جا۔ چنانچہ وہ طلباء بھائی صاحب کے پاس آئے اور اپنے اشکالات پیش کئے۔ آپ نے ان کے جواب بڑے دلنشین انداز میں دیئے۔ اب وہ طلباء [illegible] نا کے پاس آتے اور مختلف علوم کے بارے میں اپنے سوالات پیش کرتے [illegible] شافی جواب پاکر اطمینان کی نعمت حاصل کرتے۔ چند دن بعد مفتی صاحبؒ نے ان طلباء کو بلایا اور پوچھا کہ بھائی آپ نے مولانا محمد امین صاحب کے سامنے اپنے اشکالات وغیرہ پیش کئے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان سے بہت سے سوالات کئے اور شافی جوابات پائے۔ ہمارے جس استاذ نے ہمیں ان سے بدگمان کرنے کی کوشش کی تھی ہم نے دو سالوں میں ان سے اتنا علم حاصل نہیں کیا جتنا مولانا محمد امین صاحب سے چند دنوں میں حاصل کرلیا ہے۔ یہ واقعہ بعد میں مفتی صاحبؒ نے بھائی صاحب کے گوش گزار کیا تو بھائی صاحب صرف مسکرا کر رہ گئے اور اس پر کسی قسم کا تبصرہ نہ کیا۔

الغرض بھائی صاحب رواداری' وسیع النظری' چشم پوشی اور درگزر کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اور مخالفین کے الزامات و اتہامات پر صرف مسکرا دیتے تھے۔ آپ کے اس رویہ کی وجہ سے مخالفین اکثر اوقات شرمندگی اور خجالت میں مبتلا ہوکر ایسی

حرکات سے باز آجاتے۔ آپ چھپنے کی بجائے چھپنے کو ترجیح دیتے تھے۔ ابتداء میں جب آپ نے مختلف رسائل فرق باطلہ کے رد میں تحریر کیئے تو بعض علمائے کرام نے ان کو اس شرط پر شائع کیا کہ کتاب پر ان کا نام بطور مصنف لکھا جائے۔ آپ نے اس شرط کو قبول کرلیا اور وہ رسائل کسی دوسرے کے نام سے شائع ہوگئے۔ ہمیں (مولانا کے بھائیوں کو) اس بات سے خاصہ دکھ پہنچا اور مولانا سے عرض کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اپنے رسائل اپنے نام سے چھپوائیں۔ تو آپ نے جواب میں مسکرا کر فرمایا کہ میرا مقصد یہ ہے کہ یہ رسائل عوام تک پہنچیں اور لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں' نام خواہ کسی کا ہو یہ مقصد پورا ہو رہا ہے۔ ہمیں تو کام سے غرض ہے' نام سے کوئی غرض نہیں ہے۔

آپ مخالف مناظر کا جواب بھی ہمیشہ مسکرا کر دیا کرتے تھے۔ چہرے پر غصہ اور ناگواری کے آثار بہت کم ہویدا ہوتے تھے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی مشکلات و مصائب کے باوجود ہنس کر اور مسکرا کر گزار دی۔ جن حضرات نے جنازہ کے وقت مولانا کا چہرہ دیکھا ہے وہ اس بات کے شاہد عدل ہیں کہ آپ مرنے کے بعد بھی ایسے ہی مسکرا رہے تھے جیسے زندگی میں مسکرایا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ نیند میں مسکرا رہے ہیں اور تھوڑی دیر بعد اٹھ کر تقریر شروع کردیں گے۔

خاموش ہوگیا ہے چمن بولتا ہوا

کے مصداق اب ہم ان کی آواز کو قیامت تک ترسیں گے۔ آخر میں تمام قارئین سے گزارش ہے کہ میرے بھائی میرے رہبر کو اپنی دعاؤں اور تلاوتوں میں شریک رکھیں۔ تاکہ ان کی قبر وسیع' کشادہ اور ٹھنڈی ہو اور ذات باری تعالیٰ ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرمائیں۔ اے ہمارے پیارے بھائی! تیری وفات پر ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ ہمارے والد صاحب دوبارہ وفات پاگئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خطاؤں سے درگزر فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں کشادہ جگہ دے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

تصنیفات

میرے بھائی کی تصنیفات چھوٹے چھوٹے رسائل اور مضامین کی شکل میں بے شمار ہیں جنہیں اب انکے شاگردوں نے "مجموعہ رسائل" (چار جلد) اور "تجلیات صفدر" (چار جلد) کی صورت میں اکٹھا کردیا ہے۔ بقیہ جلدیں زیر ترتیب ہیں۔

پس ماندگان

حضرت مولانا نے اپنے پیچھے ایک بیوہ (ہماری بھابھی) جو انتہائی سلیقہ شعار' سگھڑ اور نیک خاتون ہیں کو سوگوار چھوڑا ہے۔ ہماری ان بھاوجہ صاحبہ نے گھر کے تمام معاملات سنبھالے ہوئے تھے اور گھر کو احسن طریقے سے چلاتی تھیں۔ انکے حسن انتظام کی وجہ سے بھائی صاحب کو گھریلو کاموں میں الجھنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ اور تمام خاندانی معاملات ہماری بھاوجہ ہی سرانجام دیتی تھیں۔ اس وجہ سے بھائی صاحب کی ان تمام دینی خدمات میں بھاوجہ صاحبہ کا برابر کا حصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ بھائی صاحب کے پانچ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں صاحب اولاد ہیں۔ چار بیٹے اور دو بیٹیاں غیر شادی شدہ ہیں۔ دعا ہے کہ ذات باری تعالیٰ مولانا کے بچوں کا حامی و ناصر ہو اور تمام مشکلات میں ان کی مدد فرمائے اور انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ مولانا کے بیٹوں کے نام محمد صدیق' محمد عمر' محمد عثمان' محمد علی اور محمد معاویہ ہیں۔ تین صاحبزادے حافظ قرآن ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ مولانا کی کوششوں کے باوجود کوئی بیٹا تا حال عالم نہیں بن سکا۔

مولانا مرحوم نے اپنے پیچھے پانچ بھائیوں کو سوگوار چھوڑا۔ حکیم محمد سلیم صاحب اوکاڑہ' پروفیسر میاں محمد افضل ساہیوال' قاری محمد اشرف فاروقی صاحب لیہ' محمد اکرم ارشد صاحب کراچی' شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی' (سابق) دارالعلوم کبیر والہ (حال رئیس شعبہ تخصص فی الدعوۃ والا ارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان..... ناقل)۔ اس کے علاوہ مولانا نے بڑی تعداد میں نواسے نواسیاں'

بھتیجے بھتیجیاں، ایک عدد پوتا اور مسلکِ دیوبند کے لاکھوں علماء طلباء اور عوام کو اپنی جدائی اور فراق کے غم میں مبتلا کر دیا۔ جس کا اجر خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ "الخیر" ملتان)
(دسمبر ۲۰۰۰ء جنوری ۲۰۰۱ء)

عظمت توحید و رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده ولا نبوة بعده ولا رسول بعده و لا رسالة بعده امابعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم.
بسم الله الرحمن الرحيم.

يسبح له ما في السموت وما في الارض الملك القدوس العزيز الحكيم. هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم ايته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة و ان كانوا من قبل لفي ضلل مبين. وآخرين منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبي الكريم و نحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين رب اشرح لي صدري ويسر لي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدني علما و ارزقني فهما. سبحانك لا علملنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم. اللّٰهم صلى على سيدنا و مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد و بارك وسلم وصل عليه.

تمہید

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہلسنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی کیونکہ مسلمان کہلانے والوں میں نجات پانے والی جماعت کا نام ''اہل سنت والجماعت'' ہے اور اہل سنت والجماعت میں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد بننے کی توفیق عطا فرمائی اس لئے ہم اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت ''حنفی'' کہتے ہیں۔

سورۃ جمعہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑی عام فہم ترتیب رکھی ہے' جیسا سورۃ حشر میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہے۔

حضرت باقرؒ اور تقلید صدیق اکبرؓ

سیدنا امام باقر علیہ الرحمۃ ایک دن بیٹھے تھے' عراق کے چند ساتھی آئے انہوں نے ایک مسئلہ پوچھا کہ حضرت اگر تلوار پر سونے کا پانی پھیر لیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ تاکہ خوبصورت لگے، تلوار پر سونے کا نکل ہو جائے پانی پھیر دیا جائے۔ فرمایا جائز ہے' پوچھا کہ حضرت اس کے جائز ہونے کی دلیل کیا ہے۔ فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر سونے کا پانی پھیرا تھا اور صدیق اکبرؓ کا یہ فعل ہمارے لئے دلیل ہے۔ اب وہ شیعہ تھے انہوں نے جب صدیقؓ کا نام سنا ان کے تن بدن کو آگ لگ گئی کہنے لگے حضرت آپ ان کو صدیقؓ کہتے ہیں؟...... صدیقؓ کہتے ہیں؟ امام صاحبؒ نے فرمایا وہ صدیقؓ ہیں...... صدیقؓ ہیں...... صدیقؓ ہیں جو ان کو صدیق نہیں مانتا وہ دنیا میں بھی جھوٹا ہے اور آخرت میں بھی جھوٹا ہے[1]۔

---

(۱)...... کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ شیعوں کی مشہور و معروف کتاب ہے: عن عروۃ بن عبداللہ قال سالت ابا جعفر محمد ابن علی علیہ السلام عن حلیۃ السیوف فقال لاباس به وقد حلی ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سیفہ قلت فتقول الصدیق قال فوثب وثبه و استقبل القبلۃ و قال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل له الصدیق فلا صدق اللہ له قولا فی الدنیا والآخرۃ.

(کشف الغمہ...... ج ۲، ص ۱۴۷، طبع تبریز) (محمد ظفر عفی عنہ)

مدح مہاجرینؓ وانصارؓ واہل سنت

اس کے بعد حضرت امام باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن پاک منگوایا اٹھائیسواں پارہ' سورۃ حشر کھولی اس میں پہلے مہاجرینؓ کا ذکر ہے لـلـفـقـراء الـمـهـاجرين سے آیت شروع ہوتی ہے۔ اور یہ ساری آیت پڑھ کر مہاجرینؓ کا ذکر آپ نے سنایا اور ان سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی مہاجرین میں شامل ہے ان (حاضرین) میں؟ جو اللہ کے دین کے لئے اللہ کے نبیؐ کے ساتھ گھر بھی چھوڑ کر آ گئے اپنی ساری جائیداد اور مال بھی چھوڑ کر آ گئے کیا تم میں کوئی مہاجر ہے؟ کہا جی نہیں' پھر آپ نے انصارؓ والی آیت پڑھی جنہوں نے ان مہاجرینؓ کو جو گھر چھوڑ کر آ گئے تھے' رشتہ داریاں چھوڑ کر آ گئے تھے' آتے ہی گھر سے گھر مانگ کر دیا' مال سے مال مانگ کر دیا اور ان کو اس طرح سنبھالا کہ آج تک ان کا نام انصارؓ ہے کہ انہوں نے اللہ کے نبیؐ اور نبیؐ کے ساتھی مہاجرینؓ کی مدد کی تھی۔ اور پھر پوچھا کہ کیا تم ان مدد کرنے والے انصارؓ میں شامل ہو؟ کہنے لگے نہیں۔ فرمایا دیکھو نجات پانے والی تین ہی جماعتیں قرآن نے ذکر کی ہیں۔

مہاجرینؓ: جنہوں نے اللہ کے دین کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا۔

انصارؓ : جنہوں نے ان کی پوری پوری مدد کی دین میں۔

اہلسنت والجماعت: اور تیسرے وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ان کے لئے دعائیں مانگتے ہیں کہ ''اے اللہ ان کے بارے میں ہمارے دل میں میل نہ آئے نہ مہاجرینؓ کے بارے میں نہ انصارؓ کے بارے میں'' تو امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تم نے اقرار کیا کہ تم مہاجرینؓ میں سے نہیں ہو' تم نے یہ بھی اقرار کیا کہ تم انصارؓ میں سے نہیں اور اب میں کہتا ہوں کہ تم اس تیسری جماعت میں سے بھی نہیں ہو جو نجات پانے والی ہے اور اسی جماعت کو اہل سنت والجماعت کہا جاتا ہے۔ جن کا دل صحابہؓ کے میل سے پاک ہے بلکہ صحابہؓ کی محبت سے منور ہے۔ اس کی اگلی آیت میں منافقین کا ذکر ہے تو امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب پتا چلا

کہ جب تم ان جماعتوں میں سے کسی میں بھی نہیں ہو نہ مہاجرینؓ میں' نہ انصارؓ میں' نہ ان کے لئے دعائیں کرنے والوں میں تو تم یقیناً چوتھی منافقوں کی جماعت میں شامل ہو۔

ذکر توحید

اسی طرح سورۃ جمعہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عجیب ترتیب رکھی سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کا ذکر فرمایا:

یسبح للہ ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض (الجمعہ:۱)

یہ ہماری انسانوں کی فطرت ہے کہ کوئی عجیب چیز نظر آئے نا عجیب بات تو زبان سے فوراً ''سبحان اللہ'' نکل جاتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اے انسان صرف تو ہی میری قدرتوں پر حیران نہیں عرش سے فرش تک جتنی مخلوقات ہیں وہ ساری میری قدرتوں کو دیکھ کر ''سبحان اللہ'' ہی پڑھ رہی ہیں:

یسبح للہ ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض (الجمعہ:۱)

ترجمہ: ''سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں (قالاً یا حالاً) اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں''۔

اور فرمایا آسمان و زمین کی ساری مخلوق سبحان اللہ پڑھ رہی ہے' الملک اللہ تعالیٰ بادشاہ ہیں' لیکن آگے فرمایا وہ قدوس بھی ہے کیونکہ جس کو تھوڑی سی قوت بھی مل جائے نا وہ پھر بعض اوقات ظلم پر اتر آتا ہے اللہ تعالیٰ کی حکومت اتنی زبردست ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکومت ظلم سے پاک ہے وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

حکومت کی مثال

اسی لئے علماء کرام نے حکومت کی مثال ''لاٹھی'' سے دی ہے اگر یہ لاٹھی عقلمند کے ہاتھ میں ہوگی تو وہ اس لاٹھی سے گھر کی حفاظت کرے گا' چوروں کو مارے گا' ڈاکوؤں کو ماریگا' کتوں کو مارے گا' جو گھر میں نقصان کرنے والے ہیں ان کو

مارے گا۔ اور یہی لاٹھی بچے کے ہاتھ میں آجائے تو گھر کے برتن توڑتا پھرے گا کبھی وہ برتن توڑ دیا لاٹھی مار کر' کبھی وہ برتن توڑ دیا۔ اسی طرح جب حکومت کی لاٹھی عقلمندوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے تو وہ ملک کی حفاظت کرتے ہیں اور ملک کے دشمنوں پر لاٹھی چلاتے ہیں اور جب بے عقلوں کے ہاتھ میں آجائے تو وہ اپنے ہی ملک میں لاٹھی چلانی شروع کردیتے ہیں۔

حقیقی بادشاہت اللہ کی ہے

فرمایا الملک اللہ تعالیٰ حقیقی بادشاہ ہے اور بادشاہی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے یاد رکھیں یہ ہماری بادشاہیاں کیا ہیں؟ ایک آدمی بادشاہ بن جاتا ہے فرض کرو سکندر کی طرح' بخت نصر کی طرح ساری دنیا کا بادشاہ بن جائے' اگرچہ اس کے دماغ میں ہوا بھر جائے گی کہ میں بہت بڑا بادشاہ ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے جسم کا بادشاہ بھی نہیں وہ اپنا پورا جسم تو کجا جسم کے ایک بال پر بھی اس کی حکومت نہیں علماء لکھتے ہیں کہ:

یہ جوانی کا سیاہ بال سفید ہونے لگ گیا ہے وہ اپنی پوری حکومت کی طاقت کو لگا کر جاتی ہوئی جوانی کو روک نہیں سکتا اور آتے ہوئے بڑھاپے کو روک نہیں سکتا' تو اس کی کیا حکومت ہے؟ ایک غرور ہے' تکبر ہے اس میں وہ تو اپنے ایک دانت کا بھی مالک نہیں' دانت ہے اس کے منہ میں' اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں۔ ذرا اس کو یاد کرادے' درد شروع ہوجاتا ہے' چیختا ہے چلاتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہیں اس کے دانت کو شفا نہیں ہوتی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ

واقعہ یاد آیا حضرت سلیمان علیہ السلام' ان کا تخت ہوا اڑا کر لئے پھرتی تھی ایک جگہ دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی بڑی محنت سے اپنی زمین میں کام کررہا ہے' ہوا کو حکم دیا کہ ذرا تخت نیچے اتارو یہاں' تخت نیچے اتارا' اب وہ بڑے میاں جو تھے وہ تو

بچھتے ہی جارہے ہیں' اللہ کا شکر ادا کررہے ہیں کہ یا اللہ میں کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں کہ اللہ کا پیغمبرؑ میری زمین پر اترا ہے۔ بڑا شکریہ ادا کررہا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا اور اللہ کے نبی کا بھی شکریہ ادا کررہا ہے' سلیمان علیہ السلام نے پوچھا بڑے میاں کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا نام سلیمان ہے اس کا نام بھی سلیمان تھا۔ کہنے لگے یا اللہ عجیب بات ہے مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ تو بھی سلیمان میں بھی سلیمان مجھے تو خدا نے اتنا دیا انسانوں پر بھی حکومت ہے جنوں پر بھی حکومت ہے پرندوں پر بھی بادشاہی ہے اور تو بھی سلیمان ہے اور یہ دو کنال زمین میں مرمر کر کام کررہا ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا اچھا مانگ جو مانگنا ہے۔ بابا میاں سلیمان کہنے لگے حضرت آپ نے مانگنے کے لئے ایک ہی دروازہ دکھایا ہے کہ وہاں سے مانگا کرو اس لئے میں تو وہیں سے مانگتا ہوں (سلیمان علیہ السلام فرمانے لگے کہ) آج مجھ سے بھی کچھ مانگو بڑے میاں توحید میں پکے تھے کہا اچھا آپ سے بھی مانگوں؟ فرمایا ہاں۔ میری جو جوانی جاچکی ہے وہ واپس لادیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ بات میرے بس میں نہیں ہے اور کچھ مانگو' جی پھر اور کیا مانگوں؟ آنے والی موت مجھ سے ٹل جائے مجھے موت نہ کبھی آئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بڑے میاں یہ بات بھی میرے بس میں نہیں ہے۔ جب یہ سنا تو بڑے میاں سجدے میں گر گئے اللہ کا شکر ادا کررہے ہیں کہ یا اللہ تیری نعمتوں کا میں شکر ادا نہیں کرسکتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا بڑے میاں کس نعمت کا شکر ادا کررہے ہو؟ کہنے لگا حضرت! تین ہی زمانے ہیں ایک گزر گیا ہے۔ ایک آنے والا ہے۔ ایک یہ زمانہ حال ہے۔ گزرا ہوا زمانہ جو نکل گیا ہے اس کو نہ آپ واپس لاسکتے ہیں نہ میں واپس لاسکتا ہوں۔ آنے والا جو زمانہ ہے نہ اس کو میں ٹال سکتا ہوں نہ آپ ٹال سکتے ہیں اب یہ جو زمانہ حال ہے اس پر میں اللہ کا شکر ادا کررہا ہوں کہ یا اللہ تیرے کس احسان کا شکریہ ادا کروں کہ صرف دو کنال کا حساب میں نے دینا ہے۔ اور آپ نے سارے ملک کا حساب دینا ہے جاکے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرا حساب کتنا ہلکا پھلکا رکھا ہے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

اس لئے میرے پیرو مرشد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا توحید دو طرف سے ہوتی ہے ایک تو یہ یقین رکھنا کہ میرا اللہ کے سوا کوئی نہیں اور دوسرا یہ یقین بھی رکھنا کہ میں بھی اللہ کے سوا کسی کا نہیں۔ فرمایا یہ دونوں باتیں پکی ہونگی تو اس کو توحید کہتے ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

معنی اللہ گفت است آں سیبویہ
یولھون فی حوائجھم لدیہ

کہ لفظ اللہ کا معنی ہے امام سیبویہؒ نے بتایا ہے کہ وہ ذات ساری دنیا (جس کے پاس) اپنی حاجتیں لیکر حاضر ہوجائے ہر ایک کی حاجت پوری کرسکتی ہے' سب کا حاجت روا سب مشکل کشا (صرف اللہ ہے) فرماتے ہیں:

انبیاء و اولیاء در وقت درد
جملہ نالاں پیش آں دیان فرد

انبیاء علیہم السلام کو دیکھیں ذرا مشکل آتی ہے تو اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ کھڑے کرتے ہیں اولیاء اللہ کو کوئی پریشانی آتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا مانگ رہے ہیں تو (متذکرہ آیت میں) پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کا ذکر فرمایا۔

توحید کے بعد حضور ﷺ کا ذکر

پھر توحید کے بعد آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر فرمایا:

هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم (الجمعہ:۲)

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا''۔

یہ وہی خدا کے آخری پیغمبر ہیں جن کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں کیونکہ ہم ان کے طریقہ پر مرمٹنے کو اپنی دنیا اور آخرت کی نجات کا باعث سمجھتے ہیں۔ کامیابی کا باعث سمجھتے ہیں۔ تو حضرت پاک ﷺ کا ذکر فرمایا۔ اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ جس نے نبیوں کی تاریخ کا تھوڑا سا بھی مطالعہ کیا ہو اس کو حضرت پاکؐ کی نبوت میں شک نہیں ہوسکتا۔

افضلیت حضرت محمد ﷺ

اگر یہودی اس لئے موسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتا ہے کہ ان کی لاٹھی لگی اور دریا کا پانی پھٹ گیا تو سیدہ آمنہ کے لالؐ کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اگر یہودی یہ کہتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں کہ انہوں نے لاٹھی ماری پتھر پر اور:

فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا (البقرہ:۶۰)

ترجمہ: ’’بس فوراً اس سے پھوٹ نکلے بارہ چشمے‘‘۔

بارہ چشمے جاری ہوگئے تو آمنہ کے لالؐ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے۔

معجزات عیسیٰ علیہ السلام

اگر عیسائی کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے نبی ہیں علی ازھر آیا اور اس کا جنازہ جارہا تھا اسکی والدہ کا نام بھی مریم تھا علی ازھر کی والدہ کا۔ اس نے روتے ہوئے عرض کیا حضرت ایک ہی بیٹا تھا فوت ہوگیا۔ فرمایا رکھو جنازہ!

قم باذن الله

اللہ کے حکم سے اٹھ (کر) بیٹھ..... علی ازھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

ایک کوڑھی آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے سر پر یوں ہاتھ پھیرا اور جسم پر وہ تندرست ہوگیا۔ نائن کا اندھا آیا اور عیسیٰ علیہ السلام نے یوں آنکھوں پر مبارک ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرما دی یہ معجزے برحق ہیں ہم بھی مانتے ہیں

لیکن علی ازھر کا زندہ کرنا کیا تھا یہ روح (جان) جس جسم میں رہتی ہے اس سے محبت ہوجاتی ہے پھر اس کا نکلنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس لئے موت کے وقت کو نزع کا عالم کہتے ہیں نا کیونکہ فرشتہ اس کو نکالنا چاہتا ہے یہ چھپتی ہے کہ میں یہیں رہونگی اب عیسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی یا اللہ یہ روح اس جسم میں آجائے۔ جس سے بڑی محبت اور پیار ہے اسکو تو روح فرشتے نے چھوڑی (وہ) آگئی۔

حضور ﷺ کا معجزہ

لیکن حضرت رسول اقدس ﷺ ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے اس میں کبھی جان کا تصور ہی نہیں تھا۔ ایک بڑھیا نے عرض کیا بڑی اماں نے کہ حضرت آپ اس لئے وعظ کھڑے ہو کر فرماتے ہیں تا کہ آواز دور تک جائے تو اگر منبر بنا دیا جائے آپ اس پر بیٹھ کر وعظ فرمائیں تو دور تک آواز بھی چلی جائے گی اور آپ کے کھڑے ہونے کی پریشانی بھی ختم ہوجائے گی۔ منبر جب رکھا' حضرتؐ جب منبر پر تشریف فرما ہوئے تو رونے' چیخنے کی آواز آرہی ہے دیکھا تو وہ لکڑی کا ستون چیخ رہا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت ﷺ اترے اور جا کر اس پر یوں ہاتھ رکھا تو جیسے بچہ سسکیاں لے کر رورہا ہوتا ہے اور ماں اس کے سر پر ہاتھ رکھتی ہے تو بچہ دوسسکیاں لے کر خاموش ہوجاتا ہے۔ وہ دوسسکیاں لیکر خاموش ہوگیا' فرمایا کیا بات ہے؟ بولا حضرت! آپ نے مجھ سے جدائی اختیار فرمالی یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا حضرتؐ نے فرمایا پھر کیا کروں؟ دو چیزوں میں سے ایک مان لو یا تو میں دعا کرتا ہوں جنت میں تو درخت کر دیا جائے اور میری جنت میں رہے تو۔ اور یا ابھی دعا کروں کہ یہیں تو سرسبز درخت ہوجائے اور تجھے دو مرتبہ سال میں پھل لگا کریں۔ اب دیکھو ہم تو دنیا کو پسند کرتے ہیں جلدی مل جائے آخرت کا انتظار کون کرے اللہ تعالیٰ نے اس لکڑی میں کیسی چیز پیدا فرمائی کہ کہنے لگا حضرتؐ میں آخرت کو پسند کرتا ہوں دنیا کے مقابلہ میں لیکن دنیا میں اتنی درخواست میری قبول فرمالیں کے اپنے منبر کے نیچے دفن

کردیں تاکہ آپ کا قرب مجھے نصیب رہے۔

معجزہ عیسیٰ علیہ السلام اور معجزہ حضور ﷺ

اس اندھے کی جو آنکھ درست ہوئی تھی وہ اپنی جگہ پر ٹھیک تھی سارے اس کے کنکشن (Connection) صحیح تھے ہاتھ پھیرا آرام آ گیا لیکن حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ حضرتؐ کے صحابی ہیں احد کے میدان میں پہاڑی پر کافروں نے گھیرا ڈالا ہوا ہے۔ کہیں سے پتھر آرہے ہیں کہیں سے تیر آرہے ہیں اور یہ سامنے کھڑے ہیں کبھی ہاتھ (آگے) کردیتے ہیں کبھی سر آگے کردیتے ہیں تاکہ حضرت پاکؐ کی حفاظت رہے۔

اور جو تکلیف ہو مجھے ہوجائے ایک تیر آکر کنپٹی پر لگا اور اس تیر کی وجہ سے آنکھ کا ڈیلا نکل کر وہ دور جا گرا۔ لیکن انہوں نے ذرا بھر پرواہ نہیں کی کھڑے رہے۔ جب (جنگ) ختم ہوگئی اسکے بعد وہ سب (آنکھ کے) کنکشن ٹوٹ چکے تھے وہ اٹھا کر لائے اور لاکر عرض کیا حضرت میری آنکھ ضائع ہوگئی ہے۔ حضرت پاکؐ نے وہ آنکھ وہیں رکھی لعاب مبارک لگایا اور فرمایا:

اللھم اکسھا جمالا

"اے اللہ اسکے حسن وخوبصورتی میں فرق نہ آئے"۔

حضرت قتادہ بن نعمانؓ فرماتے ہیں نہ یہ آنکھ کبھی دکھنے آئی اور نہ اس کی نظر میں کوئی کمزوری محسوس ہوئی۔ معجزہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بھی برحق ہے لیکن یہ معجزہ اس سے کم نہیں ہے۔ بہرحال یہ تو ایک وسیع مضمون ہے میں عرض یہ کررہا ہوں کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سارے نبیوں سے افضل ہیں۔

انگریزوں کی سازش

انگریز جب اس ملک میں آیا۔ اس نے دیکھا کہ یہاں مذہبی احساسات بہت تیز ہیں اس لئے ان کی مذہبی لڑائی کرواؤ۔ ہندو مسلم لڑائی کرواؤ آپس میں۔

تاکہ ان کی طاقت کمزور ہوتی رہے اور ہم حکومت کرتے رہیں اس کے لئے خود حکومت برطانیہ نے انگریز حکومت نے شاہ جہاں پور میں ایک بہت بڑا مناظرہ رکھا[1]۔ سارے دینوں کے نمائندے وہاں پہنچے۔

حضرت قاسم العلوم والخیراتؒ کی دین سے محبت

مسلمانوں کی طرف سے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند۔ حضرتؒ کو بخار ہے اور گھٹنے پر پھوڑا نکلا ہوا ہے۔ چل نہیں سکتے اچھی طرح اور جیب میں کرایہ نہیں مولانا ملک المنصور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا۔ فرمایا کہ ابوالمنصور چلو اور بتاؤ کہ محمد قاسمؒ آرہا ہے یہ نہیں کہا کہ میرے پاس کرایہ نہیں ہے' پیدل چل دیئے' بخار بھی ہے' درد بھی ہے جہاں بالکل گرنے والے ہوجاتے ہیں تو بیٹھ جاتے ہیں اور بیٹھ کر دو نفل پڑھتے ہیں اور دعا کیا کرتے ہیں؟ یا اللہ! قاسمؒ کے گناہوں پر نظر نہ کرنا قاسمؒ تو گناہ گار بندہ ہے یا اللہ! ایسا نہ ہو کہ میری زبان میں کوئی رکاوٹ آجائے میرے گناہوں کی وجہ سے۔ لوگ بیوقوف ہیں یہ سمجھیں گے شاید اللہ کا سچا دین جھوٹا ہوگیا ہے کیونکہ قاسمؒ کی زبان نہیں چلی اے اللہ! اپنے سچے دین کی لاج رکھنا' اے اللہ! اپنے سچے نبیؐ کی لاج رکھنا' قاسمؒ کے گناہوں پر نظر نہ کرنا اپنے سچے دین پر نظر کرنا ایسا نہ ہو کہ میری زبان میں رکاوٹ ہو اور کافر یہ سمجھیں کہ اسلام سچا نہیں۔

تمام ادیان کے مناظر مبہوت

یہ پھر اٹھ کر چل دیتے' چلتے چلتے وہاں پہنچے اب جتنے عیسائی' یہودی' پارسی' مجوسی بڑے بڑے ان کے مناظر آئے ہوئے تھے جب دیکھا کہ مولانا پہنچ گئے ہیں سارے ڈرے کہ یہاں بات کون کرے گا حضرت کے سامنے سب مل کر سوچنے لگے

---

(۱)...... اس تمام مناظرہ کی روئیداد وتفصیل "مباحثہ شاہ جہاں پور" میں ملاحظہ فرمائیے۔

(محمد ظفر عفی عنہ)

کہ کیسے جان چھڑائیں۔ (طے ہوا کہ) یوں کرو کہ سارے مل کر حضرت کے پاس چلیں انکا شکریہ بھی ادا کریں اور درخواست بھی کریں کہ حضرت پہلی تقریر آپ کرلیں کیونکہ (اگر) حضرت کی تقریر آخر میں ہوئی تو یہ ہماری کی کرائی ساری باتوں کو توڑ کر رکھ دیگا۔ یہ پہلی تقریر کرلیں گے اس کے بعد (ہمارے) جو منہ میں آئے گا (ہم) کہتے رہیں گے یہ ڈر تو نہیں ہوگا کہ کوئی ہماری تردید کریگا بعد میں سارے اکٹھے ہوکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت بڑی مہربانی شکریہ' بہت خوشی ہوئی آپ تشریف لائے۔ ہم سارے مل کر آپ کو ایک اعزاز دینا چاہتے ہیں وہ یہ کہ پہلی تقریر آپ فرمائیں۔

حضرت قاسم العلومؒ اور تشریح فلسفہ نبوت

حضرتؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا بھئی میں آخری نبیؐ کا امتی ہوں میری تقریر سب سے آخر میں ہوتی ہے۔ میرے نبی پاکؐ تو آخری نبی ہیں وہ سارے کہنے لگے حضرت دلیل سے آپ سے کون جیت سکتا ہے اسی بات کو تو ہم رو رہے ہیں' ہم چاہتے ہیں کہ آپ تقریر پہلے کریں' فرمایا کہ نہیں میرے نبیؐ آخری ہیں مجھ سے پہلے عیسائیوں کی باری ہے ان سے پہلے یہودیوں کی باری ہے ان سے پہلے ہندوؤں کی باری ہے' زرتشتوں کی باری ہے' یہ سارے جب باری باری آجائیں گے میرے نبی پاکؐ آخری نبیؐ ہیں' آخر میں میری تقریر ہوجائے گی۔ اب وہ سارے منتیں کریں کہ حضرت آپ ہماری درخواست قبول فرمالیں' آخر حضرت نے فرمایا کہ میرے نبی اوّل النبیینؐ بھی ہیں اور آخر النبیینؐ بھی ہیں' عالم ارواح میں سب سے پہلے نبوت میرے نبی پاکؐ کو ملی ہے' اور دنیا میں سب سے آخر میں آپؐ پیدا ہوئے ہیں۔ تو چونکہ آپؐ سارے نبیوں میں اوّل بھی ہیں اس لئے میں اوّل تقریر کروں گا اور چونکہ میرے نبیؐ آخری ہیں انشاء اللہ وہی تقریر آخری ہوگی کسی کے لئے کچھ چھوڑونگا نہیں کہنے کے لئے...... کہ بعد میں کوئی اٹھ سکے۔

حضرت قاسم العلومؒ کی دلیل

اور پھر مثال دیکر سمجھایا۔ دیکھو آپ پرکار رکھتے ہیں کاغذ پر دائرہ لگاتے ہیں نا۔ تو سب سے پہلے جو نقطہ لگتا ہے وہ مرکز ہے لیکن دائرہ لگتا رہتا ہے' مرکز نظر نہیں آتا وہ نیچے چھپا ہوتا ہے پرکار کے۔ جب دائرہ مکمل ہوجاتا ہے تب پرکار اٹھتی ہے وہ نقطہ لگنے میں اوّل (ہے) اور نظر آنے میں آخر ہے فرمایا اسی طرح ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مرکز دائرہ نبوت ہیں' دائرہ مرکز کا فیض ہوتا ہے' مرکز دائرہ کا محتاج نہیں ہوتا اسلئے ہمارے نبی پاکؐ جیسے ہمارے نبی ہیں سارے نبیوں کے بھی نبی ہیں۔

صحابہؓ کا ذکر

اسکے بعد آپ ﷺ کے پاکباز صحابہ کا تذکرہ آیا سورۃ جمعہ میں اور صحابہؓ کے تذکرے کے بعد' صحابہؓ کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ جس طرح ہمارے نبیؐ پاک سارے نبیوں سے افضل ہیں' ہمارے نبی پاکؐ کے صحابہؓ (اور اہل بیتؓ) سارے نبیوں کے صحابہؓ (اور اہل بیتؓ) سے زیادہ شان والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کے لئے قربانیاں بھی زیادہ لی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انکے درجات بھی بہت بلند فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا:

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ (التوبہ:۱۰۰)

''اللہ ان سے راضی ہے اور یہ صحابہؓ اللہ سے راضی ہیں۔''

حالانکہ علماء حضرات بھی موجود ہیں۔ یہ رضا جنت میں داخلہ کے بعد آخری سرٹیفکیٹ ملے گا۔ جب سب لوگ جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کچھ مانگو تو وہ مانگیں گے فرمایا ایک بات رہ گئی ہے وہ ہے میری رضا جو میں تمہیں دے رہا ہوں تو باقی ساری مخلوق کو تو رضا جنت میں ملے گی اور صحابہؓ کو یہ نعمت اللہ نے دنیا میں ہی عطا فرمادی۔

امام اعظمؒ کی پیشین گوئی

اس کے بعد:

وآخرین منهم لما یلحقوا بهم (الجمعہ:۳)

اس میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی ہے۔ نبی پاکؐ کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو ''اہلسنت'' کہتے ہیں۔ صحابہؓ کو مانتے ہیں' اپنے آپ کو ''والجماعت'' کہتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو ''حنفی'' کہتے ہیں۔ اسی ترتیب سے سورۃ جمعہ میں ذکر آ رہا ہے۔ تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' ان کا اسم گرامی یہاں نہیں ہے۔ جیسے خلفائے راشدینؓ کی پیشین گوئی قرآن میں ہے لیکن نام نہیں ہے تو کیسے پتہ چلا کہ یہاں امام ابوحنیفہؒ مراد ہیں۔ دیکھو اوپر آیا تھا:

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم

تو نام حضرت کا نہیں آیا' لیکن ایک لفظ ''امیین'' کا۔ اہل عرب میں جو رسول ہے' رسول تو ۳۱۳ ہوئے نا تقریباً۔ تو اہل عرب میں پیدا ہونے والے رسول ایک ہی ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ اسی طرح یہاں لفظ آیا آخرین کا۔ جب امیین اہل عرب ہیں تو آخرین اہل عجم ہوئے۔ اب اللہ کے نبی پاکؐ کی سنت کو چار اماموں نے مرتب کیا ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ''امیین'' میں شامل ہیں آخرین میں نہیں کیونکہ یہ عرب کے ''شیبانی'' قبیلہ سے ہیں۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ بھی عرب ''مطلبی'' قبیلہ سے ہیں یہ عجم سے نہیں' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی عرب کے قبیلہ سے ہیں یہ آخرین میں سے نہیں ہیں۔ ایک امام ابوحنیفہؒ ہیں جو اہل عرب سے نہیں اہل عجم سے ہیں اور اہل فارس میں سے ہیں تو معلوم ہوا کہ اس آیت کے کامل ترین مصداق سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

نعت رسول مقبول ﷺ اور سلیمان علیہ السلام

دیکھئے ہمارے نبی پاکؐ کا اسم گرامی پہلے کسی نبی کا نام یہ نہیں تھا ''محمد ﷺ۔ محمد کا معنی کیا ہے؟ سراپا تعریف۔ بائبل میں سلیمان علیہ السلام کی کتاب ہے ''غزل الغزلات'' اس میں سلیمان علیہ السلام حضور پاک ﷺ کی نعت پڑھ رہے ہیں کہ وہ اللہ کا حبیب ہے' وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔ حضرتؐ نے مکہ شریف فتح فرمایا تو پورے دس ہزار صحابہؓ ساتھ تھے نہ ایک زائد تھا نہ ایک کم تھا۔ تعریف کرتے آ رہے ہیں آگے عبرانی میں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

''کہ میں جس محبوب کی تعریف کر رہا ہوں' نعت پڑھ رہا ہوں'
ان کا نام نامی اسم گرامی محمدؐ ہے ﷺ''

اب جو عبرانی بائبل ہے اس میں آج بھی ''محمدیم'' کا لفظ موجود ہے' لیکن اردو میں انہوں نے ترجمہ کر دیا:

محمد ﷺ کا ترجمہ

''وہ سراپا عشق انگیز ہے'' (غزل الغزلات ۵:۱۶)

ترجمہ تو ظالموں نے بڑا کمال کا کیا کہ سر سے لیکر پاؤں تک حسن ہی حسن ہے جہاں نظر پڑے وہیں عشق کرنے کو جی چاہتا ہے۔ جس ادا پہ نظر پڑے اس سے محبت کرنے کو' جان قربان کرنے کو جی چاہتا ہے۔ تو ترجمہ انہوں نے کیا ہے لفظ محمد کا وہ سراپا عشق انگیز ہے۔ اور آپ خوبیوں والے ہیں' اس لئے ہمارا اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ خوبیوں اور حسن کا تعلق ہے ہی اللہ کے پاک نبیؐ سے' جو کام اللہ کے نبیؐ سے ثابت ہوجائے وہ اچھا ہے۔ جو ان سے نسبت نہیں رکھتا وہ بدعت ہے۔ اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

نعمانؒ کی وجہ تسمیہ

اسی طرح ہمارے امامؒ کا نام کیا ہے نعمانؒ۔ کیا نام ہے

(نعمان ...... سامعین) نعمان نعمت سے اسم مبالغہ ہے نعمت سے۔ یعنی بہت بڑی اللہ کی نعمت۔ تو اللہ کی بہت بڑی نعمت تو اللہ کا دین ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ:۳)

ترجمہ: ''آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا اور میں نے اسلام کوتمہارا دین بننے کے لیے پسند کرلیا''۔

سب سے بڑی نعمت اللہ کا دین ہے' اور امام ابوحنیفہؒ اسکوسب سے پہلے مدوّن کروانے والے لکھوانے والے تھے اس لئے ان کا نام نعمان ہوا کہ خدا کی نعمت کو قیامت تک کے لئے محفوظ کرلیا۔ ایک چیز بھی ضائع نہیں ہونے دی......

دین اسلام کا جو دوسرا نام تھا اس کا دوسرا نام ملتِ حنیف ہے:

واتبع ملة ابراھیم حنیفاً (النساء:۱۲۵)

ترجمہ: ''اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے''۔

اسلئے آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہوئی' ابو کہتے ہیں باپ کو' جو پہلے ہوتا ہے اولاد بعد میں آتی ہے' تو چونکہ دین حنیف کی تدوین امام صاحبؒ سے ہوئی اس لئے ان کی کنیت ابوحنیفہؒ قرار دے دی گئی۔ تو نعمانؒ کہتے ہیں سب سے بڑی نعمت کوتو اس لئے آپکا نام نعمانؒ ہے۔ کیونکہ مکمل دین کو آپ نے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا۔

نعمانؒ کا ایک اور معنی

نعمان کا دوسرا معنی لکھا ہے ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الخیرات الحسان'' میں[1]' کہ نعمان اس خون کو بھی کہتے ہیں جو جسم میں گردش کررہا ہے اب دیکھئے یہ خون

(۱) اتفقوا علی انه النعمان وفيه سرٌ لطيف الا اصل النعمان الدم الذی به قوام البدن و من ثمة ذهب بعضهم الی انه الروح. فابو حنيفة رحمه الله به قوام الفقه و منه منشا مدارکه و عويصاته أو نبت احمر طيب الريح الشقيق أو الارجوان بضم الهمزة فابو حنيفة رحمه الله طابت خلاله و بلغ الغاية كماله أو فعلان من النعمة فابو حنيفه نعمة الله علی خلقه وتحذف ال عند التنكير و النداء و الاضافة وحذفها لغير ذلك نادر. وقال ابن مالك حذفها والباليهاسيان واعترض علی ان كنية ابو حنيفة مونث حنيف وهو الناسك او المسلم مائل الی الدين الحق. (الخیرات الحسان...... فصل ۱۳ فی اسمہ)

بالوں تک بھی پہنچ رہا ہے اسی لئے یہ بڑھ رہے ہیں' ناخنوں تک بھی پہنچ رہا ہے دل و دماغ تک بھی پہنچ رہا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے کتاب وسنت کا خون جو ہے یہ مستحبات' مباحات تک پہنچا اور ایک ایک بات تک آپ نے سنت پہنچادی اور سنت کی پوری وضاحت فرمادی اس لئے آپ کا اسم گرامی نعمانؒ ہے۔

ایک اور معنی

تیسرا معنی لکھا ہے کہ'' نعمان'' جو ہے عرب میں ایک گھاس ہوتی ہے سرخ رنگ کی جس کی خوشبو کئی میلوں تک پہنچتی ہے تو امام صاحبؒ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے نبی پاکؐ کی سنتوں کی خوشبو مشرق سے لیکر مغرب تک پہنچی ہے۔ اسلئے آپ کا اسم گرامی نعمانؒ ہے۔

تو یاد رکھیں جس طرح ہمارے نبی ﷺ سارے نبیوں کے نبیؐ ہیں' ہمارے امامؒ سارے اماموں کے امام ہیں۔

شافعیوں اور حنفیوں کی بحث

ایک دفعہ کچھ شافعی اور کچھ حنفی بحث کرنے لگے کہ بھئی امام شافعیؒ کی شان زیادہ ہے یا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی' ایک محدث بیٹھے تھے وہ آ بیٹھے فرمایا بھئی میں بھی اس بحث میں شامل ہوتا ہوں' کچھ باتیں میں آپ سے پوچھتا ہوں یہ بتایئے کہ خود آپکے اماموں نے رائے دی ہے ایک دوسرے کے بارے میں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعیؒ کے بارے میں کوئی رائے دی ہو یا امام شافعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں رائے دی ہوتو دونوں فریقوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ نے نہ امام شافعیؒ کو دیکھا نہ امام شافعیؒ کی کتاب دیکھی کیونکہ ۱۵۰ ہجری میں ان کا وصال ہوا۔ یہ پیدا ہوئے اس نے کہا اچھا تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہؒ کی کتابیں دیکھیں۔ کہا جی دیکھیں۔ انہوں نے کتابیں پڑھ کے کیا فرمایا کیونکہ امام کی رائے امام کی ہوگی نا۔ کہا انہوں نے کہا تھا:

من اراد ان یتبحر فی الفقه فهو عیال ابی حنیفة

(تاریخ بغداد ..... ج ۱۳ ص ۳۴۶)

قیامت تک آنے والے لوگ جو ہیں وہ جب تک امام ابوحنیفہؒ کو 'اباجی' نہ مانیں گے ان کی نسل نہ بنیں گے اس وقت تک دین کی سمجھ حاصل نہیں کر سکتے تو محدث نے کہا آپ شافعی ہیں آپکے امام نے جو رائے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں دی ہے آپ اسکو تسلیم کرلیں۔ پھر پوچھا آپکے امام کے استاذ کتنے ہیں دونوں بتائیں۔ انہوں نے بتایا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ۲۰۰ ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے استاذ کتنے ہیں؟ کہا کہ ۴۰۰۰ استاذ ہیں امام ابوحنیفہؒ کے۔ فرمایا کہ یہاں بھی امام ابوحنیفہ کا مقام بہت اونچا ہے۔ فرمایا درخت اپنے پھل سے بھی پہچانا جاتا ہے کہ انکے شاگرد کیا کر رہے ہیں' امام شافعیؒ کے کتنے شاگرد ہیں؟ اور کام کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا دو ہیں موبیؒ اور مزنیؒ۔ ایک ایک مدرسہ میں درس دے رہا ہے' سبق پڑھا رہا ہے جبکہ دوسرا دوسرے مدرسہ میں سبق پڑھا رہا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد وہ کیا کام کر رہے ہیں وہ کتنے ہیں؟ کہا سینکڑوں ہیں۔ کوئی عدالت خالی نہیں جہاں امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد جج نہ ہو پوری اسلامی حکومت میں' کوئی مدرسہ نہیں جہاں امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد استاذ نہ ہو' کوئی مسجد ایسی نہیں جہاں امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد امام نہ ہو۔

امام اعظمؒ کے صرف ایک شاگرد کا فیض

ایک دفعہ ہارون الرشید کا دل چاہا کہ ذرا ملک کی سیر کریں۔ وہ Russia کے علاقہ کی طرف نکلا خراسان کے علاقہ میں جب پہنچا تو وہاں دیکھا کہ بڑی دنیا بیٹھی ہے بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہیں' بیگم بھی پالکی میں بیٹھی تھی اُس نے دیکھا کہ اتنی دنیا انکے لباس الگ الگ ہیں' شکلیں الگ ہیں' بولیاں الگ الگ ہیں یہ یہاں کس لئے جمع ہیں سارے..... (ہارون الرشید نے کہا) پتہ کرواتے ہیں' پوچھا کیا ہو رہا ہے یہاں؟ (لوگوں نے کہا) یہاں امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں جن کا نام ہے علی بن عاصمؒ اور وہ اللہ کے نبیؐ کی حدیث پڑھا رہے ہیں بیٹھ کر۔ ملکہ نے کہا گنتی کراؤ کتنے آدمی ہیں؟

ایک رسا لیا بہت بڑا وہ ناپتے گئے ایک رسے کے جتنے سامنے آئے ان کو گنا اور سرکاری گنتی کا اندازہ یہ تھا کہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار لوگ بیٹھے ہیں۔ درمیان میں سینکڑوں آدمی آواز آگے پہنچانے والے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے ایک شاگرد کا فیض یہ ہے۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار لوگ وہاں اللہ کے نبی پاک ﷺ کی احادیث پڑھ رہے ہیں۔ جب میں نے تاریخ کا یہ واقعہ پڑھا تو مجھے تاریخ کا دوسرا واقعہ یاد آگیا۔

سیّدنا دانیال علیہ السلام کا قصہ

حضرت دانیال علیہ السلام اور ''بخت نصر'' کا قصہ۔ بخت نصر بہت بڑا بادشاہ ہوا ہے اس نے خواب دیکھے کچھ' اور نجومیوں کو بلایا کہ میرے خواب کی تعبیر دو۔ اس نے کہا خواب بتاؤ ہم تعبیر دیتے ہیں۔ اس نے کہا میں خواب بتاؤنگا تم کچھ نہ کچھ بولنا شروع کردو گے میں تعبیر اس کی مانوں گا جو اپنے علم کے زور سے میرا خواب بھی خود بتائے اور تعبیر بھی خود بتائے۔ کہا جی ہم تو نہیں کر سکتے۔ بادشاہ غصے میں آ گیا اس نے کہا ساری دنیا لوٹ لوٹ کے کھالی ہے کہ ہم غیب جانتے ہیں لوگوں کو بتاتے رہتے ہو اور میرا ایک خواب نہیں بتا سکتے۔ دو ہفتے کی مہلت ہے۔ اگر دو ہفتہ میں خواب نہ بتایا تو سب کو قتل کر کے ٹکڑے کر کے پل میں پچھوا دونگا۔ اب وہ جو بڑا نجومی تھا وہ نہ کھانا کھائے نہ کچھ۔ بیٹی بار بار پوچھے ابا جی کھانا نہیں کھاتے۔ کہا بیٹی بس میں نے جو کھانا تھا وہ کھالیا۔ گھر والے سارے پریشان' آخر بیٹی رونے لگی ابا جی آپ بتائیں چار دن ہوگئے ہیں آپ نے کھانا نہیں کھایا۔ کہا بیٹی تجھے کیا بتاؤں تو بھی سنکر پریشان ہوجائے گی چلو مجھے پریشان رہنے دو۔ کہا نہیں ابا جی کہتے ہیں کہ دیوار سے بھی مشورہ کرلینا چاہئے۔ آخر باپ نے بتایا بادشاہ کو خواب آیا ہے وہ ہمیں کہتا ہے کہ خواب بھی خود بتاؤ۔ اب اگر نہ بتائیں یہ چار دن گزر گئے ہیں۔ گیارہ دن رہتے ہیں موت نظر آ رہی ہے روز سامنے۔

بیٹی نے کہا ابا جی مسئلہ حل ہوگیا سمجھو۔ یہ تو کوئی مشکل ہی نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ کیسے حل ہوگیا۔ کہا ابا جی میں کنوئیں پر پانی لینے جاتی ہوں۔ جہاں اس کنوئیں پر

وہ عورتیں' بچیاں بھی آتی ہیں جو قید ہیں بنی اسرائیل کی۔ قید میں آئی ہوئی ہیں' ان میں دو میری سہیلیاں ہیں۔ وہ بتاتی ہیں کہ میرے ابا جی اللہ کے نبی ہیں'' دانیال علیہ السلام''۔ تو میں آج پانی لینے جاؤنگی میں روؤنگی وہاں بیٹھ کے' کہ آپ کے ابا جی نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خواب بتادیں نبی کو تو بتادینگے وحی کے ذریعے۔ میں جا کے روؤنگی آج۔ خیر وہ گئی اس نے جا کر اپنی سہیلیوں سے کہا' انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم ابا جی سے درخواست کریں گی۔ صبح یہ گئی انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا ابا جی نے رات دعا مانگی تھی اور صبح فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ نے خواب بھی وحی کے ذریعہ بتلا دیا اور تعبیر بھی سمجھا دی۔ تم اپنی سہیلی کو کہہ دینا' کہ بخت نصر مجھے بلا لے تو میں اس کو خواب بھی سناؤں گا اور تعبیر بھی سناؤں گا اس نے کہا (بادشاہ سے) نجومی گیا کہ آپ کا خواب اور تعبیر حضرت دانیال علیہ السلام سنائیں گے۔ بادشاہ کو ضرورت تھی۔ دانیال علیہ السلام کو بلایا۔ اب وہاں طریقہ یہ تھا کہ جو باہر کو گیٹ ہے وہاں سے جب بادشاہ نظر کرتا تو آنے والا وہیں سے سجدے میں گر جاتا بادشاہ کے لئے۔ جب تک بادشاہ کا آدمی آکر سر نہ اٹھاتا دو گھنٹے گزر جائیں' چھ گھنٹے گزر جائیں وہ اٹھتا نہیں۔ حضرت دانیال علیہ السلام (بغیر سجدے میں گرے) سیدھے آ رہے ہیں' شور مچ گیا سجدہ نہیں کیا' سجدہ نہیں کیا۔ فرمایا ہم تو یہ سجدے مٹانے کے لئے آئے ہیں۔ ہم تو ایک اللہ کو سجدہ کیا کرتے ہیں۔ اب درباریوں نے کہا' نجومیوں نے کہا کہ حضرت آپکی عزت بادشاہ سلامت ختم ہو جائے گی' دوسرے بھی سجدہ نہیں کرینگے۔ بادشاہ کو غصہ آ گیا۔ کوئی ضرورت نہیں خواب پوچھنے کی۔ دانیال کو بھوکے شیروں کے آگے پھینک دو' شیر رکھے ہوئے تھے یہ بھی ایک سزا کا طریقہ تھا' وہ (شیر) کئی دن بھوکے رہتے' پھر کسی کو پھینکتے وہ ایک ایک بوٹی کر کے کھا جاتے۔ لے گئے اب ان کو (شیر کے پنجرے کے) احاطے میں داخل کیا دروازہ بند کیا' پھر کمرے کے اوپر چڑھ کر چھت کا دروازہ اٹھایا جس سے شیر نکلتے تھے۔ اب شیر نکلے بھاگتے ہوئے آئے اور حضرتؑ کے پاؤں چاٹ رہے ہیں' کوئی دم ہلا رہا ہے' کوئی آپکے پاؤں چوم رہا ہے۔ انہوں نے آکر بادشاہ کو بتایا کہ حضرت شیر جو ہیں وہ تو بڑا پیار کر رہے ہیں

ان کو۔ کہا کتنے دن کے بھوکے ہیں کہا بیس پچیس دن کے بھوکے ہیں۔ تو پھر بھی نہیں کھا رہے؟ جی نہیں کھا رہے کہا میں خود جا کے دیکھتا ہوں۔ آیا اور آکر کہا کہ دانیال تیرا خدا بڑی قدرتوں والا نظر آتا ہے۔ تیرا خدا بڑا ہی طاقت ور ہے' ان کو لے آئے پوچھا کہ پھر خواب بتائیں میرا۔

بادشاہ کا خواب اور اس کی تعبیر

انہوں نے بتایا کہ تو نے ایک بت دیکھا ہے جس کا سر آسمان کو لگا ہوا ہے اور سر سونے کا تھا' بت کا' سینہ جو ہے پیتل کا تھا' اس کے دونوں بازو تانبے کے تھے اور یہ گھٹنوں تک لوہے کے تھے اور نیچے مٹی کا تھا۔ کہا ٹھیک ہے میں نے یہی دیکھا تھا' پھر دیکھا کہ اوپر آسمان سے ایک پتھر گرا ہے اس نے اس بت کو چورا چورا کر کے رکھ دیا' کہا بالکل میرا یہی خواب تھا' فرمایا کہ بت' بت پرست قومیں ہیں' سونے کا سر تو ہے بت کا۔ یہ جو دونوں علاقے ہیں' یہ اسرائیل کا علاقہ ہے یہ دونوں فارس اور بحریا ہیں۔ یہ علاقہ یمن کا ہے' یہ سارے علاقوں میں بت پرستی ہو رہی ہے وہ جو دیکھا پتھر اوپر سے گرا ہے وہ خدا تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن پاک آسمان سے نازل ہوگی جو یہاں سے بت پرستی کا جنازہ نکال دے گی۔

بادشاہ کا دوسرا خواب اور اسکی تعبیر

(اس نے کہا) ایک خواب اور دیکھا تھا' کیا؟ کہ ایک بہت بڑا درخت اگا ہوا ہے میرے صحن میں اور ایک پتھر آیا اس نے اس درخت کو چورا چورا کر دیا اس کا ایک پتہ گرا اور وہ گر کر ایک طرف پڑا رہا تھوڑی دیر کے بعد وہ پتہ سبز ہو گیا اور پھیلنا شروع ہو گیا اور پھر میں نے دیکھا کہ اتنا پھیلا کہ دنیا کی ہر قوم کے لوگ اس کے سائے میں کھڑے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ ہاں میرا خواب یہی تھا حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ درخت تو ہے' وہ جو پتہ ہے' تیری نسل میں ایک شخص ہوگا جو آخری نبی ﷺ کی سنت کو مرتب کرے گا اس کا نام ''ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' ہوگا وہ

اور دنیا کے لوگ جو ہیں وہ اس کے تقلید میں آ کر اللہ کے نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا کریں گے۔ تو یہ علی بن عاصمؒ کا واقعہ جب میں نے پڑھا تو مجھے یہ بھی تاریخ کا واقعہ یاد آیا جو "مقدمہ کتاب التعلیم" میں درج ہے تفصیل کے ساتھ۔

ہماری تین نسبتیں

تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ امام اعظمؒ ہیں یہ ان کا لقب ہے' کنیت آپ کی ابوحنیفہؒ ہے۔ اور آپ کا اسم گرامی نعمانؒ ہے تو ہمارے یہ امام ہیں جن کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو "حنفی" کہتے ہیں۔ اب پھر سمجھیں ہم اللہ کے نبیؐ کی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو "اہل سنت" کہتے ہیں' صحابہؓ کی طرف نسبت کر کے "والجماعت" اور امام صاحبؒ کی طرف نسبت کر کے "حنفی"۔ ان تین نسبتوں کا فائدہ کیا ہے؟ اللہ کے نبیؐ دین کے لانے والے ہیں کہہ دو دین کے (لانے والے......سامعین) صحابہؓ دین کے پھیلانے والے اور امام ابوحنیفہؒ دین کے لکھوانے والے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں صحابہؓ نے وہی دین پھیلا جو اللہ کے نبیؐ لیکر آئے تھے یا نیا بنا کر پھیلا (وہی پھیلایا......سامعین) ' امامؒ نے وہی لکھوایا جو صحابہؓ سے ملا' یا نیا بنا کر لکھوایا' (وہی لکھوایا......سامعین) جو کہتا ہے کہ صحابہؓ نے نبیؐ کا دین بدلا وہ بڑا رافضی ہے جو کہتا اماموں نے نبی کا دین بدلا یہ چھوٹا رافضی ہے۔ نہ صحابہؓ دین بدلنے والے ہیں (بلکہ) وہ دین کے پھیلانے والے ہیں' نہ ائمہؒ دین کے بدلنے والے ہیں (بلکہ) وہ دین کے لکھوانے والے ہیں۔ تو ہم اہل سنت والجماعت حنفی ہیں۔ سورۃ جمعہ میں ان تینوں کا ذکر تفصیل کے ساتھ آ گیا۔ نبی پاکؐ کا بھی' صحابہؓ کا بھی اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی۔

تمام دنیا میں فقہ حنفی غالب ہے

اس کے بعد فرمایا:

وآخرین منہم لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم (الجمعۃ:۳)

کہ اللہ بڑا غالب اور حکمتوں والا ہے۔ دو صفتیں اللہ نے ذکر فرمائیں اس سے پتا چلا کہ یہ تینوں چیزیں دنیا میں غالب رہیں گی' اللہ کے نبی کی نبوت بھی غالب رہے گی' صحابہؓ کی عظمت بھی غالب رہے گی اور فقہ حنفی بھی غالب رہیگی۔ ہمیشہ دو تہائی اہل سنت حنفی رہے ہیں شروع سے۔

ہر جگہ قانون اسلامی فقہ حنفی کی شکل میں ہے

اور پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ دنیا میں جہاں بھی قانون اسلامی نافذ ہوا ہے وہ فقہ حنفی کی شکل میں نافذ ہوا ہے۔ صحابہؓ (کے دور) میں خلافت راشدہ تھی انہوں نے دین اسلام کو محفوظ رکھا۔ صحابہؓ کے بعد ان کی وراثت میں پھر جتنے بادشاہ ہوئے ہیں سارے کے سارے حنفی۔ عباسی خلافت ہے (جو) تقریباً ساڑھے تین سو سال رہی سب کے سب قاضی حنفی تھے۔ دو سو سال خوارزمی خلافت رہی سارے (قاضی) حنفی تھے' دو سو سال سلجوقی رہے سارے حنفی تھے' ساڑھے تین سو سال عثمانی خلافت (رہی) سارے کے سارے حنفی تھے۔ تقریباً بارہ سو سال حرمین شریف کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے حنفیوں سے کروائی۔ آج کل وہاں حنبلی ہیں وہ بھی اہل سنت والجماعت ہیں۔

تو مقصد یہ ہے کہ غلبہ دین اسلام کا' جہاں بھی فتوحات ہوئیں صحابہؓ کے بعد' جہاں بھی کوئی ملک فتح ہوا تو اس کے فاتح حنفی ہیں۔ یاد رکھیں اور یہ جتنی بھی آپ کو دین کی بہار نظر آ رہی ہے۔ الحمدللہ یہ حنفی بزرگوں کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔

حضرت سید معین چشتی اجمیریؒ کی تبلیغ

حضرت سید معین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اکیلے راجستھان میں پہنچے اور جب حضرتؒ کا جنازہ اٹھا تو ۹۰ لاکھ کافر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ یہ ایک سنی (حنفی) بزرگ کی محنت کا نتیجہ ہے۔ جہاں بھی یہ دین پہنچا ہے اہل سنت والجماعت بزرگ وہاں دین کو لے کر آئے ہیں۔ اپنے وطن چھوڑ کر پہنچے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کا واقعہ

سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ خود لکھتے ہیں اپنی کتاب "کشف المحجوب" میں "میں دمشق میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر تھا' قرآن پاک کی تلاوت بیٹھا ایک طرف کر رہا تھا' جب تھک گیا نیند آ گئی سو گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں خانہ کعبہ شریف میں بیٹھا ہوا ہوں اور جناب نبی اقدس ﷺ ایک دروازے (باب بنی شیبہ) سے خانہ کعبہ میں داخل ہو رہے ہیں اور حال کیا ہے ایک بوڑھا آدمی ہے اور آپ ﷺ اس بوڑھے کو بچوں کی طرح (شفقت کے ساتھ) چلا رہے ہیں اس کا پاؤں اٹھا کر آگے رکھتے ہیں' پھر دوسرا رکھتے ہیں' پھر تیسرا۔ میں اٹھا خواب میں مصافحہ کیا۔ مصافحہ کرکے میں نے پوچھا حضرت ﷺ یہ بوڑھے کون ہیں؟ فرمایا

امامک و امام اھل دیارک ابوحنیفة

یہ تیرے امام اور جس علاقے میں تو نے اسلام پھیلایا لاہور کے علاقے میں اس پورے ملک کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ہیں۔" (کشف المحجوب ..... ص ۱۴۴)

ایک اور خواب

ایک اور آدمی نے خواب دیکھا کہ حضرت پاکؐ تشریف لے جا رہے ہیں۔ رسول اقدس ﷺ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کے پیچھے چل رہے ہیں۔ جہاں سے حضرت پاکؐ اپنا قدم اٹھاتے ہیں امام بخاریؒ اپنا قدم وہاں رکھتے ہیں۔ یہ خواب بھی سید علی ہجویریؒ نے اپنی کتاب میں لکھا اس کے بعد فرماتے ہیں:

"اس خواب اور اس خواب میں بڑا فرق ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادے سے قدم اٹھا کے رکھ رہے ہیں لیکن امام ابوحنیفہؒ نے اپنا ارادہ اللہ کے نبیؐ کے سامنے ختم کر دیا۔ جہاں اللہ کے نبی قدم رکھتے ہیں وہ وہیں قدم رکھتے ہیں وہ "فنافی الرسول" کے مقام پر ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادے سے پیچھے چلے

جا رہے ہیں۔"

عنداللہ مقبولیت کا علم

اب دیکھئے وحی تو کوئی آنی نہیں کہ پتا چلے کہ کونسا (بندہ) اللہ کو زیادہ پیارا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک قاعدہ بتادیا قرآن پاک میں:

ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمٰن ودا

(مریم:۹۶)

کہ اللہ تعالیٰ محبوبیت پیدا کردیں گے دلوں میں۔ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ خود اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو فرماتے ہیں کہ اعلان کردو فلاں بندہ میرا محبوب ہے فرشتے بھی اس سے محبت کرنا شروع کردیتے ہیں اس کا اثر پھر زمین پر ہوتا ہے اللہ والوں کے دل اسکی طرف کھنچ جاتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں۔"

اللہ والوں کے ہاں اس کا مقبول ہوجانا۔ یہ اللہ کے ہاں قبول ہونے کی دلیل ہے۔ اب دیکھئے صحابہؓ کی محبت جو ہمارے دلوں میں ہے وہ اسی منادی کا نتیجہ ہے نا اس اعلان کا' اسی طرح ائمہ اربعہؒ کی جو محبت ہے وہ بھی اسی اعلان کا نتیجہ ہے کہ یہ حضرات اللہ والوں کے یہاں مقبول ہیں۔ یہ دلیل ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی مقبول ہیں اور ان سب میں زیادہ مقبولیت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ہے۔ اس لئے اس کی وجہ سے آپ سب سے زیادہ عنداللہ مقبول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی تقلید میں اپنے نبیؐ پاک کی سنتوں (پر عمل) کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

توحیدیوں کی حقیقت توحید

سوال نمبر ۱: چند لوگ جو خود کو توحیدی کہتے ہیں باقی سب لوگ ان کی نظر میں مشرک

ہیں یہ لوگ حنفی مسلک کے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے؟

جواب: یہ جو آپ کے کیماڑی میں توحیدی کہلاتے ہیں ان کو توحید کی تعریف ہی نہیں آتی۔ ایک افطاری میں ہم ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ عزیز صدیقی ہے ایک۔ اس نے روزہ ہمارے ساتھ افطار کیا نماز ہمارے ساتھ نہیں پڑھی۔ کھانا کھانے پھر آ بیٹھا۔

میں نے پوچھا: جناب کون ہیں؟

کہنے لگا: جی مجھے عزیز صدیقی کہتے ہیں۔

میں نے کہا: ایک تو سنا یہاں کوئی عزیز یزیدی بھی ہے کوئی؟

کہتا ہے: میں ہی ہوں۔

مجھے کہتا ہے جی توحید جو سمجھی ہے وہ کیپٹن عثمانی نے سمجھی ہے۔ میں نے کہا عثمانی کو توحید کی "تا" کے پہلے نقطے کا مطلب بھی نہیں آتا۔ میں نے کہا جا اس سے لکھوا کر لا۔ توحید کی تعریف کیا ہے؟ (اس وقت عثمانی زندہ تھا)۔ عثمانی نہیں لکھ سکتا۔ تین دن بعد میرے پاس آیا کہ جی اس کو توحید کی تعریف نہیں آتی۔ میں نے بتایا:

"یہ دنیا عالم اسباب ہے' ہم اسباب میں بندھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت جو ہے قرآن اس کو "کن فیکون" کہتے ہیں۔ میں نے یہ اپنے دستخط بھی کرنے ہوں تو کاغذ چاہئے' سیاہی چاہئے' قلم ہاتھ میں چاہئے اتنے اسباب جمع ہونگے تو ہم دستخط کریں گے۔ لیکن وہاں "کن" کہنے کی ضرورت نہیں ارادہ ہوا سارے آسمان بن گئے۔ تو "مافوق الاسباب" کسی کو قادر مان کر اس کی جو تعظیم کی جائے گی اس کو عبادت کہتے ہیں اور تعظیم تو باپ کی بھی ہم کرتے ہیں لیکن اسکو "ماتحت الاسباب" مان کر کرتے ہیں' پیر کی بھی کرتے ہیں' استاذ کی بھی کرتے ہیں' یہ "ماتحت الاسباب" ہے۔ جس میں "مافوق الاسباب" قدرتیں مانی جائیں اور پھر اسکی جو بھی تعظیم کی جائے گی اس کو عبادت کہتے ہیں اور ایک ہی ہستی کو ماننا کہ ایک ہی

اس لائق ہے اس کو "توحید" کہتے ہیں۔"

تو وہ لوگ تو بے چارے نہ شرک کا معنی جانتے ہیں نہ توحید کا معنی جانتے ہیں۔

تعویذ کی حقیقت

سوال نمبر ۲: قرآنی آیات یا اسمائے حسنیٰ سے بنے ہوئے تعویز کو پہننے والے کو مشرک کہتے ہیں؟ آیا اس طرح کا تعویز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ تو ان سے پوچھیں کہ آپ کو کس نے بتایا کہ قرآن (کی آیات) کا (بنا ہوا) تعویذ جو ہے وہ شرک ہے۔ "صحیح ابن حبان" میں حدیث ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہؓ کو دم کررہی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کتاب اللہ سے دم کیا کرو۔ صحیح ابن حبان میں یہ روایت موجود ہے۔

اور یاد رکھیں کہ تعویذ جو ہے یہ دنیاوی طریقہ علاج ہے۔ یہاں ایک دفعہ میں نے کہیں تقریر کی کسی علاقے میں تو ساتھ آٹھ آئے لمبی لمبی داڑھیوں والے سر سے ننگے' پاؤں سے ننگے۔

آ کر کہنے لگے: جی دین میں تعویذ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

میں نے بڑے غصے سے کہا: دین کے ساتھ تعویذ کا کیا تعلق ہے تمہیں دین کا معنی آتا ہے میں نے کہا بتاؤ کیا ہے؟ اب انہیں معنی نہ آئے

پھر میں نے سمجھایا: کہ دنیا اور دین دو لفظ ہیں۔ جو کام موت سے پہلے کے نفع نقصان کیلئے ہم کرتے ہیں اس کو دنیا کا کام کہا جاتا ہے اور جو اس لئے کرتے ہیں کہ اس کا عذاب یا ثواب موت کے بعد ملے گا تو یہ دین کا کام ہوتا ہے۔ میں نے سمجھایا اچھی طرح۔

اب میں نے پوچھا: آپ ہی بتائیں کہ تعویذ لوگ اسلئے لیتے ہیں کہ قبر کا عذاب نہ ہو یا اسلئے لیتے ہیں کہ درد سر نہ ہو کیا خیال ہے؟ موت سے پہلے کے نفع نقصان کیلئے لیتے ہیں یا بعد کیلئے۔ تعویذ اسلئے لیتے ہیں کہ پل صراط سے آسانی سے گزر جائیں؟ یا اسلئے لیتے ہیں کہ بخار نہ ہو؟ تو یہ جس طرح موت سے پہلے کی بیماری جو ہے اس کیلئے طب ہے اس طرح ایک طریقہ علاج یہ (بذریعہ تعویذ) بھی ہے جس طرح طب کیلئے ہر ٹیکے یا (ٹیبلیٹ) کا نام حدیث میں نہیں کہ (Neurobean) کا نام حدیث میں آئے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ کیونکہ اللہ کے نبی پاکؐ نے فرمایا:

انتم اعلم بامر دنیاکم

(صحیح مسلم ۔ ج ا ص ۲۶۴، عن انس)

''کہ دنیا کے تجربات تمہیں زیادہ ہیں''۔

اس لئے جہاں دنیا دین سے ٹکرانے لگے گی' آپ تجارت کرتے ہیں سارے جس طرح چاہیں کریں لیکن جہاں سود آ جائے گا اب یہ آپ کی تجارت دین سے ٹکرائے گی وہاں شریعت روک دے گی کہ بھئی اب ختم' یہ طریقہ غلط ہے۔ آپ لباس پہنتے ہیں جیسے چاہیں پہنیں دنیا کا کام ہے۔ لیکن جہاں تشبہ کافروں والا لباس آ جائے گا وہاں شریعت روک دے گی کہ اب یہ نہیں ہے۔ اس طرح آپ دوا (استعمال) کرتے ہیں جو دوا آپ کو فائدہ مند ہو لیکن جہاں اس میں حرام کی ملاوٹ آ جائے گی پھر شریعت روکے گی کہ یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح تعویذ ہے دم ہے جو جائز ہے آپ کرتے رہیں جہاں شرکیہ بات ہوگی اس کو شرک کہا جائے گا ورنہ اسکو شرک نہیں کہا جائے گا تو یہ ایک طریقہ علاج ہے۔ کہ جیسے یہودیوں کے احبار رہبان کا قرآن حدیث میں ذکر آتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جس چیز کو چاہے حلال کہتے تھے جس کو چاہتے حرام کہتے تھے۔ یہ جو آپ کی ''عثمانی پارٹی'' ہے یہ یہودیوں کے علماء

کی طرح جس کو دل چاہتا ہے کافر ومشرک کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ انکے پلے میں کچھ نہیں یہ ان احبار رہبان کے وارث ہیں۔

حقیقت عذاب وثواب قبر

سوال نمبر۳: یہ لوگ قبر کے عذاب کے منکر ہیں' کہتے ہیں عذاب برزخ دی جاتی ہے؟

جواب: اصل میں یہ قبر کے ہی منکر ہیں نا' ہم نے وہاں ایک پمفلٹ شائع کیا تھا کہ عثمانیوں کی قبر کہاں ہے؟ میں نے یہ لکھا تھا کہ:

''منکرین قرآن' قرآن کا انکار کرنے والا عثمانی فرقہ قرآن کو نہیں مانتا' قرآن اسی قبر کو قبر کہتا ہے **قتل الانسان ما اکفرہ**' (عبس:۱۷) مارا جائے انسان کتنا ناشکرا ہے' خود اس عثمانی نے ''عذاب برزخ'' ص:۳' پر یہ آیت لکھی ہے۔ یہ انسان جو ناشکری کرتا ہے اسی جسم کے ساتھ کرتا ہے یا خواب والے جسم کے ساتھ کرتا ہے؟ **من ای شئی خلقہ** (عبس:۱۸)، اللہ نے کس چیز سے پیدا کیا' **من نطفۃ**' ایک بوند سے تو بوند سے جسم یہ والا بنا ہے یا خواب خیال والا بنا ہے۔ **خلقہ فقدرہ**' (عبس:۱۹) اللہ نے ماں کے پیٹ میں بنایا اور اندازے سے بنایا دیکھو دونوں آنکھیں ایک جیسی ہیں یا نہیں ایک اتنی بڑی اور ایک اتنی چھوٹی دونوں بازو ایک جیسے ہیں۔ دونوں ٹانگیں ایک جیسی ہیں تو ماں کے پیٹ میں جو جسم بنا یہ جسم بنا یا خواب وخیال والا بنا۔ **ثم السبیل یسرہ** (عبس:۲۰) پھر ماں کے پیٹ سے پیدائش کا راستہ آسان فرما دیا۔ تو ماں کے پیٹ سے یہ جسم پیدا ہوا خواب وخیال والا۔ **ثم اماتہ فاقبرہ** (عبس:۲۱)' پھر اس کو موت دی تو موت اس جسم کو آتی ہے یا کسی اور جسم کو' یہ جسم جہاں رکھا جاتا ہے اس کو قرآن قبر کہتا ہے۔ **ثم اذا شاء انشرہ** (عبس:۲۲)، قیامت کو یہی جسم اٹھے گا نا؟ کافروں کو یہی شبہ تھا نا کہ **من یحیی العظام**

وھی رمیم (یٰسین ۷۸) کہ (بوسیدہ) **ہڈیوں** کو کون زندہ کرے گا' تو اگر
یہ جسم نہیں ہوتا تو اللہ فرماتے ہیں کہ **جسم** نے تو اٹھنا ہی نہیں' **قل
یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ** (یٰسین ۷۹)، اب دیکھو یہاں
قرآن نے بتادیا کہ جہاں یہ جسم رکھا جاتا ہے اس کو قبر کہتے ہیں اور
اس کا عثمانی منکر ہے۔ قرآن میں ہے کہ **لا تقم علی قبرہ**
(التوبہ ۸۴)، حضرت ﷺ پاک کہیں سجّین میں نہیں چلے گئے تھے۔
منافق کی قبر پر کھڑے ہونے کے لئے ساتوں زمینوں سے نیچے اسی
قبر پر کھڑے ہوئے تھے' **حتی زرتم المقابر** (التکاثر ۲)، تو یہ
زیارت کرنے اسی قبر پر گئے تھے یا سجین علیین میں گئے تھے۔ اور
جب یہ خود پڑھتے ہیں کہتے ہیں "کعبۃ اللہ اور کعبہ" جو رسالہ ہے
اس میں لکھتا ہے کہ قبروں پر چراغ جلانا جائز نہیں تو لوگ کس قبر پر
چراغ جلاتے ہیں اس پر یا کسی اور پر کہتا ہے کہ قبروں کو سجدہ کرنا
جائز نہیں خود تو اسی کو قبر کہتا ہے' لیکن جب عذاب قبر کی بات آتی
ہے کہتا ہے کہ یہ قبر نہیں' اب جس چیز کو قرآن قبر کہتا ہے یہ قرآن کا
منکر' اس کو قبر نہیں مانتا' متواتر احادیث جس کو قبر کہتی ہیں یہ ان کو قبر
نہیں مانتا' فقہاء جس کو قبر کہتے ہیں یہ اس کو قبر نہیں مانتا یہ قرآن کا
بھی منکر' احادیث متواترہ کا بھی منکر' فقہاء کے اجماع کا بھی منکر'
پوری امت کا منکر' کافر تک اس کو قبر کہتے ہیں۔ وہ کوا جو ہے نجاست
کھانے والا وہ عثمانی سے زیادہ سیانا ہے۔ کیونکہ قرآن نے بتایا کہ قبر
کا طریقہ **یبحث فی الارض** (المائدہ:۳۱)، ہے یا **یبحث فی
العلیین سجیین** ہے؟ فی الارض ہے نا' اللہ کے نبی کا خچر اس عثمانی
سے زیادہ سیانا تھا کیونکہ اس قبر کے ساتھ کا ہے اس کو یہاں سے قبر
کے عذاب کی آواز سنائی (دے رہی تھی) اس لئے یہ عثمانی جو ہے
اولئک کالانعام بل ھم اضل (الاعراف:۱۷۹)، یہ جانوروں سے

بھی گیا گزرا انسان ہے۔ اب جب نہ قرآن کی مانے' نہ سنت کو
مانے' نہ اجماع کو مانے' نہ کسی چیز کو مانے آخر ہم تنگ آ کے پھر کہتے
کیا ہیں' ہم دعا کرتے ہیں تم آمین کہو' ان کو کہتے ہیں: "یا اللہ! جو
اس قبر کو قبر نہیں مانتے ان کو یہ قبر نصیب نہ کرنا بالکل"۔ (آمین)
پھر کہتے ہیں دیکھو جی ہمارے لئے بددعا کرتے
ہیں۔ اب یہ (عثمانی) اسی قبر میں پڑا ہوا ہے نا؟ جس کو یہ قبر نہیں
مانتا تھا آخر اس کو کیوں وہاں پھینکا گیا ہے؟

دینی امور پر اجرت کی حقیقت

سوال نمبر ۴: کہتے ہیں' **ولاتشتروا بآیاتی ثمناً قلیلاً** امام کا دینی تعلیم پر
پیسے لینا حرام ہے۔

جواب: یہ دیکھو آگے پیچھے سے قرآن کی آیت پوری پڑھتے ہی نہیں یہ تو
ان کے لئے ہے یہودیوں کے لئے **یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من
عند اللہ** (البقرۃ:۷۹)، وہ جھوٹے فتوے لیکر "کمال عثمانی" کی طرح اس پر پیسے لے لیا
کرتے تھے۔ ان کو کہا گیا تم جو کما رہے ہو۔ یہ کمائی تمہاری حرام ہے۔ اور یہ جو ہے
حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانے سے وظیفہ مقرر تھا کتابوں میں موجود ہے' میں نے
ایک سے پوچھا۔ لیّے کا تھا "فداء الرحمان" اس نے لکھا تھا دینی امور پر اجرت حرام
ہے وہ اصل لیّے کا ہے (پہلے یہاں رہتا تھا) آج کل وہیں رہتا ہے۔ تو مجھے جب ملا
رسالہ لیکر آیا کہتا جی دیکھو قرآن نے کیا لکھا ہے:

ولاتشتروا بآیاتی ثمناً قلیلاً (البقرۃ:۴۱)

"اللہ کی آیتوں کو تھوڑی رقم کے بدلے نہ بیچو"۔

میں نے کہا اب زیادہ تنخواہ دے لیا کریں ہمیں' میں نے کہا تو نے یہ آیت
کہاں سے لی ہے؟ کہنے لگا قرآن پاک سے' میں نے کہا (قرآن کہاں) سے لیا
تھا؟ اس نے کہا خریدا تھا؟ میں نے کہا تو خود مجرم ہے۔ اللہ نے روکا تھا کہ آیتیں

(مت) خریدنا! تو تو خود قرآن کا منکر ہے۔ تو نے خود خرید کر کیوں لیا' تو کہہ کہ یا اللہ جبرئیل کے ذریعے بھیج دیں مجھے کیونکہ خریدنا تو ناجائز ہے۔ اب یہ جو قرآن پاک جو لوگوں کو دیتے ہیں خرید خرید کے **ولاتشترو وبآیاتی ثمناً قلیلاً** کے مخالف ہیں یا نہیں۔ تو یہ خود تو قرآن کے منکر ہیں ہر بات میں۔ اس لئے بے چارے ادھر لگے ہوئے ہیں۔ اور پھر میں نے اس سے پوچھا۔ مولویوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں' پروفیسروں کے پیچھے کیوں نہیں لگے ہو؟ اسلامیات پڑھا کے تنخواہ لیتے ہیں وہ بھی تو قرآن کی آیتیں پڑھاتے ہیں نا وہاں۔ ان کو آپ کیوں نہیں کہتے کہ آپ کی تنخواہ حرام ہے۔ مولوی کے پیچھے کیوں لگے ہو صرف؟ عربی ٹیچر جو ہیں اسکولوں میں ان کو آپ کیوں نہیں کہتے کہ تمہاری تنخواہ حرام ہے؟ اور یہ میں نے کہا صرف علماء کے پیچھے اب لگے ہوئے ہیں۔

عثمانی کا امام احمد ابن حنبلؒ پر کفر کا فتویٰ

سوال نمبر ۵: یہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو مشرک کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

جواب: تو انکے ہاں جیسے محاورہ ہے نا اردو میں کہ ''ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے'' ساون میں ہر طرف ہریالی ہوتی ہے نا؟ تو جو ساون میں اندھا ہوجائے اسکو ہر طرف ہریالی نظر آتی ہے تو ان مشرکوں کو ہر طرف مشرک ہی مشرک نظر آتے ہیں' کیونکہ یہ خود مشرک ہیں۔ ان کو نہ توحید کی تعریف آئے نہ شرک کی تعریف ان کو آتی ہے۔ تو اس لئے امام احمد بن حنبلؒ اگر ان کو مشرک نظر آتے ہیں تو وہ اس لئے کہ خود مشرک ہیں ان کی عینک ہی مشرکوں والی ہے۔ اور عینک رنگ کا ہے وہ امام احمد بن حنبلؒ کا رنگ نہیں ہے۔ رہا یہ کہ ''رفع یدین'' کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو اس پر آپ ان سے پوچھیں:

''ایک حدیث لادیں حضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ رکوع کی رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ہم دس لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔''

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
استغفر اللہ تعالٰی ربّی من کلّ ذنب واتوب الیہ

محبت الٰہی کی نشانی

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده ولا نبوة بعده ولا رسول بعده و لا رسالة بعده امابعد!

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم.
بسم الله الرحمن الرحیم.

ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن ودا. صدق الله مولانا العظیم وبلغنا رسوله النبی الکریم و نحن علی ذلک لمن الشاهدین والشاکرین والحمد لله رب العالمین . رب اشرح لی صدری ویسر لی امری . واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی. رب زدنی علما و ارزقنی فهما. سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم. اللّٰهم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیه.

تمہید

دوستو بزرگو! میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی سورۃ مریم کی آخری رکوع کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے..... اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ شروع فرمایا سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

آپ کے بعد اب کوئی نبی اس دنیا میں پیدا ہونے والا نہیں ہے۔ باقی جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک۔ ان سب کو نبی مان لینے سے ایمان پورا ہوجاتا ہے۔ لیکن رسول اقدسؐ کو صرف نبی ماننے سے ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک آپ کو آخری نبی نہ مان لیا جائے۔

آخری نبی کا معنی

اس لئے ختم نبوت کا عقیدہ ہمارے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ آخری کا معنی کیا ہے۔ آج کل فتنوں کا دور ہے اس میں بھی لوگوں نے بحثیں شروع کردیں کہ خاتم کا کیا معنی ہے؟ (آخری.....سامعین)۔ آخری کا کیا معنی ہے؟ یاد رکھیں! ختم نبوت کا مطلب جو علماء نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے نبی کا آنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جس سے نبیوں کی تعداد میں اضافہ ہوجائے وہ ختم نبوت کے خلاف ہے۔ مثلاً قرآن پاک کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ قرآن پاک کی کل کتنی سورتیں ہیں؟ تو آپ کہتے ہیں کہ ایک سو چودہ (۱۱۴) پہلی سورت کونسی ہے؟ سورہ فاتحہ۔ آخری سورت کونسی ہے؟ سورۃ الناس۔ اب پہلی ساری سورتیں بھی قرآن مجید میں موجود رہیں تو پھر بھی اس سورۃ (والناس) کے آخری ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔

کیوں! اسلئے کہ پہلی ساری سورتوں کے قرآن مجید میں موجود ہوتے ہوئے بھی اس سورت کا نمبر ایک سو چودھواں ہے اور ان سورتوں کو ماننے سے سورتوں کی

تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی تعداد اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ عیسٰی علیہ السلام اگر دوبارہ تشریف لے آئیں تو نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہی رہتی ہے۔ اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر رسول اقدس ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو اور اس کو نبی مان لیا جائے تو پھر تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ایک ہوجائے گی۔ ایسے نئے نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف ہے۔

دین دشمنوں کا دھوکہ

عام طور پر دین دشمن دھوکہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے یہ دو عقیدے آپس میں متضاد ہیں۔

دوسری طرف ان کا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسٰی علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے۔ ہم مسلمان کہتے ہیں کہ عیسٰی علیہ السلام پہلے انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔ آپ (عیسٰیؑ) کے آنے سے نبیوں کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ یہ الفاظ ہم روزانہ استعمال کرتے ہیں۔

دیکھئے! آپ جمعہ پڑھنے کے لئے تشریف لائے جو آخر میں آکر بیٹھے گا ہم اس کے بارے میں کہیں گے کہ آنے والوں میں یہ آخری ہے۔ لیکن اس کے آخری ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جو پہلے آئے ہیں وہ تقریباً سب فوت ہوچکے ہیں۔ اسلئے اس کو آخری کہا جارہا ہے۔ اس کے آخری ہونے کے خلاف وہ ہے جو اس کے بعد آیا اور جس کے آنے سے مسجد میں جتنے لوگ پہلے موجود تھے ان کی گنتی میں اضافہ ہوگیا۔ اس طرح اگر کوئی سورت ایک سو پندرہویں بن جائے تو وہ والناس کے آخری ہونے کے خلاف ہے لیکن پہلی ساری سورتیں بھی قرآن پاک میں موجود ہیں۔ یہ اس کے آخری ہونے کے خلاف نہیں۔

عیسٰی علیہ السلام کا زندہ ہونا ختم نبوت کے خلاف نہیں

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات اور ان کی دوبارہ آمد کا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ ہاں کوئی نیا نبی دنیا میں پیدا ہوجائے جو پہلے انبیاء کی فہرست میں شامل نہیں۔ اس کا آنا یقیناً ختم نبوت کے خلاف ہے۔ جب نبی اقدس ﷺ آخری نبی ہیں تو ظاہر ہے کہ اب کوئی وحی تو آسمان سے آنے والی نہیں۔ اب کیسے پتہ چلے کہ فلاں شخص اللہ کے ہاں مقبول ہے یا نہیں؟ اللہ تبارک وتعالٰی نے اس آیت کریمہ میں ایک اصول بتادیا کہ جب وحی کا دروازہ بند ہوجائے۔ وحی دنیا میں آنی بند ہوجائے گی اس کے بعد یہ پتہ چلانا کہ کون خدا کے ہاں مقبول ہے اور کون نہیں۔ اس کا کیا طریقہ ہوگا۔

دنیا میں توبہ قبول ہونے کا علم

جیسے مولانا رومؒ سے کسی نے یہ سوال پوچھا کہ حضرت انسان گناہ کرتا ہے' گناہ کے بعد وہ پچھتاتا ہے' پھر وہ توبہ کرنا شروع کردیتا ہے کیا دنیا میں انسان کو پتہ چل سکتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے اسکی توبہ قبول کرلی ہے یا نہیں؟ وحی تو کوئی نہیں آئے گی کہ جسکے ذریعہ سے اللہ تعالٰی بتادیں کہ میں نے تیری توبہ قبول کرلی ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ ہاں دنیا میں بھی پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالٰی نے میری توبہ قبول کرلی ہے یا نہیں۔ پوچھا کہ حضرت کیسے پتہ چل سکتا ہے؟ فرمایا اللہ تعالٰی نے ہر گناہ کی طرف سے مومن کے دل میں ایک نفرت رکھی ہوئی ہے۔

دیکھئے! خنزیر حرام ہے۔ اب مسلمان زبان سے بھی اس کا نام لینے کو عیب خیال کرتا ہے لیکن اسلام میں جتنا خنزیر حرام ہے اتنی ہی شراب حرام ہے۔ اب جس آدمی نے دنیا میں پہلی مرتبہ شراب پی۔ یقیناً اس کے ضمیر نے اس وقت اس پر لعنت کی ہوگی۔ اس نے پیتے وقت ادھر اُدھر دیکھا ہوگا کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ لیکن شراب پینے کے بعد دوبارہ' سہ بارہ پی۔ تو اب اس کے دل سے شراب کی وہ

نفرت نکل گئی۔ اب وہ لوگوں میں بیٹھ کر فخریہ بیان کرتا ہے کہ میں نے شراب پی ہے اب اس نے اگر توبہ شروع کردی' توبہ کرتا رہا۔ اس کے دل میں اگر شرب کی اتنی ہی نفرت پیدا ہوجائے جتنی خنزیر کی ہے تو یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کرلی ہے۔ اور اگر یہ نفرت دنیا میں رہتے ہوئے پیدا نہیں ہوئی تو پھر اسے مزید توبہ کرنی چاہئے' کیونکہ ابھی اسکی توبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوئی۔

دیکھئے! ایک آدمی شراب پیتا ہے۔ اسی شراب پینے والے سے اگر آپ کہیں کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے کھالو۔ تو وہ آپ کا سر پھاڑنے کو آئے گا۔ حالانکہ شریعت میں دونوں کی حرمت برابر ہے کوئی فرق نہیں ذرہ برابر بھی فرق نہیں پینے والے کی طبیعت میں فرق ہے کہ اس کے دل سے شراب کی نفرت نکل گئی ہے۔ جبکہ خنزیر کی نفرت ابھی اسی طرح باقی ہے۔ اس لئے دنیا میں یہ پہچان کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں توبہ قبول فرمائی ہے یا نہیں۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ گناہ جو پہلے کرچکا ہے اس کا دل میں خیال آئے تو دل میں جلن پیدا ہو کہ یہ گناہ میں نے کیوں کیا تھا؟ ایسا مجھ سے کیوں ہوا تھا؟ جب گناہ کے بارے میں ایسی نفرت پیدا ہوجائے گی تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی ہے۔

کون اللہ کے ہاں مقبول ہے کون نہیں؟

اسی طرح دنیا میں یہ اصول کہ کون شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے اور کون نہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس سے محبت فرماتے ہیں اس کے بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ حکم فرماتے ہیں کہ عرش پر اعلان کردو کہ فلاں آدمی سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں اس کے بعد ساتوں آسمانوں پر ترتیب وار منادی کی جاتی ہے' کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں' تو سارے آسمانوں کے فرشتے اس سے محبت کرنا شروع کردیتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اسی منادی کے اثرات زمین پر آتے ہیں تو زمین پر رہنے والے

نیک لوگوں کے دلوں میں بھی اللہ تعالیٰ اس شخص کی محبت پیدا فرمادیتے ہیں۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ کے دل اس کی طرف جھک جاتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء کے دل اس کی محبت سے بھر جاتے ہیں۔ اور دنیا اس کی محبت کی طرف جھک جاتی ہے۔

دین دار طبقوں کا کسی کی محبت کی طرف جھک جانا۔ وحی ختم ہونے کے بعد اب یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے۔ اسی اصول پر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دین اور اپنے نبی پاک ﷺ کی سنت کو مرتب کرنے والوں میں سے چار اماموں کو اپنی مقبولیت عطا فرمائی کہ جن کی طرف اولیاء اللہ جھکے' محدثین جھکے' فقہاء جھکے' مفسرین جھکے' بادشاہ جھکے اور عوام بھی جھکے۔

ان چار ائمہ میں سے جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ مقبولیت عطا فرمائی وہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اولیاء اللہ امام اعظمؒ کے مقلد

حضرت داؤد طائیؒ' بایزید بسطامیؒ' سید علی ہجویریؒ' بابا فرید الدین گنج شکرؒ' مجدد الف ثانیؒ' خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ بڑے بڑے اولیاء اللہ کے حالات کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو وہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلدین میں نظر آتے ہیں..... امام اعظمؒ کی تقلید سے باہر نکلنا بے دینی ہے۔

مبدا و معاد (جو مکتوبات امام ربانیؒ کے ساتھ شائع ہوئی ہے) میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنا ایک عجیب واقعہ ذکر فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آتی تھی کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ اگر پڑھ لی جائے تو یہ زیادہ اچھا ہے بنسبت نہ پڑھنے کے کیونکہ پڑھنا پھر بھی ایک کام ہے اور کام کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ملے گا۔ اور نہ پڑھنا یہ کوئی کام تو نہیں ہے اس لئے اس نفی پر اللہ تعالیٰ سے کچھ ملنے کی امید نہیں۔ تو خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے جہاں کچھ ملنے کی امید ہو وہ کام کرنا زیادہ بہتر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ کئی سالوں تک یہ بات میرے دل

میں کھٹکتی رہی لیکن اس کے باوجود ایک دن بھی پوری عمر میں میں نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ کیوں نہیں پڑھی؟ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مقلد ہوں اور آپ کی تقلید سے باہر نکلنے کو میں بے دینی سمجھتا ہوں دل میں جو یہ کھٹک پیدا ہوتی رہی اس پر میں کنٹرول کرتا رہا۔ جس طرح انسان مجاہدہ کرتا ہے' مشقت برداشت کرتا ہے' اسی طرح میں اس کو مجاہدہ سمجھتا رہا۔ اس مجاہدہ ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ بات کھول دی کہ واقعتاً سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک قوی ہے۔ وہ حدیث مبارک بھی میرے سامنے آ گئی۔ جس میں نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اجر ملتا ہے۔ اور جو سنتا ہے اسے اللہ تعالیٰ دو اجر عطا فرماتے ہیں۔

(مجمع الزوائد اردو ص ۱۵۷)

فاتحہ کے علاوہ امام کے پیچھے کیوں نہیں پڑھتے؟

پھر میرے دل میں یہ بات بھی آئی کہ قرآن پاک کی سورتیں تو کل ایک سو چودہ ہیں۔ ایک سو تیرہ سورتیں کوئی امام بھی (نماز والے) امام کے پیچھے پڑھنے کی اجازت دینے کو تیار نہیں ہے۔ تو اگر یہی قیاس کرنا ہے کہ پڑھنے پر کچھ ملے گا تو صرف فاتحہ کے بارے میں یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے بلکہ آگے بھی سوچ جاری رہنی چاہئے کہ ساری سورتیں امام کے پیچھے پڑھنی چاہئیں۔ جب قرآن پاک کی ایک سو تیرہ سورتوں کے بارے میں سب ائمہ کا اتفاق ہے کہ یہاں نہ پڑھنے پر بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتے ہیں تو اس سورۃ کے بارے میں بھی یہی سوچنا چاہئے۔

وسوسہ ڈالنے والے کو جواب

ایک بات چلتے ہوئے عرض کردوں۔ آج وسوسوں کا دور ہے۔ لوگ دلوں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں۔

میں ایک جگہ تقریر کیلئے گیا ایک نوجوان میرے پاس آیا اس نے کاغذ پر لکھا

ہوا تھا۔ کہ حنفی مذہب میں مسئلہ یہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے کہنے لگا۔ حضرت یہ آپ کا مسئلہ ہے نا؟ اور کہنے لگا کہ میں بھی حنفی ہوں اس مسئلہ کی ایک حدیث مجھے کاغذ پر لکھ دیں۔ میں نے کہا کہ یہ ہمارا مسئلہ ہی نہیں۔

کہنے لگا کہ آپ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں پڑھتا۔ اس نے کہا کہ پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ ہمارا مسئلہ نہیں؟ میں کہا کہ یہ مسئلہ ہمارا نہیں ہے جو کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔

ہماری فقہ کی کسی کتاب میں یہ مسئلہ قطعاً مذکور نہیں ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز پوری ادا ہو جاتی ہے۔ اسمیں کوئی نقص نہیں رہتا۔ اس نے پوچھا کہ پھر مسئلہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ پہلے ہمارا مسئلہ سمجھو یہ لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے کا عجیب انداز ہے کہ ایک آدمی کسی نوجوان سے پوچھتا ہے کہ آپ نماز پڑھ آئے ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ جی پڑھ آیا ہوں۔

اچھا آپ نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی تھی؟ کہتا ہے کہ میں نے تو نہیں پڑھی۔ پھر وہ خود سے لقمہ دیتا ہے کہ اس کا مطلب ہوا کہ آپ کے نزدیک فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ یہ خود ایک بات اسے بتا کر ..... تائید کرا لیتا ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ جاؤ ایک حدیث لاؤ جس کا ترجمہ یہ ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ خود اس کا اپنا بنایا ہوا مسئلہ ہے ہماری فقہ کا یہ مسئلہ بالکل نہیں ہے آپ سوچیں گے کہ ہم فاتحہ پڑھتے تو نہیں پھر مسئلہ کیا ہے؟ میں عرض کرتا ہوں۔

خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا

اب آپ جمعہ کے لئے تشریف لائے ہیں۔ سنن کبریٰ بیہقی ..... ج ۳' ص ۱۹۶ اور مدونہ کبریٰ ..... ج ۱' ص ۷۰ میں امام مالکؒ اپنی سند سے یہ روایت بیان فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں لا جمعة الا بخطبة ۔ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا اور آپ سب اس بات کو مانتے ہیں کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ میں آپ سے

پوچھتا ہوں کہ آپ سب کو خطبہ جمعہ یاد ہے؟ (نہیں......سامعین) تو پھر کیا ہم خطبہ جمعہ جیب میں ڈال کر لائیں۔ کہ جب خطیب صاحب خطبہ پڑھیں تو ہم اپنے پاس سے لکھا ہوا خطبہ اوپر دیکھ کر پڑھ لیں۔ یعنی خطیب زبانی پڑھے گا ہم ناظرہ پڑھ لیں گے۔ کیونکہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔

کیا آپ خطبہ نہیں پڑھیں گے؟ (نہیں......سامعین)

جب آپ جمعہ پڑھ کر واپس تشریف لے جائیں گے آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ جمعہ خطبہ والا پڑھ کر آئے ہیں یا بغیر خطبہ کے آپ کیا کہیں گے؟ کیونکہ آپ نے خود تو خطبہ پڑھا نہیں ہوگا۔ اب اگر کوئی آپ سے کہے کہ آپ نے خود خطبہ نہیں پڑھا اس سے پتہ چلا کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ خطبے کے بغیر جمعہ ہوجاتا ہے۔

تو آپ خود ہی بتائیں کہ کیا یہ آپ کا مسئلہ ہے؟ (نہیں......سامعین) بالکل نہیں ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح ایک اذان ایک محلے کے لئے کافی ہے۔ ہم باجماعت نماز پڑھ کر گئے ہیں۔ اذان صرف ایک مؤذن نے کہی ہے۔ باقی ہم میں سے ہر ایک نے اذان اپنی دی نہیں۔

کبھی بھی ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم بغیر اذان کے نماز پڑھ کر آئے ہیں نماز باجماعت میں اقامت صرف ایک آدمی نے کہی ہے۔ سب نے تو اپنی اپنی اقامت نہیں کہی نا؟

ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ اقامت ساری جماعت کے لئے ہے قد قامت الصلوۃ ۔ اب کوئی ہم سے پوچھے کہ آپ نے خود اقامت کہی تھی؟ ہم یہ کہیں گے کہ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی اقامت نہیں کہی تھی۔

اب اس کا نتیجہ اگر کوئی کاغذ پر یہ لکھ دے کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کا مسئلہ یہ ہے کہ اقامت کے بغیر جماعت ہوجاتی ہے اذان کے بغیر جماعت ہوجاتی ہے۔ تو اس نے آپ کے ذمہ الزام لگایا ہے۔ کیونکہ یہ آپ کا مذہب یا مسئلہ نہیں ہے۔ اسی طرح ہمارا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ فاتحہ اور سورۃ کے بغیر نماز ہوجاتی ہے ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ اکیلے آدمی کی نماز بغیر سورۃ فاتحہ کے نہیں ہوتی۔ ہاں امام کے پیچھے امام

کی پڑھی ہوئی سورہ فاتحہ سب کی طرف سے ہوجاتی ہے، جس طرح:

☆......مؤذن کی اذان سب کی طرف سے ہوگئی۔

☆......اقامت کہنے والے کی اقامت سب کی طرف سے ہوگئی۔

☆......خطبہ دینے والے کا خطبہ سب کی طرف سے ہوگیا۔

اس طرح امام کا پڑھا ہوا قرآن پاک (سورۃ فاتحہ اور دیگر سورتیں) سب کی طرف سے ہوگیا۔

اب ہمارے مسئلے کو کوئی اس طرح لکھ دے کہ آپ یہ حدیث دکھائیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا چونکہ امام کی پڑھی ہوئی قرأت سب کی طرف سے ہوجاتی ہے۔ تو بات واضح تھی۔ ہم یہ حدیثیں پیش کرنے کو تیار ہیں۔ یہی ہمارا مسلک ہے۔

امام کی قرأۃ مقتدی کی قرأۃ ہے

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

من کان له امام فقرأة الامام له قرأة.

(فتح القدیر......ج ۱، ص ۲۳۹، مسند احمد......ج ۳، ص ۳۳۹)

(مؤطا امام محمد......ص ۹۶، مسند امام اعظم......ص ۶۱)

''جس کا امام ہو تو، امام کی پڑھی قرأت ہی اس مقتدی کی قرأت ہے''۔

جو ہمارا مسئلہ ہے۔ وہ تو بالکل حدیث کے الفاظ مبارک میں آرہا ہے۔ لیکن ایک مسئلہ خود گھڑ کر ہمارے ذمہ لگا دینا۔ اور اس پر یہ کہنا کہ یہی الفاظ ہوں۔ حالانکہ یہ مسئلہ نہ ہماری فقہ میں ہے اور نہ ہی ہمارا یہ مسئلہ ہے۔ آج کل وسوسے ڈالنے کا بھی ایک عجیب انداز ہے۔

بہر حال میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اس وقت عند اللہ مقبولیت کی جو دلیل ہے وحی کے نازل نہ ہونے کے بعد وہ یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کا جھکاؤ جس طرف ہوجائے۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ، بڑے بڑے محدثین، بڑے بڑے فقہاء کا جھکاؤ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے مقلدین دوثلث ہیں

حضرت مجدد الف ثانیؒ ہی فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلدین دو ثلث مسلمان ہیں[1]۔ یعنی تمام مسلمانوں کے اگر تین حصے کئے جائیں تو دو حصے مسلمان صرف اور صرف امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلدین ہیں۔ جن میں بڑے بڑے اولیاء اللہ بھی ہیں۔ نبی اقدس ﷺ نے ایک حدیث پاک میں فرمایا دین کے غلبہ کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں' میری امت میں اس وقت تک دین غالب رہے گا جب تک جہاد اور فقہ فی الدین رہے گا۔ (بخاری ...... ج ۱ص ۸۔ مسلم ...... ج ۲، ص ۱۴۴)

آپ حیران ہوں گے کہ ان دونوں باتوں میں امامت اور پیشوائی کا مقام صرف حنفیوں کو ہی حاصل ہے۔ کیونکہ جہاد بادشاہ اور خلیفہ کی ماتحتی میں ہوتا ہے۔ تاریخ اسلامی اٹھا کر دیکھیں کہ ہزار میں سے ۹۹۹ نو سو ننانوے بادشاہ حنفی گزرے

(۱) ...... حضرت امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وائے ہزار وائے از تعصبہائے بارد ایشان' واز نظرہائے فاسد ایشان۔ بانی فقہ ابوحنیفہ است' وسہ از فقہ اور مسلم داشتہ اند۔ ودر ربع باقی ہم شرکت دارند باوے' در فقہ صاحب خانہ است ودیگر ان ہمہ عیال وے اند۔ باوجود التزام این مذہب مرا با امام شافعی گویا محبت ذاتی است' و بزرگ میدانم لہذا در بعضے اعمال نافلہ تقلید مذہب آوی نمایم۔ اما چہ کنم کہ دیگران را باوجود وفور علم وکمال تقوی در جنب امام ابی حنیفہؒ در رنگ طفلاں می یابم۔ والامر الی اللہ سبحانہ۔

(مکتوبات شریف ...... مکتوب نمبر ۵۵، دفتر دوم)

ترجمہ: ''افسوس! ہزار افسوس! ان کے تعصب بارد اور ان کی نظر فاسد پر' فقہ کے بانی ابوحنیفہؒ ہیں اور علمائے فقہ کے تین حصے آپ کے لیے مسلم رکھے ہیں اور باقی چوتھائی میں دوسرے حضرات آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ فقہ میں صاحب خانہ وہ ہیں اور دوسرے ان کے عیال ہیں۔ مذہب حنفی کے التزام کے باوجود امام شافعیؒ کے ساتھ مجھے گویا ذاتی محبت ہے اور ان کی عظمت اور بزرگی کا قائل ہوں۔ اس لیے بعض نفلی اعمال میں ان کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں۔ لیکن کیا کروں' دوسرے حضرات کو وفور علم اور کمال تقویٰ کے باوجود امام ابوحنیفہؒ کے مقابلہ میں بچوں کے رنگ میں پاتا ہوں''۔

ایک مقام پر مزید فرماتے ہیں:

سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان۔ (مکتوبات شریف ...... ص ۱۴، دفتر دوم)

ترجمہ: ''اہل اسلام میں سے سواد اعظم مقلدین ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جماعت ہے''۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

ہیں۔ ہزار میں سے نو سو ننانوے' ننانوے فیصد میں نہیں کہتا۔ اس کا مقصد یہ ہوا کہ ان بادشاہوں اور خلفاء نے جہاں جہاں بھی جہاد کیا۔ وہ جہاد دین کی سربلندی کیلئے تھا اور جب ہم فقہ کو دیکھتے ہیں تو فقہ کے باقی امام بھی یہ بات ماننے کیلئے تیار نظر آتے ہیں کہ اس فن (فقہ) میں ہمارے پیشوا امام سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ ہی ہیں۔

امام مالکؒ کا فتویٰ فقہ حنفی کے مطابق

امام مالکؒ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں بیٹھے ہیں۔ امام لیث بن سعدؒ جو پورے مصر کے بہت بڑے مفتی تھے یہ حضور کے روضہ پاک کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ روضہ رسول ﷺ کی حاضری کے بعد امام مالکؒ کی طرف گئے۔ امام مالکؒ فتویٰ دے رہے تھے۔ امام لیثؒ دیکھتے ہیں کہ امام مالکؒ نے جتنے فتوے دیئے ہیں وہ سب فقہ حنفی کے موافق تھے۔ امام مالکؒ سے کہنے لگے کہ آپ تو بالکل عراقی بنتے جارہے ہیں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فقہ پر فتوے دے رہے ہیں۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے امام صاحبؒ کی فقہ کے ساتھ ہزار مسائل پہنچے ہیں میں ان پر فتویٰ دیتا ہوں۔ امام مالکؒ نے فرمایا اے لیثؒ بن سعد ابوحنیفہؒ کے لئے اللہ تعالیٰ نے علم کے دروازے کھول دیئے تھے اس لئے علم ان کے پاس تھا۔

امام ابوحنیفہؒ امام اوزاعیؒ کی نظر میں

امام اوزاعیؒ شام کے ملک میں رہتے تھے۔ امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں جب علم حاصل کرنے کے بعد اپنے ملک شام میں پہنچا تو امام اوزاعیؒ نے پوچھا کہ عبداللہ تم بہت عرصہ باہر رہے ہو۔ کہاں گئے ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں دین کا علم حاصل کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ کہنے لگے کہاں کہاں گئے؟ میں نے بتایا کہ مکہ مکرمہ رہا۔ مدینہ منورہ رہا کوفہ میں رہا' بصرہ میں رہا اور دین کے علم کی تکمیل کرتا رہا۔ امام اوزاعیؒ نے فرمایا عبداللہ سنا ہے کہ کوفہ میں ابوحنیفہؒ نامی

کوئی شخص ہے اور وہ قیاس سے دین میں مسائل داخل کرتا ہے کہیں تم اس کے پاس تو نہیں گئے تھے؟ امام عبداللہ بن مبارکؒ تو شاگرد ہی امام اعظم ابو حنیفہؒ کے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب میں نے امام اوزاعیؒ کی زبان سے یہ بات سنی تو چونکہ امام اوزاعیؒ بھی بہت بڑے امام تھے۔ مجتہد تھے اسلئے میں انکی بات سن کر خاموش رہا۔ واپس گھر آ گیا۔ جب میں نماز ادا کرنے کے لئے گیا تو میں اپنے ساتھ فقہ حنفی کے چند اوراق ساتھ لے گیا۔ ان اوراق پر ہر مسئلہ کے شروع میں لکھا تھا۔ قال نعمانؒ۔ کہ نعمان نے یوں فرمایا۔ میں جب مسجد میں جا کر وہ اوراق پڑھنے لگا تو امام اوزاعیؒ نے پوچھا عبداللہ کیا پڑھ رہے ہو؟ میں نے کہا دینی مسائل ہیں۔ فرمانے لگے ذرا مجھے بھی دکھاؤ۔ میں نے امام اوزاعیؒ کو وہ کاغذ دے دیئے۔ امام اوزاعیؒ ان کو پڑھنے لگے۔ دو تین مسئلے پڑھنے کے بعد پوچھنے لگے کہ عبداللہ یہ نعمانؒ کون بزرگ ہیں؟ میں نے کہا حضرت میں علم حاصل کرنے گیا تھا وہاں ایک بزرگ تھے میں نے ان سے علم حاصل کیا ہے امام اوزاعیؒ پھر پڑھنے لگے اور پھر کہا کہ یہ بزرگ کہاں رہتے ہیں؟ وہ مسائل جو کئی سالوں سے میرے ذہن میں کھٹک رہے تھے دل کسی ایک طرف مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس (نعمانؒ) کے لئے علم کا دروازہ ایسے کھول دیا ہے کہ اس نے وہ مسائل بڑے صاف کر دیئے ہیں۔ پھر میں نے یہی کہا کہ حضرت یہ ایک بزرگ تھے جن سے میں پڑھتا رہا۔ فرمایا عبداللہ! اگر ان کے اور مسائل بھی آپ کے پاس ہیں تو مجھے ضرور دینا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ اگلی نماز کے لئے جاتے وقت میں کچھ اور مسائل ساتھ لے گیا۔ اسی طرح تین دن تک ہوتا رہا۔ امام اوزاعیؒ وہ مسائل پڑھتے بڑی تعریف فرماتے بار بار پوچھتے کہ یہ بزرگ کہاں رہتے ہیں؟ ان کا تعارف کیا ہے؟

کہتے ہیں کہ تیسرے دن میں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ وہی ابو حنیفہؒ ہیں جن کے بارے میں آپ سخت سست فرما رہے تھے۔ اب دیکھئے وہ زمانہ خیر القرون کا ہے ان لوگوں کے دلوں میں تعصب نہیں تھا۔ جب امام اوزاعیؒ نے عبداللہ بن مبارکؒ کی زبان سے یہ الفاظ سنے کہ یہ نعمان تو وہی ابو حنیفہؒ ہیں تو انہوں نے جلدی

سے وہ کاغذات جو وہ پڑھ رہے تھے۔ ایک تپائی پر رکھے اور خود دو رکعت نفل نماز کی نیت باندھ لی نفل نماز ادا کرنے کے بعد انہوں نے ان الفاظ میں دعا کرنی شروع کی کہ "اے اللہ تعالیٰ مجھے کسی نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے بارے میں غلط اطلاع دی تھی جو کچھ آج تک میں نے ان کے بارے میں اپنی زبان سے کہا ہے۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے درجات اور بلند فرما اور ان کے علم میں اور برکت عطا فرما"۔

وہ مسائل جو ہمارے ہاں سال ہا سال سے حل نہیں ہو رہے تھے وہ مسائل ان کے ہاں حل شدہ ہیں۔ دیکھئے! ان لوگوں میں ضد اور تعصب بالکل نہیں تھا۔ بڑے بڑے محدثین اور فقہاء اس طرف مائل تھے۔

یہ جو حضرت ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ دو چیزوں کی برتری سے دین اسلام کی برتری رہے گی۔ کیونکہ مجاہدین کا کام ہوتا ہے ملک گیری۔ وہ ملک کافروں سے چھین کر اسلامی حکومت میں شامل کرتے ہیں۔ اب جب وہ علاقہ اسلامی حکومت میں آ گیا۔ اب ضرورت ہے کہ وہاں اسلامی قانون نافذ کیا جائے اور اسلامی قانون نافذ کرنے والے فقہاء اسلام ہوا کرتے ہیں اس لئے اسلامی قانون جہاں نافذ ہوگا وہاں ہی اسلام کی برتری ہوگی۔ نبی اقدس ﷺ نے برتری کے لئے جو دو باتیں ارشاد فرمائیں ان دونوں میں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلدین کو امامت اور پیشوائی کا مقام حاصل ہے۔

ہندوستان فتح کرنے والے کو جنت کی خوشخبری

پھر خاص طور ہمارے علاقہ کے لئے۔ نسائی شریف صحاح ستہ کی کتاب ہے اس میں ایک باب ہے۔ اس کا نام ہے باب "غزوۃ الہند"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا

کوئی شخص ہے اور وہ قیاس سے دین میں مسائل داخل کرتا ہے کہیں تم اس کے پاس تو نہیں گئے تھے؟ امام عبداللہ بن مبارکؒ تو شاگرد ہی امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب میں نے امام اوزاعیؒ کی زبان سے یہ بات سنی تو چونکہ امام اوزاعیؒ بھی بہت بڑے امام تھے۔ مجتہد تھے اسلئے میں انکی بات سن کر خاموش رہا۔ واپس گھر آ گیا۔ جب میں نماز ادا کرنے کے لئے گیا تو میں اپنے ساتھ فقہ حنفی کے چند اوراق ساتھ لے گیا۔ ان اوراق پر ہر مسئلہ کے شروع میں لکھا تھا۔ قال نعمانؒ۔ کہ نعمان نے یوں فرمایا۔ میں جب مسجد میں جا کر وہ اوراق پڑھنے لگا تو امام اوزاعیؒ نے پوچھا عبداللہ کیا پڑھ رہے ہو؟ میں نے کہا دینی مسائل ہیں۔ فرمانے لگے ذرا مجھے بھی دکھاؤ۔ میں نے امام اوزاعیؒ کو وہ کاغذ دے دیئے۔ امام اوزاعیؒ ان کو پڑھنے لگے۔ دو تین مسئلے پڑھنے کے بعد پوچھنے لگے کہ عبداللہ یہ نعمانؒ کون بزرگ ہیں؟ میں نے کہا حضرت میں علم حاصل کرنے گیا تھا وہاں ایک بزرگ تھے میں نے ان سے علم حاصل کیا ہے امام اوزاعیؒ پھر پڑھنے لگے اور پھر کہا کہ یہ بزرگ کہاں رہتے ہیں؟ وہ مسائل جو کئی سالوں سے میرے ذہن میں کھٹک رہے تھے دل کسی ایک طرف مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس (نعمانؒ) کے لئے علم کا دروازہ ایسے کھول دیا ہے کہ اس نے وہ مسائل بڑے صاف کر دیئے ہیں۔ پھر میں نے یہی کہا کہ حضرت یہ ایک بزرگ تھے جن سے میں پڑھتا رہا۔ فرمایا عبداللہ! اگر ان کے اور مسائل بھی آپ کے پاس ہیں تو مجھے ضرور دینا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ اگلی نماز کے لئے جاتے وقت میں کچھ اور مسائل ساتھ لے گیا۔ اسی طرح تین دن تک ہوتا رہا۔ امام اوزاعیؒ وہ مسائل پڑھتے بڑی تعریف فرماتے بار بار پوچھتے کہ یہ بزرگ کہاں رہتے ہیں؟ ان کا تعارف کیا ہے؟

کہتے ہیں کہ تیسرے دن میں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ وہی ابوحنیفہؒ ہیں جن کے بارے میں آپ سخت سست فرما رہے تھے۔ اب دیکھئے وہ زمانہ خیر القرون کا ہے ان لوگوں کے دلوں میں تعصب نہیں تھا۔ جب امام اوزاعیؒ نے عبداللہ بن مبارکؒ کی زبان سے یہ الفاظ سنے کہ یہ نعمان تو وہی ابوحنیفہؒ ہیں تو انہوں نے جلدی

سے وہ کاغذات جو وہ پڑھ رہے تھے۔ ایک تپائی پر رکھے اور خود دو رکعت نفل نماز کی نیت باندھ لی نفل نماز ادا کرنے کے بعد انہوں نے ان الفاظ میں دعا کرنی شروع کی کہ "اے اللہ تعالیٰ مجھے کسی نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں غلط اطلاع دی تھی جو کچھ آج تک میں نے ان کے بارے میں اپنی زبان سے کہا ہے۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے درجات اور بلند فرما اور ان کے علم میں اور برکت عطا فرما"۔

وہ مسائل جو ہمارے ہاں سال ہا سال سے حل نہیں ہو رہے تھے وہ مسائل ان کے ہاں حل شدہ ہیں۔ دیکھئے! ان لوگوں میں ضد اور تعصب بالکل نہیں تھا۔ بڑے بڑے محدثین اور فقہاء اس طرف مائل تھے۔

یہ جو حضرت ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ دو چیزوں کی برتری سے دین اسلام کی برتری رہے گی۔ کیونکہ مجاہدین کا کام ہوتا ہے ملک گیری۔ وہ ملک کافروں سے چھین کر اسلامی حکومت میں شامل کرتے ہیں۔ اب جب وہ علاقہ اسلامی حکومت میں آ گیا۔ اب ضرورت ہے کہ وہاں اسلامی قانون نافذ کیا جائے اور اسلامی قانون نافذ کرنے والے فقہاء اسلام ہوا کرتے ہیں اس لئے اسلامی قانون جہاں نافذ ہوگا وہاں ہی اسلام کی برتری ہوگی۔ نبی اقدس ﷺ نے برتری کے لئے جو دو باتیں ارشاد فرمائیں ان دونوں میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلدین کو امامت اور پیشوائی کا مقام حاصل ہے۔

ہندوستان فتح کرنے والے کو جنت کی خوشخبری

پھر خاص طور ہمارے علاقہ کے لئے۔ نسائی شریف صحاح ستہ کی کتاب ہے اس میں ایک باب ہے۔ اس کا نام ہے باب "غزوۃ الہند"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ ہندوستان کو فتح کرنے والے جو لوگ ہونگے ان کو اللہ تعالیٰ جنت کی بشارت عطا فرماتے ہیں[1]۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر جہاد کا یہ واقعہ میری زندگی میں ہوا تو میری خواہش ہے کہ میں ضرور جہاد میں شریک ہوں گا۔ تاکہ نبی اقدس ﷺ کی جس طرح اور بہت سے بشارات میں نے پوری ہوتی دیکھیں ہیں اس میں بھی میں حقدار ہوجاؤں اور حصہ دار بن جاؤں اور اگر میرے بعد ایسا واقعہ پیش آیا تو ان لوگوں کو میری طرف سے مبارک دے دینا۔

اب آپ اندازہ لگائیں کہ کتنے بادشاہوں نے اس ملک کو فتح کیا ہے (خواہ) وہ غوری خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ ایک خاندان سے تعلق رکھتے ہوں مغلیہ خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ سوری خاندان سے تعلق رکھتے ہوں یہ سب کے سب حنفی تھے ان میں سے ایک بھی غیر حنفی نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث پاک جو مسند امام احمد میں سولہ سندوں سے اور سنن نسائی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ اس ملک کا جہاد اور جو مجاہدین و فاتحین ہیں ان کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے خصوصی طور پر بشارت فرمائی تھی اور اس ملک کے فاتحین نہ رافضی ہیں اور نہ غیر مقلدین ہیں۔ نہ منکرین حدیث ہیں نہ کسی اور فرقے والے ہیں بلکہ اس ملک کے فاتحین صرف اور صرف حنفی ہیں۔ ان آیات اور احادیث سے حنفیت کی عند اللہ مقبولیت کا پتہ چلتا ہے۔

ہندوستان کے بڑے بڑے محدث حنفی تھے

اپنے تو اپنے بیگانے جو بظاہر مخالف ہیں ان لوگوں کے سامنے بھی جب

(۱)... آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابة تغزو الھند و عصابة تکون مع عیسیٰ بن مریم۔

(مسند احمد ... ج ۲، ص ۲۲۹ : نسائی ... ج ۲، ص ۹۳) (محمد ظفر عفی عنہ)

ایسی چیزیں آئیں تو انہوں نے بھی اقرار کیا۔

تاریخ اہل حدیث مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے جو سیالکوٹ میں بیٹھ کر لکھی۔ اس میں میاں نذیر حسین دہلوی سے پہلے محدثین کا ذکر آیا ہے۔ سید علی متقیؒ ہوں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ہوں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہوں، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ہوں، شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ ہوں، شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ ہوں یہ جتنے بزرگ گزرے ہیں۔ جنہوں نے اس ملک (برصغیر) میں حدیث نبوی کی خدمت کی ہے۔ یہ سارے کے سارے حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔

وہ (غیر مقلد مولوی) اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ امرتسر میں (اس وقت ابھی پاکستان نہیں بنا تھا) آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس ہوئی تھی۔ تین ماہ پہلے ہی ہمیں مضامین بھیج دیئے گئے کہ کس کس مضمون پر تقریر کرنی ہے۔ ہمارے دوستوں کا جلسہ عموماً اختلافی مسائل پر ہی مبنی ہوا کرتا ہے۔ مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ مجھے مضمون یہ دیا گیا۔ کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے یا نہیں؟

کہتے ہیں کہ اس مضمون کو تیار کرنے کے لئے میں الماری سے کتابیں نکال کر تیاری کرنے لگا۔ اب جوں جوں میں کتابوں کا مطالعہ کررہا ہوں میرے دل میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے طرف سے میل اور کدورت پیدا ہوتی جارہی تھی میں سوچتا ہوں کہ قرآن کی آیت میں تو آرہا ہے کہ ایمان بڑھتا ہے اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایمان نہیں بڑھتا نہ گھٹتا ہے۔ آخر قرآن پاک کے خلاف امام اعظم ابوحنیفہؒ نے مسئلہ کیوں بیان فرمایا؟ میرے دل میں یہ بات بڑھتی جارہی تھی اور امام صاحبؒ کے لئے میرے دل میں کدورت پیدا ہوتی جارہی تھی۔ حالانکہ (اس میں قصور امام صاحبؒ کا نہیں تھا۔ مولانا کی اپنی سمجھ کا قصور تھا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے جو مسئلہ بیان فرمایا ہے اس میں فقہ اکبر میں ساتھ ہی یہ الفاظ موجود ہیں کہ ایمان باعتبار مومن بہ کے نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جتنی چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے اس بارے میں نبی اور امتی سب برابر ہوتے ہیں۔

مثلاً نبی ایک خدا کو مانتا ہے تو ولی بھی ایک ہی خدا مانے گا۔ تین نہیں مانے

گا۔ محدث بھی ایک ہی خدا کو مانے گا دو کو نہیں مانے گا' گنہگار آدمی کو بھی ایک ہی خدا پر ایمان رکھنا ہے۔ یہ نہیں کہ بڑے لوگ ایک خدا مانیں اور چھوٹے دو خدا مانیں۔ یا بڑے لوگ چار خدا مانیں اور چھوٹے دو خدا مانیں ایسا نہیں ہوتا۔

اسی طرح اگر نبی اقدس ﷺ اور باقی سارے نبی فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو سب اولیاء اللہ کو بھی فرشتوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے اور گنہگاروں کو بھی فرشتوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ امام صاحبؒ کا مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ ایمان جتنی چیزوں پر رکھنا ضروری ہے ان میں سب برابر ہیں۔

رہا یہ مسئلہ کہ قرآن پاک میں جہاں یہ آتا ہے کہ ایمان بڑھا اس کا کیا مقصد ہے؟ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ ایمان والی باتیں آہستہ آہستہ نازل ہوئیں۔ مثلاً پہلے توحید و رسالت پر ایمان رکھنا ضروری تھا۔ لیکن پانچوں نمازوں کی فرضیت ابھی نازل نہیں ہوئی تھی۔ جب پانچوں نمازوں کی فرضیت نازل ہوگئی تو اب ایمانیات میں ایک چیز بڑھ گئی نا۔

اس کے بعد روزوں کی فرضیت کا حکم آگیا تو اب ایمانیات میں ایک چیز اور بڑھ گئی۔ یہ اس دور کے اعتبار سے ہے کہ جب ابھی ایمانیات کے مسائل نازل ہو رہے تھے۔ لیکن جب دین کامل ہوگیا اور وہ فہرست مکمل ہوگئی اب اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

امام صاحبؒ کا مسئلہ یہ تھا) جس کو مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی سمجھ نہ سکے اور اس کو انہوں نے قرآن اور حدیث کے مخالف سمجھنا شروع کر دیا۔ ان کے دل میں ملال آیا۔ فرماتے ہیں کہ دوپہر کا وقت ہے۔ آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا بھی موجود نہیں۔ لیکن میرے کمرے میں گھپ (سخت) اندھیرا چھا گیا۔ میرے کمرے میں کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی۔ میں حیران تھا کہ باہر سورج ہے' روشنی ہے' اور میرے کمرے میں بالکل تاریکی چھا گئی۔

میرے دل میں اس وقت یہ ڈالا گیا کہ یہ اس کدورت اور میل کی نحوست ہے جو تیرے دل میں امام اعظم ابوحنیفہ کے بارے میں پیدا ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ

جب یہ بات میرے دل میں آئی تو میں نے رو رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنی شروع کر دی۔ میں نے کہا اے اللہ تبارک و تعالیٰ تیرے کامل ولی اور اولیاء اللہ کے امامؒ کے بارے میں آئندہ کبھی بھی اپنے دل میں میل نہیں لاؤں گا۔ اس بار مجھے معاف کر دیا جائے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ میں رو رہا تھا۔ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر رہا تھا۔ اندھیرا دوڑ دوڑ کر باہر نکلتا جا رہا تھا۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسا نور چمکا کہ جسکے سامنے دوپہر کے سورج کی روشنی ماند پڑ گئی۔ میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی عقیدت کا نور ہے اسکے بعد فرماتے ہیں کہ اب کوئی امام اعظمؒ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ حاشیے پر لکھتے ہیں کہ جو صحابہؓ کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ بڑا رافضی (شیعہ) ہے اور جو ائمہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ چھوٹا رافضی (شیعہ) ہے۔

جب یہ کتاب شائع ہوئی۔ ''تاریخ اہلحدیث'' جس میں مولانا نے یہ سب کچھ لکھا تو غیر مقلدین نے مولانا سے کہا کہ اس کتاب تاریخ اہلحدیث کو شائع کرنے پر آپ کے کتنے روپے خرچ ہوئے ہیں تاکہ وہ سارا معاوضہ آپ کو دے دیں اور اس کتاب کو جلا دیا جائے۔ آئندہ جب دوسرا ایڈیشن اس کتاب کا شائع ہو تو اس میں یہ واقعہ آپ بالکل نہ لائیں۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے فرمایا کہ آپ اگر دہلی سے لیکر سیالکوٹ تک سونے کے ڈھیر لگا دیں تو پھر بھی میں یہ واقعہ اپنی کتاب سے نکالنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ افتمارونہ علی مایری۔ فرمایا میں نے جو کچھ عالم بیداری میں دیکھ لیا ہے اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ اندازہ لگائیں کہ جن لوگوں کے دل کی حس بیدار ہے ان کو پتہ چلتا ہے کہ ائمہ کی شان میں گستاخی کرنا کتنی بڑی نحوست ہے۔

(تاریخ اہلحدیث۔۔۔ص ۷۹۔۸۰)

مولانا عبدالجبار غزنوی اور امام ابوحنیفہؒ

مولانا داؤد غزنوی کی سوانح عمری لاہور ہی سے شائع ہوئی ہے ان کے بیٹے ابوبکر غزنوی نے شائع کی ہے۔ اس میں واقعہ موجود ہے کہ یہ غزنوی خاندان پہلے امرتسر میں آباد تھا مولانا داؤد غزنوی کے والد مولانا عبدالجبار غزنوی وہیں رہتے تھے آپ کا مدرسہ تھا' اس مدرسہ میں ایک بڑی عمر کا طالب علم بڑی کتابیں پڑھنے والا رہتا تھا اس کا نام عبدالعلی تھا۔

جیسے عام طور پر مدارس میں یہ ہوتا ہے کہ جو بڑے طالب علم ہوتے ہیں وہ مدرسہ میں سبق بھی پڑھتے ہیں اور کسی قریبی محلے کی مسجد میں نماز بھی پڑھا دیتے ہیں۔ اگر تقریر کر سکتے ہوں تو کہیں جمعہ بھی پڑھا دیتے ہیں امرتسر محلہ تیلیاں والا کی ایک مسجد میں یہ طالب علم عبدالعلی نماز بھی پڑھاتا تھا اور جمعہ کو تقریر بھی کرتا تھا۔ اس نے جمعہ کی تقریر میں یہ بات کہی کہ امام ابوحنیفہؒ سے میں زیادہ عالم ہوں۔ کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کو صرف سترہ (۱۷) حدیثیں یاد تھیں اور مجھے بہت سی حدیثیں یاد ہیں۔ اب یہ اپنا اپنا ذہن ہوتا ہے۔ یہ لوگ (غیر مقلد) سمجھتے ہیں جتنی حدیثیں اس کتاب میں آئی ہیں شاید اتنی ہی اسکو یاد تھیں۔

(چنانچہ غیر مقلدین کے ایک اور آدمی گذرے ہیں عبدالحق بناری جو اس فرقہ کے اصل بانی ہیں۔ انہوں نے ایک دن یہ بیان کیا کہ صحابہؓ کے علم سے ہمارا علم بہت زیادہ ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیسے؟ کہنے لگا کہ حدیث کی کتابیں اٹھا کر دیکھو کسی صحابیؓ سے پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ کسی سے سات' کسی سے دس۔ کسی سے بارہ۔ اور ہم نے سینکڑوں حدیثیں پڑھی ہیں۔ اس لئے ہمارا علم حدیث صحابہ کے علم سے زیادہ ہے۔

اسی طرح اس عبدالعلی نے بھی یہ گستاخی کی کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کو تو صرف سترہ (۱۷) حدیثیں آتی تھیں۔ اور ہمیں بہت سی حدیثیں یاد ہیں۔ جو لوگ اس مسجد میں جمعہ پڑھ رہے تھے۔ ان میں غیر مقلدین بھی تھے۔ ان میں بعض لوگوں کو یہ بات

پسند نہ آئی۔ چنانچہ انہوں نے آکر مولانا عبدالجبار غزنوی کے پاس شکایت کی کیونکہ یہ عبدالعلی کے استاد تھے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کے شاگرد نے جمعہ کی تقریر میں امام صاحبؒ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ پوچھا کیا گستاخی کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ حضرت اس نے یہ کہا ہے کہ امام صاحبؒ کو تین حدیثیں آتی تھیں اور ہمیں تو بہت سی حدیثیں آتی ہیں

دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں گستاخی سے محفوظ رکھے (آمین)

پرسوں کی بات ہے کہ میں گوجرانوالہ میں تھا۔ ایک آدمی میرے سامنے آیا ایک ڈاکٹر صاحب ہیں وہاں جو کہ غیر مقلد ہیں۔ کالج کے تین چار لڑکے اس سے دوائی لینے گئے۔ بیمار تھے اس نے دوائی دی اور ان لڑکوں سے پوچھا کہ آپ نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں جی نماز تو پڑھتے ہیں۔ ٹوپیاں وغیرہ سر پر تھیں۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ بھی ان طلباء کا تعلق تھا۔

اس ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کی تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ اور فقہ حنفی کی کتاب پر پیشاب کرنا جائز ہے۔ یہ اس ڈاکٹر کے الفاظ تھے۔ انہوں نے کہا کہ فقہ پر پیشاب کرنا جائز ہے کیا نبی اقدس ﷺ نے فرمایا ہے؟ ہم تو اتنے بڑے عالم نہیں ہیں لیکن ایک حدیث ہم نے کالج کی کتاب میں بھی پڑھی تھی حضرت ﷺ کا فرمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے فقیہ بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ تو فقہ کو بڑا اچھا سمجھتے ہیں آپ اس پر پیشاب کرنے کو کیوں تیار ہیں؟ اس نے کہا کہ فقہ حنفی پر پیشاب کرنا جائز ہے۔ اب ان طلباء کو اس بات پر بڑا دکھ ہوا۔ وہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں گئے۔ وہاں جا کر مولوی صاحب سے ملے اور انہوں نے کہا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ کوئی ہم سے بات نہیں کر سکتا۔ میں نے اتنے مولویوں کو بھگایا ہے۔ وہ بھاگ جاتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ جا کر اس ڈاکٹر سے لکھوا لاؤ۔ اب جب یہ لکھوانے گئے۔ چونکہ کالج کے لڑکے تھے اس کے سر ہو گئے کہ ہمیں لکھ کر دو۔ اس نے بات یہ لکھی کہ فقہ حنفی کی کتاب قدوری میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ کوئی جانور سے برائی کرے تو اس پر حد نہیں ہے۔ ایسی کتاب جس

میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہو اس پر پیشاب کرنا بالکل جائز سمجھتا ہوں۔

مدرسہ میں مشتاق علی شاہ صاحب ہیں۔ وہ فقہ کی کتاب قدوری اور حدیث کی کتاب ابن ماجہ' ترمذی وغیرہ ترجمہ والی لیکر چلے گئے اب وہاں اور بھی لوگ اکٹھے ہوگئے۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ فقہ حنفی کی کتاب قدوری وہ کتاب ہے جو قرآن پاک کی آیت سے شروع ہو رہی ہے۔ اب اس کتاب پر جو پیشاب کرے گا تو کیا قرآن پاک کی اس آیت پر پیشاب نہیں جائے گا؟ سب نے کہا کہ یقیناً جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس نے جو یہ لکھا ہے کہ قدوری پر پیشاب کرنا جائز ہے۔ تو کیا اس سے قرآن کریم کی گستاخی نہیں ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ بالکل گستاخی ہوئی۔ مشتاق شاہ صاحب نے قدوری میں نبی اقدس ﷺ کی احادیث دکھائیں اور پوچھا کہ جب کوئی آدمی قدوری پر پیشاب کرے گا تو کیا ان احادیث پر پیشاب نہیں پہنچے گا؟ سب نے کہا کہ یقیناً پہنچے گا۔

شاہ صاحب نے کہا کہ جس مسئلہ کی بنیاد پر اس نے یہ بات کہی ہے وہ مسئلہ بعینہ حدیث کی کتاب ابن ماجہ میں بھی موجود ہے تو کیا اگر اس مسئلہ کی بناء پر اس کتاب پر یہ پیشاب کرنا چاہتا ہے تو حدیث کی کتاب پر بھی پیشاب کرے گا؟ وہاں بھی یہ الفاظ ہیں۔ من اتی بھیمة فلاحد علیه۔

یہی مسئلہ صحاح ستہ کی کتاب ترمذی شریف......ص ۲۲۹ اور ابن ماجہ......ص ۱۸۷ میں بھی ہے۔ من اتی بھیمة فلاحد علیه۔ اصل بات یہ ہے کہ ان بے چاروں کو فقہ کی سمجھ تو ہے ہی نہیں۔ شریعت اسلامیہ میں گناہ کبیرہ کی دو سزائیں ہیں۔ ایک حد۔ دوسری تعزیر۔ جہاں حد نہ ہو وہاں تعزیر لگتی ہے۔ حد نہ ہونے کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ کام جائز ہے یا کوئی بھی سزا نہیں۔ مثلاً فقہ اور حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی شراب پی لے تو اس پر (۸۰) کوڑے حد لگے گی۔ کتنے کوڑے؟ (۸۰ کوڑے......سامعین) اب کسی حدیث کی کتاب میں آپ کو یہ نہیں ملے گا کہ اگر کوئی پیشاب پی لے تو کتنے کوڑے حدّ ہے۔ آپ کو کہیں بھی ایک کوڑا حد نہیں ملے گی۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ پیشاب پینا جائز ہے؟ (بالکل نہیں......سامعین) کسی

حدیث کی کتاب میں یہ نہیں ملتا کہ اگر کوئی مسلمان کہلانے والا خنزیر کا گوشت کھالے تو کتنے کوڑے حد جاری ہوگی۔ لیکن کیا اس کا مطلب ہے کہ یہ جائز ہے؟ (نہیں......سامعین) اس کو تعزیر لگے گی اس نے گناہ کیا ہے۔

فقہ میں تو یہ اصول لکھا ہے کہ من ارتکب بھیمة۔ جس نے کوئی ایسا گناہ کیا لیس فی حد مقرر۔ جس میں کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ فیعزر اس پر تعزیر لگائی جائے گی۔ یہ قدوری سے لیکر ہدایہ تک میں موجود ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ دیکھو۔ ڈاکٹر صاحب تم نے یہ جو بات کہی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ ترمذی شریف پر تو پیشاب کرنے کے لئے تیار ہو؟ ابن ماجہ شریف جو حدیث کی کتاب ہے اس پر پیشاب کرنے کے لئے تیار ہو؟ لوگوں نے اس ڈاکٹر کو گھیر لیا کہ تو رات دن یہاں گستاخیاں کرتا رہتا ہے فقہ کے بارے میں۔

آخر کار اس نے معافی مانگنی شروع کردی اور تحریری طور پر یہ لکھ کر دیا کہ میں نے جو بات کہی تھی وہ غلط تھی اور میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔

یہ ٹھیک ہے کہ اس نے خدا سے ڈر کر نہیں بلکہ لوگوں سے ڈر کر یہ بات لکھی لیکن لوگوں کا ذہن تو ایسا ہی ہوتا ہے نا کہ یہ گستاخیاں کرتا ہے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے تحریر کردیتے ہیں بعد میں پھر وہی گستاخیاں شروع کردیتے ہیں۔

اسی طرح اس عبدالعلی نے بھی گستاخی کی کہ مجھے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے زیادہ احادیث یاد ہیں۔ جب اس کے استاد مولانا عبدالجبار کے پاس یہ بات پہنچی تو انہوں نے فوراً ناظم مدرسہ کو بلایا اور فرمایا کہ عبدالعلی کا نام فوراً مدرسہ سے خارج کردو (یہ مولانا عبدالجبار غیر مقلد مولانا داؤد غزنوی غیر مقلد کے والد تھے) اور آج کے بعد عبدالعلی مدرسہ میں پڑھنے نہ آئے۔ ہم اسے پڑھانے کے لئے تیار نہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہو کر مرے گا مولانا کے کہنے پر اس کو مدرسہ سے نکال دیا گیا مسجد سے نکال دیا گیا اور مولانا کے کہنے کے مطابق وہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا' مرزائی ہوگیا جب لوگوں نے مولانا کی بات پوری ہوتے دیکھی تو لوگ مولانا کے پاس آئے اور آکر کہا کہ حضرت یہ بات تو واقعتاً پوری ہوگئی ہے لیکن غیب کا علم تو

اللہ تعالیٰ کو ہے آپ کو کیسے پتہ چلا؟ فرمایا جب تم لوگوں نے عبدالعلی کی گستاخی کا ذکر میرے سامنے کیا تو میرے ذہین میں فوراً بخاری شریف کی حدیث قدسی آ گئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب جس شخص نے میرے ولی کو دکھ پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے۔

(داؤد غزنوی.....ص ۱۹۱۔۱۹۲)

اللہ والوں کو ستانے کی سزا

حضرت مجدد الف ثانیؒ بیٹھے تھے۔ اللہ والوں کے مخالف بھی بہت ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کسی عورت کو بھیجا اس نے مجدد صاحبؒ کو آ کر گالیاں دینا شروع کردیں بہت مرید بیٹھے ہیں۔ اب ان مریدین کو غصہ آ رہا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ان کو روکا۔ فرمایا اس کو کچھ نہیں کہنا وہ پھر اجازت مانگتے ہیں کہ حضرت یہ گالیاں بک رہی ہے۔ فرمایا اجازت نہیں ہے۔ اس کے بعد بیٹھے بیٹھے فوراً ایک آدمی کو فرمایا کہ اٹھ کر اس کے منہ پر زور سے تھپڑ مارو۔ اس نے اٹھنے میں دیر کردی۔ آسمان سے بجلی گری اور وہ عورت مرگئی۔ مجدد صاحبؒ نے مرید کو ڈانٹا فرمایا۔ دیکھو تم نے دیر کردی۔ میں اس عورت کو معاف کررہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آ گیا۔ اب میں اس جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے چاہتا تھا کہ میری طرف سے میرا مرید اسکو مار دے تاکہ اس طرف سے بدلہ ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کے قہر میں یہ نہ پکڑی جائے اب تیری اس دیر کی وجہ سے یہ سزا اس کو ملی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آتا ہے کہ جب کوئی اللہ والوں کو ستاتا ہے۔

مولانا عبدالجبار فرماتے ہیں کہ جب یہ حدیث میرے ذہن میں آئی تو میرے ذہن میں یہ بات حدیث پاک کے مواقف بالکل جم گئی کہ اب اس شخص کے خلاف اللہ تعالیٰ نے اعلان جنگ کردیا ہے۔ اور جنگ کے موقع پر ہر فریق کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ دوسرے فریق کا زیادہ سے زیادہ نقصان کرے۔ بڑے سے بڑا اس کا نقصان کرے اور مسلمان کے پاس ایمان سے زیادہ کوئی قیمتی چیز نہیں ہے۔ میرے ذہن

میں یہ بات آئی کہ اب اس کا ایمان سلامت نہیں رہے گا۔

حلالہ کا مسئلہ

اسی طرح کا ایک اور عبرت ناک واقعہ شامی شریف کی تیسری جلد باب التعزیر میں مذکور ہے۔

آج کل بھی ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں ایک آدمی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ آیا اور کہتا ہے کہ بیوی کو تین طلاق' سمجھانے والا لاکھ سمجھائے کہ ایک طلاق دے لو۔ اگر تم بہت ہی غصے میں ہو' تمہیں بھی سوچنے کا موقع مل جائے گا۔ اس میں تم رجوع بھی کرسکتے ہو۔ بعد میں نکاح بھی کرسکتے ہو۔ لیکن غصہ میں کہتا ہے کہ نہیں میں نے تو تین ہی طلاقیں دینی ہیں۔ کم تو دینی ہی نہیں اب جب تین طلاقیں دے دیں۔ اب اس کے بعد بھاگتے ہیں کوئی حنفی عالم اس کو یہ فتویٰ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ یہ بیوی تم رکھ سکتے ہو بغیر شرعی نکاح حلالہ کے۔

اب وہ غیر مقلدین کے پاس بھاگتے ہیں۔ وہاں جاتے ہیں ان سے فتویٰ ملتا ہے کہ یہ بیوی جائز ہے۔ یہ تو بالکل حرام حلال کا مسئلہ ہے۔

ایک غیر مقلد مولوی صاحب مجھے ایک دن کہنے لگے کہ آپ کے مذہب میں حلالہ ہے؟ میں نے پوچھا کون سا۔ ہمارے ہاں تو حلالہ بالکل مکروہ تحریمی ہے۔ حلالہ اس نکاح کو کہا جاتا ہے کہ نکاح کے اندر یہ شرط ہو کہ میں اس شرط پر یہ عورت تیرے نکاح میں دے رہا ہوں کہ تو ایک دفعہ صحبت کے بعد اس کو طلاق دے دینا اور وہ قبول کرنے والا کہے کہ میں واقعتاً اس شرط پر اس عورت کو قبول کررہا ہوں۔ اس کو نکاح حلالہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہمارا کوئی بھی نکاح خواں ایسا نکاح نہیں پڑھتا آپ خدا جانے حلالہ کس کو کہتے ہیں۔

کہنے لگا کہ یہ پھر بھی ہے تو حلالہ۔ میں نے کہا آپ جو ساری عمر لوگوں سے ''حرامہ'' کرواتے ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کا زنا۔ کہنے لگا کہ اصل میں ہم تو فتویٰ اسلئے دے دیتے ہیں کہ چلو کچھ نہ کچھ تو ہوجائے گا۔ آخر اس نے اپنی بیوی لے تو جانی ہے

اگرچہ ہم فتویٰ نہ دیں۔ اسلئے ہم فتویٰ دے دیتے ہیں کہ چلو کچھ نہ کچھ تو ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ کچھ نہ کچھ نہیں بلکہ بہت کچھ ہو جاتا ہے۔ کہنے لگا کیا؟ میں نے کہا کہ آپ فتویٰ بھی نہ دیتے پھر بھی وہ میاں بیوی کی طرح رہتے تو کم از کم ساری عمر انکا ضمیر ان کو ملامت تو کرتا کہ گناہ کر رہے ہیں اور وہ اس گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتے۔ گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنا گناہ ہے لیکن گناہ کو حلال سمجھ کر کرنا کفر ہے۔ انسان کا ایمان چلا جاتا ہے۔ تم نے بیوی تو اسکے ساتھ بھیج دی لیکن ایمان تو دونوں کا برباد کر دیا۔

ایک اور واقعہ

ایک واقعہ آتا ہے کہ امام ابوبکر جرجانیؒ جو امام ابوحفص کبیرؒ کے شاگرد ہیں۔ امام ابوحفص کبیرؒ امام محمدؒ کے شاگرد ہیں۔ اور امام محمدؒ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ انکے سامنے ایک فتویٰ آیا کہ ایک حنفی نے کسی شافعی المذہب سے رشتہ طلب کیا۔ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر لڑکی کا رشتہ دونگا کہ تم رفع یدین کرنا شروع کردو اور امام کے پیچھے فاتحہ شریف پڑھا کرو۔ اس نے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ اس نے رفع یدین بھی شروع کردی اور امام کے پیچھے الحمد شریف بھی پڑھنی شروع کردی اور نکاح ہوگیا۔ فتویٰ پوچھا گیا کہ یہ نکاح ہوگیا ہے یا کہ نہیں؟ شامی شریف میں لکھا ہے کہ امام ابوبکر جرجانیؒ نے تھوڑی دیر سر جھکا کر غور فرمایا اور اس کے بعد فرمایا کہ نکاح ہوگیا۔ لیکن سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ مرتے وقت اس شخص کو ایمان اور کلمہ نصیب نہیں ہوگا۔ یہ بات سن کر تمام حاضرین کانپ اٹھے کہنے لگے حضرت یہ کیسے؟ فرمایا وہ جس مسلک کو حق سمجھتا تھا اس کو اس نے مردار دنیا کے لئے چھوڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی اس طرح ناقدری جو کرے اور نعمت کی ناشکری کرے۔ اللہ کا قانون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی وہ نعمت چھین لیا کرتا ہے۔ یہ نہایت خطرناک بات ہے مولانا عبدالجبار غزنوی نے بھی عبدالعلی طالب علم کے بارے میں یہی فرمایا کہ اس حدیث قدسی کی وجہ سے میں نے کہا تھا کہ یہ شخص اب مرتد ہو کر مرے گا اور ایسا ہی ہوا۔ عبدالعلی مرتد ہو کر مرا۔ (داؤد غزنوی ...... ص ۱۲۹)

ایک اور واقعہ

اسی طرح کا ایک واقعہ العدل ۱۳ مئی ۱۹۳۵ء کے اخبار میں میں نے پڑھا۔ یہ اخبار گوجرانوالہ سے شائع ہوتا تھا۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ مولانا محمد ابراہیم جو کہ صوبہ بہار کے تھے۔ آرا شہر ہے صوبہ بہار میں۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی۔ وہ بھی غیر مقلد تھے اور اسی علاقے کے بہت بڑے ولی کامل۔ حنفی المسلک حضرت مولانا محمد علی صاحب منگیریؒ گزرے ہیں۔ بہت بڑے ولی بھی تھے اور بہت بڑے عالم بھی تھے صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے ان کے بڑے عجیب وغریب واقعات آتے ہیں۔

جب قادیانیت کا فتنہ پھیلنے لگا تو حضرتؒ نے اپنے تمام خلفاء کو یہ لکھ دیا تھا کہ آج کے بعد قادیانیت کی تردید فرض ہے اگر تہجد رہ جاتی ہے تو رہ جائے۔ نوافل و وظائف میں کمی ہو جاتی ہے تو بے شک ہو جائے لیکن قادیانیت کی تردید بہت ضروری ہے۔

وہیں مونگیر میں ایک قادیانی ڈاکٹر تھا حضرتؒ نے جب تقریر فرمائی تو اس نے بھی سنی بڑی مؤثر تقریر تھی۔ وہ روتا ہوا آیا اور کہنے لگا حضرت بات یہ ہے کہ میں قادیانی ہوں آپ کی تقریر سے میرا دل بڑا بے چین ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اطمینان قلب کے لئے کوئی اور بات بھی سامنے آجائے تا کہ میں پورے اطمینان سے اس مسلک کو چھوڑ دوں فرمایا عقائد میں اطمینان تو کتاب وسنت میں ہوتا ہے کشف و کرامات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس نے کہا حضرت صرف اسلئے تا کہ اطمینان ذرا قوی ہو جائے۔ فرمایا اچھا تمہارے پاس مرزا قادیانی کی کوئی کتاب ہے اس نے کہا جی بہت سی کتابیں ہیں۔ فرمایا کوئی کتاب لے آؤ۔ پھر حضرت نے اس کتاب کو ہاتھ میں پکڑ کر واپس کر دیا فرمایا کہ آج یہ کتاب رات کو تکیے کے نیچے رکھ کر سو جانا۔ تو وہ تکیے کے نیچے رکھ کر سو گیا تو کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں وہی کتاب پڑھ رہا ہوں۔ جہاں جہاں مرزا قادیانی اپنا ذکر کرتا ہے۔ وہاں وہاں مثلاً وہ ”میں“

لکھتا تو ''میں'' کا لفظ نہیں بلکہ خنزیر کی شکل بنی ہوئی ہے۔

جو صفحہ الٹتا ہوں یہی کیفیت ہے کہ جہاں جہاں مرزا قادیانی کا ذکر ہے اس کتاب میں۔ وہاں خنزیر کی شکل بنی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی وقت میری آنکھ کھل گئی میں نے اٹھ کر اللہ کی بارگاہ میں رونا شروع کر دیا۔ یہ بہت بڑے ولی کامل تھے۔

مولانا مونگیرویؒ کے ہاتھ پر غیر مقلد مولوی کی توبہ

مولانا مونگیرویؒ حج کے لئے تشریف لے گئے اسی سال مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی بھی حج کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ جو غیر مقلد عالم تھے تو لکھا ہے کہ آپ مکہ مکرمہ میں حرم پاک میں حجر اسود کے پاس کھڑے تھے یعنی حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیرویؒ تو مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی جو انہی کے صوبہ کے تھے۔ انہیں کے علاقہ کے تھے۔ یہ روتے ہوئے مولانا محمد علیؒ کے پاس آئے اور آ کر مولانا محمد علیؒ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے کہ حضرت میں آج آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنے آیا ہوں آج تک جو کچھ میں نے امام ابوحنیفہؒ اور حنفیت کے بارے میں کہا ہے میں توبہ کرتا ہوں اور میں مسلک حنفی آپ کے ہاتھ پر یہاں حرم پاک میں حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر قبول کرتا ہوں۔ مولانا محمد علیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دو تین مرتبہ اسے دیکھا کہ یہ وہ شخص ہے کہ ہمارے پورے صوبہ بہار میں سب سے زیادہ فقہ حنفی کے خلاف بولنے والا ہے اور سب سے زیادہ امام ابو حنیفہؒ کے خلاف وسوسے ڈالنے والا ہے۔ آج یہاں حرم پاک میں روتا ہوا آ رہا ہے۔

آخر وجہ کیا ہے؟

مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو وہ کہنے لگا حضرت میں مدینہ منورہ سے آ رہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ اس توبہ کا پس منظر کیا ہے تم کیوں توبہ کر رہے ہو؟ تم تو امام ابوحنیفہؒ کے سخت مخالف تھے۔ مولانا محمد ابراہیم آرویؒ نے بیان کیا کہ حضرت میں روضہ اطہر پر حاضر ہوا وہاں میں بیٹھا صلوٰۃ و سلام عرض

کرتا رہا کافی دیر تک میں وہاں بیٹھا رہا مجھے وہاں بیٹھے بیٹھے اونگھ آ گئی میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ بہت عالی شان باغ ہے اور اس میں ایک بہترین مکان ہے اس میں تخت بچھا ہوا ہے اور آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس تخت پر تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ کے دائیں طرف چاروں خلفاءؓ بالترتیب بیٹھے ہیں۔ اگے بلکل ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں دوسرے نمبر پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ تیسرے نمبر پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور چوتھے نمبر پر حضرت علی کرم اللہ وجہ ہیں اور آپ ﷺ کے بائیں طرف چاروں ائمہ ترتیب کے ساتھ بیٹھے ہیں آپ کے بلکل قریب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں' دوسرے نمبر پر امام مالکؒ ہیں' تیسرے نمبر پر امام شافعیؒ ہیں اور چوتھے نمبر پر امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔ میں نے خواب میں یہ ترتیب دیکھی ہے۔ جملہ معترضہ کے طور پر عرض کرتا ہوں۔

آپ ﷺ دین کی تکمیل کا اعلان کرنے والے۔ یہ چاروں خلفاءؓ ہیں جنکے ذریعے دین کو تمکین نصیب ہوئی:

ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم. (النور: ۵۵)

اور جس دین کو (اللہ نے) ین کے لیے پسند فرمایا (یعنی اسلام) اسکو ین کے (نفع آخرت کے) لیے قوت دے گا۔

یہ چاروں ائمہؒ وہ ہیں جنکے ذریعے دین کو تدوین نصیب ہوئی انہوں نے مسائل کو کتابوں میں مرتب کروا دیا تاکہ اللہ کے نبیؐ کی سنت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

مولانا محمد ابراہیم آرویؒ کہتے ہیں کہ لوگ قطار بنا کر جا رہے ہیں اور آپ ﷺ سے مصافحہ کر کے باہر آتے ہیں۔ میں جب سامنے دروازے پر بیٹھا تو مجھے سامنے سے ہٹا دیا گیا اور اندر جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اب میں پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ کا چہرہ انور جب نظر آیا تو میں نے رو کر کہا کہ حضرت میرا کیا گناہ ہے؟ کہ آپ کے در دولت پر حاضر ہو کر بھی مصافحہ سے محروم ہوں۔ تو آپ ﷺ نے جلال سے چہرہ انور دوسری طرف موڑ لیا۔ میں وہاں کھڑا روتا رہا۔ کافی دیر کے

بعد پھر حضرت کا چہرہ انور سامنے نظر آیا تو میں نے پھر رو کر عرض کی کہ حضرت اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ وہ کونسا گناہ مجھ سے ہوا ہے جس کی وجہ سے آپ مجھ سے ناراض ہیں تو میں اس سے توبہ کرلوں۔ میں گنہگار ہوں' آپ کو اللہ نے رحمتہ للعالمین بنایا ہے' انسان کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو آپ تو رحمتہ للعالمین ہیں۔ آپ مجھے بتا دیں تا کہ میں توبہ کرلوں۔ حضرت نے پھر چہرہ انور جلال سے یوں پھیر لیا کہتے ہیں میں روتا رہا۔ لوگ جاتے رہے مصافحہ کرتے رہے۔ پھر تھوڑا سا خلا ہوا تو میں نے چہرہ انور پر نظر ڈالی اور میں نے رو کر کہا حضرت آپ مجھے فرمائیں کہ کون سی وجہ ہے۔ جس وجہ سے مجھے مصافحہ کی اجازت نہیں۔ بلکہ اندر آنے کی بھی اجازت نہیں ہو رہی۔ حضرت نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ ؒ تم سے ناراض ہیں۔ جب آپ ﷺ نے یوں فرمایا۔

مولانا ابراہیم آروی ؒ کہتے ہیں کہ میں نے یوں ہاتھ باندھے ہوئے تھے میں نے وہی ہاتھ امام صاحب کی طرف پھیر دیئے۔ میں نے کہا حضرت! اللہ نے آپکو اتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ اور بڑوں کا حوصلہ بھی بہت بڑا ہوتا ہے آج تک میں نے جو کچھ آپکی شان میں بکا ہے میں بالکل توبہ کرتا ہوں اور آپ مجھے معاف فرمادیں آئندہ میں کبھی اس قسم کی گستاخی نہیں کروں گا۔ آج میں نے جو آپ کا مقام دیکھا ہے۔ اس مقام کے بعد تو ویسے بھی زبان آپ کے خلاف نہیں چل سکتی۔

امام اعظم ابو حنیفہ ؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اچھا میں نے معاف کر دیا تو جب امام ابو حنیفہ ؒ نے یہ فرمایا تو پھر مجھے اندر جانے کی اجازت ہوئی اور میں نے نبی اقدس ﷺ سے مصافحہ کیا۔

کہتے ہیں کہ اسی وقت جب میری آنکھ کھلی تو میں مدینہ منورہ سے سیدھا یہاں آ رہا ہوں اور آپ کے ہاتھ پر میں غیر مقلدیت سے توبہ کرتا ہوں۔ پچھلا جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دیں۔ آپ بھی میرے لئے دعا فرمائیں۔ آئندہ کبھی میں ایسے لوگوں کی شان میں بالکل بدزبانی نہیں کروں گا۔ (کمالات......۱۷)

ایک کتاب میں میں نے عجیب بات پڑھی۔ فرمایا کہ بعض نیک لوگوں میں

کبھی بعض اوقات آپس میں کوئی رنجش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں دونوں کے دونوں بخشے ہوئے جنتی ہوتے ہیں۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ آخرت میں سب کی بخشش ہوگی۔ دنیا میں تھوڑا سا بدلہ ہو جاتا ہے۔

وہاں لکھا ہوا تھا کہ جن لوگوں نے امام اعظم ابو حنیفہ ؒ کے خلاف کچھ لکھا ان میں اگر کوئی بڑا آدمی تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ دنیا میں اس کی تقلید جاری نہیں ہونے دی۔ اب یہ تقلید جاری ہونا تو بہت بڑا فیض ہے نا۔ خود نبی اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میں سب نبیوں پر فخر کروں گا۔ بعض نبی اس حالت میں تشریف لائیں گے کہ اکیلے کھڑے ہوں گے ایک آدمی بھی اس پر ایمان نہیں لایا ہوگا۔ ایک بھی امتی نہیں ہوگا۔ کسی کے ساتھ ایک امتی ہوگا' کسی کے ساتھ دو' کسی کے ساتھ پانچ' کسی کے ساتھ سات اور سب سے زیادہ امتی میرے ساتھ ہوں گے جو جنت میں جانے والے ہوں گے۔ اس لئے میں سارے نبیوں پر فخر کروں گا۔

جس طرح نبیوں کو اپنی امتیوں پر فخر ہوگا اسی طرح ائمہ کو اپنے مقلدین پر فخر ہوگا۔ ہم فقہ حنفی کے موافق جتنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ جتنا اجر اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرما رہے ہیں اتنے ہی درجات امام اعظم ابو حنیفہ ؒ کے بھی بلند فرما رہے ہیں۔

جنت میں حنفیوں کی ساٹھ صفیں

خواجہ محمد پارسا ؒ بزرگ گذرے ہیں انہوں نے کشف میں دیکھا کہ حدیث پاک میں جو آتا ہے کہ میدان قیامت میں جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ میں نے حالت کشف میں دیکھا کہ میدان قیامت قائم ہے اور جنت میں جانے کے لئے لوگوں نے صفیں بنائی ہیں۔ میرے دل میں آیا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنتیوں کی صفیں ایک سو بیس ہونگی آج گنتی ہی کرلیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے جب گنتی کی تو واقعتاً ایک سو بیس صفیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان میں چالیس صفیں پہلے سارے نبیوں کے امتیوں کی ہوں گی اور اسی (۸۰) صفیں صرف امت محمد ﷺ کی ہوں گی۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بھی گنتی کی کہ واقعتاً چالیس صفیں پہلے امتیوں کی ہیں اور

اسی (۸۰) صفیں حضرت پاک ﷺ کی امت کی ہیں۔

کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ ان میں سے یہ پتہ چلائیں کہ حنفیوں کی کتنی صفیں ہیں۔ کیونکہ حنفیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اسی (۸۰) صفوں میں سے ساٹھ صفیں حنفیوں کی ہیں اور بیس صفیں باقی ائمہ کے مقلدین کی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ جن لوگوں نے امام صاحبؒ کے خلاف کوئی بات لکھی۔ آخرت میں اللہ نے ان کو کوئی سزا نہیں دینی لیکن دنیا میں یہ ہوا کہ ان کی تقلید جاری نہیں ہوئی اور یہ اتنا بڑا فیض جو تھا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو یہ اتنا بڑا اجر جو مل رہا ہے۔ ایسے اجر سے وہ لوگ محروم کر دیئے گئے۔

دیکھئے ! حکومت کسی پر خوش ہو اور اسے دس مربے زمین الاٹ کر دے۔ کہ یہ دس مربے زمین تیری ہے۔ دوسرے آدمی کو دو مہینے قید نہ ہی کرے۔ لیکن جب اس کو کچھ بھی نہ ملے مگر یہ حسرت تو ہوگی کہ اس کو اتنا انعام ملا ہے اور مجھے یہ انعام نہیں ملا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اور صحیح بخاری شریف کی حدیث پاک میں جو قانون بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ جب وحی بند ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی وحی نازل نہ ہو تو یہ پتہ چلانا کہ کون اللہ کے ہاں مقبول ہے اور کون مقبول نہیں ہے اسکا ایک ہی قاعدہ قرآن و حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ کے نیک بندے یعنی اولیاء اللہ کا دل جس آدمی کی طرف مائل ہو جائے یہ اللہ کے ہاں مقبولیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ حدیث پاک کے مطابق یہ مقبولیت زمین پر بعد میں آتی ہے عرش پر پہلے ہوتی ہے۔ آسمانوں پر اس مقبولیت کا اعلان پہلے ہوتا ہے۔ جب عرش سے لیکر فرش تک اس کی مقبولیت ثابت ہوگئی۔ اب اس میں شک نہیں کرنا چاہئے۔

تمام فقہوں میں فقہ حنفی اور سلسلوں میں سلسلہ قادریہ کی مقبولیت

اس لئے بعض نے یہ عجیب بات لکھی ہے کہ فقہ میں فقہ حنفی اور سلسلوں میں سلسلہ قادریہ ان دونوں کو پروردگار نے مقبولیت بخشی ہے۔ سلسلہ قادریہ سب سے

زیادہ دنیا میں پھیلا ہے۔ فقہ کے مسلکوں میں سب سے زیادہ مسلک حنفی پھیلا ہے ہم جیسے گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہم مسلکاً حنفی ہیں اور سلسلہ ہمارا قادری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فقہ کو اتنی مقبولیت عطا فرمائی کہ اس فقہ کے مطابق ساری دنیا میں نمازیں پڑھی جارہی ہیں۔ فقہ کے مسائل کو دیکھ کر روزے رکھے جارہے ہیں۔ لوگ فقہ کے مسائل کو دیکھ کر حج کر رہے ہیں۔ فقہ کے مسائل دیکھ کر لوگ زکوٰۃ دے رہے ہیں۔ فقہ کے مطابق وراثتیں تقسیم ہو رہی ہیں۔ تمام زندگی کے مسائل کا حل فقہ میں موجود ہیں۔ روح کی صفائی دل کی صفائی حضرت غوث الاعظم پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ کے طریقہ کار کے مطابق لوگوں کی اصلاح ہو رہی ہے جہاں دونوں نعمتیں اکٹھی ہو جائیں۔ وہاں کہتے ہیں۔ نور علیٰ نور۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے ہم اس بارے میں شکر گزار ہیں کہ ہم مسلکاً حنفی ہیں اور ہمارا سلسلہ بیعت سلسلہ قادریہ ہے اور یہ دونوں اللہ کے ہاں مقبول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کی تابعداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

کیا گیارہویں دینی جائز ہے

حضرت مولانا بشیر احمد پسروریؒ نے فرمایا کہ کسی نے مجھ سے یہ پوچھا کہ حضرت گیارہویں دینی جائز ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ نماز پڑھنی جائز ہے؟ اس نے کہا کہ نماز کا کون انکار کرتا ہے۔ نماز پڑھنی تو جائز ہے۔ فرمایا اگر نمازی قبلہ کی طرف سے منہ ہٹا کر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو پھر؟ کہنے لگا پھر تو غلط ہے۔ فرمایا جس طرح نماز جیسی عبادت بھی صحیح طریقے سے کرے تو صحیح ہے اور اگر نماز جیسی عبادت کو غلط طریقے سے کرے گا تو غلط ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بزرگوں کا ایصال ثواب بھی اگر صحیح طریقہ سے کیا جائے تو صحیح ہے اور اگر اس میں کوئی غلطی آجائے تو غلط ہو جائے گا۔ اب اس نے پوچھا کہ حضرتؒ اس میں صحیح طریقہ کیا ہے اور غلط طریقہ کیا ہے۔

حضرتؒ نے فرمایا کہ دیکھو اس ملک میں پنڈت نہرو اور دوسرے پنڈت گذرے ہیں جو سیاسی طور پر بڑی اہم شخصیات تھیں اور لوگ سمجھتے تھے کہ سیاسی طور پر یہ لوگ بڑے عقلمند ہیں۔ لیکن یہ دونوں دینی طور پر اتنے بے وقوف ہیں کہ صبح اٹھ کر سورج کے سامنے پانی چھڑکا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سورج آج ہمارے سامنے ٹھنڈے رہنا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ کائنات کا نظام سورج کی وجہ سے چل رہا ہے۔ آج سورج کے سامنے چار چھینٹے مار دینے سے ہمارا دن ٹھنڈا رہے گا دینی طور پر یہ لوگ اتنے بے وقوف تھے۔

ہمیں اگر اسلام کی نعمت آج نصیب ہے تو اس میں دو بزرگوں کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔ ایک سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا اور دوسرے حضرت غوث الاعظم پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ کا۔

ان لوگوں کی محنتوں سے یہ دین کی نعمت ہم تک پہنچی ہے اب جب کوئی آدمی احسان کرتا ہے تو خواہ مخواہ دل چاہتا ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ بدلہ دیا جائے۔ حضرت پسروریؒ نے فرمایا کہ ہم اپنا پورا گھر اللہ کے نام پر خیرات کر کے ان دونوں بزرگوں کو ثواب پہنچا دیں تو یقین کریں کہ پھر بھی ہم نے ان کا حق ادا نہیں کیا۔ کیونکہ ہم نماز پڑھ رہے ہیں تو یہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے مدون کی ہے۔ ان سے ہمیں نماز پڑھنے کے مسائل ملے ہیں۔ فرمایا ان بزرگوں کے ہم نے حالات پڑھے ہیں۔ انہوں نے دین کی اشاعت میں کبھی سال کے بعد یا مہینے کے بعد کوئی دن مقرر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ بھی چاہتے ہیں کہ ان کو ایصال ثواب زیادہ سے زیادہ ہوتا رہے کوئی تاریخ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دن رات کے چوبیس گھنٹے یہ دروازہ کھلا رکھا ہے۔ جس قدر آپ کو توفیق ہو اللہ کے نام پر دیکر اس کا ثواب حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو بخشیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً قبول فرمائیں گے۔ تمہارے بھی اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ یہ طریقہ تو درست ہے۔

اس نے پوچھا کہ غلط طریقہ کیا ہے۔ فرمایا غلط طریقہ یہ ہے کہ کوئی یہ سمجھے (معاذ اللہ) کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے عرصے سے یہ دنیا بنا رکھی ہے اب اللہ تعالیٰ کچھ

کمزور ہو گئے ہیں۔ سارے کام خود نہیں کر سکتے اس لئے کچھ کام تقسیم کر دیئے ہیں۔ کہ بارش تم برسا دیا کرنا۔ اور بیٹے تم دے دیا کرنا۔ اس نیت سے کوئی نذر دے یا قربانی کرے تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے۔ یہ ایسے لوگوں کا حق نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی اس نیت سے کرتا ہے تو یہ طریقہ غلط ہے۔ ہاں اس نیت سے کہ ان لوگوں کی محنتوں سے دین کی نعمت ہم تک پہنچی ہے۔ اور آج ہمیں کلمہ نصیب ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت نصیب ہے۔ نماز پڑھنی نصیب ہے۔ اللہ کا نام لینا نصیب ہے۔ یہ بات دل میں رکھ کر پھر اللہ کا نام لیکر ان کو ثواب بخشا جائے تو یہ یقیناً درست طریقہ ہے۔ اس لئے فرمایا کہ بخل نہیں کرنا چاہئے۔ جتنا زیادہ ہو سکے اللہ تعالیٰ کے نام پر انسان کو خرچ کرنا چاہئے اور اپنے محسنوں کے احسان کا کچھ نہ کچھ بدلہ دینا چاہئے۔ خلاصہ اس آیت کریمہ کا جو میں نے پڑھی تھی یہی ہے کہ عنداللہ مقبولیت کی جو دلیل کتاب وسنت میں موجود ہے۔

نیک لوگوں کے دلوں کا کسی طرف جھکاؤ یہ مسلک حنفی اور سلسلہ قادریہ میں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اسی مسلک اور سلسلہ سے وابستہ رکھے اور ان کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفیض فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین
استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ.

(بشکریہ مجموعہ خطبات اکابر)

حیات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

الحمدلله وحده و الصلوة والسلام على من لا نبى بعده ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شک منه ط مالهم به من علم الا اتباع الظن ج وما قتلوه يقيناً. بل رفعه الله اليه ط وكان الله عزيزاحكيماً.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبى الكريم و نحن على ذلک لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين رب اشرح لى صدرى ويسر لى امرى واحلل عقدة من لسانى يفقهوا قولى رب زدنى علما و ارزقنى فهما. سبحانک لا علملنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم. اللّهم صلى على سيدنا و مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل عليه.

تمہید

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات وفات کا جو مسئلہ ہے یہ اصل میں چار دینوں سے متعلق ہے۔ یہودیت' عیسائیت' اسلام اور قادیانیت۔ چاروں دین یہ مانتے ہیں کہ دو مسیح آنے والے ہیں ایک جھوٹا مسیح ہوگا جس کو ''دجال'' کہتے ہیں اور ایک سچا مسیح ہوگا۔ اب یہودی یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ مسیح علیہ السلام یعنی عیسٰی علیہ السلام دجال تھے۔ کیونکہ یہ بات بھی چاروں مذہبوں میں تھی کہ سچا مسیح قتل نہیں ہوگا جھوٹا قتل ہوگا اب وہ کہتے ہیں چونکہ ہم نے صلیب پر مار دیا ہے مسیح علیہ السلام کو' مریم کے بیٹے کو اس لئے وہ دجال تھا وہ سچا مسیح نہیں تھا۔ عیسائی ان کی بات مانتے ہیں۔ اکثر فرقے عیسائیوں کے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی عیسٰی علیہ السلام فوت ہوئے صلیب پر' پھر دوبارہ زندہ ہوئے۔ مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ صلیب پر مرے۔

مسیح علیہ السلام کی پیدائش خرق عادت ہے

تو اصل میں پہلی جو بات ہے یہاں سوچنے والی وہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام ہیں انسان ہی لیکن ان کی پیدائش خرق عادت ہے۔ اس لئے ان کے حالات کو عام انسانوں پر قیاس کرکے سمجھنا مشکل ہے۔

عادت اور خرق عادت

تو پہلے عادت اور خرق عادت کی بات ذہن نشین ہوجانی چاہئے۔ ایک عادت اللہ ہے' ایک اللہ کی خاص قدرت ہے خرق عادت۔ عادت یہی ہے کہ سانپ سپنی کے انڈے سے پیدا ہو۔ اور خرق عادت یہ ہے کہ مثلاً یہ لاٹھی سانپ بن جائے۔ اب یہ اگرچہ خرق عادت بنا ہے۔ لیکن یہ ہے سانپ ہی خدا نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ جی چونکہ عام عادت سے الگ ہے اس لئے خدا ہے یا خدائی میں کچھ حصہ دار ہوگیا ہے۔ وہ ہے سانپ ہی لیکن خرق عادت ہے۔ آدم علیہ السلام خرق عادت ہیں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے' حضرت حوا خرق عادت ایک مرد سے پیدا ہوئیں اور

حیات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

الحمدللہ وحدہ و الصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ولا نبوۃ بعدہ ولا رسول بعدہ ولا رسالۃ بعدہ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ط مالھم بہ من علم الا اتباع الظن ج وما قتلوہ یقیناً. بل رفعہ اللہ الیہ ط وکان اللہ عزیزاحکیماً.

صدق اللہ مولانا العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم و نحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی رب زدنی علما و ارزقنی فھما. سبحانک لا علملنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم. اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ.

تمہید

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات وفات کا جو مسئلہ ہے یہ اصل میں چار دینوں سے متعلق ہے۔ یہودیت' عیسائیت' اسلام اور قادیانیت۔ چاروں دین یہ مانتے ہیں کہ دو مسیح آنے والے ہیں ایک جھوٹا مسیح ہوگا جس کو "دجال" کہتے ہیں اور ایک سچا مسیح ہوگا۔ اب یہودی یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ مسیح علیہ السلام یعنی عیسیٰ علیہ السلام دجال تھے۔ کیونکہ یہ بات بھی چاروں مذہبوں میں تھی کہ سچا مسیح قتل نہیں ہوگا جھوٹا قتل ہوگا اب وہ کہتے ہیں چونکہ ہم نے صلیب پر مار دیا ہے مسیح علیہ السلام کو' مریم کے بیٹے کو اس لئے وہ دجال تھا وہ سچا مسیح نہیں تھا۔ عیسائی ان کی بات مانتے ہیں۔ اکثر فرقے عیسائیوں کے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوئے صلیب پر' پھر دوبارہ زندہ ہوئے۔ مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ صلیب پر مرے۔

مسیح علیہ السلام کی پیدائش خرق عادت ہے

تو اصل میں پہلی جو بات ہے یہاں سوچنے والی وہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام ہیں انسان ہی لیکن ان کی پیدائش خرق عادت ہے۔ اس لئے ان کے حالات کو عام انسانوں پر قیاس کر کے سمجھنا مشکل ہے۔

عادت اور خرق عادت

تو پہلے عادت اور خرق عادت کی بات ذہن نشین ہوجانی چاہئے۔ ایک عادت اللہ ہے' ایک اللہ کی خاص قدرت ہے خرق عادت۔ عادت یہی ہے کہ سانپ سانپنی کے انڈے سے پیدا ہو۔ اور خرق عادت یہ ہے کہ مثلاً یہ لاٹھی سانپ بن جائے۔ اب یہ اگر چہ خرق عادت بنا ہے۔ لیکن یہ ہے سانپ ہی خدا نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ جی چونکہ عام عادت سے الگ ہے اس لئے خدا ہے یا خدائی میں کچھ حصہ دار ہوگیا ہے۔ وہ ہے سانپ ہی لیکن خرق عادت ہے۔ آدم علیہ اسلام خرق عادت ہیں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے' حضرت حوا خرق عادت ایک مرد سے پیدا ہوئیں اور

عادات کو عادات پر قیاس کرتے ہیں جبکہ خرق عادات پر قیاس چلتا ہی نہیں۔

خرق عادات کی مثالیں

دیکھئے مثال کے طور پر، اب عادت یہ ہے کہ آدمی نابینا ہوگیا، جھلی آگئی، آپریشن سے جھلی ہٹا دی جائے یا دوائیوں سے وہ دوبارہ دیکھنے لگے۔ خرق عادت یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کی قمیض رکھ دی جائے اور یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہوجائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ پھرجائے اور مریض کی آنکھیں روشن ہوجائیں۔ یہ خرق عادات چیزیں ہیں اللہ کے اختیار میں ہیں۔ ان (لوگوں) کے اپنے اختیار میں یہ نہیں ہیں۔

خرق عادات میں قیاس نہیں چل سکتا

اب آپ دیکھو اس میں قیاس نہیں چل سکتا۔ یعقوب علیہ السلام یقینا باپ ہیں جبکہ یوسف علیہ السلام بیٹے ہیں۔ اور باپ کا مقام اونچا ہوتا ہے۔ یعقوب علیہ السلام یقیناً اپنا چہرہ انور ہاتھوں سے دھوتے ہونگے لیکن ان کے مبارک ہاتھ لگنے سے بھی بینائی نہیں آرہی اور یوسفؑ کی قمیض رکھنے سے بینائی آگئی تو یہاں قیاس نہیں ہوسکتا۔ سیدہ مریم ولیہؒ ہیں اور زکریا علیہ السلام نبی ہیں اب ولیہؒ کو بے موسما پھل مل رہا ہے اور نبی کو نہیں مل رہا۔ نبیؑ اس کو دیکھ کر جوش میں آگئے ہیں کہ جب اس کو بے موسما پھل مل سکتا ہے تو مجھے بھی بے موسما بیٹا مل سکتا ہے اب اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرما رہے ہیں ان کو بے موسما بیٹا دے رہے ہیں۔ یہاں قیاس بالکل نہیں چلتا۔ یہ یقینی بات ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں اور سیدہ عائشہؓ ان کی محبوبہ ہیں لیکن سیدہ عائشہؓ کو خاوند ہوتے ہوئے بیٹی بھی نہیں دی اللہ نے اور سیدہ مریم کو بغیر خاوند کے بیٹا دیدیا ہے۔ اب کوئی یوں کہے کہ سیدہ عائشہؓ کا مقام بہت اونچا ہے اس لئے ہم نہیں مانتے کہ سیدہ مریم کو بیٹا بغیر خاوند کے ملا ہوگا۔ تو خرق عادات میں قیاس نہیں چلتا۔ تو ایک تو یہ بات خرق عادات قیاس میں نہیں آتی عادات قیاس میں آتی ہے۔

خرق عادات میں افراط وتفریط

دوسرا خرق عادات میں آج کل جو افراط اور تفریط ہورہی ہے، ایک فریق تو سرے سے انکار کررہا ہے کہ ہو ہی نہیں سکتا دوسرا فریق کتابیں لکھ رہا ہے "زلزلہ" لکھ دی کسی نے، کسی نے "الدیوبندیہ" لکھ دی کہ دیکھو جی یہ سارے مشرک ہیں یہ یوں مانتے ہیں، یوں مانتے ہیں۔ یہ دونوں طرف سے افراط وتفریط ہورہی ہے۔

خرق عادات کے بارے میں چار نکات

خرق عادات کا بارے میں چار لفظ یاد ہوجائیں تو پھر کوئی شبہ ہی نہیں رہتا۔

☆ خرق عادات میں اختیار نہیں

خرق عادات میں نبی یا ولی کا اختیار نہیں ہوتا۔ بالکل اسکی مثال خواب ہے۔ چونکہ کشف کا تجربہ ہر آدمی کو نہیں ہوتا خواب کا تجربہ ہر آدمی کو ہوتا ہے اب خواب جو آتا ہے اس میں خواب دیکھنے والے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

میرا اپنا واقعہ

میں سنایا کرتا ہوں (اپنا واقعہ کہ) چھٹی جماعت کا امتحان تھا سالانہ۔ ریاضی کا پرچہ تھا۔ (امتحان سے ایک رات پہلے) خواب میں پورا پرچہ نظر آیا۔ اسی طرح ترتیب سے۔ پھر میں دسویں تک استخارہ پڑھتا جاؤں امتحانوں تک کہ یا اللہ نظر آجائے مگر بالکل نظر نہیں آیا۔ تو خواب (خرق عادات) میں اختیار نہیں ہوتا۔

☆ خرق عادات میں دوام نہیں

اسی طرح وحی میں، الہام میں، کشف میں، کرامات میں، معجزہ میں ولی یا نبی کا اپنا اختیار نہیں ہوتا اور اس میں دوام نہیں ہوتا کہ اگر ایک خواب آج نظر آگیا اگر کسی اور دن ضرورت پڑے گی تو پھر نظر آجائیگا۔ اس میں دوام نہیں ہوتا۔ اللہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔

دوام نہ ہونے کی چند مثالیں

وہ دن بھی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے اور چودہ سو صحابہؓ سیراب ہوگئے اور وہ بھی ہے کہ حضرت ﷺ تیمم فرما رہے ہیں حالانکہ جس کے اختیار میں ہو اس کے لئے تیمم کرنا جائز تو نہیں ہے نا۔ تو دوام نہیں ہے اللہ تعالیٰ چاہیں تو مکہ میں حضرت ﷺ تشریف فرما ہیں اور بیت المقدس نظر آرہا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نہ دکھانا چاہیں تو چند میلوں پر حضرت عثمانؓ کے بارے میں خبر آئی کہ ان کو شہید کردیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر کو مان کر بیعت لے رہے ہیں جہاد کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں نہیں دکھایا چند میلوں کے فاصلہ پر۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے نہ اس میں دوام ہوتا ہے نہ کشف میں اختیار ہوتا ہے۔

☆ خرق عادات میں کلیت نہیں

اس میں کلیت نہیں ہوتی کہ اگر ایک ولی کے لئے کچھ ظاہر ہوا ہے تو سب ولیوں کے لئے مان لیا جائے کہ یہی کچھ ہوگا۔ (یہ غلط ہے)

ایک مثال

اب دیکھئے اس کی ایک مثال بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ:

''بھیڑیا انسان کی طرح بات کررہا ہے؟ بیل انسان کی طرح بات کررہا ہے۔''

اب بیل کے لئے بیل کی طرح بولنا اس کے اختیار میں ہے لیکن انسان کی طرح بولنا اس کے اختیار میں نہیں۔ پھر یہ کہ اس کے یہ بھی اختیار میں نہیں کہ جب چاہے بیل کی طرح بولے جب چاہے انسان کی طرح بولے دوام بھی نہیں، پھر ایک بھیڑیئے اور بیل کا سن کر یہ مان لینا کہ سارے بھیڑیئے اور بیل انسانوں کی طرح بولتے ہیں یہ کلیت ہے۔ تو خرق عادات میں نہ اختیار ہے، نہ دوام ہے، نہ کلیت ہے۔

☆ کرامات میں قطعیت نہیں

اور خاص طور پر کرامات میں تو قطعیت بھی نہیں ہوتی، معجزہ اگر قطعی الثبوت ہوگا تو اس میں قطعیت آجائے گی لیکن کرامات وغیرہ میں قطعیت بھی نہیں ہوتی۔ تو یہ چار باتیں ہوں ذہن میں تو پھر یہ سارے فتنے ختم ہوجاتے ہیں۔

مسلم اور عیسائی ذہنیت کا فرق

اب اس کی عام فہم مثال عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں۔ قرآن پاک یقیناً عیسائیوں کے گمراہ ہونے کے بعد دنیا میں نازل ہوا ہے اور عیسائیوں کی گمراہی میں معجزات عیسیٰ کا بڑا دخل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے معجزات قرآن سے نکالے نہیں کہ اس وجہ سے گمراہ ہوئے تھے لہٰذا انہیں نکال دیا جائے کیونکہ اس میں نہ تو خدا کا کوئی قصور تھا (معاذ اللہ)۔ نہ عیسیٰ علیہ السلام کا قصور تھا، قصور تو عیسائی ذہنیت کا تھا۔ اب یہی جب معجزات مسلمان پڑھتے ہیں تو چونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ معجزہ اللہ کی قدرت ہے اس لئے ان کو ہر معجزہ دلیل توحید نظر آتا ہے۔ ہر معجزہ اللہ کی قدرت دکھائی دیتا ہے، تو ان کی توحید پختہ ہوتی ہے۔ یہی معجزہ جب عیسائی بیان کرتا ہے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کا اقتدار ثابت کرتا ہے تو وہ ہر معجزے سے شرک نکال رہا ہے۔ تو قصور معجزہ کا نہیں بلکہ عیسائی ذہنیت کا ہے۔

اب وہ ''زلزلہ'' والا یا غیر مقلدین جتنی بھی کتابیں لکھ رہے ہیں دیوبندیوں کے خلاف خواہ تبلیغی نصاب (فضائل اعمال) کے خلاف ہوں یا دوسری کتابوں کے خلاف اس میں اور کوئی بھی بات نہیں (سوائے ذہنیت کے فرق کے)۔

صاحب ''الدیوبندیہ'' کی عیسائی ذہنیت

جب ''الدیوبندیہ'' کتاب میرے پاس لائے اور میں نے دیکھی تو میں نے کہا کتاب میں تو کوئی بات ایسی نہیں جو قابل جواب ہو۔ البتہ جو باہر (ٹائٹل پر) نام لکھا ہوا ہے (مصنف کا) یہ قابل اصلاح ہے کہ طالب حسین کی جگہ طالب مسیح لکھا

ہوتا۔ تو بس سادہ جواب یہی ہے کیونکہ ہم اپنے بزرگوں کی کرامات کو پڑھتے ہیں اسلامی ذہن سے۔ اس لئے خدا کا فعل سمجھتے ہیں تو ہمیں ہر ہر کرامت اللہ کا فعل نظر آتی ہے۔ خدا کی قدرت نظر آتی ہے' اللہ کی توحید نظر آتی ہے۔ اس نے چونکہ ہمارے بزرگوں کی کرامات کو عیسائی ذہن سے پڑھا ہے تو قصور اس کی عیسائی ذہنیت کا ہے۔ اس کا علاج ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذہن کو عیسائیت سے ہٹا کر اسلام پر لے آئے تو پھر یہی کرامات اس کو دلیل توحید نظر آئیں گی۔

عثمانی پارٹی دجال کی ایجنٹ ہے

چونکہ قیامت قریب ہے' دجال نے آنا ہے۔ اس لئے کیپٹن عثمانی دجال کا ایجنٹ بن گیا ہے پہلے کہا ایسا نہیں ہوسکتا' نہیں ہوسکتا'۔ بس اب جب دجال آئے گا اس کے ہاتھ پر خوارق ظاہر ہونگے استدراج کے طور پر تو پھر عثمانی کہیں گے کہ ہمارا اللہ میاں آ گیا ہے۔ دیکھو نا! یہ وہ کام دکھا رہا ہے جو عام انسان نہیں دکھا سکتے تو سارے اسکے مرید بن جائیں گے جاکے۔ تو اس لئے اسدی ہو' یا عثمانی ہو' یہ سارے دجال کے ایجنٹ ہیں اس کے آنے کی تیاری ہورہی ہے۔ ذہن سازی ہورہی ہے کہ دجال آئے تو اس کو فوج تیار مل جائے۔ تو خیر یہ بات تو ضمنی طور پر آ گئی (اب میں موضوع سے متصل ہوتا ہوں)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ہیں ان کی پیدائش چونکہ خرق عادات ہے اس لئے ان کو عام حالات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ کہنا بھی غلط ہے کہ چونکہ خرق عادت سے پیدا ہوئے ہیں تو وہ معاذ اللہ خدائی میں شریک ہیں' نہ یہ اونٹنی خدائی میں شریک ہے' نہ وہ سانپ خدائی میں شریک ہے۔ کوئی بھی خرق عادات چیز خدائی میں شریک نہیں۔ قدرت ساری اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے اور چونکہ ان میں نفخ جبریلی کا اثر ہے

فنفخنا فیھا من روحنا (الانبیاء: ۹۱)

"اور پھر ہم نے ان میں (بواسطہ جبرئیل) اپنی روح پھونک دی"۔

تو اس لئے نفخ جبریلی کے اثرات تھے کہ آپ پھونک مارتے تھے تو اللہ تعالیٰ زندگی

عطا فرما دیتے' چونکہ جبرئیل روح القدس ہیں نا۔ تو مریم کی وجہ سے' والدہ کی وجہ سے ان کو دنیا میں رہنا بھی ضروری تھی اور پھر جبرئیل کے مقام پر بھی جانا ضروری تھا۔ کیونکہ جبرئیل کی عمر تو بہت لمبی ہے تو اگر ان کو لمبی عمر ملی ہے تو وہ بھی خرق عادات جبرئیل کی وجہ سے کہ جبرئیل کے نفخہ کا یہاں اثر ہے۔

مسئلہ حیات مسیح

اب رہا یہ مسئلہ کہ وہ اس وقت حیات ہیں یا نہیں؟ تو یہودی اور عیسائی تو ان کی وفات کے قائل ہیں صلیب پر' قرآن پاک ان کے بعد نازل ہوا ہے' عیسائی اب کہتے ہیں کہ وہ زندہ موجود ہیں۔ قرآن پاک جب بعد میں آیا تو اس نے عیسائیوں کی اصلاح کی عیسائیوں کے جو بھی غلط عقیدے تھے وہ کہتے تھے خدا تین ہیں قرآن نے صاف کہا:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ (المائدہ: ۷۳)

"بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے"۔

وہ کہتے ہیں مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں قرآن نے کہا:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم (المائدہ: ۱۷)

"بے شک وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہیں"۔

صلیب کا اقرار کرتے تھے قرآن نے صاف کہا کہ صلیب نہیں ہوئی۔ اگر اس حیات کا عقیدہ بھی غلط ہوتا تو قرآن صاف لفظوں میں اس حیات کو رد کردیتا۔ جس طرح عیسائیوں کے باقی غلط عقائد کو رد کیا۔ قرآن پاک جو آیا ہے آخر میں سب میں فیصلہ دینے کے لئے اس لئے قرآن پاک نے فیصلہ میں بتایا:

وما قتلوہ

"مسیح علیہ السلام کو کسی نے جان سے نہیں مارا"

انگریزی میں لفظ "Kill" اور عربی میں "قتل" دونوں ہم معنی ہیں۔ کسی کو جان سے مار دیا جائے' گلا گھونٹ کر مار دو تلوار سے ٹکڑے کردو' آگ میں جلادو' پانی میں

غرق کر کے مار دو اس کو انگریزی میں "Kill" کہتے ہیں عربی میں "قتل" کہتے ہیں۔
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسی نے جان سے نہیں مارا۔ اس کا رد کر دیا قرآن پاک
نے آگے ترقی کر کے فرمایا کہ جو ذریعہ بتاتے (مسیح علیہ السلام کے) قتل کا فرمایا:

وما صلبوہ

"ان کو سرے سے لکڑی پر لٹکایا ہی نہیں گیا۔"

مریں گے تو تب جب صلیب پر لٹکیں گے۔
اب دیکھو قادیانی قرآن نہیں مانتا بالکل وہ کہتا ہے دو چوراہوں کے درمیان صلیب پر
لٹکایا گیا' یہودیوں کی بات مانتا ہے اور وہ (یعنی مسیح) صلیب پر ادھ مرا ہو گیا۔ اب
قرآن نے بتایا:

وما قتلوہ

"مسیح علیہ السلام کو کسی نے جان سے نہیں مارا"۔

وما صلبوہ

"اور کسی نے مسیح علیہ السلام کو سرے سے لکڑی پر لٹکایا ہی نہیں"۔

اب یہ شور تھا کہ یہ جو سب یہودی' عیسائی کہہ رہے ہیں کہ صلیب پر فوت ہوئے تو یہ
کہاں سے ہوا؟

ایک مناظرہ

چنانچہ ایک مناظرہ میں ایک پادری مجھ سے کہنے لگا کہ تواتر ہر دین میں
حجت ہے اور قرآن نے تواتر کا انکار کر دیا ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں دونوں میں یہ
بات متواتر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مرے۔
میں نے کہا: آپ نے تواتر کا لفظ کسی مولوی سے سنا تھا معنی بھی پوچھ لینا تھا۔ یہ تواتر
نہیں تھی افواہ تھی جس کو انگریزی میں (Base less) کہتے ہیں بے بنیاد بات۔
افواہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ ہر ایک کے منہ پر ہے۔ بات پھیل جاتی ہے فرق یہ ہوتا
ہے انگریزی میں اس کو (Base less) کہتے ہیں اس لیے کہ اس کی کوئی بنیاد نہیں

ہوتی۔ جبکہ تواتر کی بنیاد ہوتی ہے کہ جہاں مسیح علیہ السلام کو صلیب دیا گیا اتنے لوگ
اس کو دیکھنے والے ہوئے اور پہچاننے والے ہوئے اور اگر بیان کرتے تو پھر تو ہوتا
تواتر۔ اور وہاں تو مسیح کو پہچاننے والا کوئی ہے ہی نہیں کیونکہ جو گرفتار کرنے گئی ہے وہ
رومی پولیس ہے وہ مسیح کو جانتی ہی نہیں تھی اس لئے اس کے شاگرد کو رشوت دینی پڑی
کہ بتاؤ مسیح کون ہے؟ اور باقی شاگرد سارے بھاگ گئے تھے۔ تو مسیح کے پہچاننے
والا آدمی وہاں سرے سے کوئی ہے ہی نہیں۔ اس لئے تواتر تو کجا یہاں کم از کم دو گواہ
دیکھنے والے چاہئیں وہ بھی نہیں ہیں جو جانتے ہوں کہ یہ مسیح ہے' تو اس لئے اللہ تعالیٰ
نے بتایا یہ نہیں کہا کہ صلیب نہیں ہوئی واقعہ صلیب متواتر ہے لیکن اس صلیب پر جو مرا
ہے۔ وہ مسیح ہے یہ افواہ ہے تواتر نہیں ہے فرمایا:
وما قتلوہ وما صلبوہ اب "لکن" آیا "لکن" سے پہلے جس بات کی نفی ہوتی ہے
"لـــکـــن" کے بعد اثبات ہوتا ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ کیا آج ڈاکٹر علامہ خالد محمود
صاحب آئے ہیں یہاں جامعہ مسجد الفلاح میں؟ آپ کہیں نہیں لیکن مفتی رشید
صاحب' اب کیا مطلب ہوا کہ (علامہ صاحب تو نہیں آئے لیکن مفتی صاحب) آئے
ہیں جس طرح نفی پہلے ہے اسی طرح اثبات ہوا۔

وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم (النساء۔۔۔۱۵۷)

"حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو
گیا"۔

کہ کسی کو مارا ضرور ہے صلیب پر لیکن وہ مسیح نہیں تھا "مثیل مسیح" تھا میں ترجمہ مثیل کیا
کرتا ہوں کہ وہ مسیح سے ملتی جلتی ایک شکل تھی وہ کوئی "مثیل مسیح" تھا اب یہ بات تو
ذہن میں صاف ہو گئی کہ مسیح علیہ السلام جو ہیں ان کو صلیب پر مارا نہیں گیا وہ مسیح علیہ
السلام سے ملتی جلتی شکل تھی جس کو صلیب پر مار دیا گیا۔ اب لوگوں میں یہ افواہ پھیلا
دی گئی تاکہ لوگ یہ سمجھیں مسیح علیہ السلام مار دیے گئے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے صاف فرما
دیا کہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح علیہ السلام مرے ہیں مالھم بہ من علم ان
کا نام و نشان تک کہیں نہیں۔ اور تواتر کی بنیاد علم پر ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ایک افواہ

ہے جو انہوں نے پھیلادی تھی' غلط افواہ تھی۔ اب یہ بات تو صاف ہوگئی کہ مسیح علیہ السلام تو صلیب پر نہیں مرے بلکہ کوئی ''مثیل مسیح'' صلیب پر مرا تھا۔ لیکن مسیح علیہ السلام کو کسی نے دیکھا نہیں کہ گئے کہاں؟ فرمایا:

وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه (النساء: ۱۵۷۔۱۵۸)

''اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدائے تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا''۔

مسیح علیہ السلام کو یقیناً کسی نے نہیں مارا' قتل کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اب بل کے بعد رفع کا لفظ آیا ہے۔ رفع ماضی کا صیغہ ہے۔ یعنی جس وقت وہ کسی ''مثیل مسیح'' کو سولی دے رہے تھے اس سے پہلے مسیح اٹھائے جاچکے تھے۔ اب اس سے پہلے زمانہ ماضی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے جاچکے تھے۔

مناظرہ میں مرزائی کا سوال

ایک مناظرہ میں مجھے

مرزائی کہنے لگا: جی رفع کے کتنے معنی ہوتے ہیں؟

میں نے کہا: دس کروڑ ہوں گے۔

لیکن یہاں ایک ہی معنی بنتا ہے' یہاں کوئی اور معنی نہیں بنتا۔ دنیا میں کوئی زبان ایسی نہیں جس میں حقیقت اور مجاز کا مسئلہ نہ چھڑتا ہو۔ لفظوں کے حقیقی معنی بھی ہوتے ہیں مجازی معنی بھی ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سارا جھگڑا اسی وقت تک ہے جب آپ لفظ کو آیت سے نکال کر الگ رکھ کر بحث شروع کردیں۔ اب ایک لفظ ''شیر'' ہے میں کہتا ہوں یہاں اس سے ''درندہ'' مراد ہے۔ لکھا شیر ہے آگے پیچھے کچھ نہیں لکھا اور آپ مجھے کہتے ہیں کہ یہاں اس سے ''بہادر آدمی'' مراد ہے۔ اب میں بھی شیر پڑھ رہا ہوں اور آپ بھی شیر پڑھ رہے ہیں ہم ساری عمر بھی پڑھتے رہیں تو فیصلہ کوئی نہیں ہوگا کیونکہ یقیناً وہ ہزاروں شیروں میں مجازی طور پر بھی استعمال ہوا ہے اور حقیقی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔

باطل فرقوں کا شیوہ

تو ان باطل فرقوں کا دھوکا یہی ہوتا ہے کہ یہ سیاق وسباق سے لفظ الگ رکھ کر بحث شروع کردیتے ہیں اگر وہ سیاق وسباق میں رہیں تو پھر جھگڑا ہوتا ہی نہیں اب یہی لفظ شیر ہے اب میں فقرہ لکھتا ہوں کہ جیسے:

''چڑیا گھر میں شیر کا پنجرا ٹوٹ گیا اس نے دیکھنے والے پر حملہ کردیا وہ بے چارہ اسپتال پہنچنے سے پہلے دم توڑ گیا''۔

یہاں سب سمجھ جائیں گے کہ شیر بمعنی درندہ مراد ہے۔ لاکھوں جگہ بھی شیر بمعنی بہادر آدمی آیا ہو تو یہ پورا فقرہ سننے کے بعد وہ سارے یہی کہیں گے کہ بھئی یہاں شیر بمعنی درندہ مراد ہے' یہاں بہادر آدمی مراد نہیں۔

اب میں نے دوسرا فقرہ لکھا کہ:

''کہ بھئی انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں ہمارا شیر غسل کرکے اسٹیج پر پہنچ چکا ہے ابھی بیان شروع کرے گا''۔

اب کروڑوں جگہ شیر بمعنی درندہ آیا ہو لیکن یہ سیاق وسباق بتارہا ہے کہ یہاں بہادر آدمی مراد ہے درندہ مراد نہیں کیونکہ وہ (شیر درندہ) تقریر نہیں کرتا' لیکچر نہیں دیتا۔

تو میں نے کہا کہ مجازی وحقیقی معنی ہر زبان میں ہوتے ہیں لیکن سیاق وسباق سے معنی متعین ہوتا ہے لفظ کو وہاں سے اٹھا کر اس کمرہ میں لے جائیں اور پھر بحث شروع کردیں تو ساری عمر بھی بحث کرتے رہیں تو کوئی فائدہ نہیں۔

اب جو کچھ یہاں ماحول ہے اسی کو آپ سامنے رکھیں کہ ہم یہاں بیٹھے ہیں دو آدمی آتے ہیں بڑے پریشان کیا بات ہے؟ جی وہ چودھری صاحب تھے نا؟ دشمن آج ان کو قتل کرنے آگئے تھے۔ انہوں نے گھیراؤ کرلیا عین موقع پر ان کا ایک دوست آیا وہ ان کو کار میں اٹھا کر لے گیا اب یہاں کوئی بچہ' کوئی پاگل بھی نہیں کہے گا کہ بھئی چودھری کو تو قتل کردیا تھا ان کا دوست ان کی روح کو کار میں رکھ کر لے گیا

اس کو تو قتل کر دیا تھا چونکہ وہ شیخ الحدیث صاحب تھے ان کی صفت شیخ الحدیث کو کار میں رکھ کر لے گئے کیونکہ وہ ایم پی اے تھے لہذا ان کو قتل کر دیا لیکن ان کی ایم پی اے صفت جو تھی اس کو کار میں رکھ کر لے گئے کوئی پاگل بھی دنیا میں ایسا نہیں ملے گا جو اس بات کا انکار کرے کہ وہ جس جسم کو قتل کرنے آئے تھے اسی جسم اور روح کو زندہ کار میں بٹھا کر لے گئے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی مطلب کسی کے ذہن میں آسکتا ہی نہیں ہے تو میں نے کہا رفع کے لاکھوں معنی بھی ہوں لیکن یہ سیاق وسباق بتا رہا ہے کہ یہاں رفع سے مراد جسمانی رفع ہے اسی لئے مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہاں "جسمانی رفع" مراد ہے اب یہ بات بھی پوری ہوگئی کہ مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔

ایک وسوسہ

اب ایک وسوسہ رہ گیا کہ جب وہ اٹھالئے گئے تو:

کل نفس ذآئقة الموت (آل عمران: ۱۸۵)

"ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے"۔

آخر یہ تو سب کے لئے وعدہ ہے نا۔ اب یہ وعدہ ان کے لئے بھی پورا ہونا ہے یا نہیں؟ اگر ہونا ہے تو وہیں ہونا ہے یا پھر وہ زمین پر آئیں گے؟ یہ ابھی سوال ذہن میں باقی ہے اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:

وان من اھل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته (النساء: ۱۵۹)

"اور نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے مگر وہ ایمان لائیں گے ان پر ان کی موت سے پہلے"

اب اہل کتاب زمین پر بستے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ یقیناً ضرور ضرور یہاں نازل ہوں گے جہاں اہل کتاب بستے ہیں تو یہاں ان کا آنا ثابت ہو رہا ہے زمین پر اور یہاں یہ ایک ہی آیت قرآن میں ہے جہاں ان کے لئے لفظ موت آیا ہے' لیکن اس زمانہ کو قبل موت کا زمانہ کہا جا رہا ہے' اس پر اس مناظر نے مجھے کہا کہ یہ عموم کا صیغہ ہے تو جتنے اہل کتاب مرتے جا رہے ہیں اب عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئے تو ان کا کیا

بنے گا؟ میں نے کہا آپ کو نہ بات کرنے کا سلیقہ ہے نہ بات سمجھنے کا سلیقہ ہے ایک آدمی کہتا ہے کہ قاری صاحب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا دے تو میں پورے مدرسہ کے اسٹاف کی دعوت کروں گا قاری صاحب نے دعا فرمادی اب دس سال کے بعد بیٹا ہوا اس دعا کا مطلب یہ نہیں کہ جس دن دعا ہوئی ہے' اس دن سے دس سال تک نہ یہاں کوئی نیا استاد آئے نہ پرانا جائے، نہ کوئی نیا پیدا ہو نہ کوئی پرانا فوت ہو بلکہ جس دن یہ بیٹا پیدا ہوگا اس دن جو یہاں کا اسٹاف ہوگا اس کی دعوت کرنی ہوگی۔ اور سارے اس کا مطلب یہی سمجھیں گے تو جب مسیح علیہ السلام دوبارہ نازل ہوں گے اس کے بعد یا جہاد یا اسلام اور کچھ باقی نہیں رہے گا اس وقت لوگ ان پر ایمان لائیں گے اب وہ کب نازل ہوں گے؟ یہ اس آیت میں ذکر نہیں دوسری آیت میں ہے:

۔ انه لعلم للساعة (الزخرف: ۶۱)

"کہ بیشک عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامات میں سے ہیں"۔

اس سے یہ پتہ چلا کہ وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے تو قرآن پاک نے عیسائیوں' یہودیوں کے خلاف جو فیصلہ سنایا ہے اس میں ان کے رفع کو بالکل مانا ہے' زندہ مانا ہے۔

یہاں میں ایک بات عرض کر ہی دوں جس سے میرا مناظرہ ہوا تھا اس کا نام محمد منشاء تھا (پہلے وہ غیر مقلد تھا بعد میں) مرزائی بنا۔ ان کا مبلغ تھا پوری زندگی وقف تھی اس کی۔ انجیل برنباس بیچنے ہمارا ایک ساتھی چلا گیا ربوے' تو یہ اس کے ساتھ کہنے لگے مناظرہ کرلو وہ کہنے لگا مجھے کرنا آتا نہیں آپ اوکاڑہ آجائیں کرایہ میں دے دوں گا آنے جانے کا وہ آگیا (اور آکر کہنے لگا) کہ میں نے حیات مسیح پر اکتیس مناظرے کئے ہیں آج بتیسواں ہے میں نے کہا اللہ خیر کرے گا میں نے کہا آپ ایسا کریں آپ وہاں اپنے مربی کے پاس جائیں بیس پچیس آدمی ساتھ لائیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں مجھے کہیں کہ میں اکیلا تھا ڈرتا رہا جتنے آدمی آپ لائیں گے ہم اس سے دو کم بٹھائیں گے تاکہ تجھ پر کوئی رعب نہ ہو ہماری مجلس کا۔ ہم مسجد میں بھی نہیں بیٹھیں گے بلکہ دوکان پر بیٹھیں گے' بیٹھ گئے۔

میں نے کہا: دیکھو عوام بیٹھی ہیں' بات اس طرح کریں کہ ان بے چاروں کا فائدہ ہو۔
اس بات کو ہم دونوں مانتے ہیں کہ مسیح نے آنا ہے البتہ اختلاف یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں
جو مسیح پہلے آئے تھے انہوں نے ہی آنا ہے مرزا کہتا ہے کہ وہ (مسیح) فوت ہو گئے
ہیں اب کوئی مثیل مسیح آئے گا۔

کہنے لگا: جی بالکل ہم یہی کہتے ہیں۔

میں نے کہا: دیکھئے اس کو مثال سے سمجھیں ایک آدمی جا کر عدالت میں درخواست دیتا
ہے کہ زید فوت ہو گیا ہے میں اس کا وارث ہوں اس کی جائیداد میرے نام پر منتقل
کر دیجائے تو عدالت اس سے دو چیزیں مانگے گی (۱) زید کی موت کا سرٹیفکیٹ لاؤ
اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو (۲) تو کیا لگتا ہے اس کا؟ اب تمہارے ذمہ بھی دو سرٹیفکیٹ
ہیں۔ آخر عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ مرزا کو بٹھانا ہے یا نہ؟ تو پہلے تو یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام
فوت ہو گئے ہیں ماضی کا صیغہ ہو اور یہ کہ وہ فوت ہو چکے ہیں جس عدالت میں رکھ دی
جائے وہ آیت یا حدیث وہ جج مانے کہ یہ موت کا سرٹیفکیٹ ہے دوسرا سرٹیفکیٹ یہ کہ
مرزا مسیح علیہ سلام کا کیا لگتا ہے؟

مولانا جالندھریؒ فرما رہے تھے کہ میں ایک مرتبہ سفر میں تھا تو ایک مسجد تھی
میں نے سوچا چلو نماز پڑھ لیں دو رکعت۔ وضو تو ہے ہی تین آدمی بیٹھے ہیں ایک آدمی
کہنے لگا عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں دو آدمی کہتے ہیں نہیں ہوئے ہیں وہ کہتا ہے
ہو گئے ہیں وہ کہتے نہیں ہوئے ہیں (بس اتنی سی بات) فرمانے لگے کہ میں سلام پھیر کر
قریب ہو گیا ان آدمیوں کے کیونکہ ان میں ایک آدمی بے ایمان لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔

میں نے پوچھا: کون فوت ہو گیا ہے؟

کہنے لگا: عیسیٰ علیہ السلام۔

میں نے کہا: اچھا مجھے پتہ ہی نہیں چلا دعا کرو میں نے ہاتھ اٹھائے اور منہ پر پھیر لیا
پھر میں نے کہا: اگلی بات کرو اب کیا ہے؟ وہ تو کام ہو گیا ہے ہم نے دعا مانگ لی ہے۔

کہنے لگا: مرزا جی مسیح موعود ہیں۔

میں نے کہا: کیسے؟

کہنے لگا: اور کون مسیح موعود ہے؟

میں نے کہا: میں

کہنے لگا: آپ کیسے مسیح موعود ہیں؟

میں نے کہا: میں مسلمان مسیح نہیں بن سکتا اس کافر نے ہی مسیح بننا ہے؟

جب مولانا نے اتنی بات کی وہ مرزائی اٹھ کر بھاگے مولانا اس کو پکڑیں وہ
سمجھ گیا تھا کہ کوئی جاننے والا آ گیا ہے میں نے جب اس سے یہ کہا کہ یہی دو
سرٹیفکیٹ پیش کریں اب اس نے جو سرٹیفکیٹ پیش کیا پہلے آیت پڑھی:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران: ۱۴۴)

''اور محمدؐ تو رسول ہی ہیں' آپؐ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں''۔

میں نے کہا: سرٹیفکیٹ اچھا ہے نام ہی نہیں ہے عیسیٰ علیہ السلام کا اس میں آج تک
ایسا سرٹیفکیٹ دیکھا نہیں کہ جس کا سرٹیفکیٹ ہو اس کا نام ہی نہ ہو۔ (اب وہ مرزائی
ترجمہ کرتا ہے):

''نہیں ہیں محمد مگر رسول' مر چکے آپ سے پہلے سارے رسول''

اب وہ دوکان کتابوں کی تھی۔ میں نے کہا بھئی جس کا وضو ہے قرآن ترجمے والا
اٹھا لو۔

میں نے کہا: یہ ''سارے'' کس کا ترجمہ کیا ہے؟

کہنے لگا: یہاں جمع کا صیغہ نہیں ہے؟

میں نے کہا: جمع تو تین پر بھی آتی ہے۔ قرآن میں ہے:

یقتلون النبیین بغیر الحق (البقرہ: ۶۱)

''اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق''۔

تو کیا سارے ہی نبی قتل ہوئے۔ ایک بھی طبعی موت نہیں مرا؟ اور موت کس کا ترجمہ
کیا ہے؟

کہنے لگا: خلت کا۔

میں نے کہا: **واذا خلوا الیٰ شیاطینھم** (البقرہ: ۱۴) کا مطلب کیا ہے؟

کہنے لگا: (اپنا ترجمہ اٹھایا) اور گزر چکے آپ سے پہلے کئی رسول۔

میں نے دیکھا: یہاں (لفظ) ''کئی'' ہے ترجمہ میں۔ اب سب نے آنکھوں سے دیکھا ترجمہ میں یہاں ''سب'' نہیں ہے۔

کہنے لگا: (جلدی سے) **کل نفس ذائقة الموت**۔ کیا یہ موت کا سرٹیفکیٹ نہیں ہے۔

میں نے کہا: اچھا ہر کسی موت کا سرٹیفکیٹ ہے؟

کہنے لگا: جی ہاں سب کا۔

میں نے کہا: بس ایک دفعہ پڑھ لی ہے دوبارہ نہ پڑھنا میرے سامنے۔

کہنے لگا: کیوں؟

میں نے کہا: میں تیری بیوی کو لکھ کر بھیج رہا ہوں کہ تیرا شوہر مرگیا ہے تو آگے نکاح کرلے اور جائیداد پر قبضہ کر کے بیٹھ جا۔

کہنے لگا: کیوں؟ ایسا نہیں ہوسکتا۔

میں نے کہا: جب تیری موت کا سرٹیفکیٹ نہیں ہے تو یہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا سرٹیفکیٹ کہاں سے بن سکتا ہے۔ اور میں نے کہا وہ تو وعدہ موت ہے

کہنے لگا: اچھا جی میں وہ آیت پڑھتا ہوں جس میں نام ہوگا عیسیٰ علیہ السلام کا۔

میں نے کہا: پڑھو۔ یہی تو ہم چاہتے ہیں وقت ضائع نہ کرو۔

کہنے لگا: **واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ**

(آل عمران: ۵۵)

یہ آیت پڑھ کے لوگوں کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ دیکھو مولوی بڑے ضدی ہوتے ہیں سچی بات کا ماننا ان کی قسمت میں ہوتا ہی نہیں۔ ہر شہر میں، ہر گاؤں میں ایک رجسٹر چوکیدار کے پاس ہوتا ہے موت اور پیدائش کا رجسٹر۔ اس میں لکھا ہوتا ہے متوفی فلاں، متوفی فلاں۔ آپ بتائیں کہ اس مطلب کیا ہوتا ہے۔ لوگوں

نے کہا مرا ہوا۔ تو آپ سارے مان رہے ہیں کہ معنی مرا ہوا ہے لیکن مجال ہے کہ یہ مولوی مان جائیں یہ بالکل نہیں مانیں گے۔ بچے بچے کو پتہ ہے کہ اس کا معنی مرا ہوا ہوتا ہے لیکن یہ مولوی بالکل نہیں مانیں گے۔

میں نے کہا: میں تو مانتا ہوں۔

کہنے لگا: آپ مانتے ہیں۔

میں نے کہا: بالکل۔

کہنے لگا: پھر سرٹیفکیٹ بن گیا یا نہیں؟

میں نے کہا: بن گیا۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا نہیں بنا۔

کہنے لگا: پھر کس کی موت کا بنا ہے؟

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی موت کا بنا ہے۔

کہنے لگا: وہ کیسے؟

میں نے کہا: ترجمہ کرو۔

و معنی اور' اذ معنی جب' **قال اللہ** کہا اللہ نے (اللہ کہہ رہے ہیں) **یا عیسیٰ** اے عیسیٰ ' **انی متوفیک** ' بے شک میں مرا ہوا ہوں۔ کیونکہ تو نے تو چوکیداروں والا معنی لگانا ہے ناں۔ لہٰذا اللہ کی موت کا سرٹیفکیٹ بن گیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا سرٹیفکیٹ نہیں بنا ہے۔

کہنے لگا: میں نے اکتیس بتیس مناظرے کیے ہیں کسی نے کبھی مجھے یہ جواب دیا ہی نہیں۔

میں نے کہا: اب تو جواب ہوگیا نا۔

کہنے لگا: یہ اسم فاعل ہے۔

میں نے کہا: اب ترجمہ کر یہ تو مستقبل ہوگیا۔ یہاں ہے موت دوں گا یہ تو میں بھی مانتا ہوں کہ قیامت سے پہلے موت ان کی آنی ہے۔ ابھی یہ سرٹیفکیٹ نہیں بنا میں نے کہا: دیکھو اب اس آیت کا ترجمہ مجھ سے سنو۔ اس سے پہلے کیا ہے:

ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران:۵۴)

''اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والے ہیں''۔

یہودی مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے تیار ہیں اور انہوں نے قتل کی تدبیر بھی شروع کردی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کی تدبیر کررہے ہیں۔ لازمی بات ہے کہ اللہ کی تدبیر بہترین تدبیر تھی۔ ان یہودیوں کی تدبیر میں چار چیزیں تھیں:

(۱)...... مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنا ہے۔

(۲)...... مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھانا ہے۔

(۳)...... پھر ان کی لاش کو ذلیل کرنا ہے۔

(۴)...... ان تینوں کا مقصد کیا تھا کہ آپ کا ماننے والا کوئی نہ رہ جائے۔

اب جو ترجمہ قادیانی کرتے ہیں یا منکرین حیات مسیح کرتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟

واذ قال اللہ یاعیسیٰ انی متوفیک

عیسیٰ علیہ السلام بیٹھے ہیں، یہودی قتل کرنے آرہے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ تسلی دے رہے ہیں کہ عیسیٰ فکر نہ کر (تجھے) میں ماروں گا تو اللہ تو یہودیوں کے ساتھ مل گیا، یہودیوں کے ذمہ کوئی کام تو نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ تسلی دے رہے ہیں کہ یہودیوں نے کیا مارنا ہے میں مارتا ہوں تجھے۔

میں نے کہا: یہ نہیں، پہلی بات تھی کہ یہودی مسیح کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ نے کہا: **انی متوفیک**

میں تجھے اپنے قبضہ میں لے لونگا وہ تجھے گرفتار کرنا تو کجا تیرے قریب بھی نہیں آسکیں گے۔ سورۃ مائدہ میں آیت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام پر احسان جتائیں گے:

واذ کففت بنی اسرائیل عنک (المائدہ:۱۱۰)

''اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل و اہلاک سے) بعض رکھا

تھا''۔

''عن'' عربی زبان میں Preposition (حرف عطف ہے) یہ Both (دونوں) کے لئے آتا ہے۔ کہ ان کو قریب بھی نہیں آنے دینگے ان کو دور ہی رکھیں گے کہ قریب آکر مسیح کو گرفتار ہی کرتے تو اللہ تعالیٰ احسان جتلائینگے کہ میں نے ان کو تیرے قریب بھی نہیں آنے دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضہ میں لے لیا:

اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک (آل عمران:۵۵)

''جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو''۔

اب وہ جسم اور روح کو قتل کرنا چاہتے تھے تو اسی جسم اور روح کو اللہ نے اپنے قبضہ میں لے لیا اب گرفتاری کے بعد وہ صلیب پر چڑھانا چاہتے تھے اللہ نے کہا میں آسمان پر چڑھاؤنگا:

ورافعک الی

میں تمہیں اپنی طرف اٹھاؤنگا اب یہ تدبیر ہے نا ان کی تدبیر کامیاب نہیں ہوسکی اللہ کی تدبیر کامیاب ہوگئی اللہ نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ان کی تدبیر تھی کہ مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھائیں گے اور اللہ کی تدبیر یہ تھی کہ آسمان پر چڑھائیں۔

ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا (آل عمران:۵۵)

''اور اٹھا لونگا اپنی طرف اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں''۔

وہ جو صلیب پر آپ کی نعش خراب کرنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے پاک رکھا اور ان کے گندے ہاتھ اوپر پہنچ ہی نہ سکے اور سارا وہ کھیل یہ کس لئے کھیل رہے تھے کہ آپ کے نام لیوا دنیا سے مٹ جائیں تو فرمایا:

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ (آل عمران:۵۵)

''اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں، ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں''۔

میں تیرے تابعداروں کو ہمیشہ ان یہودیوں پر غالب رکھونگا۔ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی تدبیر جو یہودیوں کے مقابلہ میں تھی اب اس میں وہ شور یہی کرتے ہیں کہ جی

متــــوفیک کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ تو وہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ایک لفظ کے دو دو تین تین معنی ہوتے ہیں لیکن جب تک اس لفظ کو الگ کر کے دیکھیں گے تو آپ کی لڑائی کبھی بھی ختم نہیں ہوگی جب کسی (سیاق وسباق) کے ساتھ رکھیں گے تو جن لوگوں سے آپ متوفی کے معنی کے اختلاف نقل کرتے ہیں ان سب کا اتفاق ہے رافعک میں رفع جسمانی مراد ہے' زندہ ان کو اٹھا لیا گیا۔ اس لئے جس معنی میں اتفاق ہے اس میں اتفاق رہنا چاہئے' جس میں اختلاف ہے اس میں کوئی ایسا معنی لیا جائیگا جس سے اختلافی معنی ختم ہو جائے اس لئے جنہوں نے جو بھی معنی کیا لیکن انہوں نے اس اتفاق کو نہیں چھوڑا۔ یہ جو باطل پرست ہوتے ہیں یہ اتفاق کو چھوڑ دیتے ہیں اختلاف کو لے کر شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ دیکھو ایک کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے رفع یدین کی ایک کہتا ہے نہیں کی۔ اب کوئی کہے کہ آپؐ نے سرے سے نماز ہی نہیں پڑھی یہ تو بات غلط ہے نا۔ حالانکہ جو کہتا ہے رفع یدین کی وہ بھی کہتا ہے کہ نماز پڑھی آپ ﷺ نے۔ جو کہتا ہے رفع یدین نہیں کی وہ بھی کہتا ہے کہ نماز پڑھی آپ ﷺ نے۔ نماز پڑھنے پر اتفاق ہے دونوں کا لیکن اس کی صفت میں اختلاف ہے۔ اسی طریقے سے اختلاف یہ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو جب جبریل امین لے جا رہے تھے اس وقت آپ کی حالت کیا تھی؟ بعض کہتے ہیں کہ اس وقت آپ بیدار تھے' بعض کہتے ہیں کہ آپ پر نیند کی حالت طاری کر دی گئی تھی۔ تا کہ آپ پریشان نہ ہوں کیونکہ آدمی عجیب بات دیکھ کر محسوس کرتا ہے نا' بعض کہتے ہیں وقتی موت طاری کر دی گئی تھی پھر وہاں جا کر زندہ کر دیا گیا۔ اسی لئے متوفی کے تینوں معنی لیتے ہیں۔ اب جو کہتے ہیں کہ متوفی کا معنی ہے کہ آپ کو زندہ رکھا گیا اس کا تو میں نے ترجمہ کیا اسی طرح پھر آپ کو جبرئیل اٹھا کر لے گئے۔

ورافعک الی

جو کہتے ہیں آپ پر نیند کی حالت طاری تھی یہاں ایک معنی ہو سکتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ جب اٹھا کر لے جا رہے تھے تو آپ نیند کی حالت میں تھے لیکن وہ محض حیات جسمانی کے قائل ہیں۔

جو کہتے ہیں کہ اس وقت موت طاری کر دی گئی تھی وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ وہاں جا کر آپ زندہ ہیں تو جنہوں نے متوفی کے معنی بیان کئے ہیں انہوں نے حیات اور رفع کا مسئلہ نہیں چھوڑا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ تو اب اختلافی لفظ کو لینا اور اتفاق کو چھوڑنا یہ کسی دین و دنیا کا اصول نہیں۔ اس لئے ہماری بنیاد رافعک پر ہے بل رفعه الله اليه پر ہے' اور پھر یہ جو رفع ہے' میں نے پھر اس کے بعد آیت وماقتلوه وماصلبوه سنائی تھی۔

میں نے کہا: دیکھو اس نے تشریح کی تھی چوکیداروں کے رجسٹر سے' میں تشریح کرتا ہوں صحیح بخاری شریف سے۔

صفات ونزول مسیح علیہ السلام

حضرت ﷺ نے فرمایا:

ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليكم شهيداً. (النساء: ۱۵۹)

''اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا مگر وہ حضرت عیسیٰ پر ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائے گا اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہی دیں گے۔''

حضرت ابو ہریرۃؓ یہ آیت پڑھ رہے ہیں کہ اس آیت سے مسیح علیہ السلام کا زندہ ہونا ثابت ہے اور یہ زمانہ قبل موت کا زمانہ ہے۔ وہ پوری میں نے حدیث پڑھی:

والذی نفسی بیده لیوشکن [1]

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ اتنے سچے ہیں کہ کافر بھی آپ کو صادق اور امین

(۱)۔۔۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الحرب.
(صحیح بخاری ۔۔۔ ص ۴۹۰، ج ۱) (محمد ظفر عفی عنہ)

کہتے ہیں۔وہ بغیر قسم کے بھی بات ارشاد فرمائیں تو اس کے سچا ہونے میں ذرا بھر شک نہیں ہوسکتا اور جہاں اللہ کے پیغمبرؐ قسم کھارہے ہیں اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

ان ينزل فيكم عيسى بن مريم

''ضرور بالضرور نازل ہونگے تم میں عیسیٰ ابن مریم''

اور قرآن و سنت میں یہی فرق ہوتا ہے۔ ایک چیز قرآن واضح کرتا ہے دوسری چیز سنت واضح کرتی ہے۔رفع وہاں قرآن میں آگیا تھا نزول یہاں آگیا۔ اب دونوں مل کر کیا ہوگا بھئی۔رفع کس کا ہوا تھا؟ عیسیٰ ابن مریم کا اور نزول بھی عیسیٰ ابن مریم کا ہوگا۔تو رفع اور نزول کا ایک پہلو قرآن بیان کررہا ہے۔دوسرا پہلو متواتر حدیثیں بیان کررہی ہیں تاکہ بات پوری کی پوری سمجھ میں آجائے:

ان ينزل فيكم عيسى بن مريم

تم میں ضرور نازل ہونگے عیسیٰ ۔مرزا قادیانی نہیں۔بن مریم ۔ بن گھسیٹی نہیں۔مرزا کی والدہ کا نام گھسیٹی تھا نا' پھر سسرال میں آکر چراغ بی بی رکھ لیا تھا۔والدین کے ہاں گھسیٹی تھا۔

مسیح بین الفریقین مسلّم ہونگے

جب وہ آئیں گے تو حَکم بن کر آئیں گے۔

اب لفظ حَکم پر غور کریں حَکم وہ ہوتا ہے جو مسلّم بین الفریقین ہو انہوں نے حَکم بنا ہے عیسائیوں' یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان۔مرزے کو تو عیسائی حَکم نہیں مانتے نہ یہودی حَکم مانتے ہیں نہ مسلمان حَکم مانتے ہیں۔تو وہی مسیح ہونا چاہئے جو اسرائیلیوں میں سے ہو تاکہ فریقین ان کو حَکم مانیں تو مسیح علیہ السلام جب نازل ہونگے دوبارہ تو وہ حَکم بن کر آئیں گے اور حَکم مسلّم بین الفریقین ہوتا ہے اس لئے مرزا جو ہے یہ تو بالکل مسیح نہیں بن سکتا۔

ایک لطیفہ

ماسٹر تاج انصاری تقریر کررہے تھے یہ لوگ بعض لطیفے بڑے عجیب سناتے ہیں کہ گاؤں کا نمبردار آرہا تھا اس زمانہ میں نمبردار کی بڑی قدر تھی آج کل تو کونسلر بن گئے ہیں نا۔ وہ لوگ سارے سلام کررہے ہیں چودہری صاحب! السلام علیکم ! ایک میراثن جارہی تھی ساتھ اس کا بچہ تھا اس نے دیکھا کہ اس آدمی کی بڑی عزت ہے تو بچہ ماں سے پوچھتا ہے امی یہ کون ہے؟ ماں نے کہا بیٹا یہ نمبردار ہے۔ بچے نے کہا: امی جب یہ نمبردار مرجائیگا پھر کون نمبردار بنے گا۔ ماں نے کہا: اس کا بیٹا۔ بچے نے کہا: اگر بیٹا مرگیا پھر۔ماں نے کہا: اس کے خاندان میں سے کوئی۔ بچے نے کہا: امی اگر اس کا سارا خاندان مرگیا پھر۔اب ماں سمجھی کہ بیٹا یہ بننے کا خواب دیکھ رہا ہے۔تو ماں نے کہا: بیٹا ساری دنیا کے نمبردار بھی مرجائیں تو میراثن کا بیٹا نمبردار نہیں بنے گا۔

مسیح عادل ہونگے

تو فرمایا اسی طرح مسیح نے تو حَکم بن کر آنا ہے۔مرزا نے تو حَکم بننا ہی نہیں نہ مسلمان مانیں' نہ یہودی مانیں' نہ عیسائی مانیں' یہ حَکم کیسا ہے؟

حکماً عدلاً

''اور وہ باانصاف ہوگا''

یہ نہیں کہ ۵۰ جلدوں کی قیمت لے کر ۵ جلدیں دے دے۔(مرزا نے کہا) بھئی دیکھو صفر کا فرق ہے اور صفر کی کوئی قیمت نہیں۔اس لئے کسی قادیانی کی پہچان کرنی ہو کہ سچا ہے کہ منافق ہے تو اس کا ایک لاکھ روپیہ لے کر ایک روپیہ واپس کردو کہ صفر کی کوئی قیمت نہیں ہے۔اگر وہ خوشی سے قبول کرلے تو کم از کم قادیانی تو سچا ہے اور اگر وہ قبول نہ کرے تو کہنا کہ:

''کمبخت تو تو کافر بھی پکا نہیں ہے''۔

قتل خنزیر

یقتل الخنزیر

''تو مسیح علیہ السلام خنزیروں کے قتل کا حکم دے دیں گے۔''

کیونکہ توریت وانجیل میں لکھا تھا کہ خنزیر حرام ہے انہوں نے خنزیر کو حلال کرلیا اس لئے مسیح علیہ السلام حکم دینگے سب خنزیر ختم کردیئے جائیں پھر کوئی خنزیر دنیا میں باقی نہیں رہے گا۔ اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ قادیانیوں نے ہم سے کیا مناظرہ کرنا ہے ایک خنزیر ہی ان کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہے کہ اگر تمہارا مرزا مسیح ہوتا تو میں دنیا میں نہ ہوتا تو دنیا میں جتنے خنزیر ہیں ایک خنزیر ہی مرزے کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔

خنزیر کا مرزائی مطلب

مجھ سے ایک مرزائی کہنے لگا خنزیر کا مطلب کیا ہے؟ میں نے کہا: مرزا قادیانی بھی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ خنزیر سے مراد ہے ''پنڈت لیکھ رام''۔ وہ تاویلیں یہی کرتے ہیں نا۔ لہذا میں نے کہا مرزا قادیانی بھی ہوسکتا ہے۔

کہنے لگا: پنڈت لیکھ رام مرزا کی پیشین گوئی سے مرگیا تھا۔

میں نے کہا: یہ بات بالکل غلط اور جھوٹ ہے بلکہ مرزا پنڈت لیکھ رام کی پیشین گوئی سے مرا ہے۔

پنڈت لیکھ رام کون ہے؟

پنڈت لیکھ رام ایک ہندو تھا پشاور میں' مرزا یہ کہتا تھا کہ اسلام ایک زندہ دین ہے باقی ادیان مردہ ہیں۔ اسلام کے زندہ دین ہونے کی دلیل کیا ہے؟ کہ اس میں نبی اور ولی پیدا ہو رہے ہیں۔ ہندوؤں میں کوئی ولی اور نبی نہیں آرہا اس لئے کرامت اور معجزے ظاہر ہو رہے ہیں۔ لہذا ہمارا دین زندہ ہے۔ تو پنڈت لیکھ رام نے کہا کہ میں آپ کا کوئی معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ مرزا نے کہا دوسال رہو میرے پاس آکر اور دوسال کا خرچہ بھی جمع کراؤ اگر دوسال میں کوئی معجزہ ظاہر نہ ہوا تو پھر میں

تجھے دوسال کا خرچہ واپس دے دونگا اور معجزہ ظاہر ہوا تو پھر تجھے قادیانی ہونا پڑیگا۔ پنڈت نے کہا ٹھیک ہے اس نے دوسال کا خرچہ بینک میں جمع کراکے رسید ایک امین کے پاس رکھوا دی۔ اور خود چلا گیا اب وہ آکر اس چوک پر تقریر کررہا ہے اس چوک پر تقریر کررہا مرزا کے خلاف۔ مرزا نے جو کتاب لکھی تھی براہین احمدیہ کہ ۵۰ جلدیں لکھونگا اور اسلام کی صداقت پر تین سو دلائل ہونگے۔ جس کا کوئی کافر توڑ نہیں کرسکتا اور لکھیں پتلی پتلی چار جلدیں۔ لیکھ رام نے اس کے رد میں پوری مشکوٰۃ کی تختی کی باریک خط والی کتاب لکھی ہے ''تکذیب براہین احمدیہ'' کوئی مرزائی آج تک اس کا جواب نہیں لکھ سکا۔ پھر دوسری کتاب اس نے لکھی ''کلیات آریہ مسافر'' اس میں اس نے قرآن پاک پر بھی اعتراضات کئے لیکن مرزا اس کا جواب بالکل نہیں دے سکا ''تکذیب براہین احمدیہ'' میں نے اس کا مطالعہ کیا تھا پسرور میں مولانا بشیر احمد صاحب پسروریؒ کی لائبریری میں ہے۔ اور ''کلیات آریہ مسافر'' جو ہے یہ بہاولپور میں جو اوقاف کی لائبریری ہے اس میں ہے۔ میں نے دیکھی ہیں دونوں کتابیں' تو وہ لیکھ رام ہندو تھا وہ اس (مرزا) کو بات نہیں کرنے دیتا تھا اس لئے اس (مرزا) نے پیشین گوئی کی کہ لیکھ رام جو ہے وہ بہت بڑھ رہا ہے تو اس پر عذاب نازل ہوگا۔ لیکھ رام نے پیشین گوئی کی کہ مرزا ہیضہ کو عذاب کہتا ہے خدا کا' یہ ہیضے سے مریگا۔ یہ میری پیشین گوئی ہے اب وہ تو مرزے کے تجویز کردہ عذاب سے نہیں مرا اسکو قتل کروایا گیا قتل تو ہوتے رہتے ہیں لوگ لیکن مرزا یقیناً ہیضے سے مرا ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ مرزا ہیضے سے نہیں مرا ویسے ہی دست اور قے آرہی تھی۔ ہیضہ نہیں تھا۔ لیکن یہ ایسی عجیب قوم ہے کہ اپنے نبی کی آخری بات بھی نہیں مانتی۔ مرزا کا جو سسر تھا' غیر مقلدٌ میر ناصر نواب اس نے اپنی Autobiography (خودنوشت سوانح حیات) لکھی ہے خود ''حیات ناصر'' چھوٹی سی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ:

''جب لاہور میں مرزا صاحب بیمار تھے تو میں وہاں بیمار پرسی کے لئے گیا تو میں نے پوچھا کہ مرزا صاحب طبیعت کیسی ہے؟ تو مرزا نے جواب دیا کہ مجھے ''وبائی ہیضہ'' ہوگیا ہے۔ (مزید نواب میر ناصر لکھتا ہے کہ) یہ آخری بات تھی جو

مرزا صاحب کی زبان سے نکلی اس کے بعد مرزا کی زبان بند ہوگئی اور کوئی بات نہ نکلی اور وہ فوت ہوگئے۔" (حیات ناصر......ص۱۴)

مرزائی اپنے نبی کی آخری بات بھی نہیں مانتے۔ (خیر ہم اس موضوع پر چل رہے تھے)

کسرِ صلیب

حدیث شریف میں ہے کہ:

فیکسر الصلیب

"صلیبوں کو توڑیگا"

اب آج بھی دیکھو گرجوں پر، عیسائیوں کے گھروں پر، قبروں پر صلیبیں بنی ہوئی ہیں تو یہ ایک ایک صلیب اس بات کی دلیل ہے کہ ابھی تک مسیح علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ پھر کسی کے فوت ہونے کا جو مسئلہ ہوتا ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ حیات مسیح کے مسئلہ کا تعلق یہودیوں کے ساتھ بھی ہے، عیسائیوں کے ساتھ بھی ہے، مسلمانوں کے ساتھ بھی ہے۔

یہودیوں سے حضور ﷺ کی گفتگو

جب یہودیوں سے بات ہوئی حضور پاک ﷺ کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ان عیسیٰ لم یمت و انه راجع الیکم قبل یوم القیامة

(الدر المنثور......ج ۲ ص ۳، ابن کثیر......ج ۱ ص ۳۶۶)

"کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے وہ واپس قیامت سے پہلے تمہاری طرف آنے والے ہیں"

مرزا قادیانی اپنی کتاب "انجام آتھم" میں لکھتا ہے کہ مسیح کے لئے نزول کا لفظ ہے اور نزول کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ نزیل مہمان کو بھی کہتے ہیں۔ اگر کوئی مولوی کسی حدیث میں مجھے "رجوع" کا لفظ دکھادے تو میں اپنی ساری کتابوں کو آگ لگادونگا اور میں جھوٹا ہوں۔ لیکن در منثور...... ج ۲ ص ۳ پر جہاں نجران کے پادریوں کا

ذکر ہے وہاں یہ حدیث ہے کہ:

ان عیسیٰ لم یمت و انه راجع الیکم قبل یوم القیامة

تو یہودیوں کو بھی حضور پاک ﷺ نے یہی فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہ تمہارے پاس واپس آنے والے ہیں۔

عیسائیوں سے رسول پاکؐ کی گفتگو

جب عیسائیوں سے حضور پاک ﷺ کا مناظرہ ہوا پادریوں سے۔ تو حضور پاک ﷺ تو محکمات پیش کر رہے تھے کہ بھئی عیسیٰ علیہ السلام کھاتے پیتے تھے خدا کھاتا پیتا نہیں ہے۔ اور وہ (عیسائی) متشابہات پیش کر رہے تھے کہ بھئی دیکھو عیسیٰ روح اللہ لکھا ہے کبھی کہتے کلمۃ اللہ لکھا ہے ان کے پاس متشابہات تھی اللہ کے نبیؐ کے پاس محکمات تھی اسی گفتگو میں حضورؐ نے فرمایا:

ان اللہ حی لایموت

اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

ان عیسیٰ یاتی علیه الفناء (الدر المنثور......ج ۲ ص ۳)

حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام اگر فوت ہو چکے ہوتے تو آپ ﷺ صاف فرماتے کہ وہ تمہارے خدا کی قبر ہے دیکھو۔ یہ بہت بڑی دلیل تھی ناں۔ لیکن یہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ زندہ ہیں ان پر موت نہیں آئیگی اور ان عیسیٰ یاتی علیه الفناء کہ عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی۔ پھر آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی نشاندہی بھی فرمادی کہ:

ثم یموت ویدفن معی فی قبری (مشکوٰۃ......۴۸۰)

"کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر میرے روضہ میں بنے گی"

کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہونگے:

ثم یتوفی ویصلی علیه المسلمون.

(مسند احمد......ج ۲ ص ۴۰۶، ابوداؤد......ج ۲ ص ۵۹۴)

پھر مسلمان ان کی جنازہ پڑھیں گے اور ہم یہاں سے چار اٹھیں گے میں' ابوبکرؓ' عمرؓ اور عیسیٰ علیہ السلام (۱)۔ اب دیکھو یہ کتنی واضح بات ہے ہم نے اوکاڑہ میں ایک دفعہ پمفلٹ شائع کیا تھا کہ:

"عیسیٰ علیہ السلام کی موت و حیات کا فیصلہ نہایت آسان ہے کہ قبر مسیح کا فیصلہ ہوجائے۔"

قبر مسیح علیہ السلام کے بارے میں احادیث میں خود مرزا نے بھی یہ مانا ہے کہ:

"عیسیٰ علیہ السلام حضور پاکؐ روضہ میں دفن ہونگے"۔ (کشتی نوح...... ص ۱۵)

ایک لطیفہ

ایک دفعہ میں بازار میں گیا۔اب کشتی نوح تھی بالکل پاکٹ سائز کی ایک مرزائی کی جیب میں رکھی تھی وہ مجھ سے کہنے لگا جی آپ مرزا کو مسیح نہیں مانتے میں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا میں اس وقت مانونگا مسیح کو فوت شدہ جب ان کی قبر آپ مجھے مدینہ منورہ میں دکھا دینگے۔اس وقت مان لونگا کہ وہ فوت ہوگئے۔ جیسے ہم حضور پاکؐ کا روضہ پاک وہاں دکھاتے ہیں صدیق اکبرؓ کا روضہ پاک وہاں دکھاتے ہیں' فاروق اعظمؓ کی قبر مبارک وہاں دکھاتے ہیں اسی طرح جب چوتھی قبر آپ ہمیں وہاں دکھادینگے اس دن ہم مان لیں گے کہ بھئی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں اور مسلمانوں کا اس مسئلہ پر کتنا اتفاق ہے۔امہات المومنینؓ ہیں' کتنے صحابہؓ ہیں اب کس کا دل یہ نہیں چاہتا تھا کہ اللہ کے نبیؐ کے پاس جگہ باقی ہے اور یہ جگہ مجھے مل جائے۔لیکن سب کا یہ یقین تھا کہ یہ جو جگہ بچی ہے یہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔

(۱)...... عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوّج ویولد لہ ویمکث خمساً و اربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر۔
(رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفا' کتاب الاذاعہ...... ص ۱۷۷؛ مشکوٰۃ...... ص ۴۸۰) (محمد ظفر عفی عنہ)

کتنے بڑے بڑے سلاطین اسلام گزرے ہیں کیا ان کا دل نہیں چاہتا تھا کہ یہ جگہ جو خالی ہے یہ مجھے مل جائے کس کی خواہش نہیں تھی لیکن سب کو یہ پتہ تھا کہ یہ جگہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔اتنا قطعی اور یقینی اجماع اس بات پر ہے میں نے کہا مرزا بھی مانتا ہے کہ عیسیٰ کی قبر وہاں بنے گی۔

مرزائی کہنے لگا: مجھے دکھاؤ؟

وہ پاکٹ سائز تھی چھوٹی سی کشتی نوح باریک لکھائی والی میں اسکو یوں دیکھوں مجھے صفحہ نہ ملے وہ مرزائی شور مچائے غلط ہے لاؤ دے دو کتاب۔

میں نے کہا: نہیں مل جائیگا انشاء اللہ۔ایک دفعہ میں ساری نظر پھیرتا گیا مگر نہیں ملی۔ پھر میں نے دوسری مرتبہ نظر پھیری مگر نہیں ملی۔

مرزائی نے کہا: جھوٹ بولتا ہے تو نہیں ہے اس میں۔

میں نے کہا: ہے اس میں۔ تیسری دفعہ میں نے ذرا غور سے دیکھا تو حوالہ مل گیا میں نے کہا دیکھ یہ ہے۔ مرزائی نے دیکھا اور کتاب جیب میں ڈال لی میں نے کہا اب مانتا کیوں نہیں ہے؟

تو حیات وفات مسیح کے مسئلہ کا فیصلہ تو اللہ کے نبیؐ نے ایسا بتادیا ہے ہم اسی دن مانیں گے مسیح علیہ السلام کی وفات جس دن مدینہ منورہ میں روضہ پاک میں عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہمیں دکھادی جائے۔

حیات ونزول مسیح پر انبیاء کا اجماع

پھر معراج کی رات حضور پاکؐ نے جو جماعت کرائی انبیاء علیہم السلام کو وہاں جو گفتگو ہوئی وہاں یہ سوال بھی آیا کہ قیامت کب آئے گی۔ تو سب نبیوں نے کہا کہ قیامت کا خاص علم ہمیں نہیں ہے۔ مسند احمد میں یہ حدیث ہے۔تو سب نے کہا اس کا پتہ نہیں تو اس سے پتہ چلا کہ انبیاء عالم الغیب نہیں ہوتے اس پر تمام انبیاء کا اجماع ہے۔البتہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

" مجھے اتنا بتایا گیا ہے کہ میں قیامت کے قریب (دجال کے قتال کے لیے) دنیا میں

نازل ہونگا۔اور مجھے اللہ نے علامات قیامت میں سے قرار دیا ہے[1]۔''

تو سب نبیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کو تسلیم کیا لہذا اس پر بھی تمام نبیوں کا اجماع ہے۔

ایک دھوکہ

یہاں ایک دھوکہ عام طور پر دیا جاتا ہے چونکہ اس زمانہ میں دھوکے زیادہ ہیں جو بھی کسی مسئلے کا انکار کرتا ہے تو باطل فرقے والے کہتے ہیں تم حنفی ہونا۔ تو حضرت امام ابوحنیفہؒ سے دکھاؤ' امام شافعیؒ سے دکھاؤ۔ حالانکہ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا اختلاف عقائد میں نہیں ہے فروعی مسائل میں ہے جو مسئلہ اہلسنت والجماعت کی عقائد کی کتابوں میں آ گیا وہی مسلک امام ابوحنیفہؒ کا ہے' وہی امام مالکؒ کا ہے وہی امام شافعیؒ کا ہے وہی امام احمدؒ کا ہے۔اس لئے اب چونکہ یہ فروعی مسئلہ نہیں (بلکہ عقائد کا مسئلہ) ہے لہذا فروعی کتابوں میں اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔اب وہ کہیں گے جی ابوحنیفہؒ سے دکھادو۔ حالانکہ امام ابوحنیفہؒ سے دکھاتے ہیں ''فقہ اکبر'' میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے[2]۔

---

(۱)......حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال لقیت لیلۃ اسری بی ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ قال فتذاکروا امر الساعۃ فردوا امرھم الی ابراھیم فقال لاعلم لی بھا فردوا الامر الی موسیٰ فقال لا علم لی بھا فردوا الامر الی عیسیٰ فقال اما وجبتھا فلا یعلمھا الا اللہ تعالیٰ ذالک' وفیما عھد الی ربی عزوجل ان الدجال خارج قال ومعی قضیبان' فاذا رآنی ذاب کما یذوب الرصاص' قال فیھلکہ اللہ (وفی روایۃ ابن ماجہ : قال: فانزل فاقتلہ)

(ابن ماجہ......ص ۳۰۹: مسند احمد...... ج ۱،ص ۳۷۵: مستدرک حاکم...... ص ۴۸۸: فتح الباری...... ج ۱۳،ص ۷۹)

(۲)......حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وخروج الدجال و یاجوج و ماجوج و طلوع الشمس من مغربھا و نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام من السماء و سائر علامات یوم القیامۃ علی ما وردت بہ الاخبار الصحیحۃ حق کائن واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم. (شرح فقہ اکبر...... ص ۱۳۶) (محمد ظفر عفی عنہ)

لیکن یہ میں نے مثال اس لئے بتائی کہ بعض اوقات ایسے مطالبے کرتے ہیں جو غلط قسم کے مطالبے ہوتے ہیں۔ بھئی عقائد کے مسئلوں کے لئے عقائد کی کتابوں سے حوالہ پوچھو۔فروعی مسئلہ کے لئے فروعی مسئلہ کی کتاب سے حوالہ پوچھو۔ تو اس لئے جب یہ عقائد کا مسئلہ ہے تو اس میں اہلسنت والجماعت کی عقائد کی کتابوں کا حوالہ ہونا چاہئے۔

یہ بات ہے حیات ونزول مسیح پر تمام ائمہ اور تمام صحابہؓ کا اتفاق ہے۔ ''تلخیص الحبیر'' میں عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر ابن حجرؒ نے جو عبارت نقل کی ہے وہ بڑی جامع مانع اور اجماع پر بڑی واضح عبارت ہے اور بھی عبارتیں مولانا لدھیانویؒ نے ''تحفہ قادیانیت'' میں نقل فرمائی ہیں ۔تو بہر حال یہ مسئلہ بالکل اجماعی مسئلہ ہے۔ المستصفی 'امام غزالیؒ کی کتاب ہے' اصول کی ۔فواتح الرحموت کے ساتھ چھپی ہے تو اس میں اجماع کی بحث کے شروع میں انہوں نے بڑی عجیب بات لکھی ہے جو اس زمانہ میں نہایت اہم بات ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ:

'' دلائل کی ترتیب کیا ہے؟ مجتہد کے لئے دلائل کی ترتیب ہے کتاب اللہ' سنت رسول اللہ' اجماع امت اور قیاس۔لیکن ہمارے لئے دلائل کی ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے دیکھا جائیگا کہ مسئلہ پر اجماع ہے کہ نہیں۔ اگر اس مسئلہ پر اجماع ہے ہمارے لئے پہلی ترتیب یہی ہے ۔کیونکہ قرآن کی آیت میں نسخ کا احتمال ہے' حدیث میں نسخ کا احتمال ہے' اجماع میں نسخ کا کوئی احتمال نہیں ہے۔ ان میں کوئی تاویل ہوسکتی ہے جبکہ اجماع میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔تو فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسئلہ میں اجماع مل جائے اب اگر کسی آیت کا مطلب آپ کو ایسا سمجھ میں آ رہا ہے کہ یہ اجماع کے خلاف ہے تو آپ پکا یقین کرلیں کہ آپ کی سمجھ غلط ہے ۔کیونکہ اجماع ''معصوم عن الخطاء'' ہوتا ہے۔اگر آپ کو کسی حدیث کا ایسا معنیٰ ذہن میں آ رہا ہے جو اس اجماع کے خلاف ہے تو یقین کرلیں کہ میری سمجھ غلط ہے اجماع غلط نہیں ہے۔''

تو اس لئے قرآن کی آیت اجماع سے نہیں ٹکرائے گی بلکہ آپ کا فہم ٹکرائے گا۔تو آپ اپنے اس فہم کو اجماع کے مطابق کریں کیونکہ اجماع معصوم ہے

جبکہ آپ کا ذہن معصوم نہیں ہے۔تو یہ قاعدہ اس دور میں پہلے تو فروعات پر اختلافات ہوتے تھے آج کل اجماعی مسائل کا انکار شروع ہوگیا ہے تو یہ قاعدہ جو ہے نہایت اہم قاعدہ ہے اس کو سامنے رکھنا چاہئے۔کیونکہ جب اجماع ہوگیا تو یہ حجت قاطعہ ہے اس میں اب کسی نئی بحث کی ضرورت ہے ہی نہیں۔اگر کوئی قرآن کی آیت یا اس اجماع کے خلاف بیان کررہا ہے تو پکا یقین ہے کہ یہ آیت' حدیث کا غلط مطلب بیان کررہا ہے کیونکہ یہ معصوم نہیں اجماع معصوم ہے۔

باطل فرقوں کا شیوہ

ان کی ایک بڑی بیماری یہ ہوتی ہے باطل فرقوں میں' کہ وہ اپنے عقائد کی مکمل کتاب نہیں لکھتے۔کیوں؟ اس لئے کہ جس عقیدہ میں انہوں لڑائی کرنی ہے وہاں انہوں نے عجیب وغریب شرطیں لکھنی ہوتی ہیں جی قرآن کی آیت ہو قطعی الدلالت۔کسی نے ذرا بھر اس کی دوسری تاویل پیش نہ کی ہو وہ پیش کریں۔اب اگر وہ دوسرے عقیدے بھی لکھیں تو پھر ہم ان سے کہہ سکتے ہیں کہ جو شرط آپ نے لکھی ہے اپنے پہلے پانچ عقیدے اس شرط پر ثابت کرکے دکھائیں ذرا۔

ایک آدمی تعلیم الاسلام پڑھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ جی فلاں عقیدہ آپ ثابت کریں قطعی الثبوت آیت سے۔عقیدوں کے لئے قرآن ہونا ضروری ہے اور قطعی ہونا ضروری ہے میں نے کہا قرآن ہونا ہی ضروری نہیں قطعیت ہونا ضروری ہے۔یہ تعلیم الاسلام تو کیوں پڑھا رہا ہے؟ جس میں لکھا ہے کہ حضرتؐ کے والد کا نام عبداللہ تھا یہ قرآن میں ہے؟ لکھا ہے کہ والدہ کا نام بی بی آمنہ ہے یہ قرآن میں ہے؟ یہ کہ آپ کا مزار مدینہ میں ہے' قرآن میں ہے؟ ذرا نکال؟ یا یہ انکار کر یہ عقیدے عقیدے نہیں ہیں۔عقیدے کے لئے قطعیت ضروری ہے جو عقیدہ ضروریات دین میں ہو وہ تو متواتر ہونا چاہئے اور جو ضروریات اہلسنت والجماعت میں سے ہو اسے مشہور ہونا چاہئے۔کیونکہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے اور ضروریات اہلسنت والجماعت کا منکر بدعتی ہے۔

اب دیکھئے قدریہ نے اپنے عقائد کی کوئی کتاب نہیں لکھی صرف تقدیر [پر] لڑتے رہے ساری عمر۔کیونکہ انہوں نے غلط شرطیں لگائی تھیں لوگوں کو غلط دھو[کے] دیتے تھے اگر وہ پوری کتاب لکھ دیں تو پھر آدمی پوچھ سکتا ہے کہ جس شرط پر اپ[نا] عقیدہ چاہتے ہیں اس پر تو باقی سارے دین کا انکار کرنا پڑے گا۔اسی طریقہ سے [یہ] ہے گیارہویں والا اس نے اپنے عقیدہ کی کوئی کتاب نہیں لکھی وہ کہتا ہے عقیدے بڑ[ے] اہم ہوتے ہیں تو صرف ایک ہی عقیدہ کیوں اہم ہے باقی کیوں اہم نہیں ہیں؟ اب [ب]اقی سارے عقیدے لکھے گا تو پھر غلط شرطیں نہیں لگا سکتا۔غلط دھوکے نہیں دے [سکتا] اب وہ آیت کا غلط ترجمہ کرے گا اس کا ترجمہ اجماع کے خلاف ہوگا۔تو یہ کبھی ا[پنے] پورے عقائد اور پورے اعمال نہیں لکھتے۔اس لئے ان کے عقائد کی مکمل کوئی کت[اب] نہیں ہوتی۔تمنا عمادی ہو یہ لوگ ہوں دو چار مسئلوں میں شرارت کرینگے لیکن مرجا[ئیں] گے مگر اپنے مکمل عقائد کی کتاب نہیں لکھیں گے۔کبھی ضرورت پڑ جائے گ[ی] [ن]بوت (کے بیان) کی ہماری کتابوں سے دیکھ کر بیان کردینگے۔اور اسی طرح عقیدے بھی۔لیکن خود کبھی نہیں لکھیں گے۔تو اس لئے ان کا فریب ہوتا ہے ان [سے] بچنے کے لئے ان سے کہیں کہ بھئی آپ پہلے اپنے مکمل عقیدہ کی کتاب ہمیں دیں' [کہاں] ہے؟

[ب]اطل فرقوں کو چیلنج

جس طرح حدیث جبرئیل ہے اس میں تین شعبے دین کے آ[ئے] ایمان' اسلام' احسان۔ہم ایمانیات پر اپنی مکمل کتاب پیش کرتے ہیں جبکہ غیر [م]قلد عثمانی وغیرہ کوئی کتاب اپنی ایمانیات کی پیش نہیں کرسکتا۔ہم احکام واعمال پر مکمل [کتاب] انہیں پیش کرتے ہیں پیدائش سے موت تک ہر عمل کا حکم اور احسان اور تصوف پ[ر] اپنی مکمل کتاب پیش کرتے ہیں دین کے تین شعبے ہمارے پاس مکمل ہیں لیکن [باطل] فرقوں کے پاس کچھ نہیں ہوتا ہے۔لہذا لوگوں کو یہی سمجھانا چاہئے کہ دین کامل جن کے پاس کامل ہے ان سے بات کرو اور جن کے پاس کامل ہے ہی نہیں

شیطان کی طرح ہیں ۔ جیسے شیطان ملاء اعلیٰ کی آدھی بات اور اس میں دس جھوٹ ملا کر بکواس شروع کر دیتا ہے۔ یہ بھی آدھا حوالہ ہماری کتاب سے اچکتے ہیں اور دس جھوٹ ملا کر آگے پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ تو شیطان والا کام یہ لوگ کرتے ہیں انسانوں والا کام تو ان میں ہے ہی نہیں ۔

تو حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ میں وما قتلوہ وما صلبوہ ۔ زیادہ سے زیادہ فلما توفیتنی ۔ یہاں ایک بات تو یہ یاد رکھیں جتنے مفسرین ہیں انہوں نے اذ قال اللہ یاعیسیٰ انی متوفیک پر تو " توفی " کے معنی میں اختلاف کیا ہے اقوال نقل کئے ہیں لیکن " فلما توفیتنی " پر کسی مفسر نے (رفعتنی) رفع کے علاوہ کچھ نہیں لکھا۔ یہ خاص طور پر یاد رکھنے والی بات ہے وہاں رفعتنی (رفع) کے علاوہ کسی نے کوئی بات نہیں کی وہاں سب کا اتفاق ہے ۔فلما توفیتنی کا مطلب رفعتنی ہے۔

قادیانیوں سے میں یہی کہا کرتا ہوں کہ ماحول کو دیکھو کہ آپ کی " توفی " کہاں ہوئی ہے ۔ان لوگوں میں جو تثلیث کے قائل تھے جو عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو خدا مانتے ہیں وہ کشمیر میں نہیں رہتے تھے جہاں مرزا کہتا ہے وہ بیت المقدس میں رہتے تھے ۔تو جو "توفی" بیت المقدس میں ہوئی اور رفع سے پہلے ہوئی تو وہ "توفی" قبض والی ہے اپنے قبضہ میں لینے والی وہ موت والی تو ہو سکتی ہی نہیں ۔اس لئے سب نے یہاں اس کا معنی رفعتنی لیا ہے ۔تو قیامت کا ذکر ہے اور قیامت سے پہلے وفات مسیح کے ہم قائل ہیں' بلکہ " توفیتنی " ماضی کا صیغہ ہے بحث یہ نہیں کہ قیامت سے پہلے موت آئے گی یا نہیں اس کے تو ہم پہلے سے قائل ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

استغفر اللہ تعالیٰ من کل ذنب واتوب الیہ

عظمت سیدنا امام اعظمؒ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ولا نبوۃ بعدہ ولا رسول بعدہ ولا رسالۃ بعدہ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض وھو العزیز الحکیم ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلالم مبین وآخرین منھم کما یلحقوابھم وھو العزیز الحکیم ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم .صدق اللہ العظیم و بلغنا رسولہ النبی الکریم' رب اشرح لی صدری و یسر لی امری واحلل عقدۃ من للسانی یفقھو اقولی' رب زدنی علما وارزقنی فھما .سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم. اللّٰھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ.

تمہید

دوستو! بزرگو! آج آپ کے اشتہار میں جلسے کا عنوان ہے ''امام اعظمؒ کانفرنس'' (امام اعظمؒ کون ہیں؟) ان سے ہمیں کیا چیز ملی ہے؟ ہم ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں؟

لفظ امام کی تحقیق

''امام'' کا لفظ جو ہے آپ روزانہ استعمال کرتے ہیں ابھی آپ نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی ہے تو جو آگے مصلیٰ پر کھڑے تھے آپ ان کو کہتے ہیں امام تو مصلیٰ پر امام ایک تھا یا چار تھے اگر ایک تھا تو پھر یہ تقلید شخصی ہوجائے گی چار ہونے چاہئیں ایک رکعت ایک امام کے پیچھے' دوسری دوسرے کے پیچھے' تیسری تیسرے کے پیچھے' چوتھی چوتھے کے پیچھے' ہم نے تو ساری نماز ایک کے پیچھے پڑھ لی یہ شرک تو نہیں ہوگیا؟ اب میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے اور آپ کے امام نے مل کر عبادت کس کی کی ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کی' اگر کوئی آپ کو یہ کہے بھائی! اس مسجد میں ایک امام جو تھا وہ اللہ کو سجدہ کررہا تھا اور پچھلے سارے مقتدی اللہ کو سجدہ نہیں کررہے تھے بلکہ اپنے امام کو سجدہ کررہے تھے تو یہ بات سچ ہے یا جھوٹ ہے؟ (جھوٹ......سامعین) کبھی آپ کے دل میں وسوسہ بھی پیدا ہوا کہ ہم خدا کو سجدہ نہیں کررہے اپنے امام کو سجدہ کررہے ہیں یہ اللہ کی عبادت ہے امام بھی خدا کی عبادت کررہا ہے اور مقتدی بھی خدا کی عبادت کررہا ہے لیکن امام کے پیچھے پیچھے اس کی تابعداری میں یہی نماز اگر آپ گھر پر پڑھتے تو آپ کو ایک نماز کا ثواب ملتا' ایک سجدہ کا ثواب ملتا' یہی سجدہ آپ امام کے پیچھے اسی مسجد میں کریں جہاں پانچ وقت نماز جماعت سے پڑھی جاتی ہے لیکن جمعہ نہیں ہوتا تو ایک نماز کا ثواب ستائیس نمازوں کے برابر ملتا ہے اور اگر ایسی جامع مسجد میں جاکر نماز پڑھیں کوئی بھی نماز ہو پانچوں میں سے تو ایک نماز کا ثواب پانچ سو نمازوں کے برابر ملتا ہے جب آپ نے

گھر میں سجدہ کیا تھا' سجدہ تو کیا اللہ کو' امام کے پیچھے سجدہ کیا تو کس کو کیا (اللہ کو......سامعین)۔ وہاں گھر میں ایک سجدہ کا ثواب یہاں پانچ سو کے برابر تو امام کے پیچھے ہونے کی قیمت اللہ بڑھا رہا ہے یا ہم بڑھا رہے ہیں (اللہ بڑھا رہا ہے......سامعین) تو تقلید اور اجتہاد کا مسئلہ یہی ہوتا ہے یہاں ہم امام کے پیچھے خدا کی عبادت کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ مل کر ہم خدا کی اطاعت کرتے ہیں۔

وہاں خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت ہے جیسے یہاں امام بھی اور مقتدی بھی اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اسی طرح وہاں امام ہمارے امام اعظم ابوحنیفہؒ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں اور ہم ان کی تابعداری میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ امام صاحب مسجد میں یہاں مقرر ہیں اللہ نے مقرر کرکے بھیجے ہیں یا رسول اللہ ﷺ نے مقرر کئے یا مقامی لوگوں نے؟ (سامعین...... مقامی لوگوں نے مقرر کئے ہیں) مقرر آپ نے کئے لیکن اب ان کو امام مان لیا ان کے پیچھے نیت باندھ لی اب اس امام کی مخالفت کرنے سے ناراض اللہ تعالیٰ ہوں گے اور اللہ پاک کے رسول ﷺ ناراض ہوں گے۔

عام فہم مثال

امام صاحب ابھی رکوع میں ہیں آپ سجدہ میں چلے گئے آپ کو کھڑے کھڑے قرآن کی آیت یاد آگئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا چاہئے تو ابھی امام رکوع میں ہے آپ نے سوچا کہ سجدہ بھی نیکی ہے گناہ تو نہیں ہے امام کو رکوع میں چھوڑ کر آپ سجدہ میں چلے گئے اب کیا آپ کو ہزار گنا زیادہ ثواب ملے گا؟ پانچ سو سے بھی زیادہ؟ کیونکہ آپ نے امام سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھا زیادہ ثواب ملے گا؟ مولانا صاحب کہتے ہیں نہیں کہ خطرہ ہے کہ اس کا منہ گدھے کی طرح نہ بن جائے۔

اب دیکھئے امام کی مخالفت کرنے والے کو گدھا اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرمارہے ہیں یا ہم خود کہہ رہے ہیں؟ (اللہ کے نبی ﷺ فرمارہے ہیں......سامعین)۔

آیت کی وضاحت

یہ جو آیتیں میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں اس آیت میں پہلے پہلے ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کا تذکرہ ہے:

"هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم" (الجمعہ:۲) پھر آپ ﷺ کے پاک باز صحابہؓ کا تذکرہ ہے جن کا آپ ﷺ نے تزکیہ فرمایا "ویزکیهم" جن کو ہم "والجماعۃ" کہتے ہیں اور پھر "وآخرین منهم لما یلحقوا بهم" (الجمعہ:۳) اس میں ہمارے امام صاحبؒ کی پیشین گوئی ہے۔

ان تینوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کیا فرما رہے ہیں "ذلک فضل الله یوتیه من یشآء" (الجمعہ:۴) آمنہ کے درِّ یتیم ﷺ کے سر پر ختم نبوۃ کا تاج سجانا یہ اللہ کا ہی فضل ہے آمنہ کے درِّ یتیم ﷺ نے درخواست نہ دی تھی اور صحابہؓ میں کسی کو صداقت کا تاج، کسی کو عدالت کا تاج، کسی کو سخاوت کا تاج، کسی کو شجاعت کا تاج، کسی کو سیاست کا تاج، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور سیدنا امام اعظمؒ کو یہ مقام عطا فرمایا کہ قرآن پاک میں ان کی پیشین گوئی کا ذکر آجائے اور اسی فیصد (۸۰٪) امت محمدیہ آپ کی تقلید میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

تو یہی فرمایا "ذالک فضل الله یوتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم" (الجمعہ:۴) تو نبی پاک ﷺ کا ذکر بھی آگیا، صحابہؓ کا بھی اور امام صاحبؒ کا بھی اور آخر میں گدھوں کا ذکر بھی آگیا "یحمل اسفارا" (الجمعہ:۵)، تو یہ تین پہلے ذکر آئے تو انہوں نے دین کے کام کیے اللہ کے پاک نبی ﷺ دین کے لانے والے، اور صحابہؓ دین کے پھیلانے والے، امام اعظمؒ دین کے لکھوانے والے تو یہ تینوں کام دین کو لانا، پھیلانا اور لکھوانا مکمل ہو گئے، جو تعمیر دین سے تعلق رکھتے ہیں تو بعد میں تخریب کار آہی جایا کرتے ہیں تو تخریب کار لوگوں میں سے کچھ نبی ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، کچھ صحابہؓ کی مخالفت کرتے ہیں اور کچھ امام اعظمؒ کی مخالفت کرتے ہیں۔

تفسیر عثمانی اور سعودی حکومت

دیکھئے آج کل سعودی حکومت کی کوشش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دین کی کتابیں پھیلائی جائیں قرآن پاک زیادہ پھیلایا جائے اب موقع تھا اس بات کا کہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارا ترجمہ صحیح ہے وہ آگے آئیں۔ سب ترجمے اردو زبان کے ان کے سامنے رکھے گئے ان کا باقاعدہ ایک بینچ بیٹھا مفتی صاحبان کا، کہ انہوں نے ان کے تمام تراجم کو عربی میں کرا کے سنے انہوں نے کسی غیر مقلد کا ترجمہ پاس نہیں کیا سوائے تفسیر عثمانی کے یہ جو میرے ہاتھ میں ہے، یہ دیکھئے باقاعدہ شاہ فہد کی مہر لگی ہوئی ہے اس پر۔ ساری دنیا میں تقسیم ہوتا ہے اب موقع تھا یہ کہنے کا کہ حنفیوں کو قرآن و حدیث نہیں آتا ہمیں آتا ہے تو چاہیے تھا کہ وہ اپنا ترجمہ پیش کرتے کہ ہمارا ترجمہ یہ ہے تو سارے ترجمے چیک ہوتے وہاں کے لوگ جو تھے حالانکہ اس بینچ میں ان کے لوگ بھی موجود تھے لیکن ان سب نے کہا اگر صحیح ترجمہ قرآن پاک کا ہے تو شیخ الہندؒ کا ہے اور اگر صحیح حاشیہ ہے تو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا اب یہ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو رہا ہے شاہ فہد اس کو تقسیم فرما رہے ہیں۔

تفسیر عثمانی اور متذکرہ آیت کی تفسیر

جو آیت کریمہ میں نے پڑھی ہے اس میں دیکھئے کیا لکھا ہے جس کو شاہ فہد تقسیم کر رہے ہیں۔ "وآخرین منهم لما یلحقوا بهم" میں نے کہا یہ امام صاحب کی پیشین گوئی ہے یہ لکھتے ہیں یعنی یہی رسول دوسرے آنے والے لوگوں کے واسطے بھی ہیں جن کو مبداء معاد اور شرائع سماویہ کا پورا اور صحیح علم نہ رکھنے کی وجہ سے ان پڑھ ہی کہنا چاہیے مثلاً فارس، روم، چین اور ہندوستان برادری میں شامل ہوگئیں اور پھر انہی میں سے ہوگئیں۔

قرآن میں امام صاحبؒ کی پیشین گوئی

شاہ عبدالقادر محدث دھلویؒ لکھتے ہیں حق تعالیٰ نے اول عرب پیدا کیے اس

دین کو تھامنے والے عرب نے قربانیاں دیں' صحابہؓ نے جان مال وطن تک قربان
کردیا، پیغمبر پاک ﷺ کیلئے برادریاں تک چھوڑ دیں فرمایا اول حق تعالیٰ نے عرب پیدا
کئے اس دین کو تھامنے والے پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اٹھے حدیث میں ہے جب
آپ سے وآخرین منهم لما یلحقوا بهم کی نسبت سوال کیا گیا تو سلمان فارسیؓ
کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر علم یا دین ثریا پر جا پہنچے تو اس (سلمان فارسیؓ) کی قوم کا
فرد وہاں سے بھی لے آئے گا۔ شیخ جلال الدین سیوطیؒ جو شافعی المذہب ہیں انہوں
نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے بڑے مصداق امام اعظم ابو حنیفہ نعمانؒ ہیں
(تفسیر عثمانی حاشیہ نمبر...... ۷) اب یہ وہ تفسیر ہے جس میں امام اعظمؒ لکھا گیا ہے اس
پیشین گوئی کا مصداق امام اعظمؒ کو قرار دیا گیا ہے اور شاہ فہد پوری دنیا میں اسی قرآن
کو پھیلا رہے ہیں اس قرآن مجید میں دوسری جگہ سورۃ محمد کی آخری آیت کریمہ
یوں ہے:

ھآ نتم ھؤلآء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ سنتے ہو تم لوگ کہ تم کو بلاتے
ہیں خرچ کرو اللہ کے راستہ میں فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن
نفسہ پھر تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جو نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دے گا سو نہ دے گا
اپنے آپ کو واللہ الغنی وانتم الفقراء اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تم محتاج ہو وان
تتولوا یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم اگر تم پھر جاؤ گے تو بدل
دے گا اللہ اور لوگ تمہارے سوا وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح اس پر مولانا لکھتے ہیں۔

"یعنی اللہ تعالیٰ جن حکمتوں سے بندوں کو مصلحت پر خرچ کرنے کا
حکم دیتے ہیں اس کا حاصل ہونا تم پر کچھ منحصر نہیں"۔

شیخ سعدیؒ کا فرمان

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ:

منت منہ کہ خدمت سلطاں می کنی
منت ازو شناس کہ بخدمت بداشت

اگر مجھے بادشاہ نے اپنی خدمت کے لئے قبول فرمالیا ہے تو اس پر احسان نہ
کرنا کہ اگر میں نہ ہوتا تو بادشاہ کو پانی کون پلاتا' اگر میں نہ ہوتا تو بادشاہ کا بستر کون
بچھاتا' اگر میں نہ ہوتا بادشاہ کے جوتے کون اٹھاتا' فرمایا کہ تو ایک طرف ہو ہزار
آدمی یہاں اس کی خدمت کے لئے آنے کو تیار ہیں تیرا بادشاہ پر احسان نہیں بلکہ
بادشاہ کا احسان ماننا چاہیے کہ بادشاہ نے تجھے اپنی خدمت کے لئے قبول فرمالیا ہے۔

اس طرح مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جو دین پر خرچ کرنے کی
ترغیب دیتے ہیں تو وہ اللہ پر احسان نہیں ہم پر احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کچھ
خدمت جو ہے قبول فرمائی ہے' اور ہمیں موقع دیا ہے تو فرمایا فرض کیجئے اگر تم بخل کرو
اور اس کے حکم سے روگردانی کرو تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم کھڑی کردے گا جو تمہاری
طرح بخیل نہ ہوگی بلکہ نہایت فراخ دلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کے راستے
میں خرچ کرے گی۔

بہر کیف اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت پوری ہوکر رہے گی ہاں تم اس
سعادت سے محروم ہوجاؤ گے۔

فرمان نبوی ﷺ اور امام اعظمؒ

حدیث میں ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ دوسری قوم کون
ہے جسکی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے آپؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ (کے سر) پر
ہاتھ رکھ کر اشارہ فرمایا خدا کی قسم اگر ایمان ثریا (ستارے) پہ جا پہنچے تو فارس کے لوگ
وہاں سے بھی اس کو اتار لائیں گے۔ (تاریخ ابو نعیم بحوالہ مقدمہ کتاب التعلیم ....ص ۹۷) الحمد
للہ صحابہ کرامؓ نے اس بے نظیر ایثار اور جوش ایمانی کا ثبوت دیا کہ ان کی جگہ دوسری
قوم لانے کی نوبت نہ آئی فارس والوں نے اسلام میں داخل ہوکر علم اور ایمان کا وہ
شاندار مظاہرہ کیا اور ایسی زبردست دینی خدمات سرانجام دیں جنہیں دیکھ کر ہر شخص کو
لاچار اقرار کرنا پڑا کہ بیشک حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے موافق یہ قوم تھی جو بوقت
ضرورت عرب کی جگہ پر کرسکتی تھی ہزار ہا علماء وائمہ سے قطع نظر کرکے تنہا امام اعظم ابو

حنیفہؒ کا وجود اس پیشین گوئی کی شرط پر کافی ہے بلکہ اس بشارت عظمیٰ کے کامل اور اول مصداق امام صاحب ہی ہیں' رضی اللہ عنہم و رضواعنہ' اب آپ اندازہ لگائیں قرآن پاک کی ان دو پیشین گوئی کا مخاطب صرف حنفی نہیں بلکہ شافعی بھی اور شاہ فہد حنبلی ہے جو یہ قرآن کو تقسیم کر رہا ہے تو وہ صحیح کر رہا ہے یا غلط کر رہا ہے؟ (صحیح کر رہا ہے...... سامعین)

امام اعظمؒ درّ یکتا ہیں

حرم پاک میں بیٹھ کر تو سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کو اللہ نے وہ شرف عطا کیا کہ ان کی پیشین گوئی قرآن مجید میں موجود ہے جب کہ کسی اور امام کی پیشین گوئی کا اشارہ قرآن پاک میں موجود نہیں اور یاد رکھو کہ خلفاء راشدینؓ کی پیشین گوئی قرآن میں ہے یا نہیں؟ یقیناً ہے' لیکن کسی خلیفہ کا نام نہیں کہ وہاں صدیق اکبرؓ کا نام ہو' فاروق اعظمؓ کا نام ہو' لیکن اس پیشین گوئی کے مطابق جب یہ خلفاء بنے تو سب نے مان لیا کہ اس پیشین گوئی کے مصداق یہی تھے اس طرح اس پیشین گوئی میں اگرچہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کا قرآن میں نام نہیں لیکن اس دن سے لیکر آج تک ایسا بڑا امام پیدا ہوا ہی نہیں جس نے دین کو مکمل طور پر مرتب اور مدون کرایا ہو صرف چار امام ہیں جنہوں نے مکمل طور پر دین کو مرتب اور مدون کرایا۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ پھر ان کے شاگرد امام مالکؒ پھر ان کے شاگرد امام شافعیؒ پھر ان کے شاگرد امام احمد بن حنبلؒ ان میں امام احمدؒ بھی شیبانی قبیلے کے عربی النسل ہیں فارسی النسل نہیں' امام شافعیؒ بھی مطلبی قبیلہ کے عربی النسل ہیں فارسی النسل نہیں امام مالکؒ بھی اصبحی قبیلہ کے عربی النسل ہیں فارسی النسل نہیں' ایک ہی امام سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ وان چاروں میں فارسی النسل ہیں اگر ان چار میں دو فارسی النسل ہوتے شاید پھر الیکشن یا سلیکشن کی ضرورت پڑتی کہ اس پیشین گوئی کا مصداق کون ہے اب جگہ بھی ایک ہے سیٹ بھی ایک ہے امیدوار بھی ایک ہے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ تو جن کا ذکر یعنی امام صاحب کا قرآن پاک میں آجائے تو ان

سے بڑا امام کس کو کہا جائے گا اور جو آپ کے نام کے ساتھ امام اعظمؒ کا لفظ آتا ہے ساتھی حیران ہوں گے کہ یہ ایسا مشہور ہے کہ شیعہ کی کتابوں میں ملتا ہے' حنفی کتابوں بھی میں ملتا ہے مالکی کتابوں میں ملتا ہے' شافعی کتابوں میں بھی ملتا ہے اور حنبلی کتابوں میں بھی ملتا ہے' گویا سب اس پر اتفاق کرتے ہیں۔

غیر مقلدوں کا اعتراف حقیقت

ہمارے غیر مقلدوں کی یہ کتاب ''سبیل الرسول'' تقریباً ہر گھر میں ہوتی ہے دیکھئے اس نے بھی یہی لکھا ہے حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ جب خدا کسی سے کام لینا چاہتے ہیں تو اس کی طبعیت میں رجحان اور میلان پیدا کر دیتے ہیں آپ کی طبعیت نے یک لخت پلٹا کھایا آپ تحصیل علم کی طرف مائل ہو گئے' حافظہ بلا کا تھا' طبعیت علم کو ایسے جذب کرتی تھی جسے آپ پانی کو۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا کا فضل آپ کے شامل حال تھا اس کو منظور تھا ان کو دنیا میں علم کا ایک خاص مرتبہ عطا کرے اور زمانہ کا مجتہد بنائے آپ کی طبعیت کی صفائی' پاکیزگی' دین میں پارسائی مشہور تھی دماغ بڑا مضبوط' حافظہ بلا کا' قوت استدلال بڑی زبردست تھی تائید ایزدی سے آپ علم کی معراج کو پہنچ گئے آپ کے ہم عصر لاینحل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے علم کی خوبیوں اور بلندیوں کے سبب آپ امام اعظمؒ کے لقب سے مشہور ہو گئے بہت سے لوگوں نے آپ سے علم کی دولت پائی آپ کے شاگرد امام علم کے مرتبہ کو پہنچ گئے جن میں امام ابو یوسفؒ' امام محمدؒ' امام زفرؒ مشہور ہیں۔

امام اعظمؒ کا تقویٰ اور خدا خوفی

آپ بڑے عابد' زاہد' خدا ترس' متقی' پرہیزگار تھے دل ہر وقت خوف الٰہی سے لبریز رہتا تھا' اللہ کے حضور تضرع کرتے رہتے تھے اور بہت کم بولتے تھے بڑے سلیم الطبع' بلند اخلاق' پسندیدہ طبعیت' منکسر المزاج' ملنسار' بردبار' عالم باعمل اور فرشتہ خصلت انسان تھے' تقویٰ اور خوف خدا آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا'

دیانت آپ کی مسلّم تھی اس لئے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کس درجہ کے پاکردار' نیک' متقی' خدا ترس اور خشیت ایزدی سے لرزہ براندام رہنے والے انسان تھے کیا ان سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ انہوں نے دانستہ حدیث کے خلاف قیاس اور آراء کے دفتر تیار کئے ہوں ہرگز نہیں اب یہ حکیم صاحب کی کتاب ہے ہمارے غیر مقلد دوستوں کے ہر گھر میں موجود ہے انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کو امام اعظمؒ لکھا ہے اور ساری خوبیاں تسلیم کی ہیں اب آپ بھی حیران ہوں گے کہ آپ کو امام اعظمؒ کہا جاتا ہے وہ اس لئے کہ حدیث پاک میں آیا ہے:

عن ابی هریرة عن رسول الله ﷺ قال اعظم الناس نصیبا فی الاسلام اهل فارس (اعظم النصیب فی الاسلام اهل فارس) لو کان الایمان فی الثریا لتنا وله رجال من اهل فارس او کما قال رسول الله .

ایک اور روایت میں ہے:

ان الایمان لو کان معلقا بالعرش کان منکم من یحصله

پھر سلمان فارسیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

لو کان العلم بالثریا لتناوله رجال من اهل فارس.[1]

یا سلمان احب المجاهدین واحب المرابطین احب الفقراء ابونعیمؒ نے اپنی تاریخ میں سولہ صحابہؓ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے تو پاک پیغمبر ﷺ

(۱)..... امام جلال الدین السیوطی الشافعیؒ اور ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ:

اقول قد بشر ﷺ بالامام ابی حنیفة فی الحدیث الذی اخرجه فی الحلیة عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لو کان العلم با لثریا لتناوله رجال من ابناء فارس . واخرج الشیرازی فی الا لقاب عن قیس ابن سعد بن عباده رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لو کان العلم معلقاً با لثریا لتناوله قوم من ابناء فارس و حدیث ابی هریرة اصله فی صحیحی البخاری ومسلم

(تبییض الصحیفہ ..... ص ۳ ۷۳ 'الخیرات الحسان ..... المقدمہ الثالث)

نے شان یہ ہے کہ جن کا ان کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہوگیا تو قیامت تک ان کا نام زندہ رہے گا سکندر اعظم اور بھی بہت سے بادشاہ گزرے ہیں ان کے بارے میں کسی مؤرخ نے نہیں لکھا کہ ان کو دودھ پلانے والی عورت کا نام کیا تھا لیکن جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو ایک دن بھی دودھ پلا لیا اس کا نام بھی قیامت تک زندہ رہ گیا حلیمہ کی بچی نے لوریاں دیں ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کو اس بچی کا نام بھی زندہ رہ گیا ہے قیامت تک کے لئے رسول پاک ﷺ کی زبان مبارک سے مزاحاً کوئی جملہ نکلا ہے وہ بھی قیامت تک محفوظ ہوگیا ہے۔

ایک صحابیؓ کو بلا یا بلی ہاتھ میں لے کر آ رہے تھے آپ نے فرمایا یا ابا ہریرة' علماء کرام جانتے ہیں یہی ان کی کنیت مشہور ہوگئی اور کنیت اتنی مشہور ہوگئی کہ نام کے اندر اشتباہ ہوگیا ہے کوئی محدث کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ بتاتا ہے۔ اسی طرح حضرت علیؓ کو فرمایا قم یا ابا تراب' اسی طرح ان کی کنیت ابوتراب پوری دنیا میں مشہور ہوگئی' اس طریقہ پر آپ نے جس امام کے ساتھ امام اعظمؒ فرمادیا تو اس امام کے ساتھ اعظمؒ بھی لازم ہوگیا اپنے بھی امام اعظمؒ کہتے ہیں بیگانے بھی امام اعظمؒ کہتے ہیں حضرت کی زبان سے نکلا ہوا جملہ ایسا ثابت ہوا واقعات میں کہ امام مالکؒ بھی امام ہیں امام شافعیؒ بھی امام ہیں امام احمدؒ بھی امام ہیں اور ان کے مقلد کہیں صرف ایک ایک ملک یا دو دو ملک میں ہیں وہ امام جس کے مقلدین پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں جس طرح پہلے نبی برحق تھے لیکن وہ ایک ایک بستی کے لئے تھے اور ہمارے نبی ﷺ ساری دنیا کے نبی اسی طرح دوسرے امام ایک ایک علاقہ کے امام ٹھہرے اور ہمارے امام سیدنا امام ابوحنیفہؒ پوری دنیا کے امام ٹھہرے' اسی لئے ان کو امام اعظمؒ کہا جاتا ہے۔

حنفیوں اور شافعیوں کی بحث

ایک مرتبہ حنفیوں اور شافعیوں میں گفتگو ہوگئی کہ کن کا امام شان والا ہے شوق ہوتا ہے ناہر کسی کو اپنے امام کی شان بڑھانے کا ایک محدث بیٹھے تھے انہوں نے

کہا ایک بات کرتا ہوں تم میں سے دوسرے شور مچاتے ہیں تو بات ہمیں کیا سمجھ آئے گی ایک بات کرے وہ ہم سنیں پھر دوسرا بات کرے وہ ہم سنیں ایسے فیصلہ ہوسکتا ہے اس نے کہا پہلے میرے بھی چند سوال ہیں پہلے ان کا جواب ہوجائے پوچھا جی کیا ہے؟ اس نے کہا تم امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہو تم امام شافعیؒ کے مقلد ہو تو مقلدین کیا بیان کریں کس کا امام شان والا ہے پہلے دیکھیں کہ امام نے نہ بیان کردیا ہو تو شافعیوں سے پوچھا امام شافعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں کوئی رائے دی ہے فرمایا ہاں امام شافعیؒ فرماتے ہیں جتنی کتابیں دو اونٹ اٹھاتے ہیں اتنی کتابیں میں نے امام محمدؒ سے امام ابوحنیفہؒ کی پڑھیں تو پڑھنے کے بعد کوئی نتیجہ نکلا فرمایا ہاں امام شافعیؒ نے فرمایا قیامت تک آنے والے لوگ دین کی سمجھ کے اعتبار سے امام ابوحنیفہؒ کی نسل ہیں اور وہ اصل ہیں۔

دین سمجھ نہیں آسکتا جب تک امام ابوحنیفہؒ کو ابا جی نہ کہا جائے کہتے ہیں ناکہ:

ولی را ولی می شناسد

مجتہد کو مجتہد ہی پہچان سکتا ہے ہمیں کیا پتہ مجتہد کیا ہے پھر حنفیوں سے پوچھا بھئی کوئی امام ابوحنیفہؒ نے رائے امام شافعیؒ کے بارے میں دی ہو انہوں نے کہا امام ابوحنیفہؒ نے امام شافعیؒ کو دیکھا ہی نہیں جس رات امام ابوحنیفہؒ کی وفات ہے اس رات امام شافعیؒ کی پیدائش ہے [1]۔

(۱)..... حکمت خداوندی بھی عجیب ہے کہ جس سال کوئی نابغہ عصر اور مرکزی شخصیت دنیا سے روانہ ہوتی ہے اسی سال ایسے یگانہ عصر کا سال ولادت ہوتا ہے جو ان گزری ہوئی شخصیات کے علمی وعملی جانشین ہوتے ہیں مثال کے طور پر:

☆..... سیدنا امام ابوحنیفہؒ نے ۱۵۰ھ میں وفات پائی تو اسی سال حضرت امام شافعیؒ پیدا ہوئے۔

☆..... امام شافعیؒ ۲۰۴ھ میں فوت ہوئے تو اسی سال حضرت امام مسلمؒ پیدا ہوئے۔

☆..... حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ ۱۲۴۶ھ میں فوت ہوئے تو اسی سال حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پیدا ہوئے۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

ایک لطیفہ

بعض کتابوں میں عجیب لطیفہ لکھا ہے کہ حنفی شافعی بات کرنے لگے بھئی دیکھو ہمارا امام آیا تو تمہارا چلا گیا حنفی کہنے لگے جب تک ہمارا امام تھا تمہارا امام ڈرتا تھا آتا نہیں یہ گیا تو وہ آیا ہے ایک دوسرے بزرگ بیٹھے تھے انہوں نے کہا یہ ائمہ کی توہین ہے یوں کہو ایک امام گیا تو اس کی جگہ دوسرا آگیا تاکہ کام چلتا رہے تو ایسی باتیں نہ کرو۔

تو پھر اس محدث نے کہا شافعیوں بات تو سامنے آگئی جب تمہارے امام اس کو امام مان رہے ہیں تو تم کیوں مکالمہ کرتے ہو کہا چلو آگے بات بڑھالیں کہ بڑی مشہور بات ہے دنیا اس کو مانتی بھی ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے امام شافعی کے شاگرد کتنے ہیں اور کیا کررہے ہیں کہ جی دو شاگرد ہیں مشہور مزنی اور برائیتی مدرسوں میں پڑھا رہے ہیں فرمایا ٹھیک ہے۔

اچھا جی امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد کتنے ہیں اور کیا کررہے ہیں بتایا گیا کہ چار سو تو عدالتوں میں جج ہیں اور چھتیس شاگرد وہ ہیں جو قاضیوں کو ٹریننگ دینے کی اہلیت رکھتے ہیں اور دنیا کے کسی کونے میں کوئی مدرسہ ایسا نہیں جس میں امام صاحبؒ کا شاگرد امامت یا درس حدیث یا درس فقہ نہ دے رہا ہو تو انہوں نے فرمایا بھئی مقابلہ تو بنتا ہی نہیں کس بات پر بحث کررہے ہو تو اسی لئے امام اعظم ابوحنیفہؒ کو امام اعظمؒ کہا جاتا ہے کہ حضرت پاک ﷺ کی زبان مبارک سے اعظم کا نکلا ہوا جملے کو اللہ نے اتنی شرف قبولیت فرمائی کہ اللہ نے ہر مقام پر امام اعظمؒ کو امتیازی شان عطا فرمائی۔

عبادت میں دیکھو تو چار اماموں میں صرف ایک امام ملے گا جس نے چالیس سال عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی اب یہ کرنا مشکل ہے لیکن کرنے والے پر اعتراض آسان ہے گزشتہ سال میں کراچی گیا تو میں اندر بیٹھا ہوا تھا ایک غیر مقلد دوست باہر تھا اس نے کسی سے کہا میں نے اندر جانا ہے سنا ہے مولانا

امین صاحب آئے ہوئے ہیں میں نے ان سے باتیں پوچھنی ہیں اس نے کہا پہلے مجھ سے پوچھ بعد میں ان کے پاس جانا اس نے کہا امام صاحب جو ساری رات عبادت کرتے تھے یہ بدعت نہیں ہے اس نے کہا قرآن میں ہے والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما (الفرقان:۶۴) اس کا ترجمہ تم سنادو کہ اللہ کے نیک بندے ساری رات قیام اور سجدہ میں گزارتے ہیں امام صاحبؒ نے اگر اس آیت پر عمل کرلیا تو کون سا گناہ ہوگیا تم اگر عمل نہیں کرسکتے تو کم از کم کرنے والے کو برا تو نہ کہو اس نے کہا یہ تو ہوگئی ٹھیک بات میں نے کہا میری ایک بات کا جواب دو وہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ جب بھی حدیث لکھتے تو غسل کرتے اور دو رکعت نفل پڑھتے بتاؤ یہ سنت ہے یا بدعت ہے کیا کسی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کوئی بات کہنے سے پہلے غسل کرتے ہوں اور نفل پڑھتے ہوں یہ تم بتادو سنت ہے یا بدعت ہے تو اب اسے میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں رہی وہیں سے واپس چلا گیا۔

تو خیر ایک دوست مجھ سے کہنے لگا اجی چالیس سال عبادت کرتے رہے تو بیوی کے حقوق کیسے ادا کئے ہوں گے میں نے کہا آپ ان کی بیوی ہیں یا بیوی کے وکیل ہیں آپ کو کیا ہے مطالبہ تو وہی کرے جس کا حق ضائع ہورہا ہو کیا کبھی امام صاحبؒ کی بیوی نے فرمایا کہ میرا حق پورا نہیں ہورہا ہے اور امام صاحبؒ کی اولاد ہوئی یا نہیں؟ ہوئی ہے تو یہ حق ادا کئے بغیر ہوئی ہے تو مقصد یہی ہے کام کرنا مشکل ہوتا ہے اس کام پر اعتراض کرنا آسان ہوتا ہے خود سے تو کام ہوتا نہیں لیکن کرنے والے کو برا ثابت کردیا جائے ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کا لقب صادق اور امین مشہور تھا ایسے ایماندار تھے کہ کافروں نے آپ کے پاس امانتیں رکھیں اور امام صاحبؒ کا وصال جس دن ہوا ہے اس دن پانچ لاکھ کی امانتیں امام صاحبؒ کے گھر میں پڑی ہوئی تھیں، اور اعتراض امام صاحبؒ کی امانت پر وہ کرتا ہے جس کو کوئی پانچ روپے دیکر اتنا اعتماد نہیں کرتا کہ وہ واپس کردے گا وہ اس آدمی پر اعتراض کرتا ہے کہ جس کے اس زمانے میں پانچ لاکھ امانتیں رکھی ہوئی تھیں اور امام صاحبؒ محدثین پر خرچ کرتے تھے۔

امام صاحبؒ کی استغناء

ایک دفعہ خلیفہ نے کہا امام صاحبؒ کو پیسے بھیجے جائیں امام صاحبؒ کو پتہ چلا آپ نے فرمایا ان کو کہہ دینا امام صاحبؒ نے آج بولنا نہیں چپ کا روزہ رکھا ہے وہ ہزار روپیہ لیکر آیا امام صاحبؒ خاموش رہے وہ رکھ کر چلا گیا امام صاحبؒ نے اس کے جانے کے بعد اس میں پرچی لکھ کر رکھ دی یہ خلیفہ کی امانت ہے اسکو امانتوں میں رکھ دیا جائے بیٹے کو وصیت فرمادی جب میرا انتقال ہوجائے تو جیسے باقی امانتیں واپس کروگے ویسے ہی یہ خلیفہ کی امانت بھی واپس کردینا۔

امام صاحبؒ کی آخری دو وصیتیں

امام صاحبؒ نے آخری وصیتیں دو فرمائی تھیں ایک یہ کہ مجھے اس قبرستان میں دفن نہ کرنا دوسرا یہ کہ یہ ہزار روپیہ واپس کردینا تو جب وہ ہزار روپیہ لیکر پہنچا اور پیش کیا تو ساتھ یہ بھی کہہ دیا امام صاحبؒ نے یہ وصیت کی ہے اس قبرستان میں دفن نہ کرنا یہ غصب کیا ہوا ہے تو خلیفہ منصور کہتا ہے امام صاحبؒ تو زندہ تھا پھر بھی ہم تجھ سے بچ نہیں سکتے تھے اب تو مرگیا ہے لیکن پھر بھی تو نے معاف نہیں کیا اب یہ تیری وصیت قیامت تک زندہ رہے گی اور ہماری یہ بددیانتی ہمیشہ کے لئے باقی رہے گی کہ یہ لوگ غاصب تھے تو نے مرکر بھی ہمیں معاف نہیں کیا آپ نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے جس کا زیادہ رعب دبدبہ ہوجائے حکومت اس کو دبانے کی کوشش کرتی ہے کہیں یہ حکومت کے لئے مسئلہ نہ بن جائے جیسے کافر انگریز کہتے ہیں اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا ہے فقہ حنفی حکومت کے ذریعے پھیلی ہے۔

فقہ حنفی عالمگیر فقہ ہے

عجیب بات یہ ہے امام صاحبؒ نے دونوں دور پائے ہیں اموی دور بھی عباسی دور بھی اموی حکومت نے بھی آپ کو کوڑے لگائے ہیں اور عباسیوں نے آپ کو زہر دیکر شہید کیا ہے وجہ کیا تھی حکومتیں نہیں چاہتی تھیں امام صاحبؒ کی فقہ اتنی

پھیل جائے اور ان کا اثر و رسوخ ہو جائے لیکن فقہ حنفی زمانے کی ضرورت تھی جس طرح مدرس کو نصاب کی ضرورت ہے' قاضی کو فیصلوں کی ضرورت ہے حکومت کی مخالفت کے باوجود ہر مسجد میں فقہ حنفی پہنچ رہی تھی' ہر عدالت میں فقہ حنفی پہنچ رہی تھی' ہر جگہ فقہ حنفی پہنچ رہی ہے' حکومتیں مخالفت کر رہی تھیں ابھی آپ نے مجھ سے پہلے سنا سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور پوری نماز کا حساب ہوگا امام صاحبؒ کو چھوڑ کر یہ اپنی پوری نماز نہیں ثابت کر سکتے۔

تبلیغی دوست کا مکالمہ

ہمارا ایک تبلیغی ساتھی تھا لاہور ہوسٹل میں جگہ نہیں ملی الگ کہیں جگہ ملی اس کے قریب ہمارے دوستوں (یعنی غیر مقلدوں) کی مسجد تھی تو وہ ایک آدھ نماز اور چھٹی کے دن اس کو دو تین نمازیں پڑھنے کا موقعہ ملتا بہت بڑی مسجد تھی کہتے ہیں ایک دن جب میں گیا نماز پڑھنے لگا تو دو تین ساتھی میری طرف غور کر کے دیکھنے لگے میں نے کہا آج خیر نہیں ہے میں نے سوچا یہ مجھے بلائیں گے مناسب ہے میں خود ہی کیوں نہ چلا جاؤں میں نے جا کر السلام علیکم کہا کہنے لگے بڑی خوشی ہے تم جوانی میں نماز پڑھتے ہو لیکن یہ نبیؐ والی نماز نہیں ہے امتی والی نماز ہے اس نے کہا جی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے' میں نبیؐ نہیں ہوں امتی ہوں' امتی ہوں تو امتی والی نماز پڑھوں گا' اس نے کہا نہیں یہ نماز مکہ مدینہ والی نہیں کوفہ والی ہے اس نے کہا یہ تو خیر مجھے نہیں پتہ ہر شہر کی نماز الگ ہوتی ہے مکہ کی اور ہے مدینہ کی اور ہے کوفہ کی اور ہے میں تو اوکاڑہ رہتا ہوں مجھے اوکاڑہ والی نماز سکھا دیں کہتا ہے جب اوکاڑہ کا نام سنا تو کہا اچھا تو شیطان کے پاس جاتا ہوگا اس نے کہا آپ نے اس کو کیسے شیطان کہا؟ وہ تو فقہ کو مانتا ہے حدیث میں ہے: **فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد**

(ترمذی شریف...... ج ۲ ص ۹۳، سنن ابن ماجہ...... ص ۲۲)

شیطان تو فقہ کا انکار کرتا ہے اور وہ تو فقہ کو مانتا ہے تو آپ نے ماننے والے کو کیسے شیطان کہہ دیا؟ اس نے کہا دیکھا نا تو اس کے پاس جاتا ہے کہتا ہے اس کے پاس

جاتا ہوں تو حدیث ہی سن کے آیا ہوں کچھ اور سن کر تو نہیں آیا اس نے کہا بس بحث نہ کرو تم صحیح نماز سیکھ لو میں نے کہا سکھاؤ اس نے صلوٰۃ الرسول سیالکوٹی صاحب کی کھولی اور رفع یدین کرنے کی دو تین حدیثیں دکھا دیں میں نے کہا ٹھیک ہے عصر کے وقت میں آیا سارے غیر مقلد بیٹھے ہیں میں نے نماز باہر پڑھ لی اور نماز پڑھنے کے بعد اندر چلا گیا جا کر چار دفعہ رفع یدین کیا چار رکوع کیا اس کے بعد آ کر بیٹھ گیا انہوں نے پوچھا نماز پڑھ لی میں نے کہا جی پڑھ لی انہوں نے کہا پوری تو نہیں پڑھی میں نے کہا پوری تو امتی والی تھی آپ نے اتنی ہی بتائی ہے میں نے سوچا میرے لئے تو کام آسان ہو گیا دو رکوع کر لیا کروں گا چار مرتبہ رفع یدین پوری تو آپ نے بتائی نہیں پہلے مجھے نماز کی شرطیں بتا دو کتنی ہیں؟ کہنے لگے دیکھا نا اس کے پاس جاتا ہے جا مولانا درخواستی کو لا اس نے کہا جی مجھے سکھا دیں پھر میں مولانا اوکاڑوی کو لے آؤں گا مولانا درخواستی کو تو آتی ہے جاؤ مولانا عبید اللہ انور کو لاؤ کہا مولانا نماز میں نے سیکھنی ہے میں حاضر ہوں اور سکھائیں پوری پہلے شرطیں بتائیں نماز کی شرطیں کتنی ہیں؟ وہ کہاں سے آئیں امام اعظمؒ کا دامن پکڑیں تو شرطیں آئیں خیر وہ چلے گئے اب یہ کالج کے لڑکے ہیں ان کو کوئی چھیڑے تو اللہ بچائے شام کے وقت ہم ڈیڑھ سو (۱۵۰) لڑکے چلے گئے اقامت ہو رہی تھی ان کی صف سے آگے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا دیکھو پہلے ہم نماز پڑھتے تھے آپ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے اب ہمیں صحیح نماز سکھاؤ تو پھر نماز پڑھنے دیں گے اب وہ منتیں کریں جب دیر زیادہ ہو گئی مصلی پر ہمارا لڑکا کھڑا ہو گیا ہم نے نماز پڑھائی انہوں نے علیحدہ پڑھی اور سنتیں نہیں پڑھیں چلے گئے ہم نے کہا سنتیں وغیرہ پڑھیں گے ہم پھر مکمل نماز سیکھیں گے پھر عشاء کے وقت ہم چار سو آدمی چلے گئے انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر دیا ہم باہر کھڑے ہو گئے مولوی چار بھی ہوں تو چار سو دیکھنے والے ہو جاتے ہیں کہ بھئی مولویوں کو ہو کیا گیا ہے ادھر بازار کے آدمی بھی آ گئے کیا ہو گیا ہے ہم ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہیں کہ خدا کے لئے اللہ کے نبیؐ والی نماز سکھا دیں اور وہ اندر سے ہاتھ جوڑ رہے ہیں اللہ کے لئے ہماری جان چھوڑ دو ہم کہتے ہیں تم کہتے تھے تمہاری نماز ہوتی نہیں کہنے لگے تمہاری ہوتی

نہیں ہمیں آتی نہیں۔ تو بھئی یہ حال ہے۔

ہم سچے اہل حدیث بننے کو تیار ہیں

ملتان میں ایک مرتبہ ایک لڑکا میرے پاس آ گیا جی ہمیں بہت تنگ کرتے ہیں ایک دن اس سے بات کرلو آپ کا کیا مقصد ہے یہی مقصد ہے ناں کہ اہلحدیث بن جاؤ تو تم ایک مرتبہ کہو میں قسم کھا کر کہتا ہوں میں اہلحدیث ہونے آ گیا ہوں غصہ سے بات نہیں کرنی لیکن سچا اہلحدیث بننا ہے میں نے کہا جس دن تکبیر اولی سے سلام تک نماز سکھا دو گے اس دن سچا اہلحدیث بننا ہے میں نے' میں ابھی بیٹھا ہوں ابھی آپ سکھا دیں ابھی میں اہلحدیث بن جاؤں گا آپ سال کے بعد سکھائیں میں سال کے بعد آ جاؤں گا لیکن اتنی دیر غلط نماز پڑھوں تو گناہ آپ کو ہوگا اور مولانا نے ان سے پوچھا کہ امام تکبیر تحریمہ اونچی کہتا ہے اس کو میں نے بتایا کہ کہنا میں اکثر نماز میں تو اکیلا پڑھتا ہوں اکیلا تکبیر تحریمہ اونچی کہے یا آہستہ ذرا اس کی حدیث سنا دو وہاں تو اذا کبـر فکبـروا ہے یہاں تو اتنا بھی نہیں سنا سکتا اگرچہ اگلے مسئلہ کی حدیث انہیں نہیں آئی چار دن کے بعد وہ لڑکا میرے پاس آیا کہنے لگا مولوی صاحب پہلے وہ میرے پیچھے پیچھے پھرتے تھے اب میں ان کے پیچھے پیچھے پھرتا ہوں میں کہتا ہوں بھئی جس دن تم مجھے پوری نماز حدیث سے سنا دو گے میں اہل حدیث ہو جاؤں گا مجھ سے حلفیہ بیان لے لو اسٹام لکھوا لو جیسا چاہتے ہو کر لو اور پہلے میں یہی بات پوچھتا ہوں جب آدمی اکیلا نماز پڑھتا ہے تو فرض سے پہلے سنتیں پڑھنی پڑتی ہیں تو تکبیر اولی میں اونچی کہوں یا آہستہ وہ مجھ سے لڑ پڑتے ہیں میں فون کرتا ہوں ان کے مدرسے میں بھئی اس مسئلہ کی حدیث کہاں ہے مجھے بتا دو تو وہ مجھے گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں میں ان کے پیچھے پیچھے پھرتا ہوں خدا کے لئے مجھے اہلحدیث بنا لو اللہ کے واسطے مجھے اہلحدیث بنا دو لیکن اب وہ مجھے اہلحدیث نہیں بناتے پتہ نہیں بات کیا ہوگئی گالیاں میں نے ان کو نہیں دیں اور ان سے صرف اتنی بات کہتا ہوں خدا نے پوری نماز کا حساب لینا ہے۔

چار مسئلے

ایک دن دو لڑکے آ گئے کہنے لگے جی وہاں غیر مقلد مولوی صاحبان صرف قرآن مجید اور بخاری شریف لے کر بیٹھے ہیں کہتے ہیں میں آج صرف اس پر فیصلہ ہونا ہے آپ چلیں یا کسی کو بھیجیں میں نے کہا کسی کو جانے کی ضرورت نہیں نماز آپ نے سیکھنی ہے آپ سیکھ آئیں پھر بعد میں ہم چلے جائیں گے کہنے لگا جی وہ کہتے ہیں پوری نماز نہیں سکھانی میں نے کہا باقی کہاں سے سیکھو گے؟

چلو میں نے کہا یہ چار باتیں سیکھ آؤ باقی بعد میں سہی لیکن اسی ترتیب سے جس طرح نماز کی ترتیب ہے پہلا اختلاف سینے پر ہاتھ باندھنے کا ہے یہ بخاری شریف سے دکھا دیں؟ ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے اب وہ بخاری لے کر بیٹھے تھے جی حدیث کا پہلا اختلاف یہ ہے اب بخاری میں کہاں آپ تو کہتے تھے قرآن اور بخاری سے سب کچھ مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے گا یہ تو پہلے مسئلہ کا حل نہیں ہوا دوسرا مسئلہ جو ہے وہ قرآن کا ہے جی ۱۱۳ سورتیں آپ امام کے پیچھے نہیں پڑھتے صرف ایک پڑھتے ہیں تو پہلے بخاری سے دکھائیں جی ۱۱۳ سورتیں پڑھنی منع ہیں؟ کہاں سے دکھائیں بچارے؟ اب ان کو بخاری کھول کر دکھائیں کہنے لگے جی رکھ دو رکھ دو آپ ہی لیکر بیٹھے تھے' ہم نے کہا تیسری بات آمین کا جھگڑا ہوتا ہے زیادہ رکعتیں ہم اکیلے پڑھتے ہیں اکیلا آدمی آمین بلند آواز سے کہے ذرا اس کی حدیث دکھا دیں؟ اور امام کے پیچھے ہم سترہ رکعتیں پڑھتے ہیں اور یہ گیارہ رکعات میں آمین آہستہ کہتے ہیں یہ ایسی حدیث دکھا دیں کہ مقتدی گیارہ رکعتوں میں آمین آہستہ کہے؟ تیسری یہ دکھا دو چھ رکعات میں بلند آواز سے کہیں؟ کہنے لگے جی نہیں حضور ﷺ نے آمین اونچی کہی تھی (ہم نے کہا) جی مقتدی بن کر یا امام بن کر (کہنے لگے) امام بن کر (ہم نے کہا) اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہم تو مقتدی ہیں ہمیں مقتدیوں والے مسئلے کی ضرورت ہے اکیلے نماز پڑھنے کا ہمیں طریقہ آنا چاہئے امام والی نماز کی ضرورت ہمیں نہیں ہے کیوں ہم مقتدی ہیں ہم سے مقتدی والی نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا نہ ہم امام

ہیں نہ ہم سے امام کی نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

چوتھا یہ کہ آپ چار رکعت میں دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں اور اٹھارہ جگہ نہیں کرتے تو اٹھارہ زیادہ ہیں تو اٹھارہ کی نفی دس کا اثبات اور ساتھ ہمیشہ کا لفظ ہو مجھے کہنے لگے جی آپ نے ہمیں یہ اچھا نسخہ بتادیا وہ روزانہ بخاری بخاری پکارتے ہیں پہلے سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث دکھاؤ کہ یوں ترتیب ہونی چاہئے کیونکہ ترتیب اللہ اور رسولؐ والی صحیح ہے جو اللہ اور رسولؐ والی ترتیب کو مانتا ہے وہ اسی ترتیب پر بات کرے گا جو اللہ اور رسولؐ والی ترتیب نہیں مانتا وہ اس ترتیب پر بات کرنے کو تیار نہیں ہوگا تو عرض کررہا تھا امام صاحب کو سب نے امام اعظمؒ مانا۔

مسئلہ فاتحہ خلف الامام

سوال نمبر (۱): آپ امام صاحب کی تعریف بیان کرتے ہیں حالانکہ آپ کے لوگ بغیر فاتحہ کے نماز پڑھتے ہیں بخاری میں ہے بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی آپ بھی اپنے مسلک پر کوئی دلیل دیں؟

جواب: تو بھئی ہم نے کس دن کہا ہے ہم بغیر فاتحہ کے نماز پڑھتے ہیں کبھی کسی حنفی نے کہا ہے ہم بغیر فاتحہ کے نماز پڑھتے ہیں؟ جو ہم کہتے ہیں وہ دیکھو جیسے روایت میں ہے لا جمعة الا بخطبة (سنن کبری بیہقی ...... ج ۳ ص ۹۶) کہ جمعہ بغیر خطبہ کے نہیں ہوتا آپ سارے خطبہ پڑھتے ہیں؟ (نہیں ...... سامعین) پھر آپ باہر جا کر کہتے ہیں میں بغیر خطبہ کے نماز پڑھ کر آیا ہوں؟ بلکہ آپ کہتے ہیں خطبہ والا جمعہ پڑھ کر آیا ہوں جس طرح مؤذن کی اذان سب محلے والوں کی طرف سے ہو جاتی ہے کوئی نہیں کہتا ہم نے بغیر اذان کے نماز خلاف سنت پڑھی ہے' ایک اقامت پوری جماعت کے لئے کافی ہے' ایک سترہ پوری جماعت کے لئے کافی ہے تو کبھی ہم نے نہیں کہا ہم نے نماز بغیر فاتحہ کے پڑھی ہے جیسے خطیب کا خطبہ ہماری طرف سے ہوجاتا ہے یہ ہم نہیں کہتے بلکہ اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے:

من کان له امام فقرأة الامام له قرأة

(فتح القدیر ...... ج ۱ ص ۲۳۹' مسند احمد ...... ج ۳ ص ۳۳۹)

(موطا امام محمد ...... ص ۹۶' مسند امام اعظم ...... ص ۶۱)

جو امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو امام کی طرف سے پڑھا ہوا فاتحہ اور سورت اس کی طرف سے بھی ہوجاتی ہے' ہاں ان کے ذمہ یہ ہے کہ امام کی قرات ایک سو تیرہ سورتوں میں کافی ہوجاتی ہے اور ایک سو چودہ میں نہیں ہوتی چونکہ ایک سو تیرہ سورتیں یہ بھی نہیں پڑھتے۔

ختم فاتحہ کا واقعہ

پچھلے رمضان میں آخری عشرہ کے اندر ختم قرآن ہوتا ہے اور بعض جگہوں میں تقریریں بھی ہوتی ہیں میری بھی ایک جگہ تقریر تھی ساتھ قریب ان غیر مقلدین کی مسجد بھی ہے یہ میرے ساتھ پھر رہے تھے کہنے لگے جی آج ہمارے ہاں بھی ختم قرآن ہے میں نے کہا ختم قرآن ہے یا ختم فاتحہ؟ (کہنے لگے اس کا کیا مطلب جی)؟ میں نے کہا آپ نے تو فاتحہ پڑھی ہے قرآن تو اکیلے امام نے پڑھا ہے دعا یوں کرنی چاہئے یا اللہ امام صاحب کا پورا قرآن اور ہماری سورۃ فاتحہ قبول کرنا کہنے لگے نہیں جی جو امام نے پڑھی وہ ہماری طرف سے بھی ہوگئی میں نے کہا پھر ایک سو چودہویں سورۃ نے کونسا قصور کیا ہے وہ نہیں ہوتی؟ ایک سو تیرہ ہوجاتی ہیں تو ایک سو چودہویں بھی ہوجاتی ہے' دیکھو بھئی کبھی کسی حنفی نے کہا ہم نے بغیر فاتحہ کے نماز پڑھی ہے ہم نے کہا میں بغیر اذان' بغیر اقامت' بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھ کے آیا ہوں ہم تو کہتے نہیں پتا نہیں ہمارے اوپر جھوٹے الزام کیوں لگادیئے جاتے ہیں تو بھئی ہم اپنے مسئلہ کے ذمہ دار ہیں اس کے نہیں۔

فقہ حنفی پر بہتان

سوال نمبر ۲: آپ کے فقہ حنفی میں گندے ترین مسائل ہیں کہ ماں بہن سے نکاح

کرلو حد شرعی نہیں حالانکہ زانی پر حد ہے جواب دیں؟

جواب :- دیکھئے مسئلہ پورا سامنے آجائے تو بات ویسے ہی ختم ہوجاتی ہے ہماری فقہ حنفی کا مسئلہ یہ ہے کہ ماں بہن سے نکاح کرنا تو اپنی جگہ پر رہا صرف اتنا کہنا کہ ماں بہن سے نکاح جائز ہے وہ اسی وقت کافر مرتد اور واجب القتل ہے کسی حنفی سے پوچھ لیں۔

اب اگلی بات سمجھیں فقہ حنفی اس پر زنا کی حد نہیں لگواتی بلکہ مرتد سمجھ کر قتل کرواتی ہے اور یہ کہتے ہیں نہیں مسلمان ہے حد لگائی جائے زنا کی، قتل نہ کیا جائے۔

دلیل :- درمختار (ج ۳، ص ۱۷۹) کے یہ الفاظ ہیں ویکون التعزیز بالقتل کمن وجد رجلا مع امرأة لا تحل له، ابوداؤد میں بھی یہی سزا ہے قتل کی حضرت ابو بردہؓ کو حضور ﷺ نے بھیجا فلاں آدمی کو قتل کر آؤ اس نے باپ کی بیوی سے نکاح کیا ہے تو قتل کرنا زنا کی حد نہیں ارتداد کی حد ہے اب یہ کہتے ہیں کسی غیر مقلد نے اپنی بہن سے نکاح کرلیا تو دونوں کو سو سو جوتے ماردو تاکہ دوسری مرتبہ وہ پھر کرلے اور اگر خدانخواستہ فقہ حنفی نافذ ہوجائے اسی وقت دونوں کو قتل کردیا تو باقی بہنیں کس کا منہ دیکھیں گی تو غیر مقلدوں کی پیداوار ہی بند ہوجائے گی اس لئے وہ بیچارے پریشان ہوجاتے ہیں اب دیکھیں پورا مسئلہ بتائیں تو وضاحت ہوجائے گی۔

ایک مرتبہ دو مولوی صاحبان آگئے دس بارہ اور آدمی بھی تھے درمختار رکھ لی دیکھو لکھا ہوا ہے حد نہیں ہے میں نے کہا آگے دیکھو کیا لکھا ہوا ہے تعزیر ہے میں نے کہا تعزیر کیا ہے؟ کہ دو تین طمانچے ماردو کہنے لگا جی تعزیر تو اتنی ہوتی ہے میں نے کہا یہ قانون کی کتاب ہے یہاں اتنا ہے اگلا باب تعزیر کا ہے اس میں لکھا ہوا ہے قتل کیا جائے گا وہ کہنے لگا جی اسی کتاب میں لکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں اسی کتاب میں آگے لکھا ہے کہنے لگا وہ اب تک جھوٹ بولتے رہے ہیں کہ ان کی کتابوں میں ایسے مسائل لکھے ہوئے ہیں پھر حد نہ ہونے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔

مناظرہ راولپنڈی

راولپنڈی کے مناظرہ میں انہوں نے یہ عبارت پیش کی اس قسم کی عبارتیں

پیش کرتے رہتے ہیں حد نہ ہونے کا معنی کبھی تو کہتے ہیں جائز ہے اور کبھی کہتے ہیں گناہ نہیں تو میں نے وہاں بھی پوچھا آپ سے بھی پوچھتا ہوں کوئی آدمی شراب پی لے کتنی حد ہے اسی کوڑے اور اگر کوئی پیشاب پی لے تو کتنے کوڑے حد ہے؟ کوئی نہیں، اب اندازہ لگاؤ شراب پینے پر حد ہے اور پیشاب پینے پر حدیث میں کوئی حد نہیں۔ میں نے کہا یا تو حدیث دکھاؤ حد ہے یا تو پھر پی کر دکھا دو کیونکہ آپ کا مطلب یہ ہوتا ہے اگر حد نہ ہو تو کام جائز ہے تو دیکھئے پورا مسئلہ ہمارا یہی ہے نکاح کو اگر جائز کہہ دے تو کافر ہے، مرتد ہے، واجب القتل ہے علماء حضرات موجود ہیں (فتح القدیر ج ۵، ص ۴۲) میں لکھا ہوا ہے ہمارے کسی مدرسہ سے فتویٰ منگوالیں لکھا ہوا ہے وہ مرتد کافر واجب القتل ہے، دوسری بات آپ سے پوچھتا ہوں کہ نماز پانچ وقت پڑھتے ہیں فرض ہے اس کا حساب ہونا ہے وہ تو آتی نہیں ان کو اور یہاں کسی نے ماں یا بہن سے نکاح کیا ہے؟ رقعہ آگیا ہے ماں یا بہن سے نکاح جائز کہا ہے، کس نے کیا ہے؟ تو اللہ کے بندوں تم سے پوچھا جاتا ہے جو تم کررہے ہو نماز سب سے پہلے پوچھی جانی ہے نماز سکھادو کیا ہے اور کس طرح پوری نماز پڑھی جانی چاہئے؟

سوال نمبر ۳ :- امام شافعیؒ کے نزدیک فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین فرض ہے اس کو ترک کرنے والا امام شافعیؒ کا منکر نہیں ہوگا اور اگر امام شافعیؒ کی تقلید کی جائے تو امام ابوحنیفہؒ کی خلاف ورزی ہوگی اس سے بہتر ہے کسی کی تقلید نہ کی جائے؟

الجواب :- تو مطلب یہ ہے کہ نماز چھوڑ دی جائے یا حنفیوں والا شافعیوں والا مالکیوں اور حنبلیوں والا طریقہ ان کا تو آپ کو پتہ لگ گیا ہے نہ کہ تقلید چھوڑنے کا مقصد یہ ہے نماز چھوڑ دی جائے دین اسلام کو خیر آباد کہہ دیا جائے۔

باقی دیکھئے اللہ نے جتنے نبی بھیجے ہیں سارے برحق ہیں موسیٰ علیہ السلام برحق ہیں عیسیٰ علیہ السلام برحق ہیں حضور اکرم ﷺ ہفتہ کے دن جمعہ کی نماز پڑھتے تھے؟ نہیں تو موسیٰ علیہ السلام ہفتہ کی عبادت کرتے تھے آپ بھی ہفتے کی عبادت کرتے ہیں؟ (نہیں...... سامعین) کیوں وہ برحق نہیں تھے؟ اچھا آپ اتوار کو عیسیٰ علیہ السلام والی عبادت کرتے ہو؟ (نہیں...... سامعین) کیوں وہ برحق نہیں تھے؟

دیکھو برحق ہونا علیحدہ چیز ہے، برحق ہم سب کو مانتے ہیں جن مسائل میں ہمارا اماموں سے اختلاف ہے ہم ان میں اپنے مسائل کو ناسخ اور ان کے مسائل کو منسوخ اپنے مسائل کو راجح اور ان کے مسائل کو مرجوح کہتے ہیں۔

جس طرح منسوخ پر عمل جائز نہیں اسی طرح مرجوح پر عمل جائز نہیں چاروں اماموں کی تقلید چھوڑنے پر تو نماز ہی باقی نہیں رہے گی یہ تو آپ کو پتہ چل گیا ائمہ کو چھوڑ کر نماز بنے ہی نہیں۔

بابائے غیر مقلدیت کون؟

سوال نمبر۴: غیر مقلدوں کے بانی کا نام اور ان کے مذہب کی اشاعت تاریخ کے حوالہ سے بتائیں؟

جواب:- ان کے بانی کا نام عبدالحق ہے جو بنارس میں رہتا تھا عبدالحق بنارسی میاں نذیر حسین کے استاد مولوی عبدالخالق نے (تنبیہ الضالین ...... ص ۳ پر) لکھا ہے سو بانی مبانی اس نئے بدعتی مذہب کا عبدالحق بنارسی ہے جو دھوکہ کیلئے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی جماعت میں شامل ہوا تھا اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اس کو جماعت سے نکال دیا تھا۔

بابائے مقلدین کا عقیدہ

دو باتیں اس کی شاہ اسماعیل شہیدؒ کو پہنچیں پہلی یہ کہ صحابہؓ سے ہمارا علم زیادہ ہے (استغفر اللہ) اس لئے کہ حدیث کی کتابوں میں کسی صحابیؓ سے ایک حدیث مروی ہے کسی سے دس مروی ہیں کسی سے بارہ مروی ہیں ہمیں تو ہزاروں حدیثیں یاد ہیں دوسری بات اس نے یہ کہی اگر عائشہؓ حضرت علیؓ سے لڑ کر بے توبہ مری تو مرتد مری۔ (کشف الحجاب ...... ۴۲)

معاذ اللہ، معاذ اللہ، معاذ اللہ

ایک دوسرے کا علم ناپنے کی ان کو عادت ہوتی ہے اس لئے یہ اکثر کہا کرتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کو تین حدیثیں یاد تھیں کوئی کہتا ہے گیارہ یاد ہیں کوئی بڑا

ہی احسان کرے تو کہتا ہے سترہ یاد تھیں میں کہتا ہوں منکرین حدیث سچے ہیں اگر امام صاحبؒ کو سترہ حدیثیں یاد تھیں تو اس زمانے میں کسی کو اٹھارہ یاد نہیں تھیں بالکل پکی بات ہے کیوں اموی حکومت کی بھی کوشش یہ تھی امام ابوحنیفہؒ وزیر قانون بن جائیں عباسی حکومت کی کوشش بھی یہی تھی امام ابوحنیفہؒ قاضی القضاۃ کا عہدہ لے لیں تو حکومت اپنی رعایا میں جو سب سے تھوڑا پڑھا ہوا ہو اس کو وزیر قانون بناتی ہے؟ (نہیں ...... سامعین) جو سب سے زیادہ پڑھا ہوا ہو تو اگر کوئی امام اٹھارہ حدیثیں پڑھے ہوتے تو حکومت کو کیا ضرورت تھی امام ابوحنیفہؒ کی منت کرنے کی۔

ایک لطیفہ

ایک غیر مقلد کہنے لگا امام صاحب کو تین حدیثیں آتی تھیں میں نے کہا تمہیں تیرہ سو سال تک نہیں نکلنے دیا اگر چار آتی ہوتیں تو تمہیں قیامت تک نہ نکلنے دیتے اب رہا یہ کہ امام صاحبؒ کو آتی کتنی تھیں امام صاحبؒ کا وصیت نامہ چھپا ہوا ہے وصایا امام اعظمؒ کچھ امام یوسفؒ کو وصیتیں فرمائیں کچھ اپنے بیٹے حمادؒ کو وصیت فرمائیں جو بیٹے کو نصیحتیں فرمائیں ہیں ان میں اکیسویں وصیت میں فرمایا بیٹا اہلسنت والجماعت کو لازم پکڑنا یہی جماعت نجات پانے والی ہے۔ (سبحان اللہ)

انیس (۱۹) نمبر[1] میں امام صاحبؒ نے بیٹے کو پانچ حدیثیں سنائیں فرمایا

---

(۱) ...... والتاسع عشران تعمل بخمسة احادیث جمعتهامن خمسة مائة الف حدیث:

(الف) ...... انما الاعمال بالنیات ولکل امری ما نوی.

(ب) ...... ومن حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه.

(ج) ...... لا یومن احدکم حتی یحب لاخیه لنفسه.

(د) ...... ان الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس. فمن اتقی الشبهات استبراء لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام کراع یرعی حول الحمیٰ یوشک ان یقع فیه الا وان لکل ملک حمیٰ الا وان حمی الله محارمه الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله وهی القلب.

(ه) ...... المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده.

(وصایا امام اعظمؒ ...... ص ۶۵) (محمد ظفر عفی عنہ)

بیٹا ہمارے نبی حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

(۱)...... اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور انسان کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہو۔

(۲)...... انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی چیزوں کو ترک کر دے۔

(۳)...... تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرلو جو اپنے لیے کرتے ہو۔

(۴)...... حلال بھی ظاہر ہے اور یقیناً حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے سو جو شخص شبہات سے بچا اس نے دین اور آبرو کو محفوظ کر لیا اور جو شخص شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ جائے گا جیسا کہ چرواہا اپنا ریوڑ (کسی کھیت کی) باڑ کے قریب چرائے تو عنقریب ایسا ہو گا کہ اس کا ریوڑ کھیت میں بھی چرنے لگے گا۔ پھر فرمایا خبردار! بلاشبہ ہر بادشاہ نے باڑ لگا دیا ہے اور اللہ کی باڑ حرام کردہ اشیاء ہیں۔

(۵)...... کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔

یہ پانچ حدیثیں سنانے کے بعد فرماتے ہیں بیٹا ان پانچ حدیثوں کو آئینے کی طرح رکھنا اور اپنے اعمال کا ان پانچ حدیثوں پر محاسبہ کرتے رہنا یہ پانچ حدیثیں ان پانچ لاکھ حدیثوں کا نچوڑ ہیں جو مجھے یاد ہیں۔

ایک کہنے لگا جی امام صاحب کو حدیث کم آتی تھیں امام بخاریؒ کے بارے میں سنا ہے ان کو تین لاکھ یا چھ لاکھ آتی تھیں میں نے کہا پھر جس کو چھ لاکھ آتی تھیں ایک رکعت نماز کا طریقہ تو بتا کر نہیں گیا اور جس کو تین آتی تھیں ساری نماز پڑھنی سکھا گیا ہے تو اول تو نماز پوچھی جاتی ہے تو اگرچہ تین آتی تھیں ہمیں نماز پوری سکھا گیا ہے چاہے ایک بھی آتی ہو وہ ہمیں خدا کی عبادت مکمل طریقہ سے بتا گیا ہے اور انکی کتاب میں ایک رکعت کا طریقہ بھی مکمل نہیں تو ہمیں کس کے پاس جانا چاہیے جو پوری نماز سکھائے یا جو تکبیر تحریمہ سے بھاگ جائے کیا خیال ہے؟ (پوری نماز سکھانے

والے کے پاس...... سامعین)۔

غیر مقلدین کی ہر ایک کے پیچھے نماز

مرزائی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے نزل الابرار (ج ۱، ص ۱۰۲) میں صاف لکھا ہوا ہے کہ امام بے وضو ہو تو اس کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیا کرو امام پر غسل فرض ہو پھر بھی پڑھ لیا کرو ہمارے مولانا معین الدین لکھنوی جو اوکاڑہ کے ان (کی جماعت) کے امیر ہیں ان کا ایک قلمی نسخہ میرے پاس موجود ہے ان سے ایک آدمی نے مسئلہ پوچھا میں سفر میں تھا ایک مسجد نظر آئی وہاں چلا گیا نماز پڑھنے کے لئے جب صف میں کھڑا ہو گیا جماعت کے لئے سامنے لکھا ہوا تھا مسجد علویہ تو آٹھ دس آدمی وضو کر رہے تھے میں نے سوچا اگر چھوڑ کر چلا جاؤں یہ کہیں پٹائی نہ کریں میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اب نماز میری ہو گئی یا نہیں؟ یا آئندہ کبھی ایسا واقعہ پیش آئے تو کیا کیا جائے؟ مولانا نے فرمایا نماز ہو گئی کیونکہ ہماری نماز کا تعلق امام کی نماز سے ہوتا ہی نہیں ہم علیحدہ فاتحہ پڑھتے ہیں۔

نزل الابرار (ج ۱، ص ۱۰۲) میں لکھا ہوا ہے کہ ایک آدمی نے جماعت کرائی اور جماعت کے بعد کہا دیکھو بھئی میں کافر ہوں اب نماز ہو گئی لیکن یہ نہیں سمجھ آیا مولوی محمد یحییٰ صاحب اس حنفی کو کافر سے بھی زیادہ بدتر سمجھتے ہیں اگر واقعتاً سمجھتے ہیں تو پھر اپنے دوستوں کو بھی سمجھائیں کہ حنفیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے ان کی نہیں ہوتی تو ان کی کیسے ہو جاتی ہے اگر ان کی ہو جاتی ہے تو کم از کم نماز گھر آ کر دہراتے لوگوں کے سامنے تو نہ دہراتے جس مذہب کا مسئلہ ہو کہ کافر کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اس کو نماز دہرانے کی کیا ضرورت ہے۔

سوال نمبر ۵: چار رکعت والی نماز میں احناف دو رکعت میں سورہ فاتحہ کو واجب نہیں کہتے اگر کوئی آدمی صرف تسبیح پر اکتفا کر لے تو جائز ہے تو پھر لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب پر عمل کیوں نہیں؟

جواب :- لا صلوۃ الا برکعت تو نہیں نماز تو ایک ہوتی ہے اس لئے صاحب ہدایہ

نے لکھا ہے دوسری نماز میں جو ہم واجب کہتے ہیں یہ بطور دلالت النص سے کہتے ہیں کیونکہ وہ رکعتیں سفر میں بھی ساقط نہیں ہوتیں تیسری چوتھی رکعت میں ہمارے پاس دلائل میں یہ نہیں کہ ابو حنیفہؒ نے کہا بلکہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایات موجود ہیں کہ وہ تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیح پڑھ لیا کرتے تھے اور ہمارا مسئلہ کیا ہے پہلی دوسری میں واجب ہے تیسری اور چوتھی میں سنت ہے، اگر کسی نے تیسری اور چوتھی میں پڑھی تو خلاف سنت ہے ہاں اگر بتانے کے لئے پڑھی تو گنجائش ہے۔

سجدوں کی رفع یدین کی حقیقت

سوال نمبر ۶: بخاری میں ہے حضور ﷺ سجدہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے آپ نے سجدہ کی نفی کا مطالبہ کیا ہے معلوم ہوتا ہے آپ کو حدیث نہیں آتی ہے؟ رفع یدین کے منع کی حدیث سنائیں؟

جواب:- بخاری میں یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ سجدہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے اور مجھے بخاری نہیں آتی یہ وضاحت کہ سجدہ کو جاتے ہوئے اور آتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے ابن جریج کے کسی اور کی روایت میں نہیں ہے، مدینہ مکہ کی شان زیادہ ہے یا کسی اور شہر کی حضرت علیؓ فرماتے ہیں **وکان رسول اللہ لا یفعل ذلک فی السجود** یہ ترجمہ نہیں سجدہ کو جاتے آتے نہیں کرتے تھے جیسے آپ نے کئی مرتبہ دیکھا بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ مصیبت اور پریشانی ہو تو سجدہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اس کی نفی ہے نہ کہ سجدہ کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی۔

مکہ کے راوی اس حدیث کے سفیان ابن عیینہؒ جن کے الفاظ یہ ہیں **لا یرفع بین السجدتین** بین السجدتین وہ جگہ ہے جہاں آپ دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہیں اس میں رسول اللہ ﷺ ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگا کرتے تھے تو معلوم ہوتا ہے رقعہ لکھنے والے کو بخاری نہیں آتی ہمیں الحمد للہ بخاری یاد ہے مکہ و مدینہ والی حدیثوں کو چھوڑ کر یہ بھاگ رہے ہیں۔

پچھلی دفعہ جب میں آیا تھا تو ایک مضمون لکھا تھا جس میں دس حدیثیں

تھیں کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں رفع یدین کرتے تھے اور ان حدیثوں کو خود ان کے علماء نے صحیح کہا ہے۔ یہ احادیث ہیں بھی آخری عمر کی، حضرت وائل ابن حجرؓ اور حضرت مالک ابن حویرثؓ کی ہیں اور وہ فوٹو اسٹیٹ کرالیں اور ان سے پوچھیں کہ یہ دس حدیثیں صریح ہیں اس بات کی کہ رسول اللہ سجدہ میں رفع یدین کرتے تھے اور یہ صریح بھی نہیں اور آپ ان دس کو چھوڑ کر کیوں ان پر عمل کر رہے ہیں؟

شمشاد سلفی تبرائی کو مکمل نماز نہیں آتی

سوال نمبر ۸: آپ کے اشتہار میں لکھا ہوا ہے کہ آپ لالوکھیت میں شمشاد سلفی سے مناظرہ کے خوف سے فرار ہوگئے تھے اگر یہ غلط ہے تو اس کے بارے میں کیس کیا جائے؟

جواب:- بات دراصل یہ ہے کہ لالوکھیت میں گیا تھ وہاں میری تقریر تھی جب میں نے تقریر ختم کی تو دو آدمی میرے پاس آگئے انہوں نے کہا آپ وقت دیں شمشاد سلفی سے مناظرہ کا میں نے کہا شمشاد سلفی کو نماز نہیں آتی اس لئے وہ نہیں سکھاتا اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ آئیں اور جائیں اسٹام پر لکھ دیں کہ اگر شمشاد سلفی پوری نماز نہ سکھا سکا ہم حنفی ہوجائیں گے میں بھی لکھ دیتا ہوں اگر اس نے پوری نماز سکھادی تو میں غیر مقلد ہوجاؤں گا بس اتنی بات ہوئی ہے ادھر جب یہ بات ہوئی تو ان کے رنگ فق ہوگئے کیونکہ پتہ انہیں بھی تھا پوری نماز آتی نہیں اب دیکھو میں لالوکھیت میں تقریر کرنے کے لئے گیا تھا وہاں اگر میری شادی کردیتے تو میں وہاں رہ جاتا آخر تقریر کرکے گھر تو جانا ہی ہوتا ہے اب میں تقریر کرکے گھر جاؤں پیچھے سے یہ اشتہار چھاپ دیں کہ فرار ہوگیا ہے اب اس کا کیا کیا جائے اس کا کوئی حل ہوگا کیا کیا جائے مفتی لطیف صاحب کو پتہ ہوگا کیا کیا جائے؟

چیلنج

میرا چیلنج ہے ان کو نماز نہیں آتی حدیث سے اپنی نماز ثابت نہیں کرسکتے کسی

مناظرہ کی کیسٹ سنا دیں جس میں انہوں نے تکبیر تحریمہ سے لیکر آخر تک حدیث سے نماز ثابت کی ہو تو یہ جیتے میں ہارا میرے کہنے کی ضرورت بھی نہیں ہے اور یہ تکبیر تحریمہ سے ہی بھاگ جائیں جس طرح یہاں بھاگ گئے ہیں تو میں ہارا کس چیز سے دیکھو جی میں کہوں وہ بھاگ گئے اور یہ کہیں میں بھاگ گیا تو بات برابر رہی نا' بات تو ہے نماز کی جس میں انہوں نے تکبیر تحریمہ سے لیکر سلام تک (تمام نماز) حدیث سے دکھا دی ہو پھر مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اور تمہیں لکھنے کی ضرورت نہیں ہم ہارے تھے یا نہیں بلکہ مجھے یہ رقعہ لکھو تم ابھی غیر مقلد بنے ہو یا نہیں ٹھیک ہے نا' لیکن اگر وہ ایسی کیسٹ نہ دکھا سکیں پھر آپ پوچھیں بھئی کس بات پر ہارا ہے وہ سب سے پہلے نماز کا حساب ہونا ہے بارہ سال ہو گئے بشیر رحیم صاحب نے ان چھ حدیثوں میں سے ایک کا جواب بھی نہیں دیا میں نے تین چار مرتبہ یاددہانی کرائی جوان کو اگر بارہ سال میں مل گئی ہو تو لا دیں اور اگر نہ دیں میرا ان پر قرض ہے مولانا بیٹھیں ہیں ان کا جنازہ جائز ہوگا ؟ اور کوئی ڈر نہیں تو اپنا جنازہ جائز کرالو وہ حدیثیں پیش کرو تاکہ میرا قرض اتر جائے اور آپ کا جنازہ جائز ہو جائے ورنہ میں آپ کی قبر پر بھی کھڑا ہو کر کہوں گا جنازہ جائز نہیں ہے یہ لوگ میرے مقروض مرے ہیں تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے ہم الحمد للہ اہلسنت والجماعت ہیں ہمارے امام کی پیشین گوئی قرآن مجید میں ہے شاہ فہد مکہ سے جھوٹ شائع کر رہا ہے یا سچ شائع کر رہا ہے؟ اس میں دو جگہ میں نے آپ کو پڑھ کر سنایا شاہ فہد کی مہر لگی ہوئی ہے اب مخالف جو بات مان رہا ہو وہ سچی ہوتی ہے یا نہیں سیدنا امام اعظمؒ کو جو شان اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اب اس کو کوئی چھین نہیں سکتا۔

بخت نصر کا خواب

کتاب التعلیم میں لکھا ہے بخت نصر نے ایک دن خواب دیکھا میرے صحن میں ایک بہت بڑا درخت اگا ہوا ہے اوپر سے ایک پتھر گرا اس نے درخت کو چورا چورا کر دیا نہ اس کی شاخ نظر آتی ہے نہ ٹہنی نظر آتی ہے نہ جڑ ایک پتہ گرا ہوا ہے کہتا ہے

میں دیکھتا ہوں وہ پتہ سبز ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد اور پھیلنا شروع ہو گیا اتنا پھیلا کہ میں نے اس کے سائے میں ہر قوم کو کھڑا دیکھا بڑا حیران ہوا عجیب خواب ہے حضرت دانیال علیہ السلام سے تعبیر پوچھی آپ نے فرمایا وہ جو درخت اور جڑ ہے تو اور تیری قوم ہے اور وہ جو پتھر گرا تھا وہ خدا کی آخری کتاب ہے جو تیرے دین کو ختم کر دے گی اور وہ جو پتہ سبز ہوا تھا وہ تیری نسل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو امام ہوگا ساری دنیا اسی کے واسطے سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی چنانچہ سیدنا امام اعظمؒ اسی کی اولاد اور نسل سے ہیں تو جن کی اللہ تعالیٰ نے اتنی عظمت بنائی ہو ثریا ستارے سے تشبیہ دی ہو بھئی چاند پر تھوکنے سے تھوک اپنے اوپر ہی آتا ہے ساری دنیا دھول اڑانا شروع کر دے کیا چاند گدلا ہو جائے گا؟

مجدد الف ثانیؒ کا فرمان گرامی

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں امام اعظمؒ کی گستاخی کرنے سے باز آجاؤ سواد اعظم کا دل دکھتا ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو ثریا ستارہ کہا ہے اور ساری دنیا مل کر یہ عزت ان سے چھین نہیں سکتی۔

امام شعرانیؒ کا واقعہ

امام شعرانیؒ ایک دن مراقبہ میں بیٹھے ہوئے ہیں شافعی المذہب ہیں ایک دن انہیں کے مذہب کا آدمی آیا اس نے تین چار کاغذ دیئے امام شعرانیؒ کو انہوں نے خود اپنا یہ واقعہ میزان الکبریٰ میں لکھا ہے فرمایا کہ یہ کاغذ دیکھ کر اس نے کہا میں نے کئی سال امام رازیؒ کی کتابیں رکھ کر فقہ حنفی کی چند غلطیاں نکالی ہیں امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کی' فرماتے ہیں میں نے اسے کہا کیا فائدہ ہوگا تجھے اول تو تیرے غلط کہنے سے غلط نہیں ہوگی کیونکہ اگر دوسرے مجتہد کا اجتہاد خلاف ہو تو پہلے مجتہد کا اجتہاد غلط نہیں ہوتا اپنا اپنا اجتہاد ہے اور تیرا کہنا تو ایسے ہے جیسے جج کے فیصلہ کو تیلی جھوٹا کہے اس کی کیا قدر ہوتی ہے چلو بالفرض غلط بھی ہوں ابو حنیفہؒ کو تو اس پر اجر ملے گا تو کیوں اپنا

منہ کالا کر رہا ہے حدیث میں ہے مجتہد کو خطا پر بھی اجر ملتا ہے۔

لطیفہ

ایک بادشاہ بڑا سخی تھا لیکن اس کا وزیر بڑا کنجوس مکھی چوس تھا تو ایک آدمی گیا دکان پر ہوٹل سے ایک پیسے کی دال لی تو اس میں مکھی مری ہوئی تھی اس نے کہا اس میں مکھی مری ہوئی ہے دکاندار نے کہا ایک پیسے کی دال ہے اس میں تو مکھی مرے گی ہاتھی تو نہیں مر سکتا تو امام غزالیؒ نے بڑے عجیب و غریب واقعات لکھے ہیں ایک کنجوس دوسرے کنجوس کو ملا پوچھا بھئی کیا حال ہے اس نے کہا میں بڑا فضول خرچ ہو گیا ہوں اس نے کہا کتنا؟ کہنے لگا ہر مہینہ میں ایک پیسہ کا گھی لیتا ہوں اور اسے برتن میں ڈال لیتا ہوں اسے دکھا دکھا کر لقمہ کھاتا رہتا ہوں کھانا کھا کر ڈھکن اتار لیا اور انگلی لگا کر تھوڑا سا مونچھوں کو لگا لیا تا کہ دماغ تر رہے دوسرے کنجوس نے کہا کمبخت تیری دنیا بھی گئی تیرا دین بھی گیا قرآن میں نہیں پڑھا فضول خرچ شیطان کے بھائی ہوتے ہیں تو اپنا بھی دشمن ہے اپنی ستر نسلوں کا بھی دشمن بن گیا ہے فضول خرچی کر رہا ہے اس نے کہا میں نے تو آج تک ایک پیسے کا گھی نہیں لیا (پہلے کنجوس نے پوچھا) کیوں کیا تیرا دل نہیں کرتا؟ اس نے کہا کرتا ہے پھر کیا کرتا ہے کہنے لگا روٹی بغل میں لے لیتا ہوں گلیوں میں پھرتا ہوں جہاں اچھے مصالے کی خوشبو آتی ہے وہاں روٹی کھاتا ہوں اور خوشبو سونگھتا رہتا ہوں تو وزیر جو تھا جب بادشاہ ایک دن پیسہ خرچ کرتا اس کو سات دن پیچش لگتے حالانکہ خود (وزیر نے پیسے خرچ) نہیں کیے بادشاہ نے خرچ کیے ہیں۔

ایک دن شاعر آیا اس نے بادشاہ کی شان میں نظم پڑھی بادشاہ خوش ہوا اس نے کہا اس کو ایک ہزار روپیہ انعام میں دو جب ادھر وزیر پر نظر پڑی تو وہ بیچارہ ہاتھ پیٹ پر رکھ کر بیٹھا تھا اور کہا اچھا میں مر رہا ہوں بادشاہ نے کہا بھرے لوگوں میں میری عزت رکھو اس نے کہا ٹھیک ہے دے دو میں مر رہا ہوں بادشاہ سے کہا شاید یہ شاعر کسی کی نظم چوری کر آیا ہو پھر بادشاہ نے کہا بتاؤ کیا حل ہے؟ وزیر نے کہا شاعر کو

کہو وزیر کی ایک بات کا جواب دو پھر پتہ چلے گا تو عقلمند ہے پھر ہزار روپیہ ملے گا بادشاہ نے کہہ دیا اس نے کہا ٹھیک ہے جی وزیر صاحب سوال پوچھئے سوال کیا کہ بادشاہ کے سارے جسم پر بال ہیں ہتھیلیوں پر بال کیوں نہیں ہیں؟ اس نے کہا جی اللہ نے بادشاہ کو بڑا سخی پیدا کیا ہے سخاوت کر کے بال جل گئے ہیں یہ بھی بادشاہ کی تعریف تھی بادشاہ نے کہا کہ بھئی اس کو دو ہزار ملنے چاہئیں یک نہ شد دو شد وزیر نے کہا جی ایک اور سوال رہتا ہے میری ہتھیلیوں پر بال کیوں نہیں اس نے کہا بادشاہ سخاوت کرتا ہے تو جلتا ہے تو حسد سے ہتھیلیاں ملتا ہے اس لئے تیرے بال سارے جل گئے ہیں اور اسی طرح یہاں یہی حال ہے اللہ تعالیٰ امام صاحب کو اجر دے رہے ہیں امام صاحب اجر لے رہے ہیں اور یہ بیچارے حسد کی وجہ سے ہتھیلیاں مل رہے ہیں قیامت میں کیا بنے گا تم تکبیر تحریمہ سے بھاگنے والے اور وہ پوری نماز سکھا گیا کیسے کھڑے ہوں گے امام صاحبؒ کے سامنے کہ مقابلہ میرا کرتے تھے اور آتی تکبیر تحریمہ نہیں تھی عجیب بات ہے مقابلہ کے لئے ہمت تو ہونی چاہیے لیکن گھر جا کر بیچارہ کہتا ہوگا اور مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی بھی یہی شعر پڑھتے آئے ہوں گے:

؎ کیا شوخیاں دکھائے گا اے نشتر جنوں
مدت سے ایک زخم جگر ہی سلا نہیں

مولانا عبدالغنی طارق ان کے مذہب پر تکبیر پھیر آئے ہیں اب وہ انشاء اللہ قیامت تک زندہ نہیں ہو سکتا اشتہار جھوٹے دے سکتے ہیں یہ بھی بھاگ گیا وہ بھی بھاگ گیا۔

سوال نمبر ۹: یہ لکھا ہے امام ابوحنیفہؒ سے پہلے لوگ کن کی تقلید کرتے تھے۔؟

جواب:- میں آپ سے پوچھتا ہوں امام صاحب سے پہلے کون سی کتاب پڑھتے تھے بخاری، مسلم، ترمذی؟ یہ تو تھی نہیں حدیثیں یقیناً تھیں لیکن ان کو رواہ البخاری نہیں کہا جاتا تھا رواہ المسلم نہیں کہا جاتا تھا انہوں نے جمع کر دیا۔ قاری عاصمؒ کی ضرورت تھی اس وقت بھی لیکن قاری عاصمؒ تھے نہیں جیسے بخاری کی حدیث کہنا درست ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں بخاری سے پہلے حدیث تھی ہی نہیں کوئی مانتا ہی

نہیں تھا۔

دیکھو حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں حضرت معاذؓ کی تقلید یمن میں ہوتی رہی یا نہیں؟ یمن والے عربی تھے ہم سے زیادہ قرآن کو سمجھتے تھے لیکن وہ بھی حضرت معاذؓ کی تقلید کر رہے ہیں (سنن ابو داؤد کتاب الاقضیہ، باب اجتہاد الرای فی القضاء) اپنی طرف سے اجتہاد نہیں کر رہے حضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی تقلید ہوتی رہی مکہ میں ہزاروں فتاویٰ ان کے ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق میں موجود ہیں جن میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے مسئلہ بتایا ہے بطور دلیل کے قرآن حدیث بیان نہیں کیا اور سننے والوں نے بغیر مطالبہ دلیل کے عمل کیا اسی کا نام تقلید ہے۔ مدینہ منورہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کی تقلید (شخصی) ہوتی تھی بخاری شریف میں مدینہ کے لوگ حج کرنے گئے ابن عباسؓ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے حضرت زیدؓ کے خلاف بتایا انہوں نے کہا ہم اپنے امام زید ابن ثابتؓ کا قول نہیں چھوڑیں گے یہی تقلید شخصی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الحج، باب اذا حاضت المرأة بعد ما افاضت)

کوفہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی تقلید ہوتی رہی ان کے اقوال سینکڑوں موجود ہیں بصرہ میں حضرت انسؓ کی پھر تابعین ہیں ان میں حضرت عطاءؒ کی مصنف عبدالرزاق بھری ہوئی ہے حضرت عطاءؒ کے فتاویٰ سے اور کوفہ میں ابراہیم نخعیؒ کی، کتاب الآثار ابی زفرؒ اور امام محمدؒ کی بھری ہوئی ہے بصرہ میں حضرت حسن بصریؒ کی، اور مدینہ میں حضرت مجاہدؒ اور سعید بن مسیبؒ کی تو پہلے ان کی تقلید ہوتی تھی مگر چونکہ فقہ مدون نہیں ہوئی تھی جیسے بخاری مسلم وغیرہ لکھی ہوئی نہیں تھی تو بخاری مدون ہونے کے بعد بخاری کے نام سے پڑھائی جانے لگی اور اسی طرح جب فقہ مدون ہوگئی پھر اسی نام سے پڑھائی جانے لگی۔

سوال نمبر ۱۰: سعودیہ والی کتاب تو مانتے ہیں لیکن سعودیہ والی نماز کیوں نہیں مانتے سعودیہ والے رفع یدین تو کرتے ہیں؟

جواب: ۔ وہ تو شافعی المسلک ہیں مولانا نے فرمایا جب میں عمرہ کرنے کے لئے گیا تو پہلی صف میں صرف چار آدمی رفع یدین کر رہے تھے کتنی لمبی صف ہوتی ہے اور ان

چار میں شاید کہ ایک شیعہ ہو ایک شافعی ہو ایک حنبلی ہو ایک غیر مقلد ہو باقی ساری صف والے نہیں کر رہے تھے دیکھو مکہ اور مدینہ مرکز ہے سب کا۔ حاجی صاحبان بیٹھے ہیں وہاں ہاتھ چھوڑنے والے بھی جاتے ہیں ہاتھ باندھنے والے بھی جاتے ہیں کیونکہ مرکز میں سب چلے جاتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ مکہ کو بنے ہوئے دس سال ہوئے ہیں یا بیس سال؟ امام صاحب کے دور سے لیکر ۱۳۴۵ھ تک پورے تقریباً بارہ سو سال وہاں حنفی خدمت کرتے رہے ہیں عباسی دور میں سب ائمہ مدرس امام حنفی رہے ہیں اس دور میں مکہ تک تھا ہم تاریخ سے دکھاتے ہیں نمبروار حنفیوں نے حج کرائے وہاں رہے پانچ سو سال میں ایک غیر مقلد کہ وہ کان لا یجتهد ولا یقلد نہ اجتہاد کرنا جانتا ہو اور نہ وہ تقلید کرتا ہو امام خطیب نہیں مدرس نہیں مسجد کا خادم نہیں کسی گلی کا عام آدمی ہو آپ ثابت کریں فی آدمی ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے اس کے بعد دو سو سال خوارزمی رہے دو سو سال سلجوقی رہے وہ بھی کٹر حنفی تھے ایک فرق سمجھیں کہ بڑوں کے حوصلے بڑے ہوتے ہیں چھوٹوں کے حوصلے چھوٹے ہوتے ہیں حنفی کیونکہ بڑی جماعت تھی انہوں نے چھوٹوں کے مصلی بچھا دیے چھوٹے آئے تو انہوں نے بڑوں کے مصلی اٹھا دیے تو حوصلہ کی بات ہے اس کے بعد پانچ سو سال خلافت عثمانیہ رہی ترکی خلافت وہ سب کے سب حنفی تھے۔

ایک (غیر مقلد) کہنے لگا جی اللہ کا شکر ہے آٹھ سو سال تک چار مصلے رہے ہیں اب ایک ہو گیا ہے میں نے کہا جب چار تھے اس وقت بھی تمہارا کوئی نہیں تھا اب ایک ہے تو تمہارا اب بھی نہیں ہے۔

جب چار تھے تو حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی تھے اب ایک ہے تو حنبلی ہے کبھی وہاں کے کسی آدمی نے یہ کہا ہو حنفی نماز صحیح نہیں پڑھتے کہا ہو تو لاؤ۔

یہ جو یہاں شور مچاتے ہیں وہاں سے لکھوالائیں حنفی جو نماز پڑھتے ہیں صحیح نہیں ہے لکھوالائیں پھر ان کے ساتھ ان کا کیا تعلق ہے دیکھو ایک ہوتا ہے خاصہ ایک ہوتا ہے عرض عام رفع یدین ان کا خاصہ نہیں عرض عام ہے یہ تو شوافع میں بھی ہے خاصہ ان کا آٹھ تراویح ہے لیکن وہ آٹھ کو نہیں مانتے خاصہ ہے اونچی نماز جنازہ

پڑھتے ہیں لیکن وہ اس کو نہیں مانتے۔

لطیفہ

مولانا مطیع الرحمٰن درخواستی خان پور والے سنار ہے تھے ایک جنازہ پر گئے امام نے اونچی اونچی فاتحہ پڑھنی شروع کردی لوگ جو کھڑے تھے وہ پریشان ہوئے بعض لوگوں نے آوازیں دینا شروع کردیں' مولوی جی نماز نہیں جنازہ ہے' نماز نہیں جنازہ ہے' انہوں نے سمجھا مولوی صاحب نے نماز شروع کردی ہے حاجی صاحبان بیٹھے ہیں ان سے پوچھو وہاں اونچی آواز سے جنازہ پڑھتے ہیں؟ نہیں آہستہ پڑھتے ہیں وہ تین طلاق کے بعد بیوی کو حرام کہتے ہیں اور یہ حلال کہتے ہیں ان میں اور ان میں تو حلال حرام کا فرق ہے آج تک انہوں نے تقلید کو شرک نہیں کہا اور یہ شرک کہتے ہیں۔

انہوں نے آج تک حنفی لوگوں کی نماز کو غلط نہیں کہا ایک دو باتیں تو ان کی مرزائیوں سے بھی ملتی ہیں تو جب ان کی باتیں مرزائیوں سے ملتی ہیں تو کیا ایک دو باتوں سے مرزائی بھی ان کو کہا جائے گا' خاصوں پر فیصلہ ہوا کرتا ہے عرض عام پر فیصلہ نہیں ہوتا۔

ایک اور لطیفہ

ایک دو باتوں سے دھوکہ دینا تو ایسے ہے جیسے ایک آدمی بیچارہ پہلی مرتبہ (ریل کے) سفر کے لئے جارہا تھا ٹکٹ لیا اس نے تو ٹکٹ لیکر پوچھا نشانی کیا ہوتی ہے میں نے گاڑی دیکھی نہیں ہے اس نے نشانی بتلائی کالا انجن ہوتا ہے اور دھواں نکلتا ہے وہ باہر نکلا تو دیکھا ایک آدمی کالا سوٹ پہنے سگریٹ پی کر دھواں نکالتا ہوا جارہا تھا۔

چھلانگ لگائی اور اس کے اوپر بیٹھ گیا وہ بیچارہ دیکھتے ہی اس نے کہا اتر اس نے کہا ٹکٹ دیکھ ٹکٹ لیکر چڑھا ہوں بغیر ٹکٹ کے نہیں چڑھا تو کیا واقعی وہ گاڑی بن

گئی تھی؟ ہمارا تو ان سے بڑا مطالبہ ہی یہی ہے کہ ان کا نام بھی حدیث میں نہیں ہے۔

سوال نمبر ۱۱: کسی نے سوال کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں ترکتم فیکم امرین تو اس میں کسی امام کا ذکر تو نہیں ہے یہی جواب یہی ترکتم فیکم امرین جو ہے بغیر سند کے موطا میں ہے اور اس سے اگلی حدیث بے سند کے ساتھ من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین.

(بخاری ج ۱ ص ۱۶، سنن الدارمی ج ۱ ص ۷۳)

ہم نے دونوں کو مانا کہ کتاب وسنت پر عمل کرتے ہیں جس طرح فقہاء نے بتایا اور یہ کچھ حدیثیں بیان کرتے ہیں اہلحدیث جنت میں جائیں گے ان کا کچا چھٹا میں نے اس رسالہ میں بیان کردیا ہے۔

یہ دھوکہ سے جھوٹی حدیثیں سناتے ہیں جھوٹی حدیثوں سے بچنا چاہیے یہ رسالہ لیتے جائیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

استغفر اللہ تعالٰی ربی من کل ذنب و اتوب الیہ.

قطب الاقطاب

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ولا نبوۃ بعدہ ولا رسول بعدہ و لا رسالۃ بعدہ امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم.
بسم اللہ الرحمن الرحیم.

الاان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون.

صدق اللہ مولانا العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم و نحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین رب اشرح لی صدری ویسر لی امری وحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی. رب زدنی علما و ارزقنی فھما. سبحانک لا علملنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم. اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ.

تمہید

محترم طلباء کرام! مدرسہ کی طرف سے اکابر حضرات کے حالات کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا' جس میں مجھے بھی حکم ہوا کہ میں آپ کے سامنے کچھ تذکرہ کروں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ساری مخلوقات میں سے انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے۔ پھر انسانوں میں سے مسلمان بنایا۔ سچا دین فقط اسلام ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ۔ پھر مسلمانوں میں سے اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس طرح سارے دینوں میں سچا دین صرف اسلام ہے اسی طرح مسلمان کہلانے والے لوگوں میں سے نجات پانے والی جماعت فقط اہل سنت والجماعت ہے۔

اہلسنت والجماعت کی نسبت

اہلسنت میں نسبت نبی پاک ﷺ کی طرف ہے۔ جو دین کے لانے والے ہیں۔ والجماعت میں نسبت صحابہؓ کی طرف ہے جو دین کے پھیلانے والے ہیں۔ حنفی میں نسبت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف ہے جو دین کے لکھوانے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ آفتاب ہدایات' صحابہؓ نجوم ہدایت' امام صاحبؒ چراغ ہدایت ہیں۔ چراغ کا کام کیا ہوتا ہے؟ روشنی نہیں تھی' آپ نے چراغ جلایا اور کتاب اس کے سامنے کی تو چراغ کی روشنی سے کتاب کی سطریں اگر دس ہیں تو دس ہی رہیں گی' نہ پندرہ ہوں گی نہ پانچ۔ تو جس طرح چراغ نہ کوئی نقطہ بڑھاتا ہے اور نہ گھٹاتا ہے اسی طرح مجتہد نہ تو کوئی مسئلہ دین میں بڑھاتا ہے نہ گھٹاتا ہے۔ بلکہ جو چیزیں اجتہاد کے چراغ کے بغیر نظر نہیں آتی تھیں وہ انہیں دکھاتا ہے۔

خیرالقرون میں ہونے والے تین کام

تو تین کام یعنی تکمیل دین' تمکین دین اور تدوین دین' یہ تو خیرالقرون میں مکمل ہوگئے۔ اور اللہ نے جو وعدہ فرمایا تھا: ﴿ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ﴾ کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب آئے گا۔ تو

ایک غلبہ ہوتا ہے دلیل اور برہان سے۔ وہ تو قرآن پاک میں حضرت ﷺ کے زمانے سے ہی ہے۔ ایک ہے دین کا غلبہ سیف و سنان سے۔ یعنی جہاد سے کہ اسلام نافذ بھی ہوا' تو خلافت راشدہ کے دور میں اہل کتاب اور مجوس کا دین ختم ہوا۔ اور اسلام کو ان پر غلبہ حاصل ہوا۔ اس کے بعد جتنے مشرقی مذاہب تھے۔ بدھ مت' ہندومت' جین مت' وغیرہ' ان پر دین کو غلبہ صرف حنفیوں کے ذریعے نصیب ہوا۔ یاد رکھنا اس لئے دین کے غلبہ کی پیشین گوئی پوری ہوئی ۔ پہلے صحابہؓ کے ہاتھوں' پھر احناف کے ہاتھوں۔

حنفیوں کے کارنامے

نسائی شریف میں باقاعدہ" باب غزوۃ الھند "موجود ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابۃ یغزو الھند وعصابۃ تکون مع عیسیٰ بن مریم. (سنن نسائی ..... ج ۲،ص ۶۳)

"جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے اور جو ہندوستان کو فتح کریں گے وہ بخشے ہوئے ہوں گے"

اور ہندوستان کے فاتح یقیناً حنفی تھے۔ دین کو غلبہ جہاد سے ہوتا ہے اور جہاد بادشاہ کرتے ہیں (ان کے ماتحت ہوتا ہے) تاریخ اسلام اٹھا کر دیکھیں حکومت ہمیشہ حنفیوں کے ہاتھ رہی ہے۔ شامی نے لکھا ہے کہ پہلے عباسی دور تھا۔ ۱۷۰ھ میں قاضی ابویوسفؒ کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ قاضی القضاۃ کو آجکل وزیر قانون کہتے ہیں اس وقت سے لیکر پوری عباسی حکومت میں سارے قاضی اور مفتی حنفی رہے۔ پھر دو سو سال سلجوقی حکومت رہی' وہ بھی سارے حنفی تھے۔ پھر دو سو سال خوارزمی رہے' وہ سارے حنفی تھے۔ پھر اس کے بعد عثمانی خلافت ساڑھے تین سو سال رہی۔ وہ سارے حنفی تھے۔ اسلامی فتوحات میں صحابہ کرامؓ نے علاقے فتح کئے۔ اسکے بعد جتنے بھی علاقے فتح کئے وہ سب حنفیوں نے کئے۔ کوئی منکر حدیث' یا منکر فقہ یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ

(اس نے) چار انگل زمین بھی کافروں سے چھین کر اسلامی حکومت میں شامل کی ہو۔ جب تک حنفیوں کی حکومت رہی اس وقت تک فتنے دبے رہے۔ ایسا کوئی جھوٹا نبی جسکو ماننے والے آگے پھیلے ہوں' نہیں ملے گا۔ بعض لوگوں کا دماغ خراب ہوتا رہا' نبوت کا دعویٰ کردیتے' اسحاق تھا' مسیلمہ کذاب تھا' مقنع تھا۔ لیکن یہ نہ چل سکے۔ کیونکہ حکومت حنفیوں کی ہوتی تھی۔ اسلامی حکومت تھی۔ ایک آدمی کو پکڑ کر لائے کہ یہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ امیرالمؤمنین کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے وزیر کی طرف دیکھا کہ یہ نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وزیر نے پوچھا صبح کا کھانا کھایا' یا ناشتہ کیا ہے تو جو نبی بنا پھرتا ہے' کھانا بھی کھایا ہے یا بھوکا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ **اگر نانم بودے خشک و تری کتم من دعوئ پیغمبری** ۔ اگر روٹی ملتی تو نبی بننے کی کیا ضرورت تھی۔ روٹی کیلئے تو نبی بنا ہوں کہ روٹی مل جائے گی۔ مرتد کو تین دن کی اجازت ہوتی ہے سمجھنے اور سمجھانے کی۔ کہا اسکو لے جاؤ' کھانا کھلاؤ اور سمجھاؤ۔ جب چوتھا دن آیا تو مذاق سے پوچھا بھی کوئی وحی آئی ہے؟ تو اس مرتد نے کہا وحی تو صبح شام آتی رہی فقرہ ایک ہی تھا یاایھاالنبی باورچی خانہ میں رہیو۔ پوچھا توبہ کرتا ہے یا نہیں؟ وہ تو اسلامی حکومت تھی یہ تو نہیں ہوسکتا تھا کہ اسکی نبوت مرزا قادیانی کی طرح پھیلتی رہتی' حکم ہوا کہ آگ جلاؤ۔ لوگ بیٹھے تماشہ دیکھ رہے تھے' ایک بچہ حافظ قرآن کھڑا تھا۔ جب وہ مرتد چیخنے لگا تو حافظ قرآن بچے نے اسکو کہا **فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل** کہ رسول بے صبر نہیں ہوتا اگر رسول ہے تو صبر کر۔ اسی طرح اسکے بعد بھی بارہ سو سال تک حنفیوں کی اسلامی حکومت رہی۔ اب اللہ کے نبی کی حدیث تھی **الآیات بعد الالف والمائتین** کہ بارہ سو سال کے بعد فتنے کھڑے ہوجائیں گے (مشکوٰۃ)

علمائے دیوبند

اب ضرورت تھی کہ بارہ سو سال کے بعد جو فتنے کھڑے ہونے ہیں انکی سرکوبی کی جائے۔ اس مقصد کے لئے اللہ نے علمائے دیوبند کو چنا۔ چنانچہ دارالعلوم

دیوبند تیرھویں صدی میں قائم ہوا۔ الآیات بعد الالف والمائتین کے مطابق جو فتنے آرہے ہیں قیامت کی چھوٹی نشانیاں شروع ہونے والی ہیں۔ سب طرف سے آزادی ہے۔ اقبال کہتا ہے **"ہر آدمی ہر لئیم راز دار دین کنند"** جو کمینہ اٹھتا ہے وہ دین کا راز دار بن جاتا ہے وہ کہتا ہے مفتی بھی میں ہوں' مفسر بھی میں' محدث بھی میں۔

ایک لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ ایک کالج کا پروفیسر تھا' اسے شوق ہوا کہ میں قرآن پاک کی تفسیر لکھوں' خوب بکے گی' پیسے اچھے آئیں گے' لکھنی شروع کردی۔ اب دل میں سوچ رہا ہے کہ بکے گی کیسے؟ مجھے تو کوئی جانتا نہیں۔ کوئی بڑے مولوی صاحب لکھیں کہ یہ تفسیر بہت اچھی ہے' پھر تو بکے گی لیکن مولوی صاحب ایک ایک صفحہ میں بیس بیس غلطیاں نکال لیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ مجھے ویسے ہی برا بھلا کہنا شروع کردیں' لکھتا رہا' سوچتا رہا۔ آخر ایک دن دل میں خیال آیا کہ علامہ اقبالؒ شاعر ہے دین کا درد دل میں رکھتا ہے۔ لیکن مولوی تو نہیں ہے ناں۔ اسے تفسیر دکھاؤں گا۔ ویسے ہی دیکھ کر خوش ہوجائے گا کہ تفسیر اچھی ہے۔ پروفیسر نے لکھی ہے۔ علامہ اقبالؒ مشہور آدمی ہے۔ دو سطریں لکھ دے گا میرا کام بن جائے گا۔ یہ آدمی تفسیر کا ایک حصہ لے کر علامہ اقبالؒ کے پاس چلا گیا کہ جی میں نے تفسیر لکھنا شروع کی ہے۔ فرمایا بہت اچھا کام ہے۔ جو عقلی شبہات کالجی لڑکوں میں پھیلائے جاتے ہیں ان کو سامنے رکھ کر تفسیر لکھی جائے' تا کہ ان فتنوں کا انسداد ہوجائے۔ بہت اچھا کام ہے۔ کہنے لگا میں ساتھ بھی لایا ہوں۔ آپ اس پر کچھ لکھ دیں کہا اچھا رکھ دو۔ میں پڑھوں گا پھر بعد میں آنا اب کوئی دو ماہ بعد پروفیسر صاحب گئے۔ پروفیسر صاحب کا خیال تھا کہ ڈاکٹر صاحب خود ہی تفسیر کا ذکر چھیڑیں گے۔ انہوں نے کوئی بات ہی نہیں کی۔ پروفیسر نے اٹھتے وقت کہا میں آپ کو تفسیر دے کر گیا تھا۔

اقبالؒ اور مزاح

علامہ صاحب مزاحیہ بھی تھے۔ ایک مرتبہ وزیروں کی میٹنگ تھی۔ علامہ اقبالؒ بھی گئے اور بھی بڑے بڑے وزیر بلائے گئے تھے۔ اس زمانے میں ایک وزیر ہوتا تھا سر شہاب الدین سہروردی۔ وہ آیا تو سارے تعظیماً کھڑے ہوگئے۔ جب وہ بیٹھا تو سارے بیٹھ گئے۔ علامہ اقبالؒ نے ایک فقرہ چست کیا کہ سر شہاب الدین سہروردی کو دیکھ کر صحابہؓ کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ سارے حیران تھے کہ اس میں صحابہؓ والی کونسی بات ہوگئی کہ جس کو دیکھ کر صحابہؓ کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ بعض نے پوچھا کہ علامہ صاحب آپ نے کیا کہا؟ انہوں نے کہا میں نے کہا کہ سر شہاب الدین کو دیکھ کر صحابہؓ کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ لوگ کہنے لگے بات سمجھ میں نہیں آئی کہ کیسے یاد تازہ ہوجاتی ہے؟ لوگ کافی حیران تھے۔ اس پر علامہ اقبالؒ نے کہا کہ صحابہ کرامؓ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ تو یہ اوپر سے بھی کالا ہے اور اندر سے بھی کالا ہے۔ اس سے صحابہؓ کرام کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔

حسینؓ سے بھی مظلوم قرآن ہے

اب پروفیسر نے اٹھتے وقت کہا کہ علامہ صاحب میں آپ کو تفسیر دے گیا تھا۔ فرمایا آپ کی تفسیر میں نے پڑھی۔ آپ کی تفسیر سے میری ایک بہت بڑی غلط فہمی دور ہوگئی۔ پروفیسر سوچنے لگا کہ کونسی غلط فہمی ہوگی جو میری تفسیر سے دور ہوئی۔ پوچھا کہ حضرت کونسی غلط فہمی تھی؟ علامہ نے کہا میں آج تک غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ مظلوم ہستی حضرت حسینؓ کی ہے کہ پردیس میں چھوٹے چھوٹے بچے ذبح کردیے گئے۔ تو آج تک میں اس غلط فہمی میں مبتلا تھا لیکن آپ کی تفسیر پڑھ کر میری غلط فہمی دور ہوگئی کہ نہیں حسینؓ سے بھی زیادہ مظلوم خدا کا قرآن ہے جو بدمعاش اٹھتا ہے اس کی تفسیر لکھنا شروع کردیتا ہے۔

دیوبندیت شاہ شہیدؒ کے جہاد کا نام ہے

اب جب اس طرح کے فتنوں کا دور شروع ہوا تو دیوبند کا مدرسہ قائم ہوا۔ جس طرح انسان چار عناصر سے مل کر بنا ہے۔ آگ' مٹی' پانی اور ہوا۔ اسی طرح دیوبند کے بھی چار عناصر ہیں: اس میں جذبہ جہاد شاہ اسماعیل شہیدؒ والا ہونا چاہئے کہ اس جذبہ جہاد کی حفاظت کی جائے۔ سب سے پہلے انہی حضرات نے انگریز کے خلاف جہاد کیا۔

علماء کی قربانیاں اور انگریز کے ستم

حضرت گنگوہیؒ باقاعدہ جہاد میں شریک ہوئے۔ اور پھر جب اس جہاد میں غداروں کی غداری کی وجہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچ گیا تو پھر سوچا کہ اب چند مجاہد باقی ہیں۔ بہت سوں کو شہید کر دیا گیا اور بہت ساروں کو کالا پانی بھیج دیا گیا' اور اتنے ظلم کئے گئے کہ شاید تاریخ میں مسلمانوں پر اتنے ظلم نہیں ہوئے۔ لارڈ ہنٹر کی بیوی لکھتی ہے کہ جب ان پر ظلم کئے جاتے تو میں بھی ساتھ دیکھنے جاتی تھی۔ علماء کو مادر زاد ننگا کر کے لٹا دیا جاتا تھا اور تانبا پگھلا کر ان کے جسم پر ڈالا جاتا' وہ تڑپتے' اس پر سارے انگریز ہنستے' لیکن میں چونکہ عورت تھی اور عورت کا دل کمزور ہوتا ہے تو میں پستول کی گولی مار دیتی۔ اب ان علماء نے سوچا اس طرح سے بچے کچے علماء کی حفاظت کریں۔

دارالعلوم دیوبند کے قیام کا مقصد

آجکل تو بجلی آ گئی ہے۔ جس زمانے میں بجلی نہیں تھی' ہمارے بچپن کی باتیں ہیں۔ جب ہر گھر میں دیا سلائی بھی نہیں ہوتی تھی تو عورتیں کیا کرتیں کہ خشک گوبر کا ٹکڑا جسے پنجاب میں پاتھی کہتے ہیں وہ چولہے میں رکھ دیتی تھیں کہ صبح اسی سے آگ جلالیں گے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ یہ مثال دیا کرتے تھے کہ ان علماء نے پاتھی دبا دی اور ایک مدرسہ قائم کر لیا ''دارالعلوم دیوبند'' کہ اب آدمی تیار کرنے

ہیں۔ پھر جب ضرورت ہوگی تو جہاد کے لئے نکلیں گے۔ تو دارالعلوم کی بنیاد اسی لئے رکھی گئی کہ اس میں سب سے پہلے جذبہ جہاد پیدا کیا جائے۔ اور نئے اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ کیا جائے۔ علماء دیوبند نے فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

قطب الاقطاب حضرت گنگوہیؒ کی علمی خدمات

حضرت گنگوہیؒ نے بدعت کے مقابلہ میں براہین قاطعہ جیسی کتاب لکھوائی۔ ایسی جامع کتاب بدعات کے بارے میں نہ پہلے لکھی گئی' نہ آئندہ امید ہے کہ لکھی جائے گی۔ بدعت کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ''براہین قاطعہ'' کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ رافضیوں کے بارے میں ''ہدیۃ الشیعۃ'' لکھی۔ نیم رافضیوں کے بارے میں ''سبیل الارشاد'' لکھی۔ غیر مقلدین کے رد میں ''ہدایت المعتدی'' لکھی۔

علمائے دیوبند کا کام تطہیر دین ہے

اس دور میں سنت کو بگاڑنے کے لئے دو طرف سے حملے شروع ہوئے۔ ایک طرف حدیث رسولؐ کا بہانہ بنا کر سنتوں کو مٹایا جانے لگا تو دوسری طرف سے عشق رسولؐ کا بہانہ بنا کر' اس وقت جب چاروں طرف سے دین پر حملے شروع ہو گئے تو ایک دیوبند کا مدرسہ دین کی حفاظت کے لئے تھا' جو گندگی ان فتنوں نے پھیلائی اسکی تطہیر علمائے دیوبند نے کی۔

فتنوں کا تعاقب اور حضرت گنگوہیؒ

اس میں حضرت مولانا گنگوہیؒ کا سب سے زیادہ حصہ تھا۔ آپ نے ہر فتنے کا تعاقب کیا۔ قادیانی اتنا خائف تھا کہ اپنی کتاب براہین احمدیہ کے حصہ پنجم میں حضرت گنگوہیؒ کا نام لکھ کر کئی صفحے حضرت گنگوہیؒ کے خلاف لکھے' کیونکہ چور ہمیشہ چوکیداروں کا دشمن ہوتا ہے۔ علمائے دیوبند ہی دین کے پہرے دار' سنت اور فقہ کے صحیح مطلب کے محافظ ہیں۔ اسی لئے جتنے چور ہیں وہ سب ان کے خلاف ہیں۔ ہمارے مقابلے میں سب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

بدعت کی مثال جعلی نوٹ کی ہے

سنو میں بدعت کی مثال دیا کرتا ہوں کہ آپ کے ملک میں وہ نوٹ بھی ہے جو پہلے چلتا تھا اب بند ہوگیا ہے۔ اور وہ بھی ہے جو اس وقت چل رہا ہے اور ایک جعلی ہے جسے بچے عید کے دن لے کر پھرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ دس لاکھ جیب میں ہیں۔ جو فقہ کو چھوڑ کر منسوخ احادیث پر عمل کرتے ہیں ان کی مثال منسوخ نوٹ کی ہے۔ وہ ہم سے چار نوٹ چھین کر منسوخ نوٹ پکڑانا چاہتے ہیں۔ بدعتیوں کی مثال جعلی نوٹ کی ہے کہ خواہ دس لاکھ ہوں دوکاندار کچھ نہیں دے گا۔ اسی طرح آخرت میں بدعت کی کوئی وقعت نہیں ہوگی اور ہماری مثال رائج الوقت نوٹ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جعلی نوٹ اور منسوخ نوٹ (دونوں) سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

سیرت حضرت گنگوہیؒ

تو بات چل رہی تھی حضرت گنگوہیؒ کی' چونکہ حدیث کے مطابق بارہویں صدی میں فتنوں کا زمانہ آنے والا تھا' تو فتنوں کے سدباب کے لئے بارہ سو چوالیس ہجری میں حضرت گنگوہیؒ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کو بچپن ہی میں دین کا اتنا شوق تھا کہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جمعہ کی اذان سنی' کھیل چھوڑ کر جمعہ کے لئے بھاگے۔ اور فرمایا کہ سنا ہے کہ اگر تین جمعے نہ پڑھے جائیں تو دل پر مہر لگ جاتی ہے اور ساڑھے چھ سال کی عمر کا واقعہ ہے کہ جماعت کا وقت ہوگیا۔ پانی نہیں تھا' لوٹے خالی تھے' خود پانی نکالنے لگے' ڈول بھاری تھا تو خود کنوئیں میں گر گئے' لیکن اللہ کی جانب سے عجیب کرشمہ ہوا' کہ ڈول الٹا گرا' یہ اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ لوگ نماز کے بعد بھاگے کہ کوئی کنوئیں میں گر گیا ہے۔ دیکھا تو آپ نے انہیں فرمایا میں آرام سے بیٹھا ہوں' باہر نکال لو۔ حضرت کے حالات میں ہے کہا ایک دن بڑے پریشان بیٹھے تھے۔ پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے؟ فرمایا بائیس سال کے بعد آج تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی ہے۔

ایک عجیب واقعہ

ملک میں طاعون آ گیا' موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مرزا غلام قادیانی نے بھی بڑھکیں مارنا شروع کردیں اور کہا کہ طاعون اس لئے آئی ہے کہ لوگ مجھے نبی نہیں مانتے۔ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اس وقت طاعون قادیان سے تین ضلع دور تھی۔ شاید ایک ہفتہ لیٹ آتی۔ لیکن مرزے کے بڑھک مارنے کے دوسرے دن ہی طاعون قادیان پہنچ گئی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ طاعون قادیان نہیں آئے گی۔ مرزا نے کہا ہاں' میں نے اللہ سے پوچھا تو فرمایا قادیان سے تیرا گھر مراد ہے۔ تیرے گھر طاعون نہیں آئے گی۔ لیکن اگلے دن اسکے گھر طاعون پہنچ گئی۔ جس کی وجہ سے اس کا ملازم محمد دین اور اس کا بیٹا مبارک احمد مر گئے۔ ویسے مصافحہ تو طاعون نے اس کے ساتھ بھی کیا۔ لیکن وہ بچ گیا' کیونکہ حرام زادے کی رسی دراز ہوتی ہے اور ادھر حضرت تھانویؒ نے "نشر الطیب" لکھنا شروع کی۔ سیرت نبوی ﷺ پر جتنی کتابیں لکھی جاتیں فرماتے اس علاقہ میں جاکر پڑھو جہاں طاعون ہے۔ ادھر کتاب مکمل ہوئی ادھر طاعون کا عذاب ہٹ گیا۔

ایک آدمی کی دعا حضرت گنگوہیؒ کے وسیلہ سے

حضرت گنگوہیؒ کے بارے میں عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ! یہ طاعون یقیناً ہمارے گناہوں کی سزا ہے۔ ہم تو اس سزا کے کئی سال پہلے مستحق ہوگئے تھے۔ اے اللہ! ہمارے پاس کوئی عمل نہیں جسے ہم بطور وسیلہ پیش کریں۔ البتہ ہمارے ملک میں ایک آدمی ہے رشید احمد نامی' جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے کبھی اس کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ اے اللہ! ہم تیرے اس ولی کا واسطہ دے کر تجھ سے دعا مانگتے ہیں۔ یہ عذاب ہم سے ہٹا دے۔ لکھا ہے انبالہ سے طاعون ادھر نہیں آئی' میرٹھ کی طرف چلی گئی۔

حضرت گنگوہیؒ اور عقیدہ عذاب قبر

ایک مرتبہ ظہر کے وقت حضرت نانوتویؒ مسجد میں تشریف لائے اور پانی پیا تو کڑوا تھا۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا ہمارے کنوئیں کا پانی تو میٹھا ہے۔ حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ میں نے پیا ہے' کڑوا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے بھی گھونٹ بھرا تو پانی واقعی کڑوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھ لیں' پھر دیکھیں گے۔ نماز پڑھ کر دعا کی اور پھر اسی پیالے میں پانی پیا تو پانی میٹھا تھا۔ فرمایا اس پیالے میں اس قبر کی مٹی شامل تھی۔ جس قبر والے کو عذاب ہو رہا تھا یہ اس عذاب کا اثر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا کو قبول فرمایا اور چونکہ جس کو عذاب ہو رہا تھا وہ مسلمان تھا' اس لئے اللہ نے اس سے ہماری دعا کے سبب عذاب ہٹا دیا ہے۔

سوچیں وہ لوگ جو عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں' انہیں اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دین کو تکمیل' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دین کو تمکین اور ائمہ اربعہؒ سے دین کو تدوین اور علماء دیوبندؒ سے دین کو تطہیر نصیب ہوئی۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین
استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کلّ ذنب واتوب الیہ

(بشکریہ ماہنامہ الخیر)

الفرق بين الحديث والسنه

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده امابعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم.
بسم الله الرحمن الرحيم.

وقال الله تبارك وتعالىٰ: الله نزّل احسن الحديث كتابا متشابها مثانى تقشعرّ منه جلود الذين يخشون ربهم ثم تلين جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله. وقال النبي صلى الله عليه وسلم سياتيكم عنى احاديث مختلفة . فماجاء كم موافقا لكتاب الله وسنتى فهومنى . وما جاء كم مخالفا لكتاب الله وسنتى فليس منى. اوكما قال صلى الله عليه وسلم.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبى الكريم ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين رب اشرح لى صدرى ويسر لى امرى واحلل عقدة من لسانى يفقهوا قولى رب زدنى علما و ارزقنى فهما. سبحانك لا علملنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم. اللّهم صلى على سيدنا و مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد و بارك وسلم وصل عليه.

تمہید

ہمارے ملک میں تین فرقے ایسے ہیں جو کتاب وسنت پر عمل کا دعویٰ رکھتے ہیں اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی' دوسرے بریلوی' تیسرے غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں۔

عوام کو دیا جانے والا دھوکہ

اس بارے میں پہلے یہ بات سمجھنی چاہیے کہ عوام ایک دھوکے میں مبتلا کردیئے جاتے ہیں۔ سنت کی نسبت بھی اللہ کے نبی پاکؐ کی طرف ہوتی ہے اور حدیث کی نسبت بھی اللہ کے نبی پاکؐ کی طرف ہوتی ہے۔ اس لئے پہلے سنت اور حدیث کا فرق سمجھنا ضروری ہے۔

حدیث وسنت میں فرق

غیر مقلدین کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کو یہی باور کرایا جائے اور یقین دلایا جائے کہ سنت اور حدیث ایک ہی چیز ہے' لیکن ان کی یہ بات کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''میری طرف سے لوگ اختلافی روایات بیان کیا کریں گے ان میں سے جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو وہ میری طرف سے ہوگی۔ جو کتاب اللہ کے خلاف ہو وہ میری طرف سے نہیں ہوگی۔ اور جو حدیث سنت کے موافق ہو وہ میری طرف سے ہوگی جو سنت کے خلاف ہو وہ میری طرف سے نہیں ہوگی(۱)''۔

(الکفایہ فی علوم الروایہ للخطیب ــــ ص ۴۳۰)

تو اس سے معلوم ہوا کہ بعض احادیث کتاب اللہ کے موافق ہوتی ہیں' بعض کتاب اللہ

(۱) ــــ حدیث کے الفاظ خطبہ میں موجود ہیں۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

کے مخالف ہوتی ہیں ہیں' بعض حدیثیں سنت کے موافق ہوتی ہیں بعض سنت کے مخالف ہوتی ہیں۔

ایک مثال

حدیث وسنت کے فرق کو ایک مثال سے سمجھیں:

نماز کس طرف منہ کرکے پڑھنی چاہیے؟ کچھ احادیث ہیں کہ حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے پڑھنی چاہیے' کچھ احادیث میں ہے کہ حضرت ﷺ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب قرآن پاک میں جب حکم آیا:

فول وجھک شطر المسجدالحرام (البقرۃ:۱۴۴)

تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ آیت آچکی تھی اور حضرت پاک ﷺ کو اس آیت کا معنی نہیں آتا تھا اور آپ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے اور اس آیت کے آنے کے بعد اسی حدیث پر عمل جاری رہا جو کتاب اللہ شریف کے مطابق ہے۔

اسی طرح احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہؓ نمازوں میں باتیں کرلیا کرتے تھے اور حضرت ﷺ انہیں روکتے نہیں تھے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہؓ نے باتیں کیں اور حضرت ﷺ نے انہیں روکا' کہ نماز میں کلام جائز نہیں ہے۔ ادھر قرآن پاک میں ہے کہ: قوموا للہ قانتین.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ ہم کلام کرلیا کرتے' جب آیت قوموا للہ قانتین نازل ہوئی فامرنا بالسکوت تو ہمیں پھر خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آیت نازل ہونے کے بعد بھی صحابہ کرامؓ کو یا رسول پاک ﷺ کو آیت کا معنی نہیں آتا تھا اس لئے آپ باتیں کرلیا کرتے تھے بلکہ وہ الگ زمانہ کی بات ہے اور یہ الگ زمانے کی بات ہے۔

تو معلوم ہوا کہ کچھ احادیث جو ہیں وہ کتاب اللہ کے موافق ہیں کچھ کتاب اللہ کے خلاف ہیں، خلاف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ مثلاً منسوخ ہیں، یا کوئی جھوٹی حدیث ہوگی۔ اسی طریقہ سے معلوم ہوا کہ کچھ احادیث سنت کے موافق اور کچھ سنت کے خلاف ہیں۔

سنت کا مطلب

تو پہلے سنت کا مطلب سمجھنا چاہئے کہ سنت سڑک اور راستہ کو کہتے ہیں عام شاہراہ جو جاری ہوجائے۔ کسی کھیت میں ہل چلا ہوا ہو اور ایک دو آدمی وہاں سے گزر جائیں تو اس کو راستہ تو کجا پگڈنڈی بھی نہیں کہتے ہیں۔ لیکن جہاں رات دن لوگ چلتے ہیں اس کو راستہ کہتے ہیں۔ تو حضرت پاک ﷺ کے کچھ کام ایسے تھے جو آپ عادتاً کرتے تھے جیسے ہم بھی کچھ کام عادتاً روزانہ کرتے ہیں۔ اور کچھ کبھی کبھی ضرورتاً کرتے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی نے اپنی عادت بنالی ہے کہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد ایک پارہ تلاوت کرتا ہے۔ یہ اس کی عادت ہے۔ ایک دن اس نے تلاوت نہیں کی اٹھ کر چلا گیا دوسرے دن آیا تو:

آپ نے پوچھا: کل آپ نے تلاوت نہیں کی؟

اس نے کہا: کہ میرا دوست بیمار تھا تو میں اس کی تیمارداری کے لئے چلا گیا تھا تا کہ دفتر جانے سے پہلے یہ کام ہوجائے اب یہ ضرورت تھی۔ تو جس طرح ہمارے کام دو حصوں میں تقسیم ہیں ایک کام ہم عادتاً کرتے ہیں اور ایک ضرورتاً کرتے ہیں۔ اسی طرح یقیناً نبی اقدس ﷺ کے کام جو ہیں وہ بھی دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ کچھ حضرت کام عادتاً فرماتے تھے اور کچھ ضرورتاً فرماتے تھے۔ احادیث میں ذکر دونوں قسم کے کاموں کا آجاتا ہے۔ جو آپ عادتاً فرماتے تھے وہ بھی اور جو ضرورتاً فرماتے تھے وہ بھی۔ اب ان میں سے ہمیں عمل کس پر کرنا ہے۔ تو حضرت ﷺ نے فرمایا: علیکم بسنتی تم نے میری عادت کو عادت بنانا ہے اور عادت کو اپنانا ہے، سنت کو اپنانا ہے۔

ایک واقعہ

ایک دفعہ داؤد غزنوی کا پوتا مجھے ملنے آیا۔ میں گلشن اقبال کراچی میں بیٹھا تھا۔ ان کے ساتھ ہی ان کا مدرسہ جامعہ ابی بکر ہے۔ پانچ سات آدمی ساتھ تھے۔ آکر بیٹھ گیا اور:

کہنے لگا: مجھے آپ سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔

میں نے کہا: خیر تھی!

کہنے لگا: سنا ہے آپ اہلحدیث کے بہت خلاف ہیں؟

میں نے کہا: میں تو اس دور کے اہل قرآن کے بھی بہت خلاف ہوں۔ کیونکہ جس طرف وہ جانا چاہتا تھا میں نے وہ راستہ روک دیا۔

کہنے لگا: ہاں اہل قرآن کے تو ہم بھی خلاف ہیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد کہنے لگا کہ جی حدیث بری چیز ہے؟ آپ اہلحدیث کے خلاف ہیں۔

میں نے کہا: قرآن بری چیز ہے؟ آپ نے کہا کہ میں اہل قرآن کے خلاف ہوں۔

کہنے لگا: وہ تو قرآن کا نام لیکر دین میں جھوٹ بولتے ہیں۔

میں نے کہا: آپ حدیث کا نام لیکر دین میں جھوٹ بولتے ہیں۔

تو اس دور میں اہل قرآن وہ ہے کہ جب دین میں جھوٹ بولنا ہو تو نام قرآن کا لے لو۔ لوگ بے چارے ڈر جائیں گے بڑا قرآن جاننے والا ہے۔ اہلحدیث اس زمانہ میں وہ ہے کہ جب دین میں جھوٹ بولنا ہو تو نام حدیث کا لے لو۔

پھر کہنے لگا: ہم تو اس لئے اہلحدیث ہیں کہ ہم فقہ کو نہیں مانتے۔

میں نے کہا: اس پر دلیل چاہئے جو فقہ کو نہ مانے اس کو اللہ یا اللہ کے رسول ﷺ نے اہلحدیث فرمایا ہو۔ ہم نے تو یہی پڑھا ہے کہ فقہ کے مخالف کو اللہ کے نبی پاک ﷺ نے شیطان فرمایا ہے:

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (ترمذی ـــ ج ۲ ص ۹۳)

اس لئے ہم تو فقہ کے منکر کو شیطان سمجھتے ہیں اہلحدیث نہیں سمجھتے۔ ہاں اگر

آپ ہمیں کوئی حدیث سنادیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ جو فقہ کا انکار کرے اس کو اہلحدیث کہا کرو۔ تو پھر ہم صبح آپ کو "شیطان" کہہ لیا کریں گے اور شام کو "اہلحدیث" کہہ لیا کریں گے۔ تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ساتھ ساتھ جاری رہے کیونکہ ہم کسی حدیث کا انکار نہیں کرتے۔

پھر میں نے پوچھا: آپ کو کس نے کہا کہ تم اہلحدیث بنا؟

کہنے لگا: آپ کو کس نے کہا تھا کہ تم اہلسنت والجماعت بنا؟

میں نے کہا: مجھے تو میرے نبی پاکؐ نے فرمایا تھا:

علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین.

(ترمذی۔۔۔۔ج ۲ص ۹۲، ابن ماجہ۔۔۔۔ص ۵)

(ابوداؤد۔۔۔۔ج ۲ص ۲۷۹، مستدرک حاکم۔۔۔۔ج اص ۹۶)

علیکم بسنتی میں اہل سنت آگیا اور خلفائے راشدینؓ میں والجماعت آگیا۔ آپ کو کس نے کہا تھا کہ:

علیکم بحدیثی؟

کہنے لگا: حدیث اور سنت ایک ہی چیز کا نام ہے۔

میں نے کہا: یہ بات بھی غلط ہے آپ کی۔ حدیث کے خلاف ہیں ساری باتیں۔ پھر میں نے یہی سنایا کہ حضرت نے فرمایا کہ اختلافی حدیثوں میں بعض حدیثیں قرآن کے خلاف ہوں گی بعض سنت کے خلاف ہوں گی۔

تو اس سے پتہ چل گیا کہ اہلحدیث اور اہلسنت میں فرق کیا ہے۔

اہل سنت اور اہلحدیث میں فرق

اہل سنت وہ لوگ ہوں گے جو اختلافی حدیثوں میں ان حدیثوں پر عمل کریں گے جو (قرآن کے) موافق ہوں اور اہلحدیث وہ ہوں گے جو حدیثوں کی کتابوں کا مطالعہ کرکر کے ایسی حدیثیں تلاش کریں گے جو قرآن پاک کے خلاف ہوں کہ یا اللہ کوئی حدیث قرآن کے خلاف مل جائے تاکہ ہم بھی عمل کرلیں۔ اسی

طرح اہلسنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو اختلافی احادیث میں سے اُن احادیث پر عمل کرتے ہیں جو سنت کے موافق ہوں جبکہ اہلحدیث وہ ہوں گے جو ایسی حدیثوں کو تلاش کریں گے جو سنت کو مٹانے والی ہوں۔ سنت کے خلاف ہوں۔

سنت عملاً متواتر ہے

جس طرح قرآن پاک تلاوت میں تواتر سے ثابت ہے اسی طرح سنت عملی تواتر سے ثابت ہے۔ وہ ہر جگہ پھیل جاتی ہے۔ جیسے وضو میں کلی کرنا ہے اگرچہ حدیث میں بھی آیا ہے لیکن اس نے مقام سنت کا حاصل کرلیا۔ آپ دنیا کے جس ملک میں جائیں وہاں مسلمان وضو کررہے ہونگے تو کلی بھی کررہے ہوں گے۔ تو جہاں جہاں سورج کی روشنی پھیلی وہاں وہاں سنت بھی پھیل چکی۔ لیکن اسی طرح احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت وضو کے بعد بیوی سے بوس و کنار فرماتے لیکن یہ عمل پھیلا نہیں۔ آپ وضو کریں اور اس میں کلی جان بوجھ کر نہ کریں تو یقیناً آپ کا دل آپ کو جھنجوڑ دے گا کہ آج وضو مکمل نہیں ہوا ایک سنت ضائع ہوگئی ہے اور وضو کا ثواب کم ہوگیا ہے۔ لیکن (آپ نے) کتنے وضو کئے اور بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا تو آپ کے دل میں کبھی یہ وسوسہ نہیں آیا' شبہ پیدا نہیں ہوا کہ آج وضو کا ثواب کم ملا کیونکہ حدیث میں تو وہ بات بھی ہے اور یہ بات بھی ہے۔ لیکن وہ سنت بن چکی ہے اور یہ درجہ حدیث میں ہی ہے۔ سنت کے درجہ میں نہیں ہے۔ تو اسلئے اہلحدیث اور اہل سنت کی پہچان ایسے کی جاتی ہے کہ وضو دونوں نے کیا اب وضو کے بعد اہل سنت تو جماعت میں شامل ہونے کی کوشش کرے گا کہ رکعت مجھے مل جائے رکوع نہ رہ جائے۔ اور اہل حدیث وضو کرکے بیوی کو تلاش کرنے بھاگے گا کہ میں بوسہ لے لوں تاکہ اس حدیث پر عمل رہ نہ جائے تو ہم اہل سنت ان احادیث پر عمل کرتے ہیں جو کتاب اللہ کے موافق ہوں سنت کے موافق ہوں۔

سنت سندوں کی محتاج نہیں

اس سے ایک بہت اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ چونکہ سنت کا ثبوت اتنا واضح

ہوتا ہے۔ جیسے سورج۔ اس لئے سنت کی تحقیق کے لئے سندوں کی ضرورت نہیں ہوتی اور حدیث جو ہے جو سنت کے درجہ تک نہیں پہنچی اس کی حیثیت ہوتی ہے پہلی رات کے چاند کی۔ تو پہلی رات کے چاند میں کئی دفعہ گواہوں کی ضرورت بھی پڑ جاتی ہے۔ پھر وہ گواہ دیکھے جائینگے کہ عادل ہیں بھی یا نہیں۔ تو اس لئے حدیث جو ہے وہ سندوں کی محتاج ہے لیکن جس طرح متواتر قرآن پاک سندوں کا محتاج نہیں' (اسی طرح) متواتر سنت سندوں کی محتاج نہیں۔

غیر مقلدوں کا دین ظنی ہے

اسلئے یقین تواتر سے ہوتا ہے سندوں سے نہیں ہوتا' وہ (حدیث) ظنیت کے درجہ میں ہوتی ہیں' غیر مقلدوں کا دین ظنی ہے ہمارا یقینی ہے کیونکہ ہم سنت پر عمل کرتے ہیں۔

علیکم بسنتی فرمانے کی وجہ

اور پھر یہ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا:

علیکم بسنتی میری سنت پر عمل کرو علیکم بحدیثی کیوں نہیں فرمایا کیونکہ حدیثوں میں منسوخ حدیثیں بھی ہوتی ہیں (جبکہ) سنت ایک بھی منسوخ نہیں ہوتی۔ سنت تو کہتے ہی اسے ہیں جس پر عمل جاری رہا۔

سنت قائم رہتی ہے

فرمایا العلم ثلاثۃ علم تین ہی چیزوں کا نام ہے۔

آیۃ محکمۃ اوسنۃ قائمۃ اوفریضۃ عادلۃ (سنن ابی داؤد ..... ج ۲ ص ۹)

تو سنت تو اس کو کہتے ہیں جو قائم رہی۔ اس لئے عین ممکن ہے کہ اہلسنت والجماعت کے مقابلہ میں اہلحدیث وہ ہو جو منسوخ باتوں پر عمل کررہا ہو۔

ایک عام فہم مثال

جس طرح ہمارے ہاں ایک نوٹ سو روپے کا چل رہا ہے۔ ایک نوٹ پہلے

زمانے میں چلا کرتا تھا کچھ سال پہلے' پھر وہ بند ہوگیا۔ وہ بھی سو روپے کا نوٹ تھا اس پر بھی اسٹیٹ بینک کی مہر لگی ہوئی تھی' اور حکومت پاکستان اس پر بھی لکھا ہوا تھا۔ لیکن اب وہ نوٹ چلتا نہیں۔ نہ بازار لیتا ہے نہ بینک لیتا ہے' اب کوئی آدمی آپ سے چالو نوٹ لیکر وہ پرانا (منسوخ) نوٹ دے تو سب کہیں گے کہ اس نے فراڈ کیا ہے۔ دھوکہ دیا ہے۔ اب وہ آپ سے بحث کرے۔ یہ جو نوٹ میں دے رہا ہوں تم کہتے ہو کہ منسوخ ہے۔ اس پر لکھا ہوا دکھاؤ منسوخ کہاں لکھا ہوا ہے۔ متروک کہاں لکھا ہوا ہے۔ تو آپ کے پاس ایک ہی پہچان ہوگی کہ اس نوٹ کو ملک کا بازار اور بینک نہیں لے رہا۔ جس نوٹ کو ملک کا بازار اور بینک لے رہا ہے' وہ چالو نوٹ ہے اور جس کو نہیں لے رہا وہ منسوخ نوٹ ہے۔ اس کی تاریخ یاد رکھنے کی ضرورت نہیں' آرڈر نسخ کا جیب میں رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح جس کو فقہاء و مجتہدین نے قبول کرلیا ان احادیث کا چلن ہے وہ سنت کے درجہ میں ہیں۔ اور چالو ہیں اور جن پر ائمہ مجتہدین نے عمل ترک کردیا وہ منسوخ نوٹ کی حیثیت رکھتی ہیں تو یہ تو مثال ہے مقلد اور غیر مقلد کی۔

بریلویوں کی مثال

اور بعض اوقات آپ دیکھتے ہیں کہ عید کے موقع پر نوٹ چھپتے ہیں اوپر عید مبارک بھی لکھا ہوتا ہے کوئی ہزار روپے کا نوٹ ہوتا ہے' کوئی دس ہزار روپے کا نوٹ اور پانچ پانچ پیسے میں بکتے ہیں۔ تو بچے خرید کر خوش ہوتے ہیں کہ آج میرے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے لیکن یہ نوٹ جو ہے یہ جعلی نوٹ ہوتا ہے اب اگر کوئی آدمی کسی ناواقف کو یہ نوٹ دیکر اس سے دوسرا نوٹ لے جائے جو چالو ہے۔ تو سب کہیں گے کہ یہ فراڈ ہوا ہے۔ تو یہ نوٹ مثال ہے بریلویوں کی کہ وہ بدعتی ہیں جعلی نوٹ دیکر اصلی نوٹ چھیننا چاہتے ہیں اور وہ (غیر مقلد) منسوخ نوٹ دے کر چالو نوٹ چھیننا چاہتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت وہ ہیں کہ ان کی مثال چالو نوٹ والی ہے جسکو بینک

اور بازار لے رہا ہے' غیر مقلدین منسوخ نوٹ والے ہیں اور بریلوی حضرات پانچ پیسے کے عید مبارک والے نوٹ والے ہیں۔ خوش تو بڑے ہوتے ہیں لیکن جب وہ بازار میں لیکر جائینگے' بینک میں لے کر جائیں گے تو کوئی انکو خریدنے کیلئے' لینے کیلئے بالکل تیار نہیں ہوگا۔

ہر ہر سنت قابل عمل ہے

اسی طریقے سے اہل سنت والجماعت ان کو کہتے ہیں جو سنتوں پر عمل کریں اور ہر ہر سنت قابل عمل ہوتی ہے۔ کوئی اہل سنت یہ نہیں کہتا کہ سنتوں میں ایسی سنت بھی ہے۔ جو قابل عمل نہیں کیونکہ سنت تو عمل میں متواتر ہو چکی ہے۔

ہر ہر حدیث قابل عمل نہیں

لیکن اہلحدیث کبھی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ ہر ہر حدیث قابل عمل ہے وہ کسی حدیث کو ضعیف کہتا ہے' کسی کو موضوع کہتا ہے' کسی کو مضطرب کہتا ہے' کسی کو حسن کہتا ہے' کسی کو صحیح کہتا ہے۔ تو کئی قسمیں بیان کرتا ہے۔ تو اسی لئے اگر اللہ کے نبی ﷺ فرماتے علیکم بحدیثی تو پھر کتنی قسمیں بنتی۔ کوئی صحیح الحدیث ہوتا' کوئی موضوع الحدیث ہوتا' کوئی مضطرب الحدیث ہوتا' کوئی حسن الحدیث ہوتا' کوئی مرسل الحدیث ہوتا۔ کوئی منکر الحدیث ہوتا۔ تو اتنی قسمیں جتنی حدیثوں کی تھیں اتنی بن جاتی نا۔ تو چونکہ دین پر عمل کرنے کا حکم ہے اور قابل عمل سنت ہے ہر سنت قابل عمل ہے لیکن ہر حدیث قابل عمل نہیں۔ کیونکہ یہ منسوخ بھی ہوسکتی ہے اور ضعیف بھی ہوسکتی ہے تو اس لئے معلوم ہوا کہ اہلسنت والجماعت کے مقابلہ میں جو فرقہ اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے وہ عین ممکن ہے کہ کسی ضعیف حدیث پر عمل کر رہا ہو۔ اس لئے اسے ضعیف الحدیث تو کہا جاسکتا ہے' منسوخ الحدیث تو کہا جاسکتا ہے' لیکن مطلق الحدیث یہ لفظ اس کے لیے استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

سنت اور حدیث کا فرق حدیث اور عرف دونوں میں ہے

تو اس لئے سنت اور حدیث کا فرق حدیث میں بھی موجود ہے اور عرف میں بھی موجود ہے مثلاً داڑھی کو سب لوگ کہتے ہیں کہ یہ سنت ہے' اگر آپ کہیں کہ داڑھی حدیث ہے تو سب لوگ کہیں گے کہ یہ نئی بات ہے پہلے سنی نہیں اگر حدیث اور سنت بالکل ہم معنی ہو جس طرح:

النکاح من سنتی (نکاح کرنا سنت ہے)

لیکن کوئی یہ نہیں کہتا اپنی بیوی کو میری بیوی حدیث ہے نکاح کے موافق ہے۔

ایک لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ "سیف المقلدین" میں مولانا نذیر صاحبؒ پشاوری نے لکھا ہے' فارسی میں وہ کتاب ہے ان کی۔ اس میں لکھتے ہیں کہ سب سے پہلا غیر مقلد جو پشاور میں آیا اس کا نام اخوند محمد صدیق تھا۔ نذیر حسین کا شاگرد تھا اب ان لوگوں کا بے چاروں کا دو تین مسئلوں کا دین ہوتا ہے۔ جیسے باطل فرقوں کا دین دو تین مسئلوں کا ہوتا ہے۔ مثلاً قدریہ کا مسئلہ' ان کا بس ایک ہی مسئلہ ہے تقدیر انہوں نے جہاں بیٹھنا ہے۔ بس تقدیر کی بات کرنی ہے۔ اسی طریقے سے یہ بے چارے رفع یدین' آمین (بالجہر) پر۔ بریلوی حاضر و ناظر' علم غیب اور دو تین مسئلہ ان کے ہوتے ہیں۔ مکمل دین تو ان میں سے کسی کے پاس بھی نہیں ہوتا۔ اب چونکہ نیا فرقہ جب بنے گا تو نئی بات لوگ جبھی قبول کرینگے کہ پرانے کی غلطیاں نکالی جائیں کہ یہ حنفی غلط ہیں جو سارے یہاں ہیں اس لئے وہ حنفیوں کے خلاف بولتا اور اپنا دعویٰ کرتا کہ ہم سچے دین پر ہیں مولانا نذیر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دو طالبعلم بھیج دیئے کہ اس کو جمعہ کی تقریر میں عوام کے سامنے' کیونکہ غیر مقلد خدا سے تو ڈرتا نہیں۔ یہ تو عوام سے ڈرتا ہے۔ عوام کے سامنے اس سے سوال کروتا کہ پتہ چلے کہ اس کو کچھ آتا ہے یا نہیں تو انہوں نے سوال جو لکھ کر طلبہ کے ذریعے بھیجا وہ یہ تھا کہ:

"فرض اور سنت کی تعریف کیا ہے؟ ان دونوں میں فرق کیا ہے؟"

اب بڑا ضروری سوال تھا۔ لیکن غیر مقلدوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ فرض وہ ہوتا ہے کہ جس کا ہمیشہ کرنا لازم اور ضروری ہو اور سنت وہ ہوتی ہے کہ جس کو کبھی کیا جائے' کبھی چھوڑا جائے اس کے بعد بڑا زور دیا کہ آجکل لوگ بیوقوف ہیں۔ دین سے ناواقف ہیں' جاہل ہیں دین کو بدل رہے ہیں یہ سنتوں کو بھی اتنا ضروری سمجھتے ہیں جتنا فرض' اس لئے سنتوں پر بھی ہمیشہ عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ ضروری ہے فرض کو فرض کے درجہ میں رکھا جائے سنت کو سنت کے درجہ میں رکھا جائے۔ فرض پر ہمیشہ عمل ہو اور سنت پر کبھی عمل کیا جائے اور کبھی چھوڑا جائے۔ یہ اس نے بڑے جوش سے بیان کیا اب یہ بھی طالب علم تھے تو انہوں نے فوراً چٹ دی کہ آپ کے چہرے پر جو داڑھی ہے یہ فرض ہے یا سنت ہے؟ اگر فرض ہے تو اسکی دلیل دیں۔ اگر سنت ہے تو آپ نے جس دن سے رکھی ہے پھر پوچھا نہیں کدھر کو جارہی ہے۔ تو اس لئے آپ دین میں تحریف کر رہے ہیں ایک ہفتہ داڑھی رکھا کریں ایک ہفتہ منڈا لیا کریں تاکہ لوگوں کو دھوکہ نہ ہو کہ داڑھی فرض ہے۔ اور اس کے سنت ہونے کا لوگوں کو یقین رہے۔ دوسرا طالب علم ذرا زیادہ ذہین تھا اس نے حدیث لکھی کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ النکاح من سنتی نکاح میری سنت ہے۔

لیکن آپ نے جب سے نکاح کیا ہے بیوی کو فرض بنا کر ساتھ رکھا ہوا ہے۔ تو دیکھو دین میں کتنی تحریف ہو رہی ہے آپ ایک مہینہ اپنے پاس رکھا کریں ایک مہینہ ہمیں دیا کریں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ بیوی کا رکھنا سنت ہے فرض نہیں۔

مولانا نذیر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے بعد روتا ہوا میرے پاس آیا اور ہاتھ باندھ کر کہہ رہا تھا کہ میں آپکو کچھ نہیں کہتا آپ ان لڑکوں کو میرے پاس نہ بھیجا کریں یہ مجھے بہت زیادہ ذلیل کرتے ہیں۔ تو دیکھو ان بے چاروں کا علم تو اتنا ہی ہوتا ہے۔ تو اس لئے میں بتا رہا ہوں کہ سنت تو عملی تواتر سے ثابت ہوتی ہے۔

حدیث وسنت کے فرق کی ایک مثال

اب دیکھئے ہمیں دو حدیثیں ملیں ایک بخاری (ج ۱ ص ۳۶) مسلم

(ج ۱، ص ۱۳۳) میں بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے کہ حضرت ﷺ کے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ اور ایک ترمذی (ص ۹ پ)' ابوداؤد میں مل گئی کہ حضرت نے بیٹھ کر پیشاب فرمایا۔ اب ہم ان دونوں کو پڑھ لیں گے لیکن عملی طور پر دیکھیں کہ امت میں جو تواتر سے عمل پھیلا وہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا پھیلا ہے یا بیٹھ کر پیشاب کرنے کا پھیلا ہے۔ تو جو حضرت کے زمانہ سے آج تک امت میں عمل پھیلا ہے اس کو سنت کہا جائے گا۔ تو یہ کہا جائے گا کہ بیٹھ کر پیشاب کرنا سنت ہے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی حدیث تو ہے لیکن یہ سنت نہیں ہے۔ اب عمل کس پر کیا جائے گا وہی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا:

علیکم بسنتی   تم میری سنت کو اپنانا

تو اس لئے جو بیٹھ کر پیشاب کرتا ہے وہ اہل سنت کہلائیگا اور جو کھڑے ہو کر پیشاب کرے وہ مرد ہو یا عورت وہ اہلحدیث کہلائے گی۔ کیونکہ وہ حدیث پہ عمل کر رہا ہے یا کر رہی ہے اور اسے یہ بھی پتہ ہے کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور جو بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث ہے وہ متفق علیہ نہیں۔ تو چونکہ میں نے عرض کیا نا' کہ سنت کا ثبوت تو عملی تواتر سے ہوتا ہے یہ سندوں کی محتاج ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے جنہوں نے سندوں پر ہی سارا دین کا مدار رکھا ہے وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اس کی سند بخاری ومسلم میں ہے یا ابوداؤد میں ہے' چونکہ ان کے ہاں وہ سند اونچی ہے اس لئے وہ اس طرف جانا چاہتے ہیں تو ہم انہیں یہی کہیں گے کہ ٹھیک ہے آپ اہلحدیث بنتے ہیں' بن جائیں ہمیں حضرت ﷺ نے علیکم بسنتی فرمایا ہے اس لئے ہمیں بیٹھ کر پیشاب کر لینے دیا کریں۔ ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔ ہاں اگر آپ لوگ اہلحدیث ہی بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کی مدد کرنے کو تیار ہیں کہ جب کوئی دیکھا غیر مقلد بیٹھ کر پیشاب کر رہا ہے مرد ہو یا عورت اسے پیشاب کرتے کرتے کھڑا کر دیا کہ بھئی تو تو اہلحدیث ہے تو کب سے اہل سنت بننے لگا ہے؟ تو اس لئے یہ کام ہم کر سکتے ہیں تاکہ اہلحدیث بننے میں آپ کی مدد کر سکیں۔ لیکن ہم اہلحدیث نہیں بننا چاہتے۔ اہلسنت ہی رہنا چاہتے ہیں۔ یہاں سے ایک بات بڑی اہم یہ بھی سمجھ لیں

اب جو کھڑے ہوکر پیشاب کررہا ہے اور بیٹھ کر پیشاب نہیں کرتا۔ وہ لوگوں میں ایک جھوٹ بولتا ہے کہ میں بخاری مسلم کی حدیث پر عمل کررہا ہوں اور یہ لوگ فقہ حنفی پر عمل کررہے ہیں۔ تو لوگ کہتے ہیں دیکھو بھئی ایک طرف حدیث ہے ایک طرف فقہ حنفی ہے۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہے وہ حدیث پر عمل کرکے فقہ کی مخالفت نہیں کررہا بلکہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت مٹا رہا ہے۔ اسلئے اس دور میں اہلحدیث وہی ہے جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا تھا' جو اختلافی حدیثوں میں ایسی حدیثوں پر عمل کریں گے جو اللہ کے نبیؐ کی سنتوں کو مٹانے والی ہوں۔

ایک اور مثال

تو ایک آدھ مثال اکی اور دے دیتا ہوں دیکھیے روزے میں سحری کھانا سنت ہے سب مسلمان اسکو سنت کہتے ہیں۔ اس کا ذکر بھی حدیث پاک میں ہے۔ اور روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار کرنا اس کا ذکر بھی بخاری ......ج۱' ص ۲۵۸ کی متفق علیہ حدیث میں ہے بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے۔ یہ سنت نہیں ہے۔ ایک دن آپ کی سحری رہ گئی تو آپ بار بار کہتے ہیں کہ آج سحری رہ گئی ہے۔ آج سنت پوری نہیں ہوئی۔ لیکن کتنے روزے آپ نے رکھے اور بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ بڑا افسوس ہے کہ آج میرا روزہ سنت کے خلاف ہوگیا ہے۔ اس لئے کہ بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا۔ اس لئے اہلسنت والجماعت تو وہ ہے جو روزے رکھ لے اس کے بعد عبادت میں مشغول ہوجائے۔ تراویح بھی بیس (۲۰ رکعات) پڑھتی ہیں' تلاوت کرنا ہے اور اہلحدیث وہ ہے کہ روزہ رکھ کر بس بیوی کو چاٹنا شروع کردے اور جب تک روزے ہیں ہر روزے میں یہی کام کرتا رہے تاکہ وہ اہلحدیث رہے اب وہ جو بوس و کنار کررہا ہے وہ سنت کے خلاف کام کررہا ہے۔ کیونکہ یہ سنت نہیں ہے' تو اسلئے سب سے پہلے یہی ہے کہ ہم اہل سنت ہیں اور وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ تو اہل حدیث بننے کا ہمیں حکم نہیں دیا گیا بلکہ ہمیں اہلسنت والجماعت بننے کا حکم دیا گیا ہے۔

حدیث وسنت میں فرق اور احسان الٰہی ظہیر

یہ تقریر سب سے پہلے میں نے لاہور میں کی تھی' احسان الٰہی ظہیر تقریر سن رہا تھا پاس غیر مقلدوں کے مکان میں بیٹھا۔ تو اس نے مولانا ضیاء القاسمی صاحب کا وہ دوست تھا' ان سے کہا یہ امین نے جو سنت اور حدیث کے فرق پر تقریر کی ہے۔ اس سے تو ہماری کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ کیونکہ ہم اسی طریقے پر چلاتے تھے کہ نبیؐ کا طریقہ ہے' نبیؐ کا طریقہ ہے' نبیؐ کا طریقہ ہمارے پاس ہے۔ تو اس نے بتادیا کہ طریقہ وہ ہے جو چلا آرہا ہے' جو سڑک بن چکا ہے۔ یہ جو حدیثیں جن پر عمل نہیں' یہ سنت نہیں ہیں۔ اس لئے یہ فرق جو اس نے نکالا ہے یہ ہمارے لئے مصیبت بن گیا ہے۔ تو مقصد یہی ہے کہ ہم اہلسنت ہیں۔

ہم حدیث پر عمل میں فقہاء کے محتاج ہیں

پھر دوسری بات یہ کہ حدیث پر عمل کرنے کے لئے ہم محتاج ہیں فقہاء کرام کے تاکہ وہ ہمیں بتائیں کہ اس پر عمل جاری رہا ہے یا نہیں رہا۔ فقہاء حدیث کو جانچتے ہیں کہ یہ قرآن کے موافق ہے یا مخالف ہے۔ یہ سنت کے موافق ہے یا مخالف ہے اور اس پر عمل کا درجہ بھی کونسا ہے؟ اس سے جو چیز ثابت ہورہی ہے وہ فرض کے درجہ میں ثابت ہورہی ہے؟ سنت کے درجہ میں ثابت ہورہی ہے' مستحب کے درجہ میں ثابت ہورہی ہے' واجب کے درجہ میں ثابت ہورہی ہے' پھر سنت کامل ہوتی ہے اور فقہ سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ اور حدیث کے لئے ضروری نہیں کہ جس میں سارے مسائل ہوں کوئی ایک بھی حدیث نہیں۔ اس کی مثال کیلئے میں وضو کی حدیث بخاری شریف سے پڑھتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی کا برتن منگوایا پہلے اپنے دونوں ہتھیلیوں پر تین بار پانی ڈالا اور ان کو دھویا' پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر کلی کی' اور ناک سنکی' پھر اپنا منہ تین بار دھویا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین تین بار دھوئے پھر سر پر مسح کیا ایک ہی بار پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک تین بار دھویا۔ پھر فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اور پھر دو رکعتیں

"تحیۃ الوضوء" کی پڑھے اور دل میں کوئی خیال دنیا وغیرہ کا نہ لائے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔ تو دیکھئے وضو کا طریقہ بخاری شریف (باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً) میں ہے۔ اس میں اور بھی اختلافات ہیں جو اس وقت میں ذکر نہیں کرتا۔ کہیں ایک ہی دفعہ دھویا یا کہیں دو دو دفعہ دھویا اب دیکھئے یہ بہشتی زیور (ص ۳۷ حصہ اول) میرے سامنے ہے اس میں وضو کا طریقہ ہے:

"کہ وضو کرنے والی کو چاہیے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے تاکہ چھینٹیں اڑ کر نہ پڑیں اور وضو کرتے وقت بسم اللہ کہے۔"

☆ ......اب دیکھئے بخاری کی حدیث میں بسم اللہ کا ذکر نہیں ہے اور یہاں چھینٹوں سے بچنے کا ذکر بھی آ گیا ہے۔ اور یہاں عجیب بات ہے جو حدیث ترمذی (ج ۱، ص ۶۳) وغیرہ نے بیان کی ہے کہ وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے وہ ضعیف ہے۔ امام بخاریؒ نے (بخاری ج ۱، ص ۱۲۸ پر) لکھا تو ہے دوسرے باب میں بسم اللہ کا لیکن دلیل یہ دی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب بیوی سے صحبت کرے اس سے پہلے اللہ کا نام لے لیا کر۔ تو اس سے قیاس کیا ہے کہ جب صحبت سے پہلے اللہ کا نام لینا ہے تو وضو سے پہلے بھی لے لیا جائے۔ اب پتہ چلا کہ امام بخاریؒ "اہل قیاس" میں سے ہیں اہل حدیث میں سے نہیں ہیں۔

"اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے"۔

☆ ...... یہ حدیث میں بھی آ گیا۔ پھر تین دفعہ کلی کریں اور مسواک کریں"

☆ ......اب مسواک کا اس حدیث میں ذکر نہیں آیا۔ تو کئی حدیثوں کو جمع کرنے سے آپ کو (مکمل) وضو ملے گا۔ لیکن فقہ میں ایک ہی جگہ پورا (طریقہ موجود) ہوگا۔ تو عوام کو تو مسائل چاہئیں نا۔ مسواک نہ ہوں تو کسی موٹے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کر لیں تاکہ سب میل کچیل جاتا رہے۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو۔ غرغرہ کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچاوے اور اگر روزہ ہو تو

غرغرہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جائے۔"

☆ ...... اب دیکھو ایک حدیث میں نہیں آیا کئی حدیثیں آپ اکٹھی کریں گے۔

"پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے"

☆ ...... اب یہ بھی یہاں لفظ بائیں ہاتھ کا بخاری کی اس حدیث میں نہیں آیا۔

"لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دور نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جاوے، پھر تین دفعہ منہ دھوئے سر کے بالوں سے لیکر تھوڑی کے نیچے تک اور اس کان کی لو سے اس کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے۔"

☆ ...... اب دیکھئے قرآن میں یہ تو آ گیا کہ چہرے کو دھولو۔ حدیث میں بھی آ گیا۔ لیکن چہرے کی حد کتنی ہے تو سارے کہتے ہیں کہ چہرہ میں سے ایک بال بھی خشک رہ جائے گا تو وضو نہیں ہوگا۔ لیکن اس کی حد یہاں لکھی ہوئی ہے کہ جہاں سے سر کے بال اگتے ہیں وہاں سے تھوڑی کے نیچے تک اور دائیں کان کی لو سے بائیں کان کی لو کے درمیان جو ہے اس سب کو چہرہ کہتے ہیں۔ تو دیکھئے ہم فقہ کے محتاج ہیں اس آیت کے معنی سمجھنے میں بھی۔

"اور دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے کہ کہیں سوکھا نہ رہے، پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے، پھر بایاں ہاتھ تین دفعہ کہنی سمیت دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے"۔

☆ ...... خلال کی روایت اگرچہ ترمذی (ج ۱، ص ۶۴) میں ہے لیکن بخاری کی اس حدیث میں نہیں ہے۔ گویا وضو بھی آپ نے سیکھنا ہو تو حدیث کی کتنی کتابیں اکٹھی کرنی پڑیں گی پھر ان میں ترتیب نہیں ہوگی کہ ترتیب آپ کیسے رکھیں۔

"اور انگوٹھی، چھلا، چوڑی جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو ہلا لیوے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جاوے، پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرے، پھر کان کا مسح کرے، اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی لو کا انگوٹھوں سے مسح کرے، پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے لیکن گلے کا مسح نہ کرے یہ برا اور منع ہے۔ کیونکہ وضو میں مستعمل پانی کا استعمال منع ہے، جب ہم نے سر کا مسح کیا تو ہاتھ کا باطنی حصہ

استعمال ہوگیا' انگوٹھے کان پر اور انگلیوں کی پشت گردن پر استعمال ہوگئیں' اب اگر یہ ہاتھ دوسری جگہ پھیریں گے تو مستعمل پانی لگے گا' اس لئے گلے کا مسح نہ کریں کان کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں' کیونکہ جب سر کا مسح کیا تھا تو اس وقت انگوٹھا استعمال نہیں ہوا تھا اس لئے وہ مستعمل نہیں ہوا' اب اس سے کان کا مسح جائز ہے۔لیکن جس غیر مقلد نے فقہ نہیں پڑھی ممکن ہے کہ وہ ساری ہتھیلیاں سر پر پھیر کر مسح کرے تو اب انگوٹھے استعمال ہوگئے تو پھر جب ان ہی انگوٹھوں سے کان کا مسح کرے گا تو وہ (مسح) ہوگا ہی نہیں' تین دفعہ دایاں پاؤں ٹخنے سمیت دھوئے پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت دھوئے' اور بائیں ہاتھ کی خنصر یعنی چھوٹی انگلی سے پاؤں کا خلال کرے' خلال دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے' یہ وضو کا طریقہ ہے۔

فرض کا درجہ

اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا' جیسے پہلے بے وضو تھی اب بھی بے وضو رہے گی' ایسی چیزوں کو فرض کہتے ہیں (بہشتی زیور......ص ۳۷) یہ تفصیل حدیث میں نہیں ملے گیا۔

سنت کا درجہ

اور بعضی باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے' اگر کوئی اکثر (ان چیزوں) کو چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے ایسی چیزوں کو سنت کہتے ہیں۔ (ایضاً......۳۷)

مستحب کا درجہ

اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ (اُن کے) کرنے سے ثواب ہوتا ہے نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں ان کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے' ایسی باتوں کو

مستحب کہتے ہیں۔ (ایضاً......۳۷)

فرائض وضو

وضو میں فرض فقط چار چیزیں ہیں (۱) ایک مرتبہ سارا منہ دھونا (۲) ایک دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا (۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) ایک مرتبہ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا بس فرض اتنا ہی ہے۔ (بہشتی زیور......ص ۳۷)

اگرچہ ان اعضاء کے دھونے کا حکم قرآن میں ہے لیکن ان کے ساتھ حکم وہاں "فرض" لکھا ہوا نہیں' حدیث میں بھی ہے لیکن ساتھ حکم "فرض" لکھا ہوا نہیں اور وہاں تین بار دھونے کا بھی ذکر ہے اب کوئی تین بار دھونے کو فرض سمجھے یہ بھی غلط ہے کیونکہ فرض یہ ہے کہ اگر ان اعضاء میں سے ایک جگہ بھی خشک رہ گئی یا بال برابر بھی جگہ خشک رہ گئی تو وضو نہ ہوگا یہ تفصیل کہ ایک بال برابر بھی جگہ خشک رہ جائے وضو نہیں ہوگا یہ تفصیل قرآن وحدیث میں نہیں ملے گی بلکہ آپ کو صرف فقہ میں ملے گی۔

سنن وضو

پہلے گھٹوں تک دونوں ہاتھ دھونا اور بسم اللہ کہنا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا' مسواک کرنا' سارے سر کا مسح کرنا' ہر عضو کو تین تین دفعہ دھونا' کانوں کا مسح کرنا' ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا' یہ سب باتیں سنت ہیں' ان کے سوا اور جو باتیں ہیں مستحب ہیں جیسے میں نے بتلایا کہ حدیث منسوخ بھی ہوتی ہے اور متروک بھی ہوتی ہے' لیکن فقہ میں دیکھنے سے پتہ چلے گا کہ بسم اللہ کہنا' کلی کرنا منسوخ نہیں ہوا نہ متروک ہوا ہے' اور فقہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ یہ چیز درجہ سنت میں ہیں۔

مکمل دین

جس طرح قرآن میں ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدۃ:۳)' چونکہ دین اسلام مکمل ہے اس لئے ہمیں وہاں سے دین لینا چاہیے جہاں سے ہمیں پورا پورا دین

ملے۔ مکمل اور پورا دین صرف اور صرف فقہ میں ملتا ہے۔

فقہ کی بنیاد

فقہ کی بنیاد چار چیزیں ہیں (۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول اللہ ﷺ (۳) اجماع امت (۴) اور قیاس شرعی اب کتاب میں صرف کتاب اللہ والے مسائل ہوں گے، سنت والے نہیں ہوں گے اور سنت میں صرف حدیث کی کتابوں میں سنت والے مسائل ہوں گے لیکن اجماع والے نہیں ہوں گے۔ اب وہ مسائل جو اجماع والے ہیں اور اجتہاد والے ہیں وہ کہاں سے ملیں گے؟

جامعیت فقہ

فقہ کی کتابیں جامع ہوتی ہیں، اور ان میں مسائل بھی سارے آجاتے ہیں، جیسے وضو کے فرض بھی سارے آگئے جو قرآن کے مسائل ہیں، سنت والے مسائل بھی سارے آگئے اب جو بندہ فقہ کے مطابق وضو کرے گا اس نے قرآن پر بھی عمل کیا کیونکہ جو مسئلہ قرآن میں تھا وہ فقہ والوں نے لے لیا ہے اور اس نے سنت پر بھی عمل کیا کیونکہ جو طریقہ رسول اللہ ﷺ کا وضو میں تھا اس کو بھی فقہ والوں نے نقل کردیا ہے، اس کے علاوہ مستحب وغیرہ دیگر مسائل پر بھی عمل کرتا ہے اب جس کتاب میں یہ سارے مسائل ہوں اس کو فقہ کہتے ہیں اور یہ عام فہم ہوتی ہے، فقہ پر عمل کرنے والا پہلے قرآن پر عمل کرتا ہے، پھر سنت پر، پھر اجماع پر، پھر قیاس پر، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کام فقہاء کے سپرد کیا ہے ارشاد ربانی ہے **لیتفقهوا فی الدین و لینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون** (التوبۃ: ۱۲۲) ایک بات یہ ہے کہ فقہ میں مکمل مسائل ملتے ہیں، کیونکہ ہمیں ضرورت مکمل مسائل کی ہے دوسرا یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ کن مسائل پر عمل جاری رہا اور کن پر جاری نہیں رہا، تو فقہاء صرف انہی مسائل کو لیتے ہیں جن پر عمل جاری رہا ہو، بلکہ ساتھ یہ بھی وضاحت کریں گے جو حدیث میں وضاحت نہیں ہوگی مثلاً وہاں یہ تو تھا کہ حضرت ﷺ نے چہرہ دھویا

لیکن یہ نہیں لکھا ہوا کہ یہ فرض ہے، وہاں یہ تو تھا کہ حضرت نے کلی فرمائی لیکن یہ نہیں فرمایا کہ کلی سنت ہے، اس لئے فقہ میں پوری تحقیق ملے گی کہ کس پر عمل جاری رہا ہے اور یہ بھی ملے گا کہ یہ عمل کس درجہ کا ہے (مثلاً فرض ہے یا سنت ہے یا مستحب ہے) اس لئے ہم اہل سنت والجماعت ہیں اور اہل سنت فقہ کے مطابق عمل کرتے ہیں، فقہ پر عمل کرنا درحقیقت قرآن پر اور سنت پر عمل کرنا ہے، اور اجماع پر عمل کرنا ہے اور اجتہادی مسائل پر عمل کرنا ہے، اس لئے کاملیت صرف اہل سنت والجماعت کے ہاں ہے، کیونکہ ہمیں اہل سنت والجماعت بننے کی ہی تاکید کی گئی ہے، اس لئے ہم اہل سنت والجماعت ہیں، اہل سنت والجماعت تو شروع سے چلے آرہے ہیں۔

دور برطانیہ

دور برطانیہ میں دو فرقے اٹھے کہ جو اللہ کے نبی ﷺ کی سنتوں کے دشمن تھے لیکن انہوں نے نام بڑے عجیب و غریب رکھ لئے ایک فریق کا نعرہ عشق رسول ﷺ کا ہے اور ایک فریق کا نعرہ حدیث رسول ﷺ کا ہے، اب وہ عشق رسول ﷺ کا نام لیکر نبی ﷺ کی سنتوں کو مٹا رہے ہیں اور اپنی گھڑی ہوئی بدعات لوگوں کو دے رہے ہیں، اس فریق کے ہاں جو بدعت کی قدر و قیمت ہے سنت تو کجا فرض کی بھی اتنی قدر و قیمت نہیں۔

عشق رسول ﷺ کی نرالی مثال

اس میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں کہ زکوٰۃ فرض ہے، لیکن اگر کوئی زکوٰۃ بالکل ادا نہ کرے تو اس کو برا نہیں سمجھتے بلکہ اگر وہ ہر ماہ گیارہویں کے لئے ایک روپے دے دے تو وہ ان کے نزدیک پکا جنتی ہے خواہ وہ فرض کا تارک ہو، اس کے مقابلہ میں دوسرا آدمی ایک ایک پیسہ کا حساب کر کے زکوٰۃ دیتا ہے لیکن وہ ان کی بدعات میں شامل نہیں ہوا تو اس کو یہ مسلمان سمجھنے کے لئے بھی تیار نہیں، معلوم ہوا کہ بدعت کی اس قدر نحوست ہوتی ہے کہ نہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعظیم دل میں رہتی

ہے نہ رسول پاک ﷺ کی سنت کی تعظیم دل میں رہ جاتی ہے' صرف اپنی گھڑی
ہوئی بدعتوں کی تعظیم دل میں رہ جاتی ہے' جو بندہ ان کے ساتھ بدعات میں شریک
ہو یہ اس کو دیندار کہیں گے جو ان کی بدعات میں شریک نہیں ہوتے خواہ سارے دین
پر عمل کر رہا ہو حتی کہ فرائض سنتوں اور مستحبات کا بھی پابند ہو اس کی (ان بدعتیوں کی
نگاہ میں کوئی) قدر نہیں ہوگی حتی کہ (بدعتی) اسے سلام کرنے کے لئے بھی تیار نہیں
ہوں گے۔

عشق حدیث کی نرالی مثال

دوسری طرف وہ فریق ہے جو حدیث رسول ﷺ کا نام لیکر نبی ﷺ کی
سنتوں کو مٹا رہا ہے' یہ ان لوگوں کا کام ہے جو اپنے آپ کو "اہلحدیث" کہتے ہیں۔
میں نے یہ بات سمجھائی کہ سنت وہ ہے جس کو عملی تواتر نصیب ہو اب ثناء میں
چاروں مذاہب والے امام کے پیچھے **سبحانک اللھم** پڑھتے ہیں یہی جاری ہوئی ہے
اور اسی کو سنت کہتے ہیں لیکن غیر مقلدین کی کوشش ہوتی ہے کہ **سبحانک اللھم**
ترک کروا کر **اللھم باعد بینی و بین خطایای** شروع کروائی جائے کیونکہ یہ حدیث
بخاری (ج ۱، ص ۱۰۳) میں آگئی ہے اب ہم اس کو حدیث تو مانتے ہیں لیکن اس کے
سنت ہونے کا قطعاً انکار کرتے ہیں' اس لئے جو **سبحانک اللھم** کے بجائے
اللھم باعد بینی و بین خطایای پڑھے گا وہ یقیناً سنت کا تارک ہے۔

فقہاء کا فیصلہ

ہمارے فقہاء فرماتے ہیں کہ فرائض میں چونکہ تخفیف پر مدار ہے اس لئے
وہاں ایسی دعائیں نہ پڑھے البتہ نوافل میں **سبحانک اللھم** کے بعد ایسی
دعائیں کوئی پڑھنا چاہے تو اس کو اجازت ہے۔

تطبیق بین الاحادیث

ہم اس حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں ایسے طریقے پر کہ سنت مٹے نہیں لیکن

غیر مقلد یہ چاہتا ہے کہ بس اس حدیث پر عمل ہو سنت نظر بھی نہ آئے' اسی طرح پوری
امت رکوع میں **سبحان ربی العظیم** پڑھتی آرہی ہے اور اسی کو عملی تواتر حاصل ہے'
سبحان ربی العظیم والی روایت چونکہ بخاری میں نہیں ہے اس لئے غیر مقلدین کی
کوشش ہوتی ہے کہ **سبحان ربی العظیم** سے ہٹا کر **اللھم لک رکعت**
روایت پر لگا دیا جائے' یہ حدیث یقیناً ہے لیکن سنت نہیں ہے اگر کوئی شخص یہ دعا پڑھے
اور **سبحان ربی العظیم** چھوڑ دے تو وہ یقیناً سنت کا تارک ہے' انہوں نے حدیث
کے نام سے سنت ترک کروا دی۔
لیکن ہم نے اس حدیث پر بھی عمل کیا اس طرح کہ سنت کا ترک لازم نہ
آئے' فرض میں تخفیف پر مدار ہے اس لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ فرض میں تو یہ دعا نہ
پڑھی جائے' ہاں جو آدمی اس دعا کو پڑھنا چاہے وہ نوافل میں **سبحان ربی العظیم**
کے بعد یہ دعا پڑھ سکتا ہے' اسی طرح چاروں مذاہب میں تواتر کے ساتھ یہی عمل
نافذ ہے کہ سجدہ میں **سبحان ربی الاعلیٰ** پڑھا جائے' لیکن غیر مقلد چونکہ فقہ کے مقابلہ
میں بخاری کو آگے لانا چاہتے ہیں اس لئے وہ لوگوں کو بتلاتے ہیں **اللھم لک
سجدت** والی دعا پڑھی جائے کیونکہ بخاری میں **سبحان ربی الاعلیٰ** والی روایت نہیں
ہے' دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ یہ روایت بخاری کی ہے اس کی سند زیادہ صحیح ہے اس پر زیادہ
ثواب ملے گا' حالانکہ ثواب تو سنت پر عمل کرنے سے ملے گا نہ کہ سنت کو مٹانے سے۔
اندازہ لگائیں کہ غیر مقلدین نے حدیث کے دھوکہ سے کتنی سنتوں کو مٹا دیا ہے۔

غیر مقلدین کی دن رات محنت

غیر مقلدین کی دن رات یہی کوشش ہوتی ہے کہ حدیث کا نام لیکر نبی
پاک ﷺ کی سنت کو مٹا دیا جائے۔

اہل حق کا کام

اس لئے علماء اہلسنت دیوبند کو ہر دو فریق سے دفاع کرنا پڑتا ہے' ان سے

بھی لڑتے ہیں جو حدیث کا نام لیکر سنتوں کو مٹاتے ہیں' اور ان سے بھی لڑتے ہیں جو عشق رسولؐ کا نام لیکر سنتوں کو مٹا رہے ہیں۔

فتنہ کا دور

یہ فتنوں کا دور ہے اس لئے اس دور میں صرف اہل سنت والجماعت ہی اپنے دین کا دفاع کر سکتے ہیں یہ دوسرے لوگ اپنے دین کی حفاظت نہیں کر سکتے' اس لئے اہل سنت والجماعت ہی ایک حق اور سچ جماعت ہے ہمارے ہاں ایک پٹواری بشیر احمد صاحب ہیں' سمندری کے علاقہ میں' وہ کہا کرتے ہیں کہ آج کل جمہوریت کا دور دورہ ہے' سب لوگ جمہوریت ہی چاہتے ہیں عام لوگوں کے لئے جمہوریت سے فیصلہ کرنا آسان ہوتا ہے۔

فیصلہ کا آسان طریقہ

اس لئے (بشیر احمد صاحب کہا کرتے ہیں کہ) میں کہا کرتا ہوں کہ اگر دیوبندی' بریلوی' غیر مقلدین' ان تین میں اگر کسی مسئلہ کا اختلاف ہوجائے تو جس طرف دو جماعتیں ہوجائیں وہ جمہوریت کے اعتبار سے حق پر ہے اور سچا ہے اور جس طرف ایک رہ جائے وہ جھوٹا ہے۔

بریلوی جھوٹے ہیں

بدعات مثلاً دعا بعد الجنازہ میں ۔ اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام میں ۔ فاتحہ علی الطعام میں بریلوی اکیلے رہ جاتے ہیں غیر مقلدین ہماری طرف آجاتے ہیں' کیونکہ دو فریق بدعات کو چھوڑنے والے ہیں' ایک جماعت بدعت کو کرنے والی ہے اس لئے بدعات کو چھوڑ دیا جائے۔

غیر مقلد جھوٹے ہیں

رفع الیدین میں' فاتحہ خلف الامام میں ۔ آمین بالجہر میں ۔ ٹخنے سے ٹخنا

ملانے میں۔ سینے پر ہاتھ باندھنے میں ۔ ننگے سر نماز پڑھنے میں ۔ جنازہ میں قرأت کرنے میں۔ آٹھ رکعات تراویح میں ۔ چار یا بیس دن قربانی میں ۔ گھوڑے کی قربانی میں ۔ بھینس کی قربانی نہ کرنے میں ۔ گائے میں عقیقہ کا حصہ شمار نہ کرنے میں ۔ یہ اکیلے رہ جاتے ہیں بریلوی ہماری طرف آجاتے ہیں' اس لئے اگر جمہوری طرز پر بھی فیصلہ کریں تب بھی علماء اہل سنت دیوبند کا مسلک صحیح نکلتا ہے۔

اہل سنت دیوبند کا مسلک افراط وتفریط سے پاک ہے

اصل بات یہ ہے کہ یہ امت ''امت وسط'' ہے وکذلک جعلنکم امۃ وسطا (البقرۃ: ۱۴۳) لیکن یہ لوگ بعض مسائل میں افراط اور بعض میں تفریط کا شکار ہوگئے کوئی ادھر گر گیا اور کوئی ادھر گر گیا' اب کچھ مسائل میں وہ ان کے ساتھ ہیں اور کچھ میں الگ ہوگئے جن مسائل میں بریلوی دو جماعتوں سے الگ ہوگئے وہ غلط ہوگئے اور جن مسائل میں غیر مقلدین دونوں جماعتوں سے الگ ہوگئے ان میں وہ غلط ہوگئے تو دیوبندی ان تین جماعتوں میں ہر جگہ آتے ہیں جمہوریت میں' معلوم ہوا کہ اصل معیار اور مدار اہل حق کا دیوبندیت ہی بنی' کیونکہ بریلوی بھی ان مسائل میں غلط ہیں جن میں دیوبندیت سے کٹے' اور غیر مقلدین بھی ان مسائل میں غلط ہیں جن مسائل میں دیوبندیت سے کٹے۔

جمہوری فیصلہ

جمہوریت کے اعتبار سے بھی حق اور امت وسطاً اور اعتدال' صرف اور صرف علماء دیوبند کے ساتھ ہے' افراط اور تفریط میں یہ لوگ مبتلاء ہیں'' اس سے جس میں یہ لوگ افراط اور تفریط کا شکار ہوگئے ہیں ان سے بچنا چاہیے' کیونکہ حق اور سچ مسلک صرف اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا ہی ہے۔''

اجماع کسے کہتے ہیں؟

سوال :- اجماع کسے کہتے ہیں اور کن لوگوں کا اجماع معتبر ہے؟

جواب :- اجماع ماہرین کے اتفاق کو کہتے ہیں[1] ڈاکٹری میں اجماعی مسئلہ وہ ہوگا جس چیز پر کوالیفائڈ ڈاکٹر اتفاق کرلیں' قانون میں وہ مسئلہ اجماعی ہوگا جس پر قانون دان اتفاق کرلیں' علم الصرف کا وہ مسئلہ اجماعی ہوگا جس پر اہل صرف اتفاق کرلیں' جیسے کل فاعل مرفوع۔

اجماع کن کا معتبر ہے؟

فقہ میں وہ مسئلہ اجماعی ہوگا جس پر ائمہ مجتہدین اتفاق کرلیں' غیر مجتہد کا اس میں قطعاً کوئی دخل نہیں ہوگا جیسے ڈاکٹروں کے اجماع میں چماروں کا کوئی دخل نہیں ہوگا قانون کے اجماع میں کمہاروں کا کوئی دخل نہیں اسی طرح اجماع (دین) میں مجتہدین کا ہونا ضروری ہے غیر مجتہد کا وہاں کوئی کام نہیں' اسی طرح اجماع کو پہچاننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے ۔ وہ بس مجتہد کا قول ہے وہ تواتر سے ثابت ہو۔

متواتر مذاہب

اہل سنت والجماعت کے نزدیک متواتر مذاہب چار ہیں' ائمہ اربعہ کے علاوہ اور بھی مجتہد بہت سارے صحابہ کرامؓ میں بھی مجتہد ہوئے لیکن ان کے مذاہب متواتر نہیں ہوئے جو متواتر تھے' وہ انہی چار مذاہب میں آگئے' جو مذاہب یا مسائل شاذ رہ گئے وہ الگ ہیں' اگر کسی مجتہد کا قول ان چار مجتہدین کے خلاف مل جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا' کیونکہ یا وہ مجتہد نہیں ہے یا ان سے چھوٹا مجتہد ہے' کیونکہ اس کا مذہب تواتر سے ثابت نہیں۔

اہلسنت والجماعت کے نزدیک جس پر چاروں ائمہ مجتہدین متفق ہوں وہ مسئلہ اجماعی ہے۔

(۱)...... اصطلاح شریعت میں مخصوص اتفاق کو اجماع سے تعبیر کیا جاتا ہے:

اتفاق المجتهدين الصالحين من امة محمد ﷺ في عصر على امر من الامور .

(توضیح التلویح ...... ص۵۱۶)(محمد ظفر عفی عنہ)

قرا کا اتفاق

جس طرح اس وقت کثیر قرأتیں ہیں لیکن جس پر ساتوں قاریوں کا اتفاق ہے کہ یہ قرأت ہے وہ اجماعی قرأت ہے' اس کے علاوہ جو قرأت ہے اگر وہ متواتر ہوگی تو کسی علاقے میں ہوگی ورنہ شاذ ہوگی' اس لئے اس زمانے میں چاروں اماموں کے اجماع کو اجماع کہا جاتا ہے اس سے نکلنے کو اجماع کی مخالفت کہا جاتا ہے۔

مجتہدین کا جو قول متواتر ہو اس کو دیکھا جائے گا غیر متواتر اقوال کا اجماع میں اعتبار نہیں ہوتا۔

منکرین اجماع جہنمی ہیں

جو منکرین اجماع ہیں وہ آج کل اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں لیکن قرآن ان کو جہنمی کہتا ہے حضور ﷺ بھی ان کو جہنمی کہتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى و يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى و نصله جهنم وساءت مصيرا. (النساء:١١٥)

ترجمہ: "اور جو شخص رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا (دینی) راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ ہولیا تو ہم اس کو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور (آخرت میں) اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور بری جگہ ہے جانے کی"۔

سبیل مؤمنین یعنی اجماع سے کٹنے والوں کو قرآن نے دوزخی کہا ہے اہل حدیث نہیں کہا فرمان رسول ﷺ يدالله على الجماعة ومن شذ شذفي النار

(جامع ترمذی...... ج۲،ص۳۹)

جو اجماع سے کٹے گا وہ جہنمی ہے' اس لئے اجماع سے کٹنے والا یقیناً جہنمی ہے۔

قیاس :- قیاس جو ہے اس پر بھی اجماع ہے کہ غیر منصوص مسائل میں قیاس پر عمل ہوتا ہے' اس کے منکر کو بدعتی کہا جاتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کا فیصلہ

اس لئے شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص قیاس کے حجت ہونے کا منکر ہے وہ مردود الشہادۃ ہے' اس کا قاضی بننا تو کجا اس کی گواہی بھی کسی اسلامی عدالت میں قبول نہیں' اس لئے غیر مقلدین جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں وہ اجماعی مسائل کے انکار کی وجہ سے تو پکے جہنمی ہیں اور اجتہادی مسائل کے انکار کی وجہ سے مردود الشہادۃ ہیں۔

ان کو ممبر بنانا تو کجا انکا ووٹ لینا ہی جائز نہیں۔

ایک سوال اور اسکا جواب

سوال :- افراط و تفریط کسے کہتے ہیں؟

جواب :- اس مسئلہ کو معتدل کہتے ہیں جو افراط اور تفریط سے پاک ہو' دو نقطوں کے درمیان خط مستقیم یعنی سیدھا خط ایک ہی بن سکتا ہے اور منحنی خطوط بہت سارے بن سکتے ہیں اس طرح مسائل میں سیدھا راستہ ایک ہی ہے منحنی راستے بہت سارے بن سکتے ہیں اب اس کو مثال سے سمجھیں۔

افراط و تفریط کیا ہے؟

ایک فریق کہتا ہے دم بدم پڑھو درود' حضرتؐ بھی ہیں یہاں موجود۔ دوسرا فریق اس کے مقابلہ میں کہتا ہے کہ حضرت پاکؐ روضہ پاک میں بھی موجود نہیں ہیں

اعتدال کیا ہے؟

اعتدال یہ ہے کہ وہاں یعنی روضہ پاکؐ میں حضرت حیات ہیں (قبر پر جو صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے وہ خود سنتے ہیں) لیکن ہر جگہ حاضر نہیں ہیں۔

ایک فریق کہتا ہے یا بہاء الحق بیڑا تھک' یہ غیر اللہ کو پکارتا ہے دوسرا فریق کہتا ہے وسیلہ بھی جائز نہیں ہے اعتدال یہ ہے کہ غیر اللہ سے استغاثہ تو جائز نہیں ہے لیکن ان کا وسیلہ جائز ہے۔

ایک فریق کہتا ہے کہ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز کھانا بھی جائز ہے دوسرا فریق ضد میں کہتا ہے کہ ایصال ثواب کرنا بھی ناجائز ہے' اعتدال یہ ہے کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز ناجائز اور ایصال ثواب جائز ہے۔

اہل سنت والجماعت کا کمال یہ ہے جس کی وجہ سے وہ امت وسطاً کہلاتی ہے کہ وہ جائز کو جائز اور ناجائز کو ناجائز کہتی ہے یہی اعتدال ہے۔

ایک سوائی اور اس کا جواب

سوال :- غیر مقلدین اور بریلوی بھی کہتے ہیں ہم اعتدال پسند ہیں انکی تردید کس طرح ہوگی؟

جواب :- یہ بات تو واضح ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو دور سے درود شریف پڑھتا ہے اس کو فرشتے پہنچادیتے ہیں اور جو عند القبر پڑھتا ہے میں خود سنتا ہوں اب جو کہتے ہیں کہ آپ روضہ پاکؐ میں بھی حیات نہیں وہ بھی فرمان رسولؐ کے منکر ہیں اور جو کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر جگہ موجود ہے وہ بھی ارشاد رسول ﷺ کے منکر ہیں۔

جو یہ کہتا ہے کہ حضرت پاکؐ یہاں نہیں ہیں وہاں (روضہ پاک میں) ہیں یہاں سے خود نہیں سنتے وہاں سے خود سنتے ہیں وہ حق پر ہے۔

ایک سوال کا جواب

سوال :- غیر مقلد کہتے ہیں کہ بخاری میں سبحان ربی العظیم نہیں ہے؟

جواب :- غیر مقلدین ایک شرارتی فرقہ ہے وہ باقی ساری نماز ہم سے لیکر پڑھتے ہیں' جہاں کہیں وہ شرارت کرتے ہیں تو بخاری کا نام لیتے ہیں کہ اگر بخاری میں حدیث مل جائے تو وہ دوسری احادیث پر مقدم ہوگی۔

ایک واقعہ

میں ایک دفعہ سفر میں تھا کوٹ ادو سے دو تین نوجوان سوار ہوئے وہ مجھے پہچانتے ہوں گے آپس میں باتیں کرنے لگے کہ حنفی سب جہنم میں جائیں گے کہ ان

کی نماز غلط ہے میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کا حساب و کتاب کہاں ہوگا ؟ کہنے لگے میدان قیامت میں‘ میں نے کہا آپ کی نماز شروع بھی فقہ حنفی سے ہورہی ہے اور ختم بھی فقہ حنفی پر ہورہی ہے کیونکہ آپ کا امام تکبیر تحریمہ بلند آواز سے کہتا ہے مقتدی آہستہ کہتے ہیں‘ آپ کا امام السلام علیکم بلند کہتا ہے مقتدی آہستہ کہتے ہیں یہ مسائل حدیث میں نہیں ہیں بلکہ فقہ میں ہیں آپ یقین رکھیں کہ آپ کا حساب و کتاب آپ کو دوزخ میں کھڑا کرکے شروع کیا جائے گا‘ سارا حساب وہیں لیا جائے گا‘ ہوسکتا ہے ایک دو سانس آپ کے اوپر نکل آئیں وہ بھی آپ کے خیال میں‘ آپ کا تو حساب بھی دوزخ میں جاکر ہوگا آپ اپنی فکر کریں‘ یہ جتنے باطل فرقے ہیں یہ ایسے ہی حدیث کے نام سے دھوکہ دیتے ہیں صرف غیر مقلد نہیں مرزائی بھی اور دیگر بھی لیکن ہمارے پاس مکمل دین ہے‘ فرقے اس دین سے کٹ جاتے ہیں کوئی ایک عقیدہ میں کوئی دو عقیدوں میں‘ تمام فرقے اکثر مسائل ہم سے لیتے ہیں‘ لیکن ایک دو مسائل میں ان کا اختلاف ہوتا ہے انہی کو لیکر وہ شرارتیں کرتے رہتے ہیں۔

حق و باطل کی پہچان

اہل حق کے پاس پورا دین ہوتا ہے جو فرقے ہیں ان کے پاس دو چار مسائل ہوتے ہیں جو دو چار مسائل لیکر شرارت کرتے ہیں وہ فرقے والے ہیں دین والے نہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال :- بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر شافعی رفع الیدین کریں تو ان کو کچھ نہیں کہتے اگر غیر مقلدین رفع الیدین کریں تم ان سے جھگڑا کرتے ہو یہ کیوں؟

جواب :- صوفی عبدالرزاق صاحب نے سوال کیا ہے کہ شافعی اگر رفع الیدین کریں تو ان کو آپ کچھ نہیں کہتے غیر مقلدین اگر رفع الیدین کریں تو ان کو آپ کہتے ہیں۔

شافعیوں کی رفع الیدین دلیل پر مبنی ہے (چوتھی دلیل پر) کہ رفع الیدین کی روایت ان کے امام کے اجتہاد کے مطابق راجح ہے غیر مقلدوں کی رفع الیدین کسی دلیل پر مبنی نہیں کیونکہ نہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رفع الیدین کی حدیث راجح ہے اور نہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اور نہ یہ اجماع میں ہے کیونکہ یہ مسئلہ اختلافی ہے‘ مجتہد یہ ہیں نہیں‘ ان کے پلے کچھ بھی نہیں یہ امام شافعیؒ سے چوری کرتے ہیں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر مولوی ارشاد احمد اثری آپ کے کھیت سے ایک گنا پوچھ کر لے لے اور کوئی شخص چوری کرکے لے لئے دونوں گنے تو ایک ہی کھیت کے ہوں گے لیکن ان میں حلال و حرام کا فرق ہوگا یا نہیں ؟ (ہوگا ...... سامعین) ۔ غیر مقلدین کی رفع الیدین چوری کا گنا ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور شافعیوں کی رفع الیدین حلال کا گنا ہونے کی وجہ (یعنی تقلید) سے جائز ہے۔

ایک دوسرا فرق

امام شافعیؒ مجتہد ہیں اگر بالفرض ان سے اجتہاد میں خطاء ہو بھی گئی تو ان کی نماز صحیح ہے وہ ایک اجر کے مستحق ہیں [1] غیر مقلد نا اہل ہیں اس لئے ان کو کوئی اجر نہیں ملے گا۔

دوسری مثال :- دیکھیں جیسا کہ ایک ڈاکٹر انجکشن لگاتا ہے اور ایک نا اہل انجکشن لگائے دونوں میں فرق ہے یا نہیں اگر مفتی اعظم انجکشن لگائے تو حکومت اسے پکڑے

---

(۱)...... کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ وعبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

قال رسول اللہ ﷺ اذا حکم الحاکم فاجتهد وااصاب فله اجران و اذا حكم فاجتهد و اخطاء فله اجر واحد. (بخاری ...... ج ۲ ص ۱۰۹۲ : مسلم ...... ج ۲ ص ۷۶)

ترجمہ: ’’آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب حاکم حکم کرے اور اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب اجتہاد کرے اور (اس سے) خطا ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے‘‘۔

(محمد ظفر عفی عنہ)

گی یا نہیں ؟ (پکڑے گی...... سامعین) اگر آپ کہیں کہ مفتی اعظم کا درجہ تو ڈاکٹر سے بڑا ہے کیا حکومت اس کو تسلیم کرے گی ؟ یا آپ خود اس کو تسلیم کریں گے ؟ (نہیں...... سامعین) فرق تو اہل اور نا اہل کا ہے اس طرح جس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس نہ ہو اس کو گاڑی چلانے کی حکومت ہرگز اجازت نہیں دے گی' جس کے پاس لائسنس ہوگا وہ معصوم نہیں ہوگیا حادثات اس سے بھی ہوتے رہتے ہیں اور ہوسکتے ہیں لیکن حکومت اس کو پھر بھی اجازت دے گی لیکن اس کے مقابلہ میں ایک شیخ الحدیث صاحب جن کا لائسنس نہیں وہ گاڑی چلا رہے ہیں ان سے ایک تنکے کا بھی نقصان نہیں ہوا لیکن وہ قانونی مجرم ہیں یا نہیں ؟ (ہیں...... سامعین) اس لئے کہ وہ اس فن میں نا اہل ہیں کیونکہ یہ غیر مقلد خود نا اہل ہیں اس لئے جو بھی رفع الیدین چوری کرکے کریں گے ان کو وہاں سوائے جوتوں کے اور کچھ بھی نہیں ملے گا' یہاں یہ رفع الیدین کرتے ہیں وہاں ان پر رفع نعلین ہوگی۔

اس لئے حدیث میں ہے: اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظروا الساعۃ (صحیح بخاری...... ج ۱، ص ۱۴) ترجمہ: "جب کوئی امر نا اہل کے سپرد کردیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا"۔ کیونکہ غیر مقلد نا اہل ہیں اس لئے ان کے رفع الیدین کرنے پر تو قیامت ہی آئے گی نہ کہ خیر۔ پس یہی فرق ہے ان کی اور شافعیوں کی رفع الیدین میں' ان (غیر مقلدوں) کی چوری اور نا اہل ہونے کی وجہ سے حرام اور خلاف قانون ہے اُن کی رفع الیدین تقلید کی وجہ سے حلال اور موافق قانون ہے۔

ایک سوال کا جواب

سوال :- کیا رفع الیدین سے نماز باطل ہوجاتی ہے؟

جواب :- رفع الیدین سے مفتٰی بہ قول پر نماز باطل تو نہیں ہوتی لیکن مکروہ ہوجاتی ہے' جس طرح سبحانک اللھم نہ پڑھنے سے بھی نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ مکروہ ہی ہوتی ہے اس طرح سجدہ میں سبحان ربی العظیم پڑھنے سے بھی نماز باطل نہیں ہوگی بلکہ مکروہ ہوگی ہمارے ہاں رفع الیدین سنت نہیں ہے غیر سنت کو نماز میں کرنا یہ

اسی پر مبنی ہے جس کو عمل کثیر کہتے ہیں عمل کثیر وہ ہے جس میں دونوں ہاتھ استعمال ہوں' مکحول نسفی نے اسی پر مدار رکھا ہے کہ اس میں دونوں ہاتھ استعمال ہوتے ہیں اس لئے نماز ٹوٹ جاتی ہے' لیکن یہ ہمارا مفتٰی بہ قول نہیں۔

سوال :- مکحول نسفی کی بات کون سی کتاب میں ہے؟

جواب :- یہ مکحول نسفی کی کتاب الفوائد البھیہ الفاظ البینہ میں اور یہ لبیۃ کی شرح میں بھی ہے اس میں تفصیل ہے کہ مکحول کے قول پر فتوٰی ہے کیونکہ انہوں نے اسی پر مدار رکھا ہے کہ افعال نماز کے علاوہ اگر کسی دوسرے فعل میں دونوں ہاتھ مشغول ہوجائیں تو یہ عمل کثیر ہے اس سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

سوال :- عمل کثیر کیا ہے؟

جواب :- عمل کثیر سے نماز باطل ہوجاتی ہے بالاتفاق لیکن اس کے آگے عمل کثیر میں اختلاف ہے کہ مبتلا بہ پر ہے' بعض کہتے ہیں کہ عمل کثیر وہ ہے جسے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ نماز میں نہیں' اب چونکہ رفع الیدین نماز کے افعال سے نہیں ہے تو دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ یہ نماز میں نہیں ہے' اگرچہ یہ قول غیر مفتی بہ ہے لیکن کراہت بالاتفاق ہے اپنے آپ کو اور اپنی نماز کو افعال کراہیت سے بچایا جائے۔

ایک مثال :- آپ کے ہاں مہمان آئے آپ نے ان کے لئے حلوہ تیار کروایا کسی نے اس میں پیشاب کردیا اب تو وہ نجس ہوگیا لیکن اگر کسی نے اس میں لہسن اور پیاز کا پانی ڈال دیا تو وہ ناپاک تو نہیں ہوا اسکا نام بھی حلوہ ہی ہے لیکن بد ذائقہ ہوگا اسی کا نام کراہت ہے' کراہت اسی قسم کی ہوتی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

استغفر اللہ تعالیٰ من کل ذنب واتوب الیہ

تاریخ غیر مقلدیت

(غیر مقلدیت انگریز کی پیداوار ہے)

الحمد للہ ' والصلوٰة والسلام علی من لا من بعده ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم.
بسم اللہ الرحمن الرجیم.

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

صدق اللہ مولانا العظیم وبلغنا رسوله النبی الکریم و نحن علی ذلک لمن الشاهدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی رب زدنی علما و ارزقنی فهما. سبحانک لا علملنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم. اللّٰهم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیه.

تمہید

ایک کتاب ''انگریز اور اہلحدیث'' فقیروالی سے ہم نے شائع کی تھی وہ اگر مل جائے تو اس میں ان کی تاریخ بہترین (انداز سے) ہے۔ اس کے جواب میں پھر انہوں نے ''علمائے دیوبند اور انگریز'' نامی کتاب لکھی۔ توحیدی نامی ایک شخص نے۔ لیکن ہم نے جو کتاب لکھی تھی اس میں باقاعدہ حوالے تھے۔ اور یہ ثابت کیا تھا کہ کسی اسلامی فرقے میں غیر مقلدیت کا وجود نہیں ہوا اور کوئی فرقہ نہیں بنا۔

غیر مقلدوں کا انگریز کے سامنے پیش کردہ سپاسنامہ

چنانچہ جب انہوں نے انگریز کے سامنے ایک سپاسنامہ پیش کیا جنرل ایڈوائر کے سامنے تو اس میں یہی بات کہی کہ اگر چہ اور لوگ بھی کہتے ہیں کہ ہم انگریز کے فرمانبردار ہیں لیکن انگریز کی فرمانبرداری ہمارے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور ہم سے زیادہ انگریز کا کوئی فرمانبردار نہیں ہوسکتا۔ اسکی وجہ یہی بیان کی کہ باقی مسلمان فرقے دوسرے اسلامی ملکوں میں جاسکتے ہیں اور رہ سکتے ہیں لیکن ہمیں کوئی اسلامی ملک قبول کرنے کو تیار نہیں ہم صرف آپکی حکومت میں رہ سکتے ہیں اسلئے ہم رات دن دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپکی حکومت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرے۔

اسلامی حکومت اور فتنوں کی روک تھام

تو اسلئے یہ فرقہ جس طرح قادیانی انگریز کے دور کی پیداوار ہیں۔ منکرین حدیث اسی دور کی پیداوار ہیں پہلے بھی کوئی نہ کوئی منکر حدیث اگر ہوتا تھا پاگلوں کی طرح تو وہ فرقہ نہیں بنا سکتا تھا کیونکہ اسلامی حکومت اپنے ملک میں ان فتنوں کو چلنے نہیں دیتی تھی۔ اسی طرح پہلے بھی اگر کسی نے دعوئ نبوت کیا کئی ایسے بدماغ نکلتے تھے لیکن ان کا پورا فرقہ بن جائے اور ایک مذہب پھیل جائے۔ یہ اسلامی حکومت ہونے نہیں دیتی تھی۔ تو یہ انکار حدیث کا فتنۂ ختم نبوت کے خلاف اجرائے نبوت کا فتنہ اور انکار فقہ کا فتنۂ یہ پہلے کہیں کسی ایک دو پاگل نے انکار ان باتوں کا کیا ہو تو

الگ بات ہے لیکن اسلامی حکومت (ان فتنوں کو) چلنے نہیں دیتی تھی۔ یہ سارے فتنے پھر انگریز کی حکومت میں چلے اور انگریز نے پھر ان کی سرپرستی کی۔

ملکہ وکٹوریہ کا پاس کردہ قانون

ملکہ وکٹوریہ نے ایک قانون پاس کیا جس کا عنوان تھا ''مذہبی آزادی'' کہ ہر شخص کو مذہبی آزادی کا حق حاصل ہے۔ مذہبی آزادی کا مطلب یہ تھا کہ کوئی کسی مذہب میں ہو وہ خدائی کا دعویٰ کردے' رسول ہونے کا دعویٰ کردے' نبی ہونے کا دعویٰ کردے جو یہاں مذہب حنفی ہے اس سے نکل کر شافعی ہوجائے مالکی ہوجائے تو حکومت اس کی حفاظت کرے گی تو مقصد یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ ذہنی آوارگی دنیا میں پیدا کی جائے۔

مذہبی آزادی اور نواب صدیق حسن خان

تو اسلئے ''مذہبی آزادی'' کا لفظ جو ترک تقلید کے مترادف ہے یہ ملکہ وکٹوریہ نے اعلان کیا تھا۔ اشتہار شائع کیا تھا اور اس پر پھر نواب صدیق حسن نے ''ترجمان وہابیہ'' کتاب لکھی کہ ہم انگریزی حکومت کے اس اشتہار کا خیر مقدم کرتے ہیں [1] اور

(۱)۔۔۔ معروف غیر مقلد اور ریاست بھوپال میں غیر مقلدیت کے بانی اور ائمہ اربعہ تو کجا اقوال صحابہؓ کو بھی غیر حجت ماننے والے اور خود اجتہاد کے زعم میں نت نئے مسائل ایجاد کرنے والے نواب صدیق حسن خاں بھوپالی انگریزی حکومت اور اس کی مذہبی آزادی کے فرمان کا خیر مقدم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆۔۔۔ کتب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امن و آسائش و آزادگی اس حکومت انگریزی میں تمام خلق کو نصیب ہوئی کسی حکومت میں بھی نہ تھی اور وجہ اس کی سوائے اس کے کچھ نہیں سمجھی گئی کہ گورنمنٹ نے آزادی کامل ہر مذہب کو دی۔ (ترجمان وہابیہ۔۔۔ص ۳۰)

☆۔۔۔ اور یہ (غیر مقلد) لوگ اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا۔ (ترجمان وہابیہ۔۔۔ص ۳۲)

☆۔۔۔ فرمانروایان بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیا کا ہے۔ (ترجمان وہابیہ۔۔۔ص ۳)

☆۔۔۔ یہ آزادگی مذہب ہماری مذاہب جدیدہ (حنفی شافعی وغیرہ) سے عین مراد قانون انگلشیہ ہے (ایضاً۔۔۔ص ۵)

مذہبی آزادی کیلئے رات دن کوشاں ہیں تاکہ لوگ ایک مذہب کی پابندی سے نکل کر مذہبی آزادی اختیار کرلیں تو ہماری اصطلاح میں ایسے لوگوں کو ''لامذہب'' کہا جاتا ہے لیکن وہ اسکا نام مذہبی آزادی رکھتے ہیں کہ بھئی مذہبی آزادی ہر شخص کو حاصل ہے۔

قادیاں کا حال

اسی لئے قادیاں میں مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا لیکن قادیاں کی ساتھ والی گلی میں ایک ہندو تھا اس کا دعویٰ تھا کہ میں ''رب قادیاں'' ہوں۔ قادیاں کا رب ہوں باقاعدہ اس نے بورڈ لگایا ہوا تھا ''رب قادیاں'' اب کوئی قادیانی اس گلی سے گزرتا وہ بیٹھا اس کو دیکھتا تو شور مچا دیتا کہ نبی تمہارا جھوٹا ہے مرزا میں نے نبی نہیں بنایا رب میں ہوں قادیاں کا۔ تو مرزائی اس سے بڑے پریشان تھے آخر مرزائیوں نے مل کر لارڈ ڈگلس کی عدالت میں اس پر کیس کردیا کہ اس کو کہا جائے کہ یہ دعویٰ چھوڑ دے۔ جب وہ پیش ہوا تو:

جج نے کہا: آپ رب ہیں؟

اس نے کہا: ہاں میں رب قادیاں ہوں۔

جج نے کہا: آپ یہ دعویٰ چھوڑ دیں۔

اس نے کہا: اس (مرزا) کو کہیں کہ یہ بھی یہ دعویٰ چھوڑ دے کہ میں نبی ہوں۔

جج نے کہا: ہمارے ہاں مذہبی آزادی ہے' کوئی دعویٰ نبوت کرے تو ہم اس کو روک نہیں سکتے۔

اس نے کہا: دکھائیں پھر آپ کوئی رب بننے کا دعویٰ کرے تو آپ اس کو روک سکتے ہیں کس قانون میں لکھا ہے؟

جج نے کہا: روک تو ہم اس کو بھی نہیں سکتے۔

اس نے کہا: پھر دونوں کو چلنے دیں وہ نبی ہے میں رب ہوں۔

چنانچہ قادیانی بالکل اس کا بورڈ نہیں اتروا سکے وہ رب قادیاں ہی بنا رہا۔

لطیفہ

اس پر وہ مشہور لطیفہ جو میں سنایا کرتا ہوں: جب مرزا (کی نبوت کی) پہلے پہل بات چلی وہ مشہور ہوا تو کچھ میراثی مدرسہ میں گئے مولوی صاحب سے کہا کہ امام مہدیؒ والی حدیثیں لکھ کر ہمیں آگے ترجمہ لکھ دو' وہ لکھوالیں۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کو ملنے چلے گئے۔ وہ مسجد میں بیٹھا تھا اس سے جا کر پوچھا: یہاں جو امام مہدی آیا وہ کون ہے؟

اس نے کہا: میں ہوں۔

میراثیوں نے کہا: یہ کاغذ پر جو حدیثیں لکھی ہیں یہ پڑھ لیں اور پڑھنے کے بعد بتائیں کہ ان حدیثوں کے مطابق آپ آئے ہیں نا؟

اس نے کہا: ہاں بالکل ان کے مطابق آیا ہوں۔

اب میراثیوں کے پاس کھیس تھے بڑے بڑے وہ بچھانے شروع کر دیے دیکھو لکھا ہے کہ جب اس (مہدی) کے پاس کوئی آئے گا تو کہے گا کہ بھر کے گٹھری باندھ کر لے جاؤ تو یہ ہمیں روپوں سے بھر دو ابھی تو ایک ایک لائے ہیں۔ کل چار چار اور لائیں گے کیونکہ امام مہدیؒ تو بہت کچھ دینگے نا۔ اب مرزا قادیانی میراثیوں کے قابو آ گیا اس نے کبھی دو آنے زکوٰۃ نہیں دی تھی وہ اتنی گڈیاں روپوں کی کہاں سے دے۔

مرزا نے کہا: بھئی دیکھو وہ امام مہدیؒ کوئی اور ہوگا جو لوگوں کو دینے کے لئے آئے گا میں تو خود منگتا امام مہدی ہوں۔ چندے مانگ مانگ کر گذارا کر رہا ہوں۔

میراثیوں نے کہا: ہمیں تو پتہ نہیں تھا ہم تو تجھے سچا سمجھ کر آئے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا کرایہ بھی خراب ہوگیا ہم تو کرایہ بھی کسی سے مانگ کر لائے تھے۔ ہمیں واپسی کرایہ بھی دے دو اور ہم اعلان کرتے جائیں گے کہ یہ جھوٹا امام مہدی ہے' سچا نہیں ہے مرزا بڑا پریشان ہوا کہ کرایہ بھی جیب سے دوں اور اعلان بھی میراثی کریں کہ یہ جھوٹا ہے۔

مرزا نے کہا: میرے پاس کوئی پیسے نہیں ہیں۔

میراثیوں نے کہا: پھر ہم یہیں بیٹھے ہیں' روٹی روز کھلا دیا کرو۔ اور ہم یہاں بیٹھے کہتے

رہیں گے کہ جھوٹا ہے' جھوٹا۔ بے ایمان جھوٹا ہے۔ یہ حدیثیں پڑھو۔ وہ (مہدیؒ) تو سخی ہوگا یہ تو منگتا ہے۔ آخر اس کو تنگ کرتے رہے۔ میراثیوں نے سوچا یہاں سے تو کچھ ملے گا نہیں۔ چلو کوئی نقل وغیرہ اتار لیتے ہیں۔ مرزا کے گھر کے سامنے پلاٹ تھا اب انہوں نے نقل اتاری ایک کرسی آگئی کرسی پر ایک میراثی بیٹھ گیا وہ "رب قادیاں" بن گیا۔ ایک پاس ادھر بیٹھ گیا بائیں طرف وہ جبرئیل بن گیا۔ کچھ سامنے بیٹھ گئے' ایک نے آدھا منہ کالا کرلیا ایک طرف سے اور ایک طرف بیٹھ گیا الگ ہو کر' ایک نے سارا ہی منہ کالا کرلیا اور ایک ٹوکری کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا۔

اب یہ جو کرسی پر بیٹھا تھا یہ رب قادیاں تھا اس نے بائیں طرف والے سے کہا جبرئیل۔ اس نے کہا ہاں رب جلیل' وہ رجسٹر لاؤ ذرا نبیوں کی حاضری لگائیں۔ اس نے ایک لمبا سا اس کو دے دیا اب جو اس کو نام آتے تھے آدم (وہ نام لیتا جاتا اور جو سامنے بیٹھے تھے وہ کہتے جاتے حاضر جناب)۔ ابراہیم: حاضر جناب۔ نوح: حاضر جناب' جتنے نام آتے تھے اس نے گن دیے حاضری لگتی رہی وہ بولتے رہے بار بار۔ آخر وہ رجسٹر جو تھا وہ جبرئیل کو واپس کر دیا۔ وہ جس کا آدھا منہ کالا تھا اٹھا کہ جی آپ نے میری حاضری نہیں بولی تو کون ہے؟ کہ جی میں مرزا غلام احمد ہوں۔ تجھے تو میں نے نبی بنایا ہی نہیں تو کہاں سے آیا ہے؟ کہتا ہے جی کسی کچی جماعت میں نام ہوگا چلو پکا نبی نہ سہی میں کچا نبی ہوں۔ غیر تشریعی۔

رب کہنے لگا: نہ کچی جماعت میں تیرا نام ہے نہ پکی میں تو آیا کہاں سے ہے؟ دفع ہو جا یہاں سے۔

مرزا کہنے لگا: نہیں جی ضرور میرا نام ہوگا آخر میں بھی تو نبی ہوں نا چلو کچی جماعت والا ہی سہی۔

اب وہ کہتا ہے میں نبی ہوں وہ رب قادیاں مان نہیں رہا۔ وہ جو سارا منہ کالا کر کے ٹوکری کے نیچے بیٹھا تھا وہ اٹھا اور آ کر یوں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ شیطان بنا ہوا تھا۔

رب قادیاں: کیا کہتا ہے؟

شیطان: اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔
رب قادیاں: ہاں کہو کیا کہتے ہو؟
شیطان: جناب آپ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بنائے تھے میں نے اعتراض کیا تھا؟ میں نے ایک ہی بنایا تھا اسکا بیچارے کا بھی دل توڑ کے رکھ دیا آپ نے۔
اب جو مرزا نے دیکھا کمبخت نے فوراً دس روپے نکالے (اور دیتے ہوئے کہا) فوراً دفع ہو جاؤ چلے جاؤ یہاں سے۔ تو وہ دس روپے لے کر اس سے چلے گئے۔

مرزائیوں کی جنت

اسی طرح مرزائیوں نے جنت بنائی ہوئی تھی تو اس میں حوریں بھی تھیں۔ وہ حوریں اصل کیا ہوتی تھیں وہ کالج میں لڑکیاں پڑھتی تھیں تو وہاں آ کر عصر کے بعد سبق وغیرہ یاد کرتی تھیں نا۔ مشہور تھا کہ یہ حوریں ہیں۔

وہ حوریاں ارضی وہ تیری میری مرضی
چناب کا کنارا ہوتا ہے دل دوپارا
وہ حوریاں ارضی وہ تیری میری مرضی
ململ کے وہ دوپٹے گلے میں جیسے پٹے
وہ چونچ کی سی داڑھی بکرا ہو جوں پہاڑی

تو اس قسم کی حوریں تھیں۔ تو ایک میراثی وہاں چلا گیا اس نے جا کر ایک لڑکی کو اٹھایا اور بھاگ پڑا۔ وہ لوگ پیچھے بھاگے کہ یہ کیا قصہ ہے؟
کہتا ہے: وہ تو کہتے ہیں ستر حوریں ملیں گی میں تو ابھی ایک ہی لیکر جا رہا ہوں۔ باقی میرے پیچھے بھیج دو۔ آخر میں جنت میں آیا نہیں؟
تو اصل میں جیسی روح ویسے فرشتے۔ ایسے لوگوں کو میراثی ہی قابو کرتے ہیں۔ وہی انکا حل کرتے ہیں۔ تو جس طرح مرزائیوں کا کوئی ترجمہ قرآن، یا حاشیہ قرآن، یا تفسیر قرآن انگریز کے دور سے پہلے نہیں ملتی۔ (نہ ہی) منکرین حدیث کوئی ترجمہ قرآن، کوئی تفسیر قرآن، کیونکہ بحیثیت فرقہ یہ تھے ہی نہیں۔

انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلدوں کی کوئی کتاب نہیں

اسی طرح غیر مقلدین کا کوئی ترجمہ قرآن، کوئی تفسیر قرآن، کوئی حاشیہ قرآن، کوئی ترجمہ حدیث یہ قطعاً انگریز کے دور سے پہلے نہیں ملتا۔ تو یہ عام فہم ایسی چیزیں ہیں جس سے ہر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ انگریز کے دور سے پہلے ان کا وجود نہیں تھا۔

انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلدوں کی دنیا میں کوئی مسجد نہیں

حضرت پاک ﷺ نے ہجرت کے چند دن قبا میں آرام فرمایا ہے تو وہاں سب سے پہلے مسجد بنائی ہے۔ پھر مدینہ منورہ میں سب سے پہلے مسجد بنائی ہے۔ حنفی جہاں پہنچے سب سے پہلے مسجدیں بنائی ہیں وہاں۔ لیکن غیر مقلدوں کی کوئی مسجد انگریز کے دور سے پہلے دنیا کے کسی ملک میں نہیں ملتی۔ ہماری مساجد۔ شاہی مسجد لاہور، شاہی مسجد دیپال پور ہے، شاہی مسجد چنیوٹ ہے، شاہی مسجد دہلی ہے، شاہی مسجد آگرہ ہے، یہ ساری دنیا مانتی ہے، شاہی مسجد ٹھٹھہ ہے سندھ میں۔ کہ یہ انگریز کے دور سے پہلے کی اور پرانی مسجدیں ہیں۔ لیکن غیر مقلدین کی نہ کوئی مسجد، نہ کوئی مدرسہ نہ کوئی قبر ملتی ہے۔ کہ تاریخی طور پر لکھا ہوا ہو کہ یہ قبر کسی غیر مقلد کی ہے۔

غیر مقلدوں کا دھوکہ

اسی طرح آج کل یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ ہمارا مذہب مکہ مدینہ میں ہے۔ مکہ مدینہ میں غیر مقلدوں کا نام نشان بھی کبھی تاریخ میں نہیں ملتا۔ میں نے تو بارہا ان کو چیلنج دیا کہ مکہ میں بارہ تیرہ صدیوں تک آپ کوئی غیر مقلد ہمیں تلاش کر دیں کہ وہاں قاضی رہا ہو، یا امام رہا ہو، یا خطیب رہا ہو، یا مؤذن رہا ہو۔ بلکہ میں تو بہت وسعت دیتا ہوں کہ وہاں کوئی خاکروب چوڑا ہی رہا ہو جو غیر مقلد کہلاتا ہو۔ گلیاں صاف کرنے والا تو ایک نام آج تک پیش نہیں کر سکے۔ جبکہ ہم تاریخ کی کتابوں میں دکھاتے ہیں تاریخ کامل ابن اثیر وغیرہ میں لکھا ہوتا ہے اس سال حج کس نے کرایا تھا؟ سن وار تاریخیں ہوتی ہیں نا۔ اس میں نام ہوتا ہے فلاں حنفی نے کرایا تھا، فلاں شافعی نے کرایا

تھا۔ اس وقت قاضی کون کون سے تھے وہ لکھا ہوتا ہے فلاں شافعی تھا فلاں مالکی تھا فلاں حنبلی تھا لیکن غیر مقلدوں میں نہ کوئی قاضی، نہ کوئی خطیب نہ امام مسجد نہ کوئی خاکروب کوئی بھی نہیں ملتا جو وہاں رہتا ہو۔

مکہ میں جانے والا پہلا غیر مقلد

تو وہاں سب سے پہلے جو غیر مقلد گیا ہے مکہ مکرمہ میں اس کا نام عبدالحق تھا جو بھاولپور کے قریب بستی ''نورانیاں'' کا رہنے والا تھا اور وہاں جا کر وہ ہاشمی بن گیا عبدالحق ہاشمی۔ اس کے کچھ رسالے میرے پاس ہیں۔

مدینہ میں جانے والا پہلا غیر مقلد

اسی طریقے سے مدینہ منورہ میں جو پہلا غیر مقلد گیا وہ دہلی سے گیا اس کا نام احمد شیخ تھا۔ وہ جس کا ایک وصیت نامہ پھرا کرتا ہے چونکہ یہاں وہ سارے حنفیوں کو کافر کہتا ہے اب وہاں جا کر کھلا کافر کہتا تو وہ قتل کر دیتے اس لئے اس نے ایک جھوٹا خواب گھڑا کہ۔ مجھے حضور پاک ﷺ خواب میں ملے کہ میری ساری امت کافر ہوگئی ہے تو اپنی اس تکفیر کا جو عنوان تھا اسکو خواب کے ذریعے اس نے پورا کرنے کی کوشش کی۔

تو مکہ اور مدینہ میں یہ بیماری پیدا نہیں ہوئی یہ بیماری ہندوستان سے وہاں پہنچی ہے وہاں ان کا قطعاً کوئی وجود نہیں تھا۔ اس لئے کسی طریقے سے آپ دیکھ لیں کوئی کتاب ان سے پوچھیں انگریز کے دور سے پہلے تھی کوئی ترجمہ، تفسیر، کوئی قبر کوئی مسجد، کوئی مدرسہ تو ان کا وجود قطعاً نہیں تھا کیونکہ اسلامی حکومتوں میں ایسے فتنوں کو ابھرنے ہی نہیں دیا جاتا تھا اور وہ مسلمانوں پر کنٹرول رکھتے ہیں۔ ایسے فتنے کافر حکومتوں ابھارا کرتے ہیں اور یہاں پلتے بڑھتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے دردسر بن جاتے ہیں۔

موجودہ دور میں غیر مقلدوں کی سرپرستی

سوال: اب غیر مقلدوں کی سرپرستی کون کر رہا ہے؟

الجواب: اب غیر مقلدوں کی سرپرستی امریکہ کر رہا ہے کیونکہ امریکہ کی پالیسی یہی ہے کہ

جو چھوٹا فرقہ ہے اس کو بڑے فرقوں کے پیچھے لگا دو ۳۲۔۳۳ چھوٹے فرقے ہونگے ایک بڑا ہوگا تو اس لئے چونکہ حنفی دنیا میں سب سے زیادہ ہیں اور مسلمانوں کی مضبوط ترین قوت کا نام حنفیت ہے اور دنیا میں انہوں نے بارہ سو سال تقریباً حکومت کی ہے۔ حنفیوں نے اور کامیاب حکومت تھی وہ اسلامی تاریخ کا سنہرا دور رہا ہے۔ تو اس لئے جب وہاں حنفی تھے حرمین شریفین میں تو امریکہ۔ یا برطانیہ کا کوئی کتا بھی وہاں پانی پینے نہیں آ سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے پھر لسانی تعصب پیدا کر کے ان سعودیوں کو حکومت پر لائے اب ان کی حکومت صرف امریکہ کے بل بوتے پر کھڑی ہے اور کوئی نہیں وہاں جو کچھ ہے امریکہ کی پالیسی چل رہی ہے اور وہ اسی لئے پیسہ بھی مسلمانوں سے دلاتے ہیں اور کام بھی حنفیوں کے خلاف کرواتے ہیں۔ حکم امریکہ کا ہوتا ہے، پیسہ سعودیہ کا ہوتا ہے اور مسلمانوں میں لڑایاں جھگڑے کراتے رہتے ہیں۔ سیاسی طور پر بھی مذہبی طور پر بھی۔ کیپٹن عثمانی نے نیا فرقہ بنایا پیسے وہاں سے مل گئے۔ مسعود نے جماعت المسلمین بنائی پیسے اسکو بھی وہاں سے مل گئے۔ کیونکہ انکا مقصد یہ ہے کہ حنفی زیادہ ہیں تو سارے چھوٹے چھوٹے فرقے بنتے جائیں اور حنفیوں کیلئے دردسر بنتے رہیں۔

پاکستان کا حال

تو اس لئے آپ کے ملک میں بھی یہی ہے کہ کوئی رافضی ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ کا نام لیکر بھی گالیاں دے جائے تو اس پر کوئی مقدمہ نہیں بنتا۔ لیکن کوئی حنفی ان کے آج کے کسی ذاکر کا نام لیکر برا بھلا کہہ دے تو اس پر فوراً مقدمہ بن جاتا ہے۔ ملک کا امن برباد ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ غیر مقلد تین دن جلسہ کریں امام صاحبؒ کو بھونکتے رہیں، صاحب ہدایہ کو گالیاں دیتے رہیں ان پر کوئی مقدمہ نہیں بنتا۔ لیکن کوئی حنفی کسی غیر مقلد امام مسجد کے خلاف کوئی بات کہہ دے تقریر میں تو اس وقت امن خراب ہو جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جو بھی بڑی جماعت ہے اس کو پریشان رکھنا یہ امریکہ کی پالیسی ہے۔ اور DevideErule اور ٹکڑے ٹکڑے کرنا، ملکوں کے ٹکڑے کرنا، فرقوں کے ٹکڑے کرنا، سیاسی جماعتوں کے ٹکڑے کرنا یہ انکا طریقہ کار ہے تو اسی

لئے جو لوگ آج حنفیت کی مخالفت کر رہے ہیں وہ ڈائریکٹ یا ان ڈائریکٹ بالکل امریکہ کے ایجنٹ ہیں۔ بلواسطہ یا بلا واسطہ۔ اگر کسی کو پتہ بھی نہ ہو مگر وہ کام امریکہ ہی کا کر رہے ہیں اور کافروں کا کام کر رہے ہیں۔ اگر حنفی مضبوط ہونگے' تو کافر پھر سامنے نہیں آسکتے۔ (انشاء اللہ)

غیر مقلدوں کے فرقے

سوال:۔ غیر مقلد خود کتنے فرقوں میں تقسیم ہیں؟

الجواب:۔ غیر مقلد تو کئی فرقیوں میں بٹ چکے ہیں اور یہ نام بھی بدلتے رہتے ہیں۔ جب یہ فرقہ پہلے بنا تو چونکہ تقلید کو شرک کہتے تھے اس لئے انہوں نے اپنا نام ''موحد'' رکھا۔ اور دوسرے لوگ ان کو ''وہابی'' کہتے تھے اس کے بعد انہوں نے ''موحد'' نام چھوڑ کر ''محمدی'' رکھا[1]۔ اور اس کے بعد ''اہلحدیث'' نام انہوں نے انگریز سے الاٹ کرایا[2]۔ تو جیسے آپ دیکھتے ہیں اسمگلر اور ڈاکو ہوتے ہیں ان کے کئی کئی نام

(۱) ـــــ معروف غیر مقلد عالم جناب محمد شاہ جہاں پوری صاحب لکھتے ہیں:

''پچھلے زمانے میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے دنوں ہی سے سنا ہے۔ اپنے آپ کو اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے''۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد ـــــ ص ۱۳)

(۲) ـــــ مرزا قادیانی کے دیرینہ رفیق اور غیر مقلدین کے محسن جناب محمد حسین بٹالوی کی کاوشوں سے یہ جماعت اہلحدیث (باصطلاح جدید) کے نام سے موسوم ہوئی۔ جناب عبد المجید صاحب سوہدروی رقم طراز ہیں:

''مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ''اشاعۃ السنۃ'' کے ذریعے اہلحدیث کی بہت خدمت کی۔ لفظ وہابی آپ ہی کی کوششوں سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو ''اہلحدیث'' کے نام سے موسوم کیا گیا''۔

(سیرت ثنائی ـــــ ص ۳۷۲)

سر چارلس ایچی سن جو اس وقت پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر تھے' انہیں کے ذریعے گورنمنٹ کی توجہ اس طرف دلا کر اس درخواست کو منظور کرایا گیا چنانچہ محمد حسین بٹالوی نے سرکار برطانیہ نے کو اہلحدیث نام الاٹ کرانے کی درخواست دی اس کا آخری فقرہ یہ ہے:

''ہم کمال ادب و انکساری کے ساتھ درخواست کرتے ہیں کہ وہ سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو منسوخ کر کے اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کرے اور ان کو ''اہلحدیث'' کے نام سے مخاطب کیا جائے''۔

(اشاعۃ السنۃ ـــــ ج ۱۱ شمارہ ۲' ص ۲۴) (محمد ظفر عفی عنہ)

ہوتے ہیں' کئی کئی شناختی کارڈ ہوتے ہیں تو چور کبھی اپنا نام ایک نہیں بتاتا' کہیں کوئی نام ہوتا ہے اس کا کہیں کوئی نام۔ آج کل افریقہ میں ان کا نام ''انصار السنۃ المحمدیہ'' ہے۔ اس طرح یہ فرقہ غیر مقلد اپنے نام بدلتا رہتا ہے اور گرگٹ کی طرح رنگ بھی بدلتا رہتا ہے۔ کبھی کچھ اس کا انداز ہوتا ہے کبھی کچھ اس کا انداز ہوتا ہے۔ غیر مقلدوں میں ایک ''جماعت غربا اہلحدیث'' بنی۔ پھر ''غربا اہلحدیث'' کے بھی ٹکڑے آپس میں ہوتے چلے گئے۔ مولوی عبد الجبار کھنڈیلوی (غیر مقلد) جو میرے استاذ تھے وہ اس سے الگ ہوگئے' پھر ''تنظیم روپڑ'' بنی۔ ''کانگریس اہلحدیث'' بنی۔ چنانچہ رسائل اہلحدیث میں جو مولوی عبد الوہاب کا رسالہ خطبہ امارت ہے اس میں ان فرقوں کی تفصیل ہے کہ یہ ۱۹۷۲ء تک یہ سولہ فرقیوں میں تقسیم ہو چکے تھے[1]۔ اس کے بعد جو فرقیاں بنتی چلی جارہی ہیں وہ انکی الگ فرقیاں ہیں تو اسلئے یہ آپس میں ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھنے کیلئے تیار نہیں ان میں سخت اختلاف ہے۔ فتاویٰ ستاریہ میں لکھا ہے ایک نے سوال پوچھا مولوی عبد الستار سے کہ میں پنجاب گیا تھا وہاں پورا گاؤں اہلحدیثوں کا تھا چوبیس گھنٹے میں وہاں رہا اور پانچ نمازیں میں نے انکے پیچھے پڑھیں چونکہ انہوں نے آپ کی بیعت نہیں کی ہوئی تھی اسلئے میری نمازیں ان کے پیچھے ہوگئیں یا نہیں؟

الجواب: وہ جواب میں لکھتے ہیں جنہوں نے میری بیعت نہیں کی وہ اہلحدیث نہیں نہ ان کی نماز صحیح ہے کہ ان کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ اس لئے تمہیں اپنی نمازیں دہرانی پڑیں گی۔

(۱) ـــــ امام جماعت غرباء اہلحدیث ان فرقیوں کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں:

(۱) جماعت غرباء اہلحدیث (۱۳۱۳ھ) (۲) کانفرنس اہلحدیث (۱۳۲۸ھ) (۳) فرقہ ثنائیہ (۱۳۳۸ھ) (۴) امیر شریعت صوبہ بہار (۱۳۳۹ھ) (۵) فرقہ حنفیہ عطائیہ (۱۳۳۹ھ) (۶) فرقہ شریفیہ (۱۳۳۹ھ) (۷) فرقہ غزنویہ (۱۳۵۳ھ) (۸) جمعیت اہلحدیث (۱۳۷۰ھ) (۹) محی الدین لکھوی فرقہ (۱۳۷۸ھ)

(خطبہ امارات ـــــ ص ۳۶) (محمد ظفر عفی عنہ)

اسی طرح فتاویٰ ستاریہ ہی میں دوسرا فتویٰ ہے کہ اہلحدیث وہی کتابیں پڑھتے ہیں شرح عقائد نسفی وغیرہ جو درس نظامی میں حنفی پڑھتے ہیں اور ہمیں طعنہ دیتے ہیں پنجاب والے اہلحدیث کہ یہ اہلحدیث نہیں کہ ان میں یہ خامی ہے یہ خامی ہے۔ لیکن فرمایا کہ دونوں کی مثال ایسی ہے جو لوٹے اور چھلنی کی ہوتی ہے کہ چھلنی نے لوٹے کو کہا کہ تم میں دو سوراخ ہیں تو اس نے جواب دیا کہ تم میں تو سوراخ ہی سوراخ ہیں۔ اسلئے غیر مقلد جو ہیں غربا اہلحدیث والے وہ ان کو چھلنی اہلحدیث کہتے ہیں یہ ان کو لوٹا اہلحدیث کہتے ہیں۔ یہ اس قسم کی آپس میں انکی سخت مخالفتیں ہیں۔

غربا اہلحدیث کے بننے کی وجہ

سوال: یہ مولوی عبدالوہاب نے سب سے پہلے مسلک اہلحدیث سے جدا ہوکر اپنا فرقہ غربا اہلحدیث کیوں بنایا؟

الجواب: اسلئے کہ بعض غیر مقلد جہاد میں شریک ہوگئے تھے تو اس نے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی مخالفت کے لئے کہ جہاد میں جانا بالکل غلط تھا اس فرقہ کی بنیاد رکھی تا کہ جو غلطی سے ادھر گئے ہیں ان کو سمجھایا جائے کہ یہ اہلحدیثوں کا کام نہیں ہے کہ انگریز کے خلاف جہاد کیا جائے۔ یہی تو ہماری مہربان حکومت ہے جن کے تحفظ میں ہم زندہ رہ رہے ہیں تو ان کے بنانے کا مقصد یہی تھا چنانچہ پروفیسر مبارک نے لکھا ہے جو عطا اللہ حنیف کا شاگرد ہے کہ:

"جماعت غربا اہلحدیث کے بنانے کے دو ہی مقصد تھے ایک انگریز کی حمایت' جہاد کی مخالفت اور محدثین کی مخالفت [1]"۔

(علمائے احناف اور تحریک مجاہدین ص ۴۸)

(۱) اسی کتاب کے صفحہ ۵۲ پر مزید تحریر ہے کہ:
"جماعت غربا اہلحدیث باطل جماعت ہے جس کا جماعت اہلحدیث سے کوئی تعلق نہیں بلکہ پوری جماعت مع جماعت کے واجب القتل ہے"۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

سوال: یہ عبدالوہاب شاگرد کس کا ہے؟

الجواب: شاگرد تو میاں نذیر حسین کا ہی ہے یہ بھی اسی سے پڑھتا رہا ہے لیکن پھر انگریز کے ہاتھوں بک گیا۔ کھل کر ادھر چلا گیا دوسرے جو تھے وہ خفیہ طور پر ایجنٹ تھے اور یہ کھلا ہوا ایجنٹ تھا۔

پاکستان میں غیر مقلدوں کی بنیاد رکھنے والے

ہندوستان میں سب سے پہلا غیر مقلد حافظ محمد یوسف ہے۔ پنجاب میں سب سے پہلا غیر مقلد بابو الہی بخش اکاؤنٹنٹ ہے۔ بلکہ اس سے پہلے عبداللہ چکڑالوی جس کا اصل نام غلام نبی تھا پھر وہ غیر مقلد بنا اور سب سے پہلی مسجد جو پنجاب میں ان کی بنی وہ مسجد چینیا والی ہے لاہور میں تو یہ عبداللہ چکڑالوی یہ بعد میں منکر حدیث ہوگیا۔ اور بابو الہی بخش وغیرہ اور اسکے ساتھی یہ بعد میں قادیانی بن گئے تو ان کی مساجد کا یہی فیض ہے۔ ہماری مساجد سے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جیسے بزرگ نکلتے ہیں (انکی مساجد سے عبداللہ چکڑالوی' پرویز' عنایت اللہ مشرقی اور نیاز فتح پوری جیسے ملحدین نکلتے ہیں)۔ مرزا قادیانی بھی یہیں آکر ٹھہرا کرتا تھا مسجد چینیا والی میں اور ان لوگوں کو ساتھ ملا کر کبھی عیسائیوں سے مناظرہ کرتا کبھی کسی سے۔ تاکہ لوگ خوش ہوں اور ہمیں خوب چندہ دیں۔ اس لئے اس کی پرورش بھی اسی مسجد میں ہوتی رہی ہے تو یہ سب سے پہلے یہاں بابو الہی بخش ہے اور چینیا والی مسجد سب سے پہلی مسجد ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں غیر مقلدوں کا نظریہ

سوال: غیر مقلدین مرزا قادیانی کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں؟

الجواب: پہلے تو یہی کہتے رہے کہ مسلمان ہے اور اگر چہ علماء لدھیانہ نے فتوی اس کے کفر پر دیا تھا مگر یہ اس کو مسلمان سمجھتے رہے۔ پھر جب انہوں نے اس سے حیات مسیح پر مناظرہ کیا تو اس کو الہام ہوا کہ:

"نذیر حسین فرعون ہے اور محمد حسین بٹالوی ہامان ہے"۔

تو نذیر حسین؛ کو فرعون کہنے کی وجہ سے اس کو کافر کہا گیا ختم نبوت پر انکار کی وجہ سے نہیں۔ اور دوسرے عقیدوں کی وجہ سے نہیں جیسے مودودی کہتا ہے کہ میں نے مرزا محمود سے کہا تھا کہ اگر آپ غیر احمدیوں کو کافر نہ کہیں تو ہم بھی آپ کو کافر نہیں کہیں گے۔ یعنی مرزا کے کفریات میں' انکار ختم نبوت' دعویٰ نبوت' تکفیر المسلمین' توہین انبیاء نہیں ہے صرف مودودی کو کافر کہنا کفر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا رہے اور مودودی کو کافر نہ کہے تو وہ تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ مودودی کو کافر کہنے سے وہ آدمی کافر ہو جائے گا۔ تو یہی طریقہ ان حضرات کا رہا۔

غیر مقلدوں کی روک تھام کا طریقہ

سوال: ان کی روک تھاک کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: ان کے روک تھام کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے مسلک کو اپنی مسجدوں میں خوب بیان کیا جائے اور چونکہ یہ حدیث کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اس لئے یہ ثابت کیا جائے کہ یہ حدیث کو نہیں مانتے ان کا عمل حدیث پر نہیں ہے۔ اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ایسے سوالات کئے جائیں جس (کے جواب میں) یہ حدیث پیش ہی نہ کر سکیں دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جن احادیث پر ان کا عمل نہیں ہے خوب ان کی تشہیر کی جائے تاکہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں وہ حدیث سنا رہے ہیں اور یہ اس پر عمل کرنے سے انکار کر رہے ہیں تو اس طریقہ سے ان کا علاج ہو سکتا ہے۔ ورنہ خاموشی سے تو یہ پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔

غیر مقلدوں کا موجودہ سرغنہ

سوال: غیر مقلدوں کا موجودہ بڑا سرغنہ کون ہے؟

الجواب: اب تو چونکہ ان کی کئی فرقیاں بنی ہوئی ہیں اس لئے کسی فرقی کا (امیر) معین الدین لکھوی' کسی کا عبدالغفار سلفی ہے' تو اس طرح مختلف ان کی فرقیاں ہیں۔ حافظ سعید بنا ہوا لشکر نجس کا۔

لشکر طیبہ کے مقاصد

سوال: یہ لشکر طیبہ حقیقت میں جہادی تنظیم ہے۔ اسکا کوئی اور مقصد ہے؟

الجواب: اس وقت طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جو جہاد کے لئے تنظیم کھڑی ہو تو سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ اس کے لئے جاسوس تیار کئے جائیں جو ان کی خامیاں یا ان کی غلطیاں ہمیں بتاتے رہیں' اب ظاہر ہے کہ ان کو جہاد کے نام سے ہی کھڑا کیا جاتا ہے تو اس لئے یہ تنظیم جو ہے یہ اسی مقصد کے لئے بنائی گئی ہے کہ ایک تو جہاد کے نام پر سعودیہ سے یا دوسرے اسلامی ملکوں سے خوب پیسہ مجاہدین کو مل رہا ہے تو یہ زیادہ سے زیادہ پیسے لیں دوسرا یہ کہ مجاہدین کا چندہ بٹ جائے اور یہ زیادہ لے جائیں تیسرا یہ کہ ملک میں فتنہ ڈالنے کے لئے جہاد کی ٹریننگ لے کر آگے لڑنے کے لئے واپس ملک میں آ جائیں چوتھا یہ کہ امریکہ کے سامنے جاسوسی کریں مجاہدین کی کہ فلاں جگہ کمزوری ہے فلاں جگہ یہ ہے تاکہ مجاہدین کو کچلنے کے لئے آسانی ہو جائے۔ تو اس لئے یہی تین چار مقاصد ہیں۔ چندہ جہاد کے نام پر اکھٹا کرتے ہیں اور الدعوۃ ماڈل اسکول کھول لئے ہیں تو ان کا اصل جہاد یہ ہے کہ حنفیوں کو غیر مقلد بنایا جائے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب واتوب الیہ

فتنہ ترک تقلید و انکار حدیث

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده ولا نبوة بعده ولا رسول بعده و لا رسالة بعده امابعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم.
بسم الله الرحمن الرحيم.

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبی الكريم و نحن على ذلک لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين. رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی رب زدنی علما و ارزقنی فهما. سبحانک لا علملنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم. اللّٰهم صلی علی سيدنا و مولانا محمد و علی آل سيدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل عليه.

الٰہی خیر دور فتنہ آخر زماں آیا
رہے ایمان و دیں سالم کہ وقت امتحاں آیا

تمہید

برادران اہل سنت والجماعت! ایک وہ زمانہ تھا کہ فتنے اس انداز میں ہوتے تھے کہ قرآن کو نہیں ماننا' قرآن کا انکار کرنا' نبی پاکؐ کی سنت کو نہیں ماننا اس کا انکار کرنا ہے۔ لیکن اب فتنوں نے اپنا انداز بدل لیا ہے۔ اب اہل قرآن' قرآن کا نام لیکر دین میں فتنے پیدا کر رہے ہیں' اہل حدیث' حدیث کا نام لیکر دین میں فتنہ پیدا کر رہے ہیں۔ پہلے یہ تھا کہ قرآن کو ماننا نہیں' اب قرآن کا نام لیکر دین میں جھوٹ بولنا ہے' حدیث و سنت کا نام لیکر دین میں جھوٹ بولنا ہے تو اس لئے جوں جوں قیامت قریب آتی چلی جارہی ہے فتنے نئے نئے ناموں سے سامنے آرہے ہیں۔ یہ صحیح بخاری شریف کے ختم کی تقریب ہے۔

اہل سنت والجماعت کے دلائل

اہل سنت والجماعت چار دلائل کو مانتے ہیں' کتاب اللہ' سنت رسول اللہؐ اجماع امت اور قیاس۔ ان چار میں سے پہلی دو دلیلیں بنیادی اور تشریعی دلیلیں کہلاتی ہیں کتاب و سنت' اور تیسری اور چوتھی دلیلیں جو ہیں' ان کو تفریعی دلائل کہا جاتا ہے۔ تشریعی دلائل بھی دو ہیں کتاب و سنت اور تفریعی دلائل بھی دو ہیں' اجماع اور اجتہاد (قیاس)۔

تشریعی دلائل

سب سے پہلے ''تشریعی دلائل'' میں عرض کرتا ہوں کہ وہ دو چیزیں ہیں کتاب و سنت۔ قرآن پاک کی مثال ''خط'' کی ہے جیسے آپ کسی کو خط لکھتے ہیں تو آپ کا ایک ایک لفظ ''مکتوب الیہ'' تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن سنت اور حدیث کی مثال خط کی نہیں ''پیغام'' کی ہے۔ آپ کسی کو پیغام دیتے ہیں تو پیغام لے جانے والا آپ

کے الفاظ حفظ نہیں کرتا بلکہ آپ کا مطلب ذہن میں رکھ کر لے جاتا ہے اور اپنے لفظوں میں آپ کا مطلب دوسروں کو پہنچا دیتا ہے۔ تو قرآن پاک گویا ۱۱۴ خطوط ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے نام۔ یہ ''لفظی الہام'' ہے اور حدیث پاک ﷺ' سنت نبوی جو ہے یہ ''معنوی الہام'' ہے جس طرح قرآن پاک' تلاوۃً متواتر ہے اور اسکی سات قرأتیں متواتر ہیں۔ کسی علاقے میں کوئی قرأت تلاوت ہو رہی ہے' کسی علاقے میں کسی قرأت پر خدا کی کتاب پڑھی جا رہی ہے۔ تیسرے علاقے میں تیسری قرأت پر تلاوت ہو رہی ہے۔ اسی طرح اللہ کے نبی پاک ﷺ کی سنت کے چار ہی طریقے ہیں جن کو چار مذاہب کہا جاتا ہے کسی علاقے میں ''حنفی مذہب'' کے مطابق اللہ کے نبیؐ کی سنتوں پر عمل ہو رہا ہے کسی علاقے میں ''شافعی مذہب'' کے مطابق' کسی علاقے میں ''مالکی مذہب'' کے مطابق' کسی علاقے میں ''حنبلی مذہب'' کے مطابق۔ تو جس طرح ساتوں قرأتیں برحق ہیں لیکن ان ساتوں (قرأتوں) کو جوڑ جوڑ کر کے کوئی آٹھویں قرأت بنانا ناجائز ہے۔ اسی طرح چاروں مذاہب اپنی اپنی جگہ برحق ہیں لیکن چاروں میں سے ایک ایک دو دو مسائل لیکر کوئی پانچواں مذہب بنانا یہ اہل سنت والجماعت کے ہاں قطعاً جائز نہیں، تو کتاب اللہ کی سات قرأتیں ہیں اور سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنے کے چار طریقے ہیں جن کو چار مذاہب کہا جاتا ہے۔ اور اہل سنت والجماعت انہی میں داخل ہیں ان سے باہر اہل سنت والجماعت نہیں ہے۔

قرآن کی دو مرتبہ تدوین کیوں؟

تو چونکہ یہ حدیث پاک کی مجلس ہے اس لئے اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ جس طرح قرآن پاک دو مرتبہ جمع ہوا ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کروایا اور پھر دوسری مرتبہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمع کروایا گیا آخر یہ دوسرے جمع کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ پہلے اور دوسرے میں فرق کیا تھا؟ نبی اقدس ﷺ پر جب قرآن پاک نازل ہوتا تھا تو عرب میں سات لغات

تھیں۔ قریش کی لغت پر قرآن پاک نازل ہوتا تھا لیکن باقی لغات والے بعض الفاظ صحیح ادا نہیں کر سکتے تھے۔ ان کیلئے بڑی مشکل پیش آتی تھی اسلئے رسول اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں کہ یا اللہ تبارک وتعالیٰ! قرآن پاک کو ساتوں قرأتوں پر پڑھنے کی اجازت دے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ اب نبی اقدس ﷺ کے مبارک زمانے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں قرآن پاک ساتوں لغات پر پڑھا جاتا تھا لیکن جب تک عرب میں قرآن رہا' عرب والے اپنی لغات کا اختلاف آسانی سے سمجھ سکتے تھے۔ اسلئے کوئی جھگڑا کوئی لڑائی نہیں ہوتی تھی۔ جب قرآن پاک عجم میں پہنچا تو وہاں لوگ حیران ہوئے کہ اس خیمے والا قرآن اور طرح پڑھ رہا ہے۔ اُس خیمے والا قرآن اور طرح پڑھ رہا ہے۔ انجیلیں تو چار ہیں۔ اور قرآن پاک شاید سات ہو گئے ہیں۔ چنانچہ یہ بات سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجی گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے، جو مہاجرینؓ وانصارؓ حیات تھے ان کو جمع فرمایا اور ان میں یہ بات رکھی کہ اس (اختلاف قرأت) سے فتنہ پھیل رہا ہے تو سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ جن بوڑھوں کیلئے اجازت لی گئی تھی ہر لغت پر قرآن پڑھنے کی ان میں سے اکثر وفات پا چکے ہیں اور بچہ ہر لغت سیکھ لیتا ہے۔ اسلئے وہ ضرورت اب باقی نہیں رہی۔ اسلئے فتنے سے (امت کو) بچانے کیلئے (حکم دیا گیا کہ) اب صرف اور صرف لغت قریش پر قرآن پاک پڑھا جائے اور اور کسی لغت پر قرآن پاک نہ پڑھایا جائے۔ چنانچہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دوبارہ جمع کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ اب اس کو صرف اور صرف لغت قریش پر جمع کیا جائے اور باقی لغات اس میں نہ آئیں۔

امت میں فتنہ قطعاً پسندیدہ نہیں

تو دیکھو اس سے یہ معلوم ہوا کہ امت میں فتنہ قطعاً پسند نہیں:

الفتنة اکبر من القتل　　الفتنة اشد من القتل

اب یہ قرآن پاک ہی کی لغات تھیں' قرآن پاک پڑھا جاتا تھا لیکن دین پر عمل کرنے کا طریقہ یاد رکھیں کہ دین پر عمل بھی ہو اور امت نبوی میں فتنہ بھی برپا نہ ہو۔

غیر مقلدیت ایک فتنہ ہے

اس لئے یاد رکھیں ''مذہب حنفی'' جس علاقے میں ہے یہ مذہب ہے فتنہ نہیں' کیونکہ سارے اسی طریقہ پر عمل کر رہے ہیں ''مذہب شافعی'' جس ملک میں ہے وہ مذہب ہے فتنہ نہیں۔ ''مذہب مالکی'' جس ملک میں ہے وہ مذہب ہے فتنہ نہیں۔ ''مذہب حنبلی'' جس ملک میں ہے وہ مذہب ہے فتنہ نہیں۔ لیکن ''غیر مقلدیت'' مذہب نہیں یہ ایک فتنہ ہے۔ اور فتنہ چاہے قرآن کے نام پر اٹھایا جائے یا سنت کے نام پر اٹھایا جائے۔ بہرحال وہ فتنہ ہی ہوتا ہے اور ہمیں تاکید کی گئی ہے کہ فتنے سے (امت کو) بچانا ہے اور فتنے کو دبانا ہے۔

خیر القرون میں تقلید غیر شخصی بھی جائز تھی

یہاں ایک بات اور سمجھ لیں پہلے سات لغات پر قرآن پڑھا جاتا تھا لیکن فتنے سے امت کو بچانے کے لئے ایک ہی لغت باقی رہی اسی طرح خیر القرون میں تقلید غیر شخصی بھی جائز تھی کسی امام کا مسئلہ لے لیا' دوسرے (کسی امام) کا لے لیا تو جس طرح لغات کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا جب خیر القرون ختم ہوا تو لوگوں نے بیٹھ کر مجتہدین نے پھر یہ فیصلہ کیا کہ اب چار مذاہب مکمل طور پر مرتب ہو چکے ہیں کسی نئے مجتہد کی ہمیں ضرورت نہیں اور نبی اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

> ''خیر القرون میں خیر غالب رہے گی اس کے بعد جھوٹ اور شر پھیلنا شروع ہو جائے گا''۔

اگر اب بھی اجتہاد کی اجازت دی جائے تو سب سے بڑا مسئلہ یہی ہوگا کہ جو آدمی اجتہاد کا دعویٰ کریگا اسکے بارے میں یہی جھگڑا پیدا ہو جائے گا کہ یہ صحیح مجتہد ہے کہ غلط ہے اور پھر یہ آدمی اجتہاد کے نام پر امت میں نئے نئے فتنے ڈالے گا۔

خیر القرون کے بعد اہل سنت والجماعت کا اجماع

اس لئے اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ اب کسی نئے اجتہاد کی ضرورت باقی نہیں رہی بس جو چار مذاہب ہیں ان میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید کرنے سے نبی اقدس ﷺ کی سنت پر مکمل عمل ہو جائے گا۔ اس لئے نئے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ تو جس طرح صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں سات لغات میں سے ایک لغت پر اجماع ہو گیا تا کہ امت فتنے میں نہ پڑے اسی طریقے سے اب خیر القرون کے بعد اس بات پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہو گیا کہ اب اللہ کے نبی پاک ﷺ کی سنت کی تابعداری کے چار ہی طریقے ہیں حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی اس سے باہر نکلنا اللہ کے نبی کی سنت سے باہر نکل جانا ہے۔

کیا تقلید چوتھی صدی کی پیداوار ہے؟

اس بات کو بعض لوگوں نے ایسا غلط انداز میں بیان کیا کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ جی تقلید جو ہے چوتھی صدی میں شروع ہوئی ہے۔ پہلی تین صدیوں میں تقلید نہیں تھی اور یہ وسوسہ عوام میں جلدی اثر کر جاتا ہے کہ جب پہلے تین صدیوں میں (تقلید) نہیں تھی تو یہ تو بدعت ہوئی چوتھی صدی کی۔ اس لئے لوگ تقلید کو برا سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسا ہی بڑا جھوٹ ہے جیسے کوئی یہ کہہ دے کہ لغت قریش پر قرآن پڑھنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شروع ہوا تھا۔ یاد رکھیں لغت قریش پر تو پہلے دن ہی سے قرآن پاک پڑھا جا رہا ہے لیکن لغت قریش کے علاوہ دوسری لغات پر بھی قرآن پاک پڑھا جاتا تھا۔ اب امت کو فتنے سے بچانے کیلئے صرف ایک لغت پر قرآن پاک کی تلاوت باقی رکھی گئی اور چھ لغتوں پر قرآن کی تلاوت سے روک دیا گیا۔ اسی طرح تقلید تو پہلے دن سے آرہی تھی[1]۔

---

(۱) ۔۔۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

وبعد المائتين ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم وقل من كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان. (الانصاف ۔۔۔ ۵۲)

ترجمہ: ''دوسری صدی کے بعد لوگوں میں متعین مجتہدین کے مذہب پر چلنے کا رواج ظاہر ہوا کسی غیر متعین مذہب پر نہ چلنے والوں کی تعداد بہت کم ہو گئی اس زمانے میں یہی واجب تھا۔'' (محمد ظفر عفی عنہ)

حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کی تحقیق

استاذ المحدثین حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''خیر التقلید'' میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مبارک کے زمانے میں مسئلہ معلوم کرنے کے تین طریقے ہوتے تھے۔

(۱)..... ذات اقدس ﷺ جو لوگ حضرتؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے۔ انہیں کوئی نیا مسئلہ پیش آ گیا ہے تو براہ راست نبی اقدس ﷺ سے مسئلہ پوچھ لیتے تھے۔

(۲)..... جو آپ ﷺ سے دور ہوتے تھے۔ اگر وہ صحابیؓ مجتہد ہوتا تو خود اجتہاد کرتا۔ جیسے آپ ﷺ کی زندگی میں ہی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں اجتہاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی اجازت سے۔[1]

(۳)..... اور اگر وہ اجتہاد نہ کر سکتے تو اپنے علاقے کی مجتہد کی تقلید کر لیتے۔

تو تین طریقے تھے مسئلہ معلوم کرنے کے' ذات اقدس ﷺ' اجتہاد اور تقلید۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد

جب حضرت ﷺ کا وصال ہو گیا تو یہ (پہلا) طریقہ ختم ہو گیا۔ اب اس کے بعد دو ہی طریقے رہے۔ اگر قوت اجتہادی موجود ہے تو وہ اپنی اجتہادی بصیرت کی روشنی میں کتاب و سنت پر عمل کرتے تھے۔ اور جن لوگوں میں قوت اجتہاد نہیں تھی وہ

(۱)..... جب حضور اکرم ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو فرمایا: عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رسول ﷺ لما بعثه إلى اليمن، قال: كيف تقضي إذا عرض لک قضاء؟ قال أقضي بكتاب الله، قال فإن لم تجد في كتاب الله؟ قال فبسنة رسول الله ﷺ، قال فإن لم تجد في سنته رسول الله ﷺ، ولا في كتاب الله؟ قال أجتهد رأيي، ولا آلو' فضرب رسول الله ﷺ صدره، فقال: الحمدلله الذي وفق رسول رسول الله ﷺ لما يرضي رسول الله. (سنن ابی داود، کتاب الاقضیہ، باب اجتہاد الرای فی القضاء)

مجتہدین کی رہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کرتے تھے۔ اور خیر القرون میں یہ دونوں طریقے جاری رہے۔ اجتہاد اور تقلید۔

خیر القرون کے بعد

جب خیر القرون ختم ہو گیا اب فتنے کا دور شروع ہوا اور نئے اجتہاد کی اجازت دینے میں امت میں نت نئے فتنے اٹھنے کا خطرہ تھا اسلئے اجماع ہو گیا کہ اب اجتہاد نہیں ہوگا، اب صرف اور صرف تقلید قیامت تک چلے گی۔

اسلام میں تقلید پہلے دن سے تواتر کے ساتھ

تو یہ تقلید آج شروع نہیں ہوئی بلکہ پہلے دن سے اسلام میں تقلید آ رہی ہے اس لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''عقد الجید'' میں علامہ حامدیؒ احکام میں حافظ توضیح'' ''توضیح تلویح'' میں اور امام غزالیؒ ''المستصفیٰ'' میں فرماتے ہیں کہ:

''تقلید اسلام میں پہلے دن سے تواتر کے ساتھ چلی آ رہی ہے''۔

اور اس پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ ایک دن بھی اسلام میں ایسا نہیں گزرا کہ فتویٰ لینے یا فتویٰ دینے پر پابندی لگائی گئی اور کبھی مفتی کو اس بات کا پابند نہیں کیا گیا کہ وہ ہر مسئلہ عوام کو بادلیل بتائے۔

صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ بلا ذکر دلیل

چنانچہ صحابہ کرامؓ کے ہزاروں فتاویٰ ''مصنف ابن ابی شیبہ'' ''مصنف عبدالرزاق'' وغیرہ میں موجود ہیں۔ ان میں انہوں نے نفس مسئلہ بیان کیا ہے کوئی آیت یا حدیث بطور دلیل بیان نہیں کی۔ تو وہ بلا ذکر دلیل فتویٰ دیتے تھے اور عوام بلا مطالبہ دلیل ان کے فتویٰ پر عمل کرتے تھے اور اسی کا نام تقلید ہے۔ اور یہ متواتر تھا' کسی نے صحابہؓ کے دور میں تابعینؒ کے دور میں تبع تابعینؒ کے دور میں اسکا کبھی بھی انکار نہیں کیا۔ تو اسلئے یہ کہنا کہ تقلید چوتھی صدی کی بدعت ہے، غلط ہے۔

صحابہؓ اور تابعینؒ میں جمع احادیث کا طریقہ

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ صحابہؓ اور تابعینؒ کے زمانے میں طریقہ یہ رہا کہ جمع احادیث میں صرف اپنے علاقے کو مدنظر رکھا جاتا تھا۔ اپنے علاقے کی احادیث جمع کی جاتی تھیں۔ جیسے مؤطا امام مالک میں مدینہ منورہ، حجاز کی حدیثیں جمع کی گئیں۔ چنانچہ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک دن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پوچھ بھی لیا کہ آپ نے ''مؤطا'' میں عبداللہ بن عمرؓ کی روایات بھر دی ہیں، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات نہ ہونے کے برابر ہیں (مؤطا امام مالک میں) اسکی کیا وجہ ہے؟

تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہی جواب ارشاد فرمایا:

''عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ساری عمر مدینہ منورہ میں رہے اور ان کے وہ شاگرد جو ان کے ساتھ کثیر الملازمت رہے ساری عمر ان سے پڑھتے رہے۔ وہ بھی مدینہ میں رہے اور ان کے ساتھ میری ملاقات ہوئی اس لئے میں نے ان کی روایات لے لیں۔ لیکن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ میں رہے ان کے جو کثیر الملازمت شاگرد تھے یا تو مکہ میں رہے یا کوفہ چلے گئے اس لئے ان کے ساتھ میری زیادہ ملاقاتیں نہیں (ہوئیں) اور میں نے اصول یہ رکھا تھا کہ روایات میں وہ لونگا جن میں استاذ اور شاگرد میں کثیر الملازمت ہونا ثابت ہوجائے۔''

اسی طرح امام محمدؒ نے عراق کی احادیث کا مجموعہ ''کتاب الآثار'' اور ''مؤطا امام محمد'' کی شکل میں مرتب فرمایا۔

خیر القرون میں حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا معیار

اس زمانہ میں حدیث کو صحیح یا ضعیف کہنے کے لئے اسماء الرجال کی ضرورت نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہ عوام سے احادیث نہیں لیتے تھے بڑے بڑے محدثین سے

لیتے تھے اور سب سے بڑا معیار کہ حدیث پر عمل ہے یا نہیں وہ اپنے علاقے کے علماء کا فتویٰ ہوتا تھا۔ آپ نے ''مؤطا امام مالک'' پڑھی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے ساتھ ہی اہل مدینہ کے عمل کا ذکر کردیتے ہیں۔ ''مؤطا امام محمد'' پڑھی ہے ان کا بھی یہی طریقہ ہے کہ وہ فقہاء عراق کا مذہب ساتھ ہی نقل کردیتے ہیں۔ جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس حدیث پر عمل ہو رہا ہے اور اس حدیث پر عمل نہیں ہو رہا۔ پھر دوسرا قدم یہ اٹھا کہ مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں ساری دنیا کا چکر لگا کر احادیث جمع کرلی گئیں اور سارے علاقوں کے دلائل اس میں اکٹھے ہوگئے۔ اس کے بعد تیسری باری ''صحاح ستہ'' والوں کی آئی اب انہوں نے دیکھا کہ اتنی بڑی بڑی کتابیں داخل نصاب نہیں ہوسکتیں اس لئے ان سے کچھ انتخاب کرلینا چاہئے تاکہ انتخاب کرکے احادیث کے کچھ مجموعے مرتب کرلئے جائیں۔ اب اس انتخاب میں ان کے سامنے معیار اور پیمانہ کیا تھا تو صحیح بات یہی ہے کہ چونکہ یہ سارے حضرات کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے اس لئے وہی تقلید ان کے ہاں اصل معیار ہے۔ انہوں نے اپنے اپنے دلائل اپنے اپنے مذاہب کے اکٹھے کرلئے۔

سمجھنے کی بات

یہاں ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ بعض اوقات آدمی سوچتا ہے جی صاحب مشکوٰۃ جو تھے یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے اتنی حدیثیں پڑھ کر یہ امام شافعیؒ کے مقلد ہوئے تو شاید امام شافعیؒ کا مذہب حدیث کے زیادہ قریب ہوگا۔ اس لئے کہ اتنا بڑا محدث (امام شافعیؒ کا) مقلد تھا۔ نہیں یہ بات نہیں تھی یاد رکھیں ہندوستان میں بڑے بڑے محدث گزرے ہیں:

☆......علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

☆......سید علی متقی رحمۃ اللہ علیہ

یہ سارے کے سارے حنفی تھے اصل بات یہ تھی کہ جس علاقے میں حنفی رہتے تھے وہاں تقلید ہی امام ابوحنیفہؒ کی ہوتی تھی خواہ وہ محدث ہو یا فقیہ ہو۔ جس

علاقے میں شافعی رہتے تھے وہاں تقلید ہی امام شافعیؒ کی ہوتی تھی تاکہ امت میں فتنہ برپا نہ ہو۔ اس لئے ان حضرات نے اپنے ائمہ کے دلائل جو تھے وہ اپنی اپنی کتابوں میں مرتب فرمالئے۔

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قول کے مطابق ۲ لاکھ احادیث سے اور ایک قول کے مطابق ۶ لاکھ حدیث سے یہ مجموعہ مرتب فرمایا اور اسی طرح لاکھوں احادیث سے انتخاب کر کے ان حضرات نے اپنی یہ چھ کتابیں مرتب فرمائیں۔

احادیث کو ضعیف بنانے کا فتنہ

آج کل جو فتنہ ایک نیا اٹھا ہے وہ یہ ہے آپ کے شاید علم میں ہوگا کہ بخاری مسلم کے علاوہ ہر کتاب کے دو دو حصے کر دیئے ہیں۔ صحیح ابوداؤد' ضعیف ابوداؤد۔ صحیح ترمذی' ضعیف ترمذی۔ صحیح ابن ماجہ' ضعیف ابن ماجہ۔ صحیح نسائی' ضعیف نسائی۔ اور یہ (فتنہ) ناصرالدین البانی کا اٹھایا ہوا ہے۔ نام اہل حدیث ہے اور احادیث کے خلاف ایک بہت بڑی سازش اس نے کھڑی کر دی ہے۔

ضعیف کہہ کر انکارِ حدیث کا فتنہ اور اس کا سدِ باب

اور آج کل حدیثوں کو ضعیف کہہ کر حدیثوں کے انکار کا فتنہ بڑا عام ہے' اس بارے میں ایک اصول ذہن میں رکھ لیں کہ جس طرح سارے علم حساب کا خلاصہ دو قاعدے ہیں جمع اور تفریق اسی طرح جرح جتنی بھی پھیل جائے اصل بنیاد دو باتوں پر ہوتی ہے کہ راوی کا حافظہ کمزور ہے یا عدالت دین میں کمزور ہے۔

حافظہ پر جرح

جو حافظہ کی وجہ سے جرح ہوتی ہے اس جرح کو چھوٹی جرح کہا جاتا ہے کیونکہ یہ جرح متابعات اور شواہد سے ختم ہوجاتی ہے قرآن پاک میں آتا ہے کہ دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر تسلیم کرلیا گیا اور وجہ یہی بیان کی گئی کہ اگر ایک عورت بھول جائے گی تو دوسری اس کو یاد دلادے گی محدثین نے اس سے یہ اصول

نکالا کہ اگر سند میں ایسا راوی ہو جس کے حافظہ میں کچھ کمی ہو اور دوسری سند مل جائے جس میں ایسا ہی اگرچہ راوی ہو تو یہ دونوں سندیں ملکر پھر بالکل حدیث صحیح ہوجاتی ہے تو اس طرح جب یہ (غیر مقلد) کہتے ہیں کہ فلاں حدیث ضعیف ہے' فلاں ضعیف ہے' شور مچاتے ہیں۔ تو ان سے یہی پوچھنا چاہئے کہ ضعف کی وجہ حافظہ کی کمزوری ہے یا عدل نہ ہونا ہے؟ اگر حافظہ کی کمزوری ہے تو پھر دوسری سند کے مل جانے سے وہ حدیث صحیح ہوجاتی ہے اس کو ضعیف کہہ کر رد کرنا صحیح حدیث کو رد کرنا ہے اور اس سے آدمی حیران ہوتا ہے' بے چارے بازار والے لوگ' یا جو علم حدیث نہیں جانتے کہ خیر المدارس میں شیخ الحدیث صاحب جن کی زندگی گزر رہی ہے حدیث پڑھتے' پڑھاتے ہیں وہ اس حدیث پر عمل کر رہے ہیں لیکن یہ بازار میں بیٹھا ہوا (ایک آدمی جو کہ غیر مقلد ہے) کہہ رہا ہے حدیث ضعیف ہے' ضعیف ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ خیرالمدارس کے شیخ الحدیث صاحب کو یہ تحقیق نہیں ہوسکی کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ایک دوکاندار لڑکے کو تحقیق ہوگئی کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

اصل وجہ کیا ہے؟

اصل بات کیا ہے؟ کہ شیخ الحدیث صاحب کے سامنے اس کی دس پندرہ سندیں ہیں اور دو سندیں بھی ہوجائیں تو حدیث کی صحت میں شک نہیں رہتا۔ اس لئے شیخ الحدیث صاحب کیسے اس حدیث کو ضعیف کہہ دینگے اسکے متن کو۔ اور اس (غیر مقلد) لڑکے کو (غیر مقلدوں) نے ایک ہی سند دکھائی ہے۔ اور اس میں کسی ایک راوی پر انگلی رکھ کر دکھایا گیا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ تو اس لئے یہ مطلب نہیں کہ اگر بازار میں ایک (غیر مقلد) نوجوان جو حدیثوں کو ضعیف کہہ رہا ہے تو اس کی تحقیق بہت زیادہ ہوگئی ہے اور حنفی شیخ الحدیث صاحب اس تحقیق تک نہیں پہنچے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ احناف شیخ الحدیث صاحبان کا مطالعہ بہت ہی زیادہ وسیع ہے' ان کے سامنے کئی شواہد ہیں' کئی متابعات ہیں اس لئے انہیں پتا ہے کہ اس حدیث کا انکار ایک نہایت صحیح حدیث کا انکار ہے۔ لیکن وہ جس (غیر مقلد) کو فتنے کے لئے بازار

میں بٹھا دیا گیا ہے اس بے چارے کو ایک سند دکھا دی گئی ہے اور ایک راوی پر انگلی رکھ کر دکھایا گیا کہ بھئی یہ ضعیف ہے۔

ضعف کے بارے میں قانون

تو مقصد یہی ہے کہ آجکل یہ فتنہ جو چل رہا ہے پہلے تو یہ تھا کہ حدیث مانتی نہیں' آج کل کہتے ہیں کہ یہ اس لئے نہیں مانتی کہ یہ ضعیف ہے۔تو ضعف کے بارے میں میں نے قانون عرض کیا جب تک وہ مفسر بیان نہ کریں کہ وجہ ضعف کیا ہے۔ اس وقت تک (اس حدیث کو) ضعیف نہیں کہا جائے گا (بلکہ) متابعات اور شواہد کو دیکھا جائے گا۔

و آخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين
استغفر الله تعالٰی ربّی من کلّ ذنب واتوب اليه

اصلی اہلسنت اور بہروپیوں کی پہچان

الحمد لله وحده و الصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده ولا نبوة بعده ولا رسول بعده و لا رسالة بعده امابعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم.
بسم الله الرحمن الرحيم.

ان الدين عندالله الاسلام. وقال النبی صلی الله عليه وسلم فقيه واحد اشد علی الشيطان من الف عابد. اوكما قال صلی الله عليه وسلم.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبی الكريم و نحن علی ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين رب اشرح لی صدری ويسر لی امری واحلل عقدة من لسانی يفقهوا قولی رب زدنی علما و ارزقنی فهما. سبحانك لا علملنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم. اللّٰهم صلی علی سيدنا و مولانا محمد و علی آل سيدنا و مولانا محمد و بارك وسلم وصل عليه.

تمہید

بہت مختصر سا وقت ہے مجھ سے پہلے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم قادیانی بہروپیے کا ذکر فرما رہے تھے۔ دنیا میں بڑے بڑے مدعی ہوئے ہیں جھوٹے بھی اور سچے بھی۔ لیکن یہ (مرزا قادیانی) ایک ایسا بہروپیا تھا جس کے بارے میں خود اسے بھی پتا نہیں تھا کہ میں کیا ہوں؟

ایک قادیانی سے مناظرہ

میں ایک دن اسکول میں بیٹھا تھا' ایک صاحب آئے' وہ زندہ ہیں ابھی' محمد منشاء ان کا نام ہے۔ کہنے لگے میں نے قادیانیت کے لئے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ قادیانیت کی تبلیغ کے لئے۔ اور میں مدرسہ غزنویہ اہلحدیث امرتسر کا فارغ التحصیل عالم ہوں۔ اس کے بعد میں قادیانی ہوگیا۔ میں نے اس سے اتنا پوچھا کہ تو نے مرزا قادیانی کو مانا کیا ہے؟ کیونکہ مرزا قادیانی کے بارے میں یہ سمجھ لینا کہ وہ کیا تھا یہ خود ایک ایسا معمہ ہے جو قادیانی بھی حل نہیں کر سکے۔ وہ کبھی مہدی کا بہروپ دھارتا تھا' کبھی مسیح کا' کبھی نبی کا' کبھی تشریعی (نبی کا)' کبھی غیر تشریعی' کبھی مرد کا' کبھی عورت کا' کبھی حجر اسود' کبھی ردر گوپال' کبھی کرشن جی مہاراج' کبھی امیر الملک جے سنگ بہادر۔ تو اس کا تو یہی پتہ نہیں کہ وہ سکھ تھا یا مسلمان تھا' عیسائی تھا یہودی تھا' مسلمان بہرحال نہیں تھا اور پتہ نہیں وہ تھا کیا؟ تو اس سے میں نے یہی پوچھا کہ تو نے مرزا کو کیا مانا ہے؟ تو کہتا کہ میں نے اس کو مہدی اور مسیح مانا ہے۔ تو وہی بات جو مولانا آپ سے پوچھ رہے تھے کہ مہدیؑ اور مسیحؑ تو دو ہیں۔ آپ نے ایک کو کیسے مان لیا کہ وہ مہدیؑ بھی ہے اور مسیحؑ بھی ہے۔ امام الگ اور مقتدی الگ۔ یہ دو چیزیں ہوتی ہیں تو نے کیسے مان لیا کہ وہ ایک ہی ہیں اسکو مہدیؑ بھی مانتا ہے' مسیحؑ بھی مانتا ہے کرشن بھی مانتا ہے سب کچھ مانتا ہے۔ اس پر وہ بے چارہ بڑا پریشان ہوا کہنے لگا اور تو میں کوئی مسئلہ نہیں جانتا مجھ سے آپ حیات مسیحؑ پر مناظرہ کر لیں۔ میں نے

کہا بڑی اچھی بات ہے۔ آپ کا مرزا بھی مسیح بنتا ہے نا۔ تو اس کی حیات پر مناظرہ ہوگا۔ میں نے لکھ دیا:

"اسکی حیات بھی لعنتی حیات تھی' اس کی موت بھی لعنتی موت تھی۔"

اس پر مناظرہ کر لو۔ اب اس پر تو قادیانی مناظرہ کرنے کو کبھی تیار نہیں ہوتے۔ بہرحال اس سے مناظرہ ہوا' اللہ کا احسان ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا۔ اس وقت تو اٹھ کر چلا گیا' ٹیپ لے کر ربوہ۔

مناظرے کا نتیجہ

تین مہینے کے بعد آیا مجھے ملا۔ السلام علیکم میں خاموش رہا کیونکہ قادیانیوں کے سلام کا تو کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ دو تین مرتبہ سلام کیا میں خاموش رہا۔ کہنے لگا آپ سلام کا جواب تو دیں میں نے کہا تم جو بات کرنا چاہتے ہو وہ کرو کیا کہنا ہے؟ کہنے لگا میں یہی بتانے آیا ہوں کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں' قادیانیت سے توبہ کر لی ہے اور اب میں نے ایک دوکان ڈال لی ہے دو مہینے اس پر بیٹھا رہا ہوں آج دل میں خیال آیا جب میں کافر تھا قادیانی، تو زندگی وقف کی ہوئی تھی اب کم از کم چلہ تو لگاؤں جا کے تبلیغی جماعت میں۔ کہتا ہے میں رائے ونڈ جا رہا تھا تو سوچا چلو امین صاحب سے بھی مل لوں اور انہیں بتادوں کہ جو مناظرہ ہوا تھا میں نے وہ ٹیپ قاضی نذیر کو' عبدالمالک کو سب کو سنائی کہ میں آپ کا مذہب چھوڑ رہا ہوں یا مجھے اس کا جواب دے دو لیکن کسی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تو بہرحال یہ تو وہ بہروپ تھا جس کا ذکر مولانا فرما رہے تھے۔

میرا موضوع

اس وقت میرا جو موضوع ہے وہ یہ ہے "اہل سنت والجماعت"۔ وقت چونکہ بہت مختصر ہے تو اس لئے یہاں بھی یہی بات ہے کچھ اصلی اہلسنت ہوتے ہیں کچھ بہروپئے اہل سنت ہوتے ہیں۔ ہم ہیں اہلسنت والجماعت حنفی۔ یہ نام جو ہے یہ

ہماری متصل سند بھی ہے کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت صحابہؓ نے آنکھوں سے دیکھ کر ان سے لی۔ اور ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آنکھوں سے صحابہؓ کی زیارت کی۔ اس لئے مذہب حنفی ایک ایسا مذہب ہے جسکی بنیاد مشاہدہ پر ہے سنی سنائی باتوں پر نہیں۔ تو ہم اہلسنت والجماعت حنفی ہیں۔

نبیؐ کے صحابہؓ نجوم ہدایت ہیں

جب ہم اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں تو تعلق خدا کے آخری نبیؐ سے جوڑتے ہیں حضرت محمد رسول ﷺ جو دین کے لانے والے تھے اور ''آفتاب ہدایت'' تھے۔ جب ہم اپنے آپ کو ''والجماعت'' کہتے ہیں تو اپنا تعلق نبیؐ اقدس کے پاک باز صحابہؓ سے جوڑتے ہیں ہمارا مختصراً عقیدہ یہی ہے کہ جس طرح ہمارے نبیؐ پاک سارے نبیوں سے زیادہ شان والے اور افضل ہیں اسی طرح ہمارے نبیؐ پاک کے صحابہؓ اور نبیؐ پاک کے اہل بیتؓ تمام نبیوں کے صحابہؓ اور اہل بیت سے زیادہ شان والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے قربانیاں بھی زیادہ لی ہیں اور ان کو درجات بھی اللہ تعالیٰ نے بہت بلند عطا فرمائے ہیں۔ تو ''والجماعت'' میں ہمارا تعلق صحابہؓ کے ساتھ ہے وہ ''نجوم ہدایت'' ہیں ہدایت کے ستارے ہیں۔

امام اعظمؒ چراغ ہدایت ہیں

اور حنفی میں تعلق ہمارا سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ دین کے لانے والے، صحابہؓ دین کے پھیلانے والے، امام اعظم ابوحنیفہؒ دین کے لکھوانے والے ہیں۔ اب صحابہؓ نے وہی دین پھیلایا جو اللہ کے نبیؐ پاک لائے تھے یا کوئی نیا بنا کے پھیلا دیا وہی پھیلایا نا؟ اور امامؒ نے وہی لکھوایا جو صحابہؓ سے ملا کوئی نیا نہیں لکھوایا۔ جو کہتا ہے صحابہ کرامؓ نے نبی کا دین بدلا وہ بڑا رافضی ہے جو کہتا ہے امامؒ نے نبیؐ کا دین بدلا وہ چھوٹا رافضی ہے۔ نہ امام دین کے بدلنے والے ہیں نہ صحابہؓ دین کے بدلنے والے ہیں۔ تو اللہ کے نبیؐ ''آفتاب ہدایت'' ہیں، صحابہؓ ''نجوم

ہدایت'' ہیں اور امام ابوحنیفہؒ ''چراغ ہدایت'' ہیں۔

چراغ کا کام

اب چراغ کا کیا کام ہوتا ہے؟ جو چیز چراغ کے بغیر نظر نہیں آرہی تھی آپ نے کتاب کھولی اس پر دس سطریں تھیں چراغ کے سامنے کرنے سے پندرہ ہوگئیں یا آٹھ رہ گئیں؟ کیا خیال ہے (دس ہی رہیں..... سامعین) چراغ نہ کوئی نقطہ بڑھاتا ہے نہ کوئی نقطہ گھٹاتا ہے۔ اسی طرح مجتہد نہ کوئی نقطہ دین میں بڑھاتا ہے نہ کوئی نقطہ گھٹاتا ہے۔ ہاں وہ مسائل جو اجتہادی خوردبین کے بغیر نظر نہیں آسکتے وہ لوگوں کو دکھا دیتا ہے۔ تو ہم اہل سنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیث کا صحیح مطلب

ایک آدمی مجھے کہنے لگا جی حدیث پاک میں آیا ہے:

صلوا کما رایتمونی اصلی

(صحیح بخاری ج ا ص ۸۸)

حضرت ﷺ نے فرمایا اسطرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

تو میں نے مسکراتے ہوئے کہا پھر نماز تو مجھے بھی معاف ہوگئی آپ کو بھی معاف ہوگئی۔ کہنے لگا کیوں؟ میں نے کہا نہ میں نے دیکھا حضرت کو نماز پڑھتے نہ آپ نے دیکھا ہے۔ میں نے کہا آپ نے دیکھا؟ کہنے لگا نہیں میں نے کہا دیکھا تو میں نے بھی نہیں۔ کہنے لگا اس پر کیسے عمل ہوگا؟ میں نے کہا اللہ کے نبیؐ نے نماز پڑھی حضرت انس بن مالکؓ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا، حضرت انس بن مالکؓ نے نماز پڑھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا۔ فرماتے ہیں:

رایت انس ابن مالک یصلی

تو ہمارے امامؒ نے صحابہؓ کو دیکھا، صحابہؓ نے اللہ کے نبیؐ پاک کو دیکھا۔

اس لئے وہ نماز جو اللہ کے نبیؐ پاک نے صحابہؓ کو سکھائی تھی اور انہیں صحابہؓ سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے سیکھی اور وہی کتابوں میں لکھوا دی، وہ کتابیں امام محمد رحمتہ اللہ علیہ اور قاضی ابویوسفؒ کی لکھی ہوئی آج بھی موجود ہیں۔

سنت کی قیمت

تو ہم اہل سنت ہیں۔ یہ کتنی قیمتی چیز ہے سنت، یاد رکھیں حضرتؐ پاک پر ایک دفعہ درود پاک پڑھا جائے تو دس نیکیاں ملتی ہیں، دس درجے بلند ہوتے ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، یہ چالیس نقد فائدے ایک دفعہ درود پاک پڑھنے کے ہیں اور آپکی سنت پر عمل کرنے کے، فرمایا جو اس وقت میری سنتوں پر عمل کرے جب امت میں بدعات وغیرہ کا فساد پھیل رہا ہوگا، تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اب دیکھئے درود پڑھنے پر جتنی بھی نیکیاں ملیں لیکن درود پڑھنے والا انتظار میں ہوگا کہ کب اللہ کے نبی پاکؐ کے پاس میری شفاعت کا نمبر آتا ہے۔ اور شہید کا مقام اس سے بلند ہے شہید کو خود آدمیوں کی سفارش کرنے کا حق دیدیا جائے گا تو اسلئے سنت بڑی قیمتی چیز ہے۔

لیکن جیسے آپ پہلے بھی سن رہے تھے کہ اس دنیا نے کسی چیز کو معاف نہیں کیا، سچے خداؤں کے مقابلے میں چھوٹے خدا بنائے، سچے نبیوں کے مقابلے میں جھوٹے نبی بنائے، سچے پیروں کے مقابلے میں جھوٹے پیر بنائے۔ کسی چیز کو معاف نہیں کیا، اسی طرح سنت کو مٹانے کے لئے کئی جعلی سنی بھی پیدا ہوگئے دنیا میں۔ اب ہم صاف بات کہتے ہیں نبیؐ پاک کی تابعداری دو چیزوں میں ہوتی ہے۔

(۱)...... جو کام آپؐ کرتے رہے اس میں تابعداری ہے کہ وہ کام کئے جائیں۔

(۲)...... جو کام آپؐ نے نہیں کئے باوجود سبب کے اس میں تابعداری ہے کہ وہ کام نہ کئے جائیں۔

اصلی اہلسنت کون؟

توجہ کریں وقت تھوڑا ہے دیکھئے پانچوں نمازوں سے پہلے اذان سنت ہے یا نہیں؟ (سنت ہے......سامعین) پانچوں نمازوں سے پہلے اذان کہنا سنت ہے، اقامت کہنا سنت ہے۔ کیونکہ یہ حضرتﷺ کے زمانے سے چلی آرہی ہے۔ لیکن عیدین سے پہلے اور جنازے سے پہلے اذان نہ کہنا سنت ہے۔ اب اگر کوئی کہے اذان میں کونسی برائی ہے؟ اللہ کی توحید ہے۔ نبیؐ کی رسالت ہے۔ نجات کا پیغام ہے۔ کامیابی کا اعلان ہے۔ آخر اس میں برائی کونسی ہے؟ اگر عیدین سے پہلے بھی اذانیں کہہ لی جائیں، اقامت کہہ لی جائے، جنازے سے پہلے اذان کہہ لی جائے تو بظاہر کوئی برائی نظر نہیں آتی لیکن یہ آدمی اہلسنت نہیں رہے گا۔ دیکھئے جس طرح اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کہنا سنت ہے اس طرح اذان کو لا الہ الا اللہ پر ختم کردینا بھی سنت ہے۔ اس کے بعد محمد رسول اللہ نہ کہنا سنت ہے۔ اب اگر کوئی اذان لا الہ الا اللہ پر ختم نہ کرے بلکہ اذان کو محمد رسول اللہ پر ختم کرے تو ہم کہیں گے یہ آدمی اہلسنت نہیں ہے۔

کیا بریلوی اہلسنت ہیں؟

اب ایک فریق تو وہ ہے جس کی ساری لڑائی ہمارے ساتھ ان باتوں پر ہے جو کام اللہ کے نبیؐ پاک نے نہیں کئے، نبیؐ پاک کے صحابہؓ نے نہیں کئے وہ کہتے ہیں ہم نے ضرور کرنے ہیں اور انہیں کاموں پر لڑنا ہے۔

مثال کے طور پر آپ نماز کی آخری التحیات میں بیٹھ کر درود پڑھتے ہیں نا؟ آپ کھڑے ہوکر بھی درود پڑھتے ہیں یا نہیں؟ (نہیں ...... سامعین) کہتے ہیں نہیں، جنازے میں بیٹھ کر پڑھتے ہو؟۔ دیکھو نماز کی آخری التحیات میں بیٹھ کر درود پڑھنا سنت ہے اور جنازہ میں کھڑے ہوکر درود پڑھنا سنت ہے۔ تو یہاں درود پڑھنا سنت ہے لیکن اذان سے پہلے نہ نبی پاکؐ نے پڑھا نہ صحابہؓ نے پڑھا نہ تابعینؒ نے نہ تبع

تابعینؒ نے، تو وہاں نہ پڑھنا سنت ہے۔ اب وہ (اہل بدعت) بھی مانتے ہیں کہ صحابہؓ نے نہیں پڑھا لیکن کہتے ہیں ہم پڑھیں گے ضرور۔ اب ان کے ہاں اہلسنت وہ ہے جو اپنے بنائے ہوئے قانون پر لڑے۔ ہم کہتے ہیں اہلسنت وہ ہے جو اللہ کے نبیؐ کی تابعداری کرے، جو کام انہوں نے کئے وہ کرے، جو آپؐ نے چھوڑے ان کو چھوڑ کر تابعداری کرے۔ تو ایک فریق تو یہ سامنے ہمارے آ گیا جنہوں نے سارا زور...... وہ خود مانتے ہیں کہ یہ کام جو ہم کر رہے ہیں جس پر ہم لڑ رہے ہیں جس پر ہم سارے ملک میں شور مچا رہے ہیں...... وہ واقعتاً نہ کتاب اللہ میں ہے نہ سنت رسول اللہ ﷺ میں ہے نہ ہی فقہ حنفی میں ہے لیکن سارا زور اسی پر ہوتا ہے۔ تو اس کو تابعداری نہیں کہتے، اس کو من مانی کہتے ہیں، اپنی مرضی پر چلنا کہتے ہیں۔ تو سنی وہ ہوتا ہے جو اپنی مرضی نہ کرے۔

کیا غیر مقلد سنت کے پابند ہیں؟

دوسری طرف یہ ہوا کہ جن بے چاروں کو سنت کا معنی ہی نہیں آتا وہ جس چیز کو دل چاہتا ہے سنت کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں ہارون آباد میں تقریر کر رہا تھا ایک وکیل صاحب کھڑے ہو گئے کہنے لگے مولوی صاحب! آپ کہہ دیں ایک دفعہ کہ رکوع کی رفع یدین سنت نہیں۔ میں نے کہا میں دس دفعہ کہتا ہوں سنت نہیں، سنت نہیں، سنت نہیں...... اور کتنی دفعہ کہلانا ہے؟ اچھا جی (وہ غیر مقلد) کہتے ہیں سنت ہے۔ میں نے کہا انہیں سنت کی تعریف ہی نہیں آتی۔ سنت (ہونے) کے لئے مواظبت شرط ہے اس کا صرف ثبوت کافی نہیں۔ دیکھو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا (حدیث میں آیا ہے لیکن یہ سنت نہیں) انہوں نے ہر حدیث کو سنت ہی کہنا شروع کر دیا۔ وہ کہنے لگے جی ذرا تفصیل سے سمجھائیں۔ آج بات ہم نے نئی سنی ہے کہ سنت کی تعریف کیا ہوتی ہے؟ میں نے کہا اسی لئے تم رفع یدین کو سنت کہتے ہو، کیونکہ تمہیں سنت کی تعریف نہیں آتی۔

سنت کی تعریف

میں نے کہا: تم وضو میں کلی کرتے ہو؟

کہتا ہے: جی بالکل کرتا ہوں۔

میں نے کہا: سنت کہتے ہو فرض؟

کہتا ہے: جی سنت۔

میں نے کہا: حضرت ﷺ نے کی؟

کہنے لگا: جی کی۔

میں نے کہا: یہ کلی آپ سے اس طرح پھیل گئی ساری دنیا میں کہ جہاں بھی مسلمان وضو کرتا ہے کلی کر رہا ہے تو سنت کا پھیلاؤ اسطرح ہوتا ہے۔

اور میں نے کہا: حدیث کی کوئی کتاب آپ نے پڑھی ہے؟

کہنے لگا: جی مشکوٰۃ پڑھی ہے۔

میں نے کہا: اس میں پڑھا تھا کہ آپ ﷺ نے وضو کے بعد بیوی سے بوس و کنار فرمایا؟

کہتا ہے: جی ہاں۔

میں نے کہا: یہ بھی وضو کی سنتوں میں شامل ہے؟

اب اگر تو ایک دن وضو کرے اور کلی نہ کرے تو تیرا دل بھی یہ کہے گا کہ میں نے سنت کے مطابق وضو نہیں کیا اور آج مجھے وضو کا پورا ثواب نہیں ملا۔ لیکن کتنے تو نے وضو کئے اور اس کے بعد اس پر تو نے عمل نہیں کیا (یعنی بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا تو) تیرے دل میں کبھی یہ نہیں آتا کہ آج وضو خلاف سنت ہوا ہے۔ کیونکہ وہ حدیث تو ہے سنت نہیں ہے۔

تو میں نے کہا: سنت وہ کام ہوتے ہیں جو حضرت ﷺ کی مبارک عادت قرار پا چکے ہوں۔ جن پر حضرتؐ کا عمل جاری رہا ہو اور جن پر عمل جاری

نہیں رہا ہے (وہ سنت نہیں)

دو متضاد احادیث میں سنت کونسی؟

اب دیکھئے حدیثیں ہمیں دو ملیں ادھر بخاری...... ج ۱ ص ۵۶، اور مسلم ج ۱ ص ۲۰۸، میں ملی کے حضرت ﷺ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے۔ بخاری مسلم میں جوتے اتار کر نماز پڑھنے کی کوئی صریح حدیث موجود نہیں۔ ادھر ابو داؤد شریف...... ج ۱ ص ۹۶ میں ملی کہ حضور ﷺ جوتے اتار کر نماز پڑھتے تھے۔ اب امت میں عمل جوتے اتار کر نماز پڑھنے کا پھیلا یا پہن کر؟ (اتار کر...... سامعین) تو اسی کو سنت کہیں گے اب یہ حدیثیں دو ہمارے سامنے آئیں لیکن اللہ کے نبی پاکؐ کا یہ اعلان بھی ہمیں پہنچا:

علیکم بسنتی
''میری سنت کو لازم پکڑنا''۔

اب سنت ہے جوتے اتار کر نماز پڑھنا' اگر کوئی جوتے پہن کر نماز پڑھے اور دلیل صرف یہی دے کہ یہ بخاری مسلم کی جو متفق علیہ حدیث (میں آیا ہے) تو یہ اہل حدیث تو ہوسکتا ہے لیکن اہل سنت نہیں ہوسکتا یاد رکھیں۔ اس لئے ہمیں حکم اہل سنت بننے کا ہے۔ اللہ پاک کے پیغمبرؐ نے فرمایا تھا کہ سنت کی پابندی کرنا اور ایک اور بات یہ بھی سمجھ لو کہ اس نے جب جوتے پہن کر ہمیشہ نماز پڑھنی شروع کردی تو وہ حدیث پر عمل کر رہا ہے لیکن کس کو مٹا رہا ہے اللہ کے نبی کی سنت کو۔

احناف کہاں رفع یدین کرتے ہیں؟

میں نے کہا تین جگہ کی رفع یدین ہے کہ جس کے چھوڑنے کی دنیا میں کہیں حدیث نہیں۔

☆...... پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنا حضرتؐ سے ثابت ہے۔ اس کے چھوڑنے کی کوئی ضعیف ترین حدیث دنیا کی کسی کتاب میں نہیں۔

☆...... وتر کی رفع یدین حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جس کے چھوڑنے کی دنیا کی کسی کتاب میں نہ کوئی مرفوع حدیث ہے نہ موقوف حدیث ہے۔

☆...... عیدین کی تکبیروں میں رفع یدین کرنے کی حدیث ہے لیکن اس کے چھوڑنے کی قطعاً کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ پہلی تکبیر کی رفع یدین پر بھی عمل جاری رہا۔ وتر کی رفع یدین پر بھی عمل صحابہؓ میں جاری رہا۔ عیدین کی رفع یدین میں بھی صحابہؓ میں عمل جاری رہا۔ اور ان کو چھوڑا نہیں گیا اس لئے ان پر عمل جاری رہا تو ان کو سنت کہا جاتا ہے۔

سجدوں کی رفع یدین کی حقیقت

اس کے برعکس سجدوں میں رفع یدین کرنے کی بارہ (۱۲) حدیثیں اور چھوڑنے کی دو (۲)۔ اگرچہ دو (۲) ہوں لیکن پتہ تو چل گیا نا کہ حضرتؐ نے چھوڑ دی تھی تو سب نے چھوڑ دی۔ تو جس طرح سجدوں کی رفع یدین کے چھوڑنے کی حدیث آگئی تو پتہ چل گیا کہ (یہ) رفع یدین سنت نہیں رہی کیونکہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔

رکوع کی رفع یدین کی حقیقت

اسی طرح رکوع کے باب میں دیکھیں۔ یہیں میں درسگاہ میں بیٹھا تھا ایک دن پانچ چھ لڑکے آگئے' کہنے لگے جی ذرا بخاری شریف کھولیں۔ میں نے کھول دی' کہنے لگے یہ حدیثیں دو ہیں رفع یدین کی۔

میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ آگے فرمائیں' اس میں کیا ہے؟
کہنے لگے: حضرتؐ نے رفع یدین کی۔
میں نے کہا: دو باتوں میں فرق سمجھتے ہو؟
کہنے لگے: کونسی؟

میں نے کہا: کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے سچے نبی ہیں۔ ایک فقرہ میں نے یہ لکھ دیا۔ دوسرا فقرہ میں نے لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں۔

کہنے لگے: یہ (دوسرا فقرہ) تو غلط ہے۔

میں نے کہا: اسی طرح اتنا تو ہے کہ حضرتؐ نے رفع یدین کی لیکن یہ جو جھوٹ ہے کہ آخری عمر تک کی۔ یہ تو یہاں نہیں ہے۔

کہنے لگے: جی چھوڑنے کا ہے؟

میں نے کہا: چلو یہاں چھوڑنے کا بھی نہ سہی۔ یہ میں نے کہا نسائی شریف ہے صحاح ستہ میں۔ حدیث کی کتاب ہے فقہ کی؟

کہنے لگے: حدیث کی۔

میں نے کہا: دیکھو یہی دونوں حدیثیں لائے ہیں بخاری والی۔ ابن عمرؓ سے بھی اور حضرت مالک بن حویرثؓ سے بھی۔

کہنے لگے: جی ہے۔

میں نے کہا: آگے (امام نسائیؒ نے) باب باندھ دیا:

ترک ذالک.

اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث لاکر یہ بتلا دیا ہے کہ یہ رفع یدین متروک ہوگئی ہے۔ (۱)

---

(۱)......حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن عبداللہ قال: الا اخبر کم بصلوٰۃ رسول اللہ ﷺ قال: فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد و فی نسخۃ ثم لم یرفع. (نسائی شریف...... ج ۱ ص ۱۵۸)

ترجمہ:۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اللہ کے نبی ﷺ کے نماز پڑھنے کا طریقہ نہ بتاؤں؟ پس آپ کھڑے ہوئے تو صرف پہلی مرتبہ شروع نماز میں رفع یدین کی اس کے بعد تمام نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کی۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

امام مسلمؒ نے ثبوت کے لئے (مواظبت کے لئے نہیں) ایک مسافر صحابی حضرت وائلؓ اور تلاش کر لیے تو وہ تین حدیثیں لائے ہیں۔ ایک ابن عمرؓ سے ایک مالک ابن حویرثؓ سے ایک وائل بن حجرؓ سے۔ اگلے باب میں امام نسائی نے تینوں حدیثیں لکھ کر پھر اسکے آگے ''ترک'' کا باب باندھ دیا۔

اب میں نے کہا: جس طرح سجدوں کے رفع یدین کا ترک ثابت ہوگیا اسی طرح رکوع کے رفع یدین کا ترک بھی ثابت ہوگیا۔ اس پر مواظبت نہیں۔ اس کو سنت کہنا غلط ہے۔ اس لئے سنت اس کو نہیں کہا جاسکتا۔ اب وہ بڑے غور سے دیکھتے رہے چلے گئے اٹھ کر۔ خاموشی سے۔ پانچ چار دن بعد آئے۔

کہنے لگے: جی ایک کتاب ہم لائے ہیں باہر لڑکا لے کر کھڑا ہے اجازت ہو تو اندر لے آئیں؟

میں نے کہا: ضرور لے آئیں۔

تو وہ نسائی تھی، غیر مقلدوں کا حاشیہ۔ اب غیر مقلد حاشیہ لکھتے کس لئے ہیں کہ حدیث کی کتاب میں جو حنفیوں کی دلیل ہو اس کو ضعیف لکھ دیا جائے حاشیہ میں اور جو اپنی ہو اس پر دو چار اور نام چڑھا دیئے جائیں کہ فلاں نے بھی روایت کیا۔ فلاں نے بھی روایت کیا۔ وہ لے کر آگئے نشان لگایا ہوا تھا حاشیہ پر۔ جی دیکھیں کیا لکھا ہے۔

میں نے کہا: بیٹا بات سنو اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے ہمیں فقہاء کے سپرد کیا۔ قرآن میں بھی ہے:

لیتفقھوا فی الدین .

اللہ کے نبی پاک نے بھی ہمیں فقہاء کے سپرد کیا:

فرب حامل فقه غیر فقیه و رب حامل فقه الیٰ من هو افقه منه. (داری شریف...... ج ۱ ص ۸۶: ترمذی شریف...... ج ۲ ص ۹۳)

اور دین ہمیشہ فقہاء سے ملے گا آپ کو مکمل۔ آپ وضو کی مکمل سنتیں ''تعلیم الاسلام'' میں دیکھ سکتے ہیں۔ نماز کی مکمل شرطیں ''تعلیم الاسلام'' میں پڑھ سکتے ہیں۔

لیکن صحاح ستہ پوری رکھ کر مکمل شرطیں آپ نہیں نکال سکتے۔ تو جب دین ہمارا کامل ہے' اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے ہمیں فقہاء کے سپرد کیا تھا۔ تو انہوں نے کہا اللہ رسولؐ کی بات نہ مانو ادھر آجاؤ محدثین کی طرف اب ہم نے یہاں بھی بتادیا کہ ہمارا مسلک قوی ہے الحمد للہ۔ اس (رفع یدین) کے چھوڑنے کی روایت موجود ہے۔ جس طرح سجدوں کے (رفع یدین) چھوڑنے کی موجود ہے (اسی طرح) رکوع کی رفع یدین کے چھوڑنے کی روایت بھی موجود ہے۔ اب تمہیں کہتے ہیں نہ فقہ مانو نہ حدیث مانو یہ جو ہم نے پندرہویں صدی میں حاشیہ لکھا ہے یہ مانو۔

میں نے کہا: تمہیں تو کسی کام کا نہ رہنے دیا نا؟ نہ فقہ کا رہنے دیا نہ حدیث کا رہنے دیا۔ تو ان میں تین چار سوچ کر کہنے لگے۔ بات تو آپ کی صحیح ہے کہ ہمیں تو سب سے ہٹا کر۔ اگر اس حاشیے والے کی بات ماننی ہے تو اس سے تو واقعی ابوحنیفہؒ اچھے تھے جو خیر القرون کے امام ہیں۔

میں نے کہا: تمہیں تو کسی جگہ کا نہیں رہنے دیا نا انہوں نے؟

لیکن ایک کہنے لگا: یہ جو حدیث ہے یہ ضعیف ہے۔

میں نے کہا: پھر مجھے یہ سمجھا دو کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ان کی نجات کی کوئی صورت قیامت کے روز ہوجائے گی۔ کیونکہ انہوں نے معاذ اللہ کتنی بڑی زیادتی کی کہ دو صحیح حدیثیں لکھ کر کے ان کے بعد ضعیف حدیث لکھ دی کہ ان پر عمل باقی نہیں رہا۔ اب اس ضعیف حدیث سے کتنے لوگ بیچارے غلطی میں پڑ گئے۔ تو امام نسائیؒ کو پتہ تھا' وہ جانتے تھے حدیث، کہ اللہ کے نبیؐ پاک کے ذمہ جھوٹ لگانا یہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنانا ہے۔ پھر میں نے ترمذی......ج ۱ ص ۳۵ رکھی اس میں بھی رفع یدین کے بعد ترک کی حدیث موجود ہے۔ ابوداؤد ......ج ۱ ص ۱۰۹ رکھی اور کہا اس میں بھی دیکھو کہ رفع یدین کے بعد ترک کی روایت موجود ہے۔ تو میں نے صحاح ستہ سے جس کا رات دن تم نام لیتے ہو ان میں سے تین کتابیں آپ کے سامنے رکھ دیں ہیں کہ رفع یدین' رکوع اور سجدے کی تھیں پھر ترک ہوگئیں۔ تم صحاح ستہ میں سے ایک کتاب نکالو یہاں بیٹھے' یا یہاں نہیں نکال سکتے اپنے مولوی صاحب کے پاس

چلے جاؤ ان سے نکلوا لاؤ جہاں رفع یدین کے چھوڑنے کی حدیث پہلے ہو اور کرنے کی بعد میں ہو تاکہ ہمیں بھی پتہ چلے کہ رفع یدین کرنا بعد میں آیا ہے اور چھوڑنا پہلے تھا۔

وہ کہنے لگے: ٹھیک ہے جی ہم جاتے ہیں ان کے پاس۔ تین چار دن کے بعد پھر چھ تو نہیں آئے چار آئے میرے پاس۔

کہنے لگے: مولوی صاحب وہ دوسرے تو ضد کر رہے ہیں لیکن ہمیں بات سمجھ آگئی ہے کہ ان لوگوں کو بیچاروں کو سنت کی تعریف ہی نہیں آتی۔ کیونکہ سنت وہ چیز ہے جو حضرتؐ پاک کی عادت رہی۔ جب اس کا عادت ہونا ثابت ہی نہیں (تو سنت کیسی)۔

میں نے کہا: ہم وہی رفع یدین کرتے ہیں جس کے ترک پر دنیا میں کوئی ماں کا لال ضعیف ترین حدیث (بھی) پیش نہیں کرسکتا۔

تکبیر تحریمہ کی رفع یدین ہے' عیدین کی تکبیروں کی رفع یدین ہے اور وتر کی رفع یدین ہے۔

لیکن جو یہ رفع یدین کرتے ہیں اس کے چھوڑنے کی احادیث خود صحاح ستہ میں موجود ہے۔ تو اس لئے ایک گروہ تو وہ تھا جنہوں نے سنت کو برباد کرنے کے لئے یہ انداز اختیار کیا کہ اللہ کے نبی پاکؐ نے جو کام کئے تھے ان کو نہیں کرنا لیکن جو نہیں کئے وہ ضرور کرنے ہیں اور دوسرا فریق آیا کہ اس طرح تو لوگ سمجھیں گے کہ ان کے پلے کوئی چیز نہیں چلو حدیث کے بہانے سنتیں مٹانا شروع کردو۔

ایک عام مثال

تو اس لئے میں ایک عام مثال دیا کرتا ہوں وہ دے کر ختم کرتا ہوں۔

کہ دیکھئے آپ کے یہاں (ملک میں) ایک سو روپے کا نوٹ چلتا ہے آج کل۔ ایک سو روپے کا نوٹ پہلے چلتا تھا لیکن پھر حکومت نے بند کردیا، نیا نوٹ آگیا اور ایک نوٹ عید کے موقع پر بکتا ہے جس پر عید مبارک لکھا ہوتا ہے۔ پانچ پیسے میں سو کا نوٹ' ہزار کا نوٹ وہ عید مبارک کے جعلی نوٹ۔

تو جس طرح یہ تین نوٹ ہیں ان میں اصل نوٹ وہی ہے جو آجکل چل رہا ہے۔ بینک میں جاؤ تو، بازار میں جاؤ تو، جو چیز خریدو مل جاتی ہے۔ اور نوٹ جو منسوخ ہو چکا ہے۔ اس پر بھی State bank کی مہر موجود ہے۔ لفظ منسوخ بھی لکھا ہوا نہیں لیکن اس کے منسوخ ہونے کی عوام کے پاس صرف ایک پہچان ہے کہ نہ اس کو بینک لیتا ہے نہ بازار لیتا ہے۔ یعنی اس کا چلاؤ ختم ہو گیا ہے اور تیسرا وہ جعلی ہوتا ہے، تو ہم اہل سنت والجماعت حنفی اس نوٹ کی مثال ہیں جو چالو نوٹ ہے۔ غیر مقلد اس نوٹ کی مثال ہے جو منسوخ نوٹ ہے۔ اب کوئی آپ کو منسوخ نوٹ دے کر چالو نوٹ لے جائے۔ آپ کو پتہ نہ چلے' تو اس نے آپ سے دھوکا کیا یا نہیں کیا؟ (کیا...... سامعین)، اور بریلویت جو ہے یہ لوگ اس نوٹ کی مثال ہیں جو عید پر چھپا کرتا ہے۔ وہ ہزار روپے کا نوٹ ہوتا ہے پانچ پیسے میں مل جاتا ہے۔ اب کوئی آپ کو وہ (عید مبارک والا) نوٹ دے کر آپ سے اصل پیسے لے جائے تو اس نے دھوکہ کیا یا نہیں کیا؟ (کیا...... سامعین)، تو اس لئے ہمارے ایک پٹواری ہیں بشیر احمد صاحب وہ کہا کرتے ہیں آج کل جمہوریت کا دور ہے۔ تو جمہوریت سے فیصلہ کرنا چاہئے دیکھو یہ تین جماعتیں دعویٰ کرتی ہیں ہم نبیؐ کے تابعدار ہیں غیر مقلد' دیوبندی' بریلوی۔ تو تین میں سے جدھر دو ہو جائیں نا' کہتے ہیں وہ مسئلہ سچا ہوتا ہے۔ ہے تو لطیفہ ہی لیکن بات سچی ہے۔ کیونکہ جتنی بدعات ہیں ان میں بریلوی الگ ہیں دوسرے دو (دیوبندی' غیر مقلد) ایک طرف۔ اور جتنی یہ غیر سنتیں ہیں اونچی آمین' آٹھ تراویح۔ ان میں یہ (غیر مقلد) الگ ہیں وہ (دیوبندی' بریلوی) دونوں ایک طرف ہیں تو گویا جمہوریت سے بھی اہل سنت والجماعت (علمائے دیوبند) کا مسلک نہایت واضح ہے۔

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين'

استغفر الله تعالى ربي من كلّ ذنب واتوب اليه

خطاب تقریب ختم بخاری (۱)

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده ولا نبوة بعده ولا رسول بعده و لا رسالة بعده امابعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم.
بسم الله الرحمن الرحيم.

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون. وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبي الكريم و نحن على ذلك من الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين رب اشرح لي صدري ويسر لي امري، واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدني علما و ارزقني فهما. سبحانك لا علملنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم. اللّهم صلى على سيدنا و مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل عليه.

(۱) جامعہ خیر المدارس ملتان میں تقریب "ختم بخاری شریف" کے موقع پر استاذ مکرم' مناظر اہل سنت' وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی خطاب ارشاد فرمایا۔ یہ جامعہ میں حضرت کا آخری خطاب ہے۔ جو ۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامعہ کے وسیع و عریض پلاٹ میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور ہمیں حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

تمہید

برادران اہل سنت والجماعت! یہ جامعہ خیر المدارس کی صحیح بخاری شریف کے ختم کی تقریب ہے اور جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ مدرسہ ''جامعہ'' ہے جس میں تمام علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ علوم آلیہ بھی جیسے نحو، صرف، منطق وغیرہ اور علوم عالیہ بھی، جیسے قرآن پاک، احادیث اور فقہ۔ چونکہ یہ تقریب سعید صحیح بخاری شریف کے ختم سے متعلق ہے اور زیادہ توجہ طلباء کی طرف ہے، اس لئے طلباء سے ہی میں دو چار باتیں عرض کروں گا۔ خاص طور پر وہ طلباء جو اس سال فارغ ہو رہے ہیں۔

حدیث اور فقہ میں واضح فرق

آپ نے ابتدا سے لے کر آخر تک ''کورس'' مکمل کیا۔ اس میں صرف بھی پڑھی، نحو بھی۔ قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھی اور فقہ و حدیث بھی پڑھی۔ آپ کے ذہن میں یہ بات ہونی چاہئے کہ حدیث اور فقہ کی کتاب میں واضح فرق کیا ہے؟ آپ نے فقہ میں بھی یہی پڑھا کہ نبی اقدس ﷺ وضو میں کلی فرماتے تھے، ناک میں پانی ڈالتے تھے، چہرۂ انور دھوتے تھے، پاؤں مبارک دھوتے تھے اور حدیث کی کتابوں میں بھی یہی پڑھا۔ لیکن اس کے باوجود ان میں (فقہ اور حدیث میں) ایک بہت واضح فرق ہے۔ وہ فرق کیا ہے؟ کہ حضرت پاک ﷺ وضو میں کلی فرماتے تھے۔ اس کی سند آپ کو حدیث کی کتاب میں ملے گی، فقہ کی کتاب میں (سند) نہیں ملے گی۔ لیکن حضرت پاک ﷺ وضو میں کلی فرماتے تھے، اس کا حکم کیا ہے؟ کہ یہ کلی وضو میں فرض ہے یا سنت ہے، واجب ہے یا مستحب ہے؟ یہ بات آپ کو حدیث میں یا حدیث کی کتاب میں نہیں ملے گی۔ بلکہ یہ بات آپ کو فقہ کی کتاب میں ملے گی۔ تو حدیث کی ایک سند ہوتی ہے اور ایک متن ہوتا ہے۔

''سند'' اور ''احکام'' میں ہم فقہاء کرام اور محدثین کے محتاج ہیں

یاد رکھیں! ان دونوں باتوں میں ہم حضور اکرم ﷺ کے بعد ''امتیوں'' کے

محتاج ہیں۔ یہ سند صحیح ہے یا ضعیف؟ اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ یا رسول اقدس ﷺ کا کوئی فیصلہ ہمارے پاس موجود نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ فلاں سند صحیح ہے یا فلاں ضعیف ہے۔ یا رسول اقدس ﷺ نے فرمایا ہو کہ فلاں ''سند'' صحیح ہے اور فلاں سند ضعیف ہے۔ (بلکہ) اس فیصلہ میں ہم سراپا امتیوں اور ائمہ مجتہدین کے محتاج ہیں۔

اسی طرح جتنے بھی احکام ہیں کہ کون سا حکم فرض ہے، کون سا واجب ہے، کونسا سنت ہے، کونسا مستحب ہے، کونسا مباح ہے اور کونسا مکروہ ہے کونسا حرام ہے؟ اس میں بھی ہم سراپا امتیوں کے محتاج ہیں۔ اور یہ کام فقہاء کرام اور ائمہ مجتہدین کا ہے۔

آپ نے فقہ بھی پڑھی، اس میں احکام آپ کو مکمل شکل میں نظر آئیں گے کہ نماز کی شرطیں اتنی ہیں، ارکان اتنے ہیں، واجبات اتنے ہیں، سنتیں اور مستحبات اتنے ہیں، مکروہات اتنے ہیں اور مفسدات اتنے ہیں۔ لیکن کتب حدیث میں یہ چیزیں آپ کو نظر نہیں آئیں گی۔ چونکہ یہ احکام وہاں مذکور نہیں ہوتے...... اب دیکھنا یہ ہے کہ...... اس بارے میں زیادہ ضروری بات کونسی ہے؟

اصل دین احکام کا نام ہے

مثلاً دیکھئے: آج آپ نے عشاء کی نماز ادا کی، اگر آپ سے کوئی کہے کہ ''تکبیر تحریمہ'' سے لے کر ''سلام'' تک جو کچھ آپ نے پڑھا، کیا ہر ایک بات کی سند آپ کو یاد ہے؟ تو میرے خیال میں شاید ہزار میں سے ایک کو بھی یہ باتیں یاد نہ ہوں، لیکن پھر بھی یہ بات آپ سوچ رہے ہیں کہ اس سے نماز میں ذرہ برابر بھی نقص واقع نہیں ہوا، سند یاد ہو یا نہ ہو (اور اسی طرح) سند کے بارے میں یہ پتہ ہو یا نہ ہو کہ آیا یہ سند صحیح ہے یا نہیں؟ لیکن اصل دین احکام کا نام ہے جو ہمیں فقہاء اور آئمہ مجتہدین سے ملتا ہے۔ اگر آپ کو یہ پتہ نہیں ہے کہ سورۃ فاتحہ کا حکم کیا ہے؟ یہ واجب ہے اور آپ نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو ترکِ واجب کی وجہ سے ''سجدہ سہو'' لازم

ہو جائے گا۔ تو سند کے چھوڑنے سے کوئی سجدۂ سہو لازم نہیں آئے گا۔ سند کے یاد نہ ہونے سے نماز کے کسی حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تو اس لئے ''اصل دین'' فقہاء کے پاس ہے۔ ''سند'' راستہ ہے اور ''متن'' منزل ہے۔

حدیث اور فقہ ایک دوسرے کے مخالف نہیں

ائمہ محدثینؒ راستے کے محافظ ہیں اور ائمہ مجتہدینؒ ''احکام'' کے محافظ ہیں۔ اس لئے پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ بعض لوگ جو یہ نظریہ پیش کیا کرتے ہیں کہ حدیث وفقہ میں مخالفت ہے (یہ غلط ہے) اس فن کے دو الگ الگ مقام ہیں۔ فقہاء کا کام ہے احکام بیان کرنا کہ یہ حکم فرض ہے' واجب ہے یا سنت ہے۔ اور محدثین کا کام ہے ''سند پر بحث کرنا''۔ اس لئے سند کی بحث کی ضرورت صرف محدثین کو ہے۔ لیکن نماز کے فرائض عوام کو بھی یاد ہونے چاہئیں' محدثین وفقہاء کو بھی۔ قاضی صاحبان وسلاطین اسلام کو بھی اور صوفیاء کرام کو بھی۔ تو اسی لئے مکمل دین کی جو شکل ہے وہ آپ کو فقہ کی کتابوں میں نظر آئے گی۔

فقہ اور حدیث میں ایک اور فرق

ایک اور واضح فرق یہ بھی ہے کہ ''محدثین'' ہر زمانے کی احادیث نقل کردیتے ہیں۔ ابتدائی دور کی بھی' درمیانی دور کی بھی اور آخری دور کی بھی۔ اور فقہاء تحقیق کر کے وہی مسئلہ بیان کرتے ہیں جس پر امت نے عمل کرنا ہے۔

مثلاً آپ کو بعض ایسی احادیث بھی ملیں گی کہ حضور پاک ﷺ ''بیت المقدس'' کی طرف (منہ کر کے) نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور بیت اللہ شریف کی طرف نماز ادا کرنے کی حدیث بھی ملے گی۔ لیکن فقہ میں آپ کو ایک ہی بات ملے گی کہ شرائط نماز میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اپنا منہ بیت اللہ شریف کی طرف کرنا ہے۔

اس لئے حدیث اور فقہ کی کتاب کو مثال سے سمجھایا کرتا ہوں۔

حدیث کی مثال ڈاکٹری کی کتاب ہے' جیسے ڈاکٹری کی کتاب کتنی ہی اونچی کیوں نہ ہو' ساری دنیا کے ڈاکٹر اس کی تعریف کرتے ہوں لیکن اس سے نسخہ لکھنے کا

حق صرف ڈاکٹر کو ہے' مریض کو نہیں۔ مریض اور ڈاکٹر دونوں اس کتاب کو کھولیں گے تو اس میں چالیس نسخے ''بخار'' کے ملیں گے۔ اب جو مریض پڑھے گا تو دیکھے گا کہ یہ ایک اچھا نسخہ ہے۔ آگے پڑھے گا تو دیکھے گا کہ یہ دوسرا بہت اچھا نسخہ ہے۔ اسی طرح اگلا پڑھے گا تو وہ اس سے بھی اچھا لگے گا۔ لیکن اگر مریض نے خود نسخہ لکھ لیا تو عین ممکن ہے کہ وہ غلط نسخہ لکھ کے اپنے بخار کو اتنا بگاڑ لے کر پھر کوالیفائیڈ ڈاکٹر بھی جواب دے دے گا کہ اب میرے بس کی بات نہیں۔ بخار کوئی اور تھا اور تو دوائی اور کھاتا رہا ہے۔ لیکن فقہ کی کتاب کی مثال بالکل ''نسخہ'' جیسی ہے کہ مثلاً آپ بیمار ہوئے اور ڈاکٹر صاحب یا طبیب کے پاس گئے اور اس نے آپ کی نبض دیکھی' آپ کا مزاج پہچانا' موسم کا حال دیکھا اور اس سب کچھ کرنے کے بعد پھر آپ کو ایک نسخہ لکھ دیا۔ اب آپ کو حکم بھی ہے کہ آپ بلا دھڑک اس نسخہ پر عمل کریں تو اسی لئے جس طرح عوام کے لئے ڈاکٹری کی کتاب نہیں بلکہ نسخہ ہے۔ اسی طرح عوام کے لئے بھی (حدیث کی کتاب نہیں بلکہ) فقہ کی کتاب ہے۔ ان کے مطابق عمل کرے۔

تو فقہ اور حدیث کی کتابوں میں یہ دو اتنے واضح فرق ہیں۔ ایک تو یہ کہ حدیث میں ''اسناد'' ہیں اور فقہ میں ''احکام'' ہیں۔ اور اصل مقصود دین میں احکام ہی ہیں۔ اسناد تو ان کی حفاظت کے لئے ذریعہ' واسطہ اور راستہ ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ''فقہاء'' کے سپرد کیا ہے۔

لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔ (۱) (التوبہ:۱۲۲)

اور دوسرا یہ کہ حدیث کی کتاب میں تو ہر زمانے کی احادیث ہوتی ہیں۔ ان میں متعارض احادیث بھی ہوتی ہیں اور یہ تو بالکل واضح ہے کہ تمام ''متعارض احادیث'' پر کوئی جماعت بھی عمل نہیں کر رہی۔ ''احادیث راجحہ'' پر عمل کرتے ہیں۔

---

(۱)..... تفقہ فی الدین حاصل کریں اور تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب کہ لوٹ آئیں ان کی طرف تاکہ وہ بچتے رہیں۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

ائمہ مجتہدینؒ ''شارح'' ہیں نہ کہ ''شارع''

اب ایک یہ ہے کہ ہم جیسا ان پڑھ تلاش کرے کہ راجح حدیث کون سی ہے اور ایک یہ کہے کہ خیر القرون کے امامؒ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں بتادیں کہ ان متعارض احادیث میں یہ احادیث راجح ہیں (ان پر عمل کرو) اس لئے ائمہ مجتہدین کو ہم ''شارع'' یعنی ''ع'' کے ساتھ نہیں سمجھتے بلکہ ''شارح'' یعنی ''ح'' کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ وہ ''واسطہ بالبیان'' اور ''واسطہ فی التفہیم'' ہیں۔ وہ دین بناتے نہیں بلکہ دین کی باتیں ہمیں بتاتے اور سمجھاتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مقام تمام فقہاء مجتہدین سے اونچا ہے

تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہوئے (گزرے) ہیں۔ چیچہ وطنی سے مولوی عبدالباقی صاحب نے ''نورانی قاعدہ'' دوبارہ شائع کیا ہے تو ہر صفحہ پر کوئی نہ کوئی فقرہ لکھ دیا ہے اور شروع میں امام صاحبؒ کے اساتذہ اور ان کے تلامذہ کا نقشہ دے دیا ہے۔ میں جب وہاں گیا تو مولوی صاحب نے مجھے ایک بچہ دکھایا (اور بتایا کہ) یہ بچہ قاعدہ پڑھتا ہے اور اس کے ''نانا ابو'' غیر مقلد ہیں۔ تو یہ پڑھنے کے لئے آنے سے پہلے ناشتہ کر رہا تھا اور ''نانا ابو'' کہیں باتیں کر رہے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام سب سے اونچا ہے وہ بچہ ناشتہ چھوڑ کر اٹھا اور کہا کہ نانا ابو آپ نے قاعدہ نہیں دیکھا؟ آپ ''قاعدہ'' بھی نہیں پڑھے ہوئے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں' امام مالکؒ کے شاگرد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ امام شافعیؒ کے شاگرد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام قاضی ابو یوسفؒ ہیں اور قاضی ابو یوسفؒ کے حدیث میں شاگرد امام احمد بن حنبلؒ ہیں اور امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد امام بخاریؒ ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمدؒ کے شاگرد امام یحییٰ بن معینؒ ہیں۔ یہ امام یحییٰ بن معینؒ کون بزرگ ہیں؟ فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے

ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں [1]۔ اب آپ دس لاکھ احادیث کا لفظ سن کر حیران ہو رہے ہوں گے کہ یہاں تو کسی کو اگر ایک حدیث ہی آ جائے تو وہ ''غیر مقلد'' ہو جاتا ہے تو یہ یحییٰ بن معینؒ جنہوں نے دس لاکھ احادیث اپنے ہاتھوں سے لکھی ہیں' پتہ نہیں وہ غیر مقلد تھے یا نہیں؟

امام یحییٰ بن معینؒ مقلد ابوحنیفہؒ تھے

حافظ ذہبیؒ اپنے رسالہ ... میں لکھتے ہیں:

ان ابن معين كان من الحنفية الغلاة في مذهبه وان كان محدثا.

(الرواة الثقات المتكلم فيهم بمالا يوجب ردهم ...... ص ۷)

ترجمہ: ''ابن معینؒ حنفیہ میں سے غالی قسم کے حنفی ہیں اگرچہ محدث ہیں''۔

اور: كان يفتي بقول ابي حنيفة. (مسند احمد ...... ج ۲ ص ۲۹۶)

کہ یہ دس لاکھ احادیث اپنے ہاتھ سے لکھنے والے امام یحییٰ بن معینؒ بھی سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد تھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ احادیث کی ''اسانید'' تو ان کو یاد تھیں لیکن ''احکام'' میں یہ محتاج تھے سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔

روایت حدیث کے دو طریقے

اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ حدیث پاک میں ایک ''سند'' ہوتی ہے اور ایک ''متن'' ہے اور متن بھی احکام۔ اس لئے حدیث کے روایت کرنے کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ حدیث سے وہ احکام بیان کئے جائیں جن کی عوام کو ضرورت ہے۔ اس کے بارے میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کا ان کے بعد آج تک دنیا میں کوئی شریک پیدا نہیں ہوا (یاد رکھیں!)

---

(1)...... حافظ ذہبی رحمہ اللہ، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں:

كتبت بيدي الف الف حديث (تذکرہ...... ج ۱ ص ۱۷) (محمد ظفر عفی عنہ)

امام ابوحنیفہؒ نے بارہ لاکھ نوے ہزار احکام استنباط فرمائے

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ لاکھ نوے ہزار احکام استنباط کر کے امت کے سپرد کئے ہیں۔ (سبحان اللہ) کفایہ (شرح ہدایہ) میں لکھا ہے کہ یہ (احکام) امت کے سامنے رکھے ہیں، قانون کے اتنے مسائل امت کو دیئے ہیں۔ (نعرہ......)

اسی لئے یہ جو طریقہ ہے کہ ''حدیث کے احکام کی روایت'' اس میں سارے ائمہؒ خوشہ چیں ہیں۔

ایک واقعہ

ایک دن ایک آدمی میرے پاس آیا۔ **حقیقۃ الفقہ** نامی کتاب اس کے ہاتھ میں تھی۔ کہتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے کوئی کتاب بھی نہیں لکھی۔ میں نے کہا کہ امام شافعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابیں پڑھی ہیں کیا وہ بغیر لکھے پڑھی گئیں؟ وہ (امام شافعیؒ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اتنی کتابیں لیں کہ ایک اونٹ اس بوجھ کو اٹھا کر لایا تھا (شذرات الذہب...... ج ۱ص ۳۲۳) اور پڑھنے کے بعد وہ (امام شافعیؒ) ریمارکس کیا دیتے ہیں؟:

من اراد ان یتبحر فی الفقه فهو عیال علی ابی حنیفة

(تاریخ بغداد...... ج ۱۳،ص ۳۳۶)

اور (مزید) فرماتے ہیں کہ اگر دین میں سمجھ پیدا کرنی ہے تو امام ابوحنیفہ کو ''اباجی'' ماننا پڑے گا[1]۔

(۱)...... ہمارے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارہ میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

☆...... من اراد ان یعرف الفقه فلیلزم ابا حنیفة واصحابه فان الناس کلهم عیال علیه فی الفقه.

(تاریخ بغداد...... ج ۱۳ص ۳۳۶، مناقب موفق...... ج ۲ص ۳۱)

☆...... کان ابو حنیفة و قوله فی الفقه مسلماً له فیه. (الانتقاء...... ص ۱۳۵)

ترجمہ: سیدنا امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول فقہ میں مسلم ہے۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کا کوئی شریک نہیں ہے

قیامت تک آنے والی (سب) ان کی نسل ہیں اور وہ فقہ میں سب کی اصل ہیں (سبحان اللہ) تو سیدنا امام اعظمؒ کا اس بارے میں کوئی شریک آج تک پیدا ہی نہیں ہوا...... رہی اسانید...... تو اس میں بھی بہت بڑے بڑے مجتہدین ومحدثین گزرے ہیں۔ لیکن امام صاحبؒ کی ''مسانید'' سترہ محدثین نے جمع فرمائی ہیں اور کم از کم میرے علم میں یہ بات رہی کہ کسی اور محدث کی مسانید اتنے محدثین نے جمع نہیں کیں۔ اور پھر اس اعتبار سے محدثین میں یہ بات بھی ہوتی ہے کہ کسی کی سند ''عالی'' ہے اور کسی کی سند ''نازل'' ہے۔

جتنے واسطے کم ہوں گے (راوی اور) اللہ کے نبی پاک ﷺ کے درمیان تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ سند عالی ہے۔

☆...... چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ۲۲ احادیث ایسی ہیں جن کو ''ثلاثیات'' کہا جاتا ہے[1]۔ یعنی جس حدیث میں تین واسطے ہوں (یعنی تبع تابعیؒ، تابعیؒ، اور صحابیؓ) اور یہ اعلیٰ ترین روایت سمجھی جاتی ہے۔

☆...... ابن ماجہ میں پانچ احادیث ایسی ہیں جنہیں ''ثلاثیات'' کہا جاتا ہے۔

☆...... ترمذی میں صرف ایک حدیث ثلاثی ہے۔

☆...... ابوداؤد شریف میں بھی صرف ایک ''ثلاثی حدیث'' ہے۔

(۱)...... جن میں سے گیارہ روایات حضرت مکی ابن ابراہیمؒ سے، چھ حضرت امام ابو عاصم النبیلؒ سے، تین محمد بن عبداللہ الانصاریؒ سے، ایک خلاد بن یحییٰ الکوفی سے اور ایک عصام بن خالد الحمصی سے مروی ہیں...... ان میں حضرت مکی بن ابراہیمؒ اور ابو عاصم النبیلؒ دونوں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگرد اور شرکاء تدوین فقہ حنفی ہیں (دیکھئے علی الترتیب الجواہر...... ج ۱ص ۲۶۵ ومناقب موفق...... ج ۱ص ۲۰۳) ان دونوں بزرگوں کا شمار سیدنا امام بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ میں ہوتا ہے۔ تیسرے بزرگ حضرت محمد بن عبداللہ الانصاریؒ بھی امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اس لحاظ سے گویا بخاری شریف کی بیس ثلاثیات کے راوی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد اور حنفی ہوئے۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

امام اعظمؒ رؤیت و روایت دونوں اعتبار سے تابعی ہیں

یہاں بھی سوچنے کی بات یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی ''وحدانیات'' بھی موجود ہیں کہ جو صرف ایک واسطہ (صحابیؓ) سے براہ راست امام صاحبؒ نے روایت کی ہیں۔ امام دارقطنیؒ جو امام شافعیؒ کے مقلد ہیں' ان سے پہلے کسی نے بھی امام ابوحنیفہؒ کی ''روایت حدیث'' کا انکار نہیں کیا۔ تابعیت کا انکار تو وہ (امام دارقطنیؒ) بھی نہیں کر سکے' فرماتے ہیں کہ صرف رؤیت کے اعتبار سے امام صاحبؒ تابعی ہیں......
لیکن ہم کہتے ہیں کہ ''رؤیت'' کے اعتبار سے بھی امام صاحب تابعیؒ ہیں اور ''روایت'' کے اعتبار سے بھی تابعی ہیں۔ اور ''ثنائیات'' میں تو امام صاحبؒ کی روایات بہت زیادہ ہیں۔

(الف) ابوحنیفہ عن نافع عن ابن عمرؓ (ب) ابوحنیفہ عن عطاء عن ابی ہریرۃؓ (وغیرہ)
مسند امام اعظمؒ اور کتاب الآثار میں دیکھ لیں کہ اتنی ''ثنائیات'' ہیں کہ صرف دو واسطے ہیں۔ جبکہ ''صحاح ستہ'' میں تو ایک بھی ''ثنائی حدیث'' موجود نہیں ہے۔

امام اعظمؒ کی مردم شناس نظر

اور آپ کی نادر ترین احادیث ''ثنائیات'' ہیں۔ پھر امام بخاریؒ نے جو ''ثلاثیات'' لی ہیں ان میں سے اکثر ''ثلاثیات'' مکی بن ابراہیمؒ سے لی ہیں' جو ۱۲۶ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰ھ میں تجارت کی غرض سے کوفہ پہنچے۔ سیدنا امام اعظمؒ کی مردم شناس نظر نے جب ان کو تجارت کرتے دیکھا تو بلایا اور فرمایا کہ اس (تجارت) سے زیادہ ایک اور اہم کام ہے جو دنیا اور دین دونوں میں آپ کو چمکا دے گا۔

امام اعظمؒ کی توہین کرنے والا بڑا بے وقوف ہے

چنانچہ مکی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ اب میں ہر نماز کے بعد اور جب بھی کسی مجلس میں امام صاحبؒ کا ذکر آتا ہے تو میں ان کے لئے دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ نے مجھے اس مقام (ومرتبہ) پر امام صاحبؒ کی برکت سے پہنچایا ہے۔ اور جب وہ امام صاحبؒ کی سند سے کوئی حدیث روایت کرتے ہیں' ایک دن حدیث سنا رہے تھے تو ایک آدمی کھڑا ہوگیا اور کہا: حدثنا عن ابن جریج کہ ہمیں ابن جریجؒ کی احادیث سنائیں نہ کہ امام ابوحنیفہؒ کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ بس یہاں سے نکل جا۔ سفہاء (بے وقوف' گستاخ) پر حدیث بیان کرنا ہمارے نزدیک حرام ہے اور جو امام ابوحنیفہؒ کی احادیث نہیں سنتا' اس سے بڑا بے وقوف دنیا میں کوئی نہیں۔ اس کو نکال دیا اور اس کے بعد امام صاحبؒ کی احادیث لکھائیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں نے جتنے اساتذہ سے علم حدیث حاصل کیا:

امام ابو حنیفة اعلم اهل زمانه

(تاریخ بغداد...... ج۱۳ص۳۴۵، مناقب ذہبی...... ص۱۹)

سیدنا امام اعظمؒ اور حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ

یعنی امام ابوحنیفہؒ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔
امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے حنفی تھے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں آتے ہیں۔ وہ جب بھی حدیث پاک کا درس دیتے' حدیث سناتے' اس کے بعد ''قال ابوحنیفۃ'' کہہ کر وہ احکام سناتے جو امام صاحبؒ نے احادیث سے استنباط فرمائے تھے۔ ایک دن ایک شخص کہنے لگا کہ ہمیں ''قال رسول اللہ'' لکھوایا کریں۔ ''قال ابوحنیفۃ'' نہ لکھوائیں۔ تو انہوں نے فرمایا یہاں سے نکل جا! یاد رکھنا: لاتقولو ارای ابوحنیفة (کبھی یہ نہ کہنا کہ یہ ابوحنیفہ کی رائے ہے) ولکن قولو اتفسیر الحدیث (مناقب موفق...... ج۲ص۵۱) (بلکہ یہ کہا کرو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے)۔ اللہ کے نبی کے ارشادات کی تشریح ہے۔

صحیح بخاری میں ۳۴ بڑے ائمہ احناف کی روایات ہیں

امام وکیع بن جراحؒ جو امام صاحبؒ کے شیوخ میں سے ہیں' تقریباً چونتیس بڑے بڑے حنفیہ کے امام ہیں جن سے لی گئی روایات ''صحیح بخاری شریف'' میں موجود

ہیں۔ ان میں امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ ان کی بھی عادت مبارکہ یہی تھی کہ جب حدیث پاک کا درس دیتے تو حدیث کے ساتھ ساتھ امام صاحبؒ (کے استنباط کردہ) مسائل بھی لکھواتے...... ایک دن کسی نے کہہ دیا کہ مسائل لکھوانے کی کیا ضرورت ہے؟ تو امام وکیعؒ نے فرمایا: یاد رکھو! قرآن ''وحی متلو'' ہے اور اسکی صرف تلاوت کرنے میں ثواب مل جاتا ہے' معنی آئیں یا نہ آئیں' لیکن حدیث پاک ''وحی متلو'' نہیں ہے۔ اس سے مقاصد تو اس کے مسائل ہیں' اگر تجھے مسائل کا پتہ نہ چلا تو تجھے حدیث پڑھنے کا کیا فائدہ ہوگا؟

اس کے بعد فرمایا کہ اگر تجھے پسند نہیں تو یہاں سے چلا جا۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا: ''اخطا ابوحنیفۃ'' کہ امام ابوحنیفہؒ سے خطاء ہوئی۔ امام وکیعؒ نے اسے نکال دیا۔ اس کے بعد فرمایا: یہ لوگ ہیں اولٰئک کالانعام بل ھم اضل [۱]۔ یعنی یہ جانوروں سے بھی گئے گزرے لوگ ہیں۔ اس کے بعد فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ امام ابوحنیفہؒ معصوم تھے' ان سے خطاء ہو ہی نہیں سکتی' میں اس کا قائل نہیں ہوں۔ لیکن امام صاحبؒ نے جہاں بیٹھ کر مسائل استنباط فرمائے امام صاحبؒ اکیلے نہیں تھے۔ ان کے پاس لمبے چہرے والے مجتہدین بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں ''لغت'' کے اسپیشلسٹ امام محمدؒ۔ فضیل بن عیاضؒ جیسے اللہ والے' ابویوسفؒ جیسے محدث اور ہر فن کے اسپیشلسٹ وہاں موجود ہوتے تھے۔ تو جیسے تراویح میں قاری صاحب قرآن پاک سناتے ہیں تو وہ (قاری) معصوم نہیں ہوتے' ان سے بھول ہو جاتی ہے' لیکن لقمہ دینے والا اس غلطی کو چلنے نہیں دیتا۔ اسی لئے امام وکیعؒ فرماتے ہیں کہ ''میں واضح لفظوں میں کہتا ہوں کہ اگر امام صاحبؒ سے کوئی خطاء ہوئی تو اس خطا کو چلنے نہیں دیا گیا'' [۲]۔

(۱)...... یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں۔

(۲)...... حضرت امام وکیع بن جراحؒ کے الفاظ یہ ہیں:

ومن کان اصحابہ ھؤلاء لم یکن لیخطی، لانہ ان اخطا ردوہ للحق. (الخیرات الحسان...... فصل ۳۰ ص ۲۸)

(محمد ظفر عفی عنہ)

ایک ہے غلطی لگنا اور ایک ہے غلطی چلنا۔ اسکے متعلق فرمایا کہ ''کتاب اللہ'' ایک ایسی کتاب ہے جس میں کوئی غلطی نہیں۔ ذٰلک الکتاب لاریب فیہ (البقرہ:۲)۔ انسانوں کی لکھی ہوئی کوئی بھی ایسی کتاب نہیں جس میں غلطی کا امکان نہ ہو۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں! غلطی کسی کو لگی ہے تو ''جماعت'' نے وہ غلطی چلنے نہیں دی۔

ہمارا نام ہی اہل سنت والجماعت ہے

کیونکہ نبی بذاتہ معصوم ہے' ان کے بعد ایک ذات بھی معصوم نہیں بلکہ ''جماعت'' معصوم ہے۔ یداللہ علی الجماعۃ۔ اگر کسی محدث سے کوئی غلطی ہوگئی تو محدثین کی جماعت نے فوراً درست کردیا۔ اگر کسی فقیہ سے لغزش ہوئی تو فقہاء کی جماعت نے اس کو چلنے نہیں دیا۔ اگر کسی مؤرخ سے کوئی غلطی ہوئی تاریخ میں تو مؤرخین کی جماعت نے بھی اس کو چلنے نہیں دیا۔

جماعت سے کٹنے والا گمراہ ہو جاتا ہے

یہیں سے اگر آپ یہ بات سمجھ لیں کہ ہمارے ہاں معیار ''جماعت'' ہے تو آج جتنے نئے فتنے کھڑے ہو رہے ہیں سب کا یہی ایک علاج ہے۔

ایک کتاب میں لکھا تھا کہ میں نے تاریخ کی اسی کتاب سے حوالے لئے ہیں جہاں سے فلاں نے لئے' فلاں نے لئے...... لیکن ہم کہتے ہیں کہ ''تاریخ'' میں تو صحیح وضعیف روایت موجود ہیں' تاہم ان سے انتخاب کا حق مجھے (آپ کو) نہیں ہے' کسی ایک ذات کو نہیں بلکہ صرف مؤرخین کی جماعت کو یہ حق ہے۔ جن لوگوں نے ایک ایک آدمی کو معیار بنایا وہ نئے نئے فرقے بنتے چلے گئے اور جنہوں نے جماعت کو معیار رکھا وہ آج تک جماعت کیساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

اسی طرح امام وکیع بن جراحؒ کی احادیث بخاری میں ہیں اور میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر ''صحاح ستہ'' سے ''اہل کوفہ'' کی روایات نکال دی جائیں تو وہاں خاک اڑنی شروع ہو جائے گی۔

بخاری شریف کی آخری حدیث کا ہر ہر راوی کوفی ہے

آج کل امام صاحبؒ کی ضد میں مجھے ایک آدمی کہنے لگا کہ اہل کوفہ کی روایات واحادیث حجت نہیں تو یہ آج بخاری شریف کی آخری حدیث کا سبق ہے، میں کہتا ہوں کہ بخاری شریف کی اس آخری حدیث کا ہر ہر راوی کوفی ہے، ایک راوی بھی ایسا نہیں جو کوفہ کے علاوہ کسی دوسرے شہر کا ہو۔ تو امام بخاریؒ تو ہمیں اہل کوفہ کے سپرد کر کے چلے گئے۔ خود (امام بخاریؒ) فرماتے ہیں کہ میں یہ تو بتا سکتا ہوں کہ فلاں شہر میں کتنی جگہ گیا، فلاں شہر میں کتنی جگہ گیا، لیکن یہ گنتی میں نہیں کر سکتا کہ کوفہ میں کتنی دفعہ حاضر ہوا۔

امام بخاریؒ نے فقہ پہلے پڑھی ہے اور حدیث بعد میں

اور کوفہ میں امام بخاریؒ کی حاضری صرف حدیث کے لئے ہی نہیں، فقہ کے لئے بھی تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سولہ سال کی عمر میں عبداللہ بن مبارکؒ سے فقہ حنفی کی کتابیں پڑھیں اور وکیع بن جراحؒ سے امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کی کتب پڑھی ہیں تو جس طرح آپ کے نصاب میں فقہ پہلے ہے اور حدیث بعد میں ہے، اسی طرح امام بخاریؒ نے بھی فقہ پہلے پڑھی ہے اور حدیث بعد میں[1]۔

---

(۱)...... امام ذہبیؒ، سیدنا امام بخاری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

ما جلست للحدیث حتی عرفت الصحیح من السقیم وحتی نظرت فی عامۃ کتب الرای وحتی دخلت البصرۃ خمس مرات اونحوها فما ترکت بها حدیثا صحیحاً الا کتبته الا ما لم یظهر لی.

(سیر اعلام النبلاء...... ج ۱۲ ص ۳۱۶)

ترجمہ: "(امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں نے مجلس حدیث اس وقت تک قائم نہیں کی جب تک میں نے حدیث صحیح کو سقیم سے شناخت نہیں کر لیا اور جب تک میں نے عام کتب فقہ پر نظر نہیں ڈال لی اور جب تک میں چار یا پانچ مرتبہ بصرہ نہیں چلا گیا اور میں نے وہاں کی تمام صحیح حدیثیں نہیں لکھ لیں سوائے ان کے جو مجھے ظاہر نہیں ہو سکیں۔

(محمد ظفر عفی عنہ)

فقہ کی ضرورت حدیث سے مقدم ہے

اور ویسے بھی امت کو فقہ کی ضرورت پہلے ہوئی ہے، فقہ کے چاروں امام پہلے گزرے ہیں اور صحاح ستہ والے امام ان چاروں کے بعد ہوئے ہیں، اللہ تعالی نے عجیب انداز رکھا ہے کہ جیسے چاروں خلفاءؓ برحق ہیں، تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ آخر میں آئے اور انہوں نے پہلوں کی تصدیق فرمادی، کسی کی تردید نہیں فرمائی اب اگر کوئی پہلوں کے بارے میں انگلی اٹھائے تو ہم کہتے ہیں کہ تیرا علم زیادہ ہے یا باب مدینۃ العلم، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم زیادہ ہے؟ انہوں نے تو حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کو قریب سے دیکھا، ان کے ساتھ رہے، ہم نوالہ وہم پیالہ رہے، سب کے ساتھ نمازیں پڑھیں لیکن اس کے باوجود حضرت علی نے ان پر کچھ اعتراض نہیں کیا اور تم آج چودہ سال بعد ان پر کیسے اعتراض کر سکتے ہو؟

چاروں ائمہ فقہاء پہلے گزرے ہیں اور صحاح ستہ والے بعد میں

اسی طرح ...... آج اگر کوئی کہتا ہے کہ فقہ حدیث کی خلاف ہے تو ہم کہتے ہیں کہ فقہ کے چاروں امام (امام ابوحنیفہؒ ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) پہلے گزرے ہیں اور اصحاب صحاح ستہ بعد میں...... بخاری شریف میں جہمیہ فرقہ کے رد میں عنوان ہے، کتاب الرد علی الجهمیه، دنیا میں اگر آج اس فرقہ کو تلاش کریں تو کوئی بھی نہیں ملتا، تو اس چھوٹے سے فرقہ کے رد میں تو امام بخاریؒ نے کتاب لکھی ہے اور ساری دنیا جو حنفیوں سے بھری پڑی ہے، ان کے خلاف کوئی کتاب یا باب نہیں لکھا۔ اگر حنفی بھی غلط ہوتے تو ان کے خلاف بھی ضرور لکھتے اور فرماتے کہ (معاذ اللہ) یہ گمراہ ہیں۔

امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہے اور امام سفیان عیینہؒ کی وفات ۱۹۸ھ میں ہے، امام سفیانؒ فرماتے ہیں کہ فقہ حنفی آفاق تک، زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے، یہ محدث حرم ہیں، حرم پاک میں بڑے بڑے حلقے ہیں لیکن سب سے بڑا حدیث کا حلقہ امام سفیانؒ کا ہوتا تھا، ایک دن کسی نے پوچھا کہ حضرت! اور بھی تو استاذ

ہیں۔ کسی کے پاس چار کسی کے پاس پانچ طلباء ہیں دس سے زیادہ نہیں ہیں اور آپ کے پاس سینکڑوں طالب علم ہیں؟ تو فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ میری حدیث کی سند بہت عالی ہے۔ اول من صیرنی محدثا فھو ابو حنیفة (الجواہر نقلاً عن ابن خلکان......ج ا ص ۱۰۳)، کہ مجھے اس سے پہلے حدیث کی سند امام ابوحنیفہؒ نے دی ہے...... ایک غیر مقلد مولوی صاحب مجھے کہنے لگے کہ کیا امام سفیان عینیہؒ کے پاس ہوائی جہاز تھا؟ کیا وہ ساری دنیا میں دیکھ آئے تھے کہ یہاں حنفی ہیں؟ میں نے کہا کہ انہیں ہوائی جہاز کی ضرورت نہیں تھی وہ تو حرم پاک میں بیٹھتے تھے اور حرم پاک میں دنیا کے ہر کونے کا مسلمان حج کے لئے پہنچ جاتا ہے اس لئے انہیں دنیا میں پھرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے تلامذہ ہیں جن سے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں احادیث لی ہیں تو امام بخاری کی حدیث کی کتاب صحیح بخاری شریف کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' کہا جاتا ہے اس لئے کہ خیر القرون کے بعد احادیث کی جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح کتاب یہی ہے۔

فقہ حنفی اعلیٰ ترین فقہ ہے

لیکن بات پوری یاد رکھنی چاہئے! جس طرح صحاح ستہ میں اعلیٰ ترین کتاب صحیح بخاری ہے اسی طرح چاروں فقہوں میں اعلیٰ ترین فقہ ''فقہ حنفی'' ہے تو کیا اس فیصلہ کرنے کے لئے کوئی ہمارے ساتھ تیار ہے؟ کہ سند کی بحث میں بخاری کی سند کو اعلیٰ مانا جائے اور جب احکام کی بات آئے تو اس میں امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ کسی اور کی نہ مانی جائے۔

اصح ہونے کا صحیح مطلب؟

جب تم اصح ہونے کا یہ مطلب لیتے ہو (حالانکہ جو مطلب یہ غیر مقلدین لیتے ہیں کہ اس کے مقابلے میں کوئی اور حدیث نہ مانی جائے) جبکہ یہ مطلب تو خود امام بخاریؒ بھی نہیں مانتے چنانچہ باب الفخذ میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ آیا ران

کا پردہ ہے یا نہیں؟ تو فرماتے ہیں کہ وہ حدیث انسؓ ہے جس میں آیا ہے کہ ران کا پردہ نہیں ہے یہ بہت زیادہ صحیح سند والی روایت ہے لیکن اس کے مقابلے میں وہ حدیث جس میں اس کے ''پردہ'' ہونے کا ذکر ہے وہ ضعیف سند کے ساتھ ہے لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ پردہ کرنے والی (ضعیف السند حدیث) پر ہی عمل کیا جائے۔ اسی بخاری شریف میں کتنی اور حدیثیں ہیں کہ اگر ادخال ہوا انزال نہ ہو تو غسل فرض نہیں ہوتا لیکن امام بخاری غسل فرض ہونے کی صریح روایت نہ لانے کے باوجود فرماتے ہیں کہ غسل پر عمل لازم ہے...... اس لئے جو یہ مطلب لیتے ہیں میں ان سے کہا کرتا ہوں کہ اصح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صحیح بخاری کے مقابلہ میں کوئی اور حدیث نہ مانی جائے تو پھر یہ بھی کہو کہ جب احکام کی بات آئے گی تو چونکہ امام ابوحنیفہؒ سب کے استاذ ہیں اس لئے ان کے مقابلے میں کسی اور فقیہ کا استنباط کردہ حکم بھی نہ مانا جائے......؟ یا تو اصول ایک ہی رکھا جائے (ناں!) یہ دو کشتیوں میں پاؤں نہیں ہونا چاہئے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان کو جو مقام عطا فرمایا ہے (وہ بہت اعلیٰ مقام ہے)۔

صحیح بخاری کا انتخاب چھ لاکھ احادیث سے کیا گیا

سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو محنت فرمائی۔ چھ لاکھ احادیث میں سے اس کتاب کا انتخاب فرمایا اور اتنا حافظہ تھا کہ سو احادیث میں امتحان لیا گیا اور آپ نے تمام سندیں بالکل صحیح صحیح سنا دیں۔

امام بخاریؒ کی قبر روضة من ریاض الجنة ہے

امام بخاریؒ کا جب وصال ہوا، تو جیسا کہ آپ احادیث میں پڑھ آئے ہیں کہ یہ جو قبر ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوتی ہے۔ میرے پیرومرشد شیخ التفسیر سلطان العارفین حضرت لاہوریؒ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر دل کی آنکھیں کھل جائیں تو قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ (واقعی) یہ جنت کا باغ ہے یا دوزخ کا گڑھا؟

حضرت امام بخاریؒ کو جب قبر میں اتارا گیا تو یہ تو آپ نے پڑھا کہ جنت روح الریحان ہے، خوشبوئیں ہی خوشبوئیں ہیں اور یہی قبر جس کا دنیا (مراد عثمانی پارٹی اور مماتی حضرات ...... ناقل) آج انکار کر رہی ہے، جنت کا باغ ہے۔ تو بعض اوقات جنت کی یہ خوشبو اتنی مہکتی ہے کہ وہ برزخ کا پردہ پھاڑ کر باہر بھی آ جاتی ہے۔ امام بخاریؒ کو جب قبر میں رکھا گیا تو اتنی خوشبو پھیلی کہ وہ برزخ کے پردے سے باہر آئی اور لوگ سونگھ رہے تھے کہ واقعی یہ قبر ہے کہ جسے روضة من رياض الجنة کہا جاتا ہے۔ اور سارے ہی کہہ رہے تھے کہ یہ خوشبو ان خوشبوؤں میں سے نہیں ہے جو دنیا میں موجود ہے[1]۔

اکابر علمائے دیوبندؒ کی قبروں سے جنت کی خوشبو

یہی حال ہمارے بہت سے اکابر (حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد موسیٰ خان روحانی البازیؒ، شیخ الحدیث مولانا سحبان محمود صاحبؒ

(۱)...... پورا واقعہ حضرت علامہ ابن حجرؒ یوں بیان فرماتے ہیں:

''وراق بخاری کا کہنا ہے کہ میں نے غالب بن جبریل سے سنا جن کے ہاں امام بخاری رحمہ اللہ خرتنگ میں قیام پذیر تھے وہ کہہ رہے تھے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو ہمارے ہاں ٹھہرے ہوئے چند ہی دن گزرے کہ آپ بیمار ہو گئے اسی اثنا میں اہل سمرقند نے ایک قاصد بھیجا کہ آپ ہمارے ہاں چلیں آئیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ انکے بلانے پر جانے کے لیے تیار ہو گئے، موزے پہن لیے، عمامہ باندھ لیا، سواری پر سوار ہونے کے لیے بیس قدم چلے ہوں گے (میں ان کا بازو پکڑے ہوئے تھا) کہ فرمایا: مجھے چھوڑ دو میں بہت کمزور ہو گیا ہوں ہم نے چھوڑ دیا آپ نے کچھ دعائیں پڑھیں اور لیٹ گئے اسی میں آپ کا انتقال ہو گیا وفات ہو جانے کے بعد آپ کے جسم اقدس سے بہت زیادہ پسینہ نکلا، امام بخاری رحمہ اللہ نے ہمیں وصیت کی تھی کہ مجھے تین کپڑوں میں کفن دینا جن میں عمامہ اور قمیص نہ ہو چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا، ہم نے آپ کو کفنانے اور نماز پڑھنے کے بعد قبر میں اتارا تو قبر سے نہایت ہی بہترین خوشبو مشک جیسی اٹھی اور کئی دنوں تک اٹھتی رہی، لوگ آپ کی قبر سے مٹی لے جانے لگے یہاں تک کہ ہمیں قبر کی حفاظت کے لیے اس پر ایک جالی دار لکڑی رکھنی پڑی۔

(ھدی الساری مقدمہ فتح الباری...... ص۴۹۳) (محمد ظفر عفی عنہ)

...ہ) کے ساتھ ان کی قبروں میں ہوا کہ انکی قبور سے ہزاروں لوگوں نے خوشبوئیں ...کھی ہیں تو مقصد یہ ہے کہ یہ تقریب صحیح بخاری شریف کے بارے میں ہے اس لئے ...پنے طلباء کے سامنے میں نے ایک دو باتیں رکھیں ہیں کہ:

(۱)...... احکام میں ہم فقہاء کرام کے پابند ہیں۔

(۲)...... سند میں محدثین کے پابند ہیں، ہم کسی کا حق چھیننے کے لئے تیار نہیں اور کسی کا ...ق دوسرے کو دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ اور فقہاء نے ہمیں ...مل دین دیا، تمام فرائض ہم تک صحیح پہنچائے ہیں۔

...تمام محدثینؒ کسی نہ کسی امامؒ کے مقلد تھے

محدثینؒ نے یہ کوشش نہیں کی کہ تمام مسائل کو جمع کیا جائے بلکہ سارے کے ...سارے محدثین خود کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے، کیونکہ محدثین کے حالات میں چار قسم کی ہی کتابیں ملتی ہیں (۱) طبقاتِ حنفیہ، (۲) یا طبقاتِ مالکیہ، (۳) یا طبقاتِ شافعیہ، (۴) یا طبقات حنابلہ۔ ''طبقات غیر مقلدین'' نامی کتاب محدثین کے حالات میں آج ...تک دنیا میں نہیں لکھی گئی۔

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين
استغفر الله تعالى ربى من كل ذنب واتوب اليه

(بشکریہ ماہنامہ الخیر)

غیر مقلدین کے چھ نمبر

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده ولا نبوة بعده ولا رسول بعده و لا رسالة بعده امابعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم.
بسم الله الرحمن الرحيم.

ان الدين عندالله الاسلام. وقال فی مقام آخر: فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون.
صدق الله مولانا العظيم . وبلغنا رسوله النبی الكريم . و نحن علی ذلك لمن الشاهدين والشاكرين . والحمد لله رب العالمين . رب اشرح لی صدری ويسر لی امری واحلل عقدة من لسانی يفقهوا قولی رب زدنی علما و ارزقنی فهما. سبحانك لا علملنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم. اللّٰهم صلی علی سيدنا و مولانا محمد و علی آل سيدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل عليه.

تمہید

دوستو بزرگو! تھوڑے سے وقت میں دو تین باتیں میں نے آپ حضرات کے سامنے رکھنی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے اور پھر انسانوں میں سے مسلمان بنایا۔ اگر چہ دنیا میں بہت سے دین ہیں لیکن سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ آپ یہ کہیں گے ہر دین والا اپنے دین کو سچا کہتا ہے تو اگر آپ اپنے دین کو سچا کہہ رہے ہیں تو کونسی نئی بات ہے۔ تو میں یہ عرض کرونگا کہ کہنے کو تو سب کہہ رہے ہیں۔ لیکن چار سوالوں کا جواب کسی دین کے پاس نہیں۔ میں اختصار کے ساتھ اس کو عرض کرتا ہوں۔

عالمگیر نبوت

پہلا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے۔ انہوں نے آکر اللہ تعالیٰ کے پیغامات سنائے۔ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام تشریف لائے لیکن ان کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے کتنے نبی ہیں جنہوں نے ساری دنیا کے نبی ہونے کا دعویٰ فرمایا؟ ساری دنیا یقیناً اسی پاک پیغمبر کو تلاش کرے گی جنہوں نے ساری دنیا کو اپنے دامن میں آنے کی دعوت دی ہو۔ اب اس تلاش میں جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے وہ ایک ایک قوم یا ایک ایک علاقے کی طرف نبی بن کر آئے کسی ایک نے بھی ساری دنیا کے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا۔ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے صرف ایک پیغمبر ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جنہوں نے ساری دنیا کے نبی ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اب ظاہر ہے کہ دنیا انہی کے دامن میں جائے گی جو (ساری) دنیا کو بلا رہے ہیں' پکار رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام یہ فرماتے ہیں ایک کنعانی عورت آتی ہے اور

جیسے ہر زمانے میں لوگ نیک لوگوں سے دعائیں کرواتے ہیں وہ بیمار تھی اس نے عرض کیا اے داؤد علیہ السلام کے بیٹے! میں بیمار ہوں آپ میرے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطا فرما دے۔ اب یہ دعا کی درخواست کرنے والی عورت، آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے تو تھی لیکن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے نہیں تھی، بنی اسرائیل میں سے نہیں تھی دوسرے خاندان سے تھی۔ تو آپ نے دعا کرنے کی بجائے فرمایا:

''اے عورت! میرے سامنے سے دور ہٹ جا۔ میں بیٹوں کی روٹی کتوں کو ڈالنے نہیں آیا میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔''

(انجیل متی...... باب ۱۵ عبارت ۲۴، ۲۵، ۲۶)

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا تک کرنے سے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا میں کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ آپ میں سے کسی نے اگر انجیل دیکھی ہو تو عیسائی اسی فقرے کی تصویر (بائبل کے) باہر ٹائٹل پر بنایا کرتے ہیں کہ بھیڑیں چر رہی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام نے ایک لاٹھی کندھے پر رکھی ہوئی ہے اور بنی اسرائیل کی بھیڑوں کو چرا رہے ہیں۔

ایک لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ کالج میں ایک مولوی صاحب کا لڑکا اور ایک پادری کا لڑکا (ساتھ) پڑھا کرتے تھے۔ کبھی جلسہ ہوتا تو مولوی صاحب کا لڑکا پادری کے لڑکے کو ساتھ لے آتا کہ بھئی ہمارا جلسہ ہے...... وہ آ جاتا۔ دو چار جلسے اس نے سنے ان کی بھی کنونشن آ گئی۔ اس نے کہا میں تمہارے جلسے سنتا رہا ہوں ہمارا (بھی) جلسہ ہے۔ (مولوی کے لڑکے نے کہا) چلو دیکھیں گے کیا ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں عیسائیوں کے چار فرقے ہیں۔ تو وہ کیتھولک فرقے کا لڑکا تھا۔ ان کے ہاں ایک مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ سال کے بعد جیسے آپ ایمان تازہ کرتے ہیں قرآن

پاک کی تلاوت کر کے، روزانہ کلمے شریف کا ذکر کرتے ہیں، درود پاک پڑھتے ہیں، اللہ کی یاد و استغفار کرتے ہیں جس سے دل کا زنگ دھلتا ہے۔ اور ایمان میں تازگی اور بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ ان (عیسائیوں) کے ہاں ایمان تازہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سال کے بعد جب جلسہ ہو تو مرد عورت قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور پادری بیٹھ جاتا ہے وہ باری باری یوں سامنے سے آتے ہیں اور یوں جھک جاتے ہیں...... مرد ہو یا عورت۔ پادری کہتا ہے آپ کون ہیں؟ وہ کہتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت...... میں خداوند یسوع مسیح کی بھیڑ ہوں...... تو ان کا عقیدہ ہے کہ اتنا کہنے سے ایک سال کے لئے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اگلے سال زندہ رہے تو پھر تازہ کر لیں گے۔

اب مولوی صاحب کا لڑکا یہ دیکھ رہا تھا کہ پہلے کبھی ایسا انداز دیکھا نہیں ایمان تازہ کرنے کا۔ اور یہ بھی سوچ رہا ہے کہ یہ ایمان تازہ کرتے رہیں اور میں ایسے ہی رہ جاؤں بغیر تازہ کئے یہ بھی اچھی بات نہیں۔ تو وہ بھی دیکھا دیکھی کھڑا ہو گیا قطار میں۔ چلتے چلتے جب پادری کے سامنے آیا تو بجائے جھکنے کے، یوں اکڑ کے کھڑا ہے۔ پادری نے سوچا کوئی نیا آدمی ہے جسے آداب کا علم نہیں۔ اس نے کہا چلو کھڑے سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔ پوچھا آپ کون؟...... اس نے کہا:

''میں محمدی مینڈھا ہوں''۔

آخر اللہ تعالیٰ نے ساری بھیڑیں تو دنیا میں پیدا نہیں فرمائیں نا۔ مینڈھے بھی تو پیدا فرمائے ہیں نا۔ تو اس نے بھی بہرحال اپنا ایمان تازہ کر لیا۔ مقصد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔''

اور یہودی بھی یہی مانتے ہیں۔

ایک ہی پیغمبر ہیں محمد رسول اللہ ﷺ جنہوں نے آ کر بتایا اللہ رب العالمین ہے، مجھے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمینؐ بنا کر بھیجا ہے۔ ایک ہی نبوت ہے جس کے لئے نہ کوئی جغرافیائی باڈر ہے کہ اس بارڈر تک آپ کی نبوت ہے آگے کسی اور نبی کی نبوت ہوگی۔ نہ کوئی تاریخی قید اور حد ہے کہ فلاں صدی تک تو آپ کی نبوت ہے اور

اس کے بعد کوئی اور نبی آجائے گا اور آپ کی نبوت کا دور ختم ہو جائے گا۔

تکمیل دین

تو ساری دنیا کو بلانے والے کتنے نبی ہیں؟ صرف ایک حضرت محمد ﷺ۔ آپ نے ایک ایسا اعلان فرمایا جو کسی پہلے نبی نے نہیں کیا۔ وہ کیا تھا۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا. (1) (المائدہ:۳)

تکمیل دین کا اعلان آپ ﷺ سے پہلے کسی بھی پیغمبر نے نہیں فرمایا۔ تو نبی اقدس ﷺ۔ آپ نے ساری دنیا کو بلایا۔ اگر ایسے دو نبی مل جاتے تو شاید الیکشن کی ضرورت پڑ جاتی۔ اب نہ الیکشن کی ضرورت ہے' نہ سلیکشن کی ضرورت ہے' ایک ہی سیٹ ہے اور ایک ہی پیغمبر ہے' حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔

نبوت نبوی ﷺ کی دائمی دلیل

آپ کہیں گے آج کل دنیا پڑھی لکھی ہے دلیل کے بغیر بات نہیں مانتی حضرت محمد ﷺ آپ کے نبی ہونے کی کوئی دلیل ایسی ہے جو آج بھی دنیا کو دکھائی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پاک پیغمبر بھیجے ان کو معجزات عطا فرمائے جو ان کے سچے نبی ہونے کی دلیل تھے لیکن حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے۔ ان کے معجزے سنائے تو جا سکتے ہیں لیکن کوئی معجزہ آج ہاتھ میں پکڑایا اور دکھایا نہیں جا سکتا۔ ان کے معجزات برحق تھے وہ انکے سچے نبی ہونے کے دلائل تھے لیکن معجزات کو دنیا میں باقی نہیں رکھا گیا۔ واقعات پڑھے جا سکتے ہیں' سنے جا سکتے ہیں' سنائے جا سکتے ہیں' کیونکہ ان کی نبوتوں کا دور ختم ہو چکا اسلئے اب جب انکی نبوت باقی نہیں' دور باقی نہیں رہا تو انکی دلیل بھی دنیا میں باقی رکھنے کی

(1)...... ترجمہ: آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

ضرورت نہیں تھی۔ ایک ہی پیغمبر ہیں حضرت محمد ﷺ جن کے معجزات صرف سنائے ہی نہیں جا سکتے بلکہ آپ کا معجزہ آج بھی دکھایا جا سکتا ہے۔ اور وہ ہے قرآن پاک۔ اور اتنا عام فہم معجزہ اور بات ہے۔ (جسکی انتہا نہیں)

یہ مائیک انسان نے بنایا ہے خدا نے...... جی؟ (انسان نے) کرسی' یہ دیوار' یہ بانس' چاند' سورج' آپ کی قمیض یہ بھی اللہ نے (نہیں)' آپ کی آنکھ' عینک' ٹوپی اور سر' دیکھئے میں نے کچھ باتیں آپ سے پوچھی ہیں آپ نے تقسیم کر دی ہیں کچھ اللہ کی (بنائی ہوئی) کچھ (بندوں کی)...... اب کوئی آپ سے پوچھے آپکے پاس کیا دلیل ہے کہ سورج خدا کا بنایا ہوا ہے...... سر خدا کا بنایا ہوا ہے' آنکھ خدا کی بنائی ہوئی ہے۔ تو صرف ایک دلیل ہے سب کے پاس۔ کہ ساری دنیا مل کر' مخلوقات مل کر ایسا سورج بنانے سے عاجز ہے۔ ساری دنیا مل کر ایک انسان تو کجا مچھر کی آنکھ بنانے سے بھی عاجز ہے...... تو ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ کے کام وہ کام ہوتے ہیں کہ ساری مخلوق مل کر وہ کام نہ کر سکے...... جو پہچان اللہ کے کام کی ہے وہی پہچان اللہ کے پاک کلام کی بھی ہے۔ کہ ساری دنیا مل کر اس کلام جیسا کلام (نہیں بنا سکتی)۔ اسلئے جتنا یقین ہمیں سورج کے بارے میں ہے کہ وہ خدا کا بنایا ہوا ہے۔ اپنی آنکھ کے بارے میں ہے کہ یہ خدا کی بنائی ہوئی ہے۔ اس سے بڑھ کر ہمیں یقین ہے قرآن پاک پر کہ یہ خدا کا کلام ہے کسی انسان کا بنایا ہوا (نہیں)......

جس طرح خدا کا سورج...... اس سورج جیسا سورج بنانے سے ساری دنیا عاجز ہے۔ اسی طرح خدا کے قرآن کا مقابلہ کرنے سے آج بھی دنیا عاجز ہے اور قیامت تک عاجز رہے گی...... تو آپ کا معجزہ دنیا میں موجود ہے کہ نہیں؟ (ہے...... سامعین)

قرآن کا چیلنج اور کافروں کا عجز

میں بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور میں بیٹھا تھا۔ تو وہاں ایک نئی کتاب سامنے نظر آئی اس پر لکھا تھا "خبردار...... خبردار" (دو مرتبہ) میں نے اس سے کہا یہ کوئی

چوکیداروں کیلئے لکھی ہے کہ کتاب خبردار...... خبردار کیا نام ہے...... کتاب کا...... جی ہم
میں ایک بدعتی فرقہ پیدا ہوگیا ہے انکے رد میں لکھی ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ (کس
فرقہ) کے رد میں ہے میں نے اٹھائی۔ میں نے کہا کہ اصل تو عیسائی فرقہ وہی ہے۔
(جسکے رد میں یہ کتاب لکھی گئی ہے) کیونکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں
مانتے۔ بلکہ خدا کا نبی مانتے ہیں۔ اب یہ لوگ ان کو بدعتی کہتے ہیں اور اس فرقہ کو
بدعتی سمجھا جاتا ہے۔ تو اس قسم کی باتیں۔ کتابیں وہ عجیب وغریب لکھتے ہیں اور
کتابیں بھی رکھیں تھیں، میں نے کہا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ نہیں فرمایا
تھا کہ دس، بیس، سو، پچاس کتابیں، اسلام کے خلاف لکھنا...... اللہ تعالیٰ نے تو یہ چیلنج دیا
ہے کہ قرآن پاک کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سی سورت بنا کر لے آؤ۔ سورۃ کوثر
ڈیڑھ سطر میں اور ایک سطر میں بھی لکھی جاسکتی ہے...... لکھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ صرف
اتنی ایک سطر قرآن پاک کے مقابلہ میں لے آؤ...... آپ سینکڑوں صفحات کی کتابیں
اسلام کے خلاف لکھ رہے ہیں لیکن قرآن کا یہ چیلنج آپ کیوں قبول نہیں کرتے؟ اس
نے کہا کہ اس سے آج بھی ہم عاجز ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔

تو باقی انبیاء علیہم السلام کے معجزات سنائے تو جاسکتے ہیں لیکن دکھائے
(نہیں جاسکتے)۔ ایک نبی ہے جن کی دلیل نبوت آج بھی دنیا میں موجود ہے......
کیوں؟ ان کی نبوت کا دور باقی ہے۔ اور باقی انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا دور ختم
ہو چکا ہے۔ دعویٰ بھی ہوگیا اور دلیل بھی ہوگئی۔

عیسائیوں کا عجز

اب دلیل کے بعد تیسری بات یہ ہے کہ خدا کے پاک پیغمبر جو تعلیمات اور
خدا کا پیغام لائے ہیں وہ محفوظ ہے، ساری عیسائی دنیا مل کر تو ریت کے پانچوں حصے
پڑھ لے تو وہ یہ نہیں بتاسکتی کہ عیسیٰ علیہ السلام جب اللہ کے سامنے سربسجود ہوتے تو
کون سی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ نماز کا طریقہ وہ قطعاً نہیں بتاسکتے کہ عیسیٰ علیہ السلام
کس طرح اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ عیسائی چاروں انجیلیں پڑھ لیں...... پولوس کے

سارے خطوط پڑھ لیں...... اور رسولوں کے اعمال بھی پڑھ لیں۔ یوحنا کا مکاشفہ بھی
پڑھ لیں۔ لیکن وہ یہ نہیں بتاسکتے کہ عیسیٰ علیہ السلام سجدے میں کون سی تسبیح اور کون سا
ذکر پڑھا کرتے تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں میں نے پادری سے مناظرے
میں کہا تھا کہ اگر قرآن اور احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہ آجاتا تو آج دنیا یہ
ماننے کے لئے بھی تیار نہ ہوتی کہ عیسیٰ نامی کوئی شخص دنیا میں پیدا ہوئے تھے ان کے
نام کو اگر زندہ رکھا ہے تو قرآن پاک نے زندہ رکھا ہے...... ایس این البرٹ نے
کتاب لکھی ہے اور نام اس نے رکھا ہے پادری نے ''مسیح کی شان از روئے قرآن''
وہ قرآن کو چھوڑ کر مسیح کی شان لکھ سکتے ہی نہیں ہیں لیکن موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ
السلام کی تعلیمات تو کہاں محفوظ رہتیں جن زبانوں میں وہ کتابیں نازل ہوئی تھیں وہ
زبانیں دنیا میں مردہ بن چکی ہیں۔ آج دنیا میں کوئی ملک تلاش کریں، صوبہ تلاش
کریں، ضلع تلاش کریں، تحصیل تلاش کریں، ایک تھانہ بھی ایسا نہیں ملے گا جہاں
عبرانی زبان بطور زندہ زبان کے بولی جارہی ہو۔ تو جب زبانیں ہی اللہ نے مردہ
کردیں۔ اب ان مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت کسی انسان میں نہیں ہے۔ وہ چشمے
خشک ہو چکے...... آج ایک ہی آب حیات کا چشمہ ''قرآن پاک'' ہے جس سے سیرابی
حاصل کی جاسکتی ہے۔ ہاں جو بے چارے ناواقف ہیں وہ خشک چشمے کی ریت کو پانی
کی چمک سمجھ کے جارہے ہیں لیکن پیاسے مرتے جارہے...... دعا کرو اللہ تعالیٰ سب کو
اس آب حیات کی طرف آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حفاظت اسلام

تو ان (انبیاء) کی تعلیمات محفوظ نہیں لیکن ہمارے پاک پیغمبر ﷺ آپ کی
عبادات تو عبادات عادات تک محفوظ ہیں اور مسلمان فخر سے یہ کہتا ہے کہ ہمارے
پاک پیغمبر ﷺ کی سیرت پاک کا ایک نقطہ بھی آج تک دنیا کی آنکھوں سے اوجھل
نہیں ہوا۔ تو تعلیمات کتنے نبیوں کی محفوظ ہیں ایک ہی پیغمبر حضرت محمد رسول
اللہ ﷺ کی۔

ختم نبوت

ایک چھوٹا سا کھٹکا دل میں رہ گیا کہ نبی ایک ہی جو ساری دنیا کا نبیؐ دلیل بھی ایک ہی نبی کی آج دنیا میں موجود اور تعلیمات بھی ایک ہی پیغمبر کی دنیا میں محفوظ ہیں۔ اب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خدا کے سچے نبی تھے یا نہیں؟ (تھے)...... موسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے سچے تھے یا جھوٹے؟ (سچے)...... لیکن جب عیسیٰ علیہ السلام آگئے تو موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہوئے بھی وہ لوگ کافر قرار دے دیئے گئے ایسا ہی ہوا۔ تو سچے نبی کے ماننے والوں پر ایسا وقت آجاتا ہے کہ کل جو ان کا ایمان تھا آج اس کا نام کفر بن گیا۔ ہم نے پیغمبر تو تلاش کر لئے لیکن ایسا نہ ہو کہ ان کے بعد کوئی اور نبی کہیں آگیا ہو یا آنے والا ہو۔ اور ہم یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اس ایمان پر رہتے ہوئے بھی کافر قرار دے دیئے جائیں۔ اسلئے ایک اور ضروری چیز کی تلاش ہے کہ جس نبی کو ساری دنیا مانے اس نے اپنے ''خاتم النبیین'' ہونے کا اعلان بھی کردیا ہو۔ تاکہ یہ خدشہ ہی دل سے نکل جائے کہ اب کوئی بعد میں بھی آنے والا ہے جس کا انتظار ہے تو سارے نبی حضرت آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک ان کو نبی ماننے سے ایمان پورا ہوجاتا ہے لیکن حضرت محمد ﷺ کو صرف نبی ماننے سے ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک آخری نبی نہ مانا جائے اور ان کی ختم نبوت پر ایمان نہ رکھا جائے۔

تو یہ چار سوالات وہ ہیں کہ دنیا کا کوئی مذہب ان چار سوالات کا جواب نہیں دے سکتا وہ عاجز ہیں۔ اس لئے ہم علیٰ وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ:
ان الدین عند اللہ الاسلام (آل عمران:۱۹) اسلام کے سوا اب سچا دین جو ہے وہ دنیا میں کوئی بھی موجود نہیں ہے ہمارے نبی اقدس ﷺ نے تکمیل دین کا اعلان فرمایا۔

اہل سنت والجماعت

اور پھر ہم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو ناجی جماعت ہے۔ نجات پانے والی جماعت۔ ہم اہل سنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمیں اپنے نام کے

بارے میں تھوڑا سا اتنا تو یاد ہونا چاہئے کہ ہم جب اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں...... اس کا مطلب کیا ہے؟...... جب والجماعت کہتے ہیں...... اس کا فائدہ کیا ہے؟ جب حنفی کہتے ہیں...... اس کا مقصد کیا ہے؟

تکمیل دین

جب ہم اپنے آپ کو ''اہلسنت'' کہتے ہیں تو اپنی نسبت نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے جوڑتے ہیں کیوں؟ آپ نے تکمیل دین کا اعلان فرمایا اور آپ کا طریقہ آج تک محفوظ ہے۔ تکمیل دین کا اعلان کس نے فرمایا؟ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے۔

تمکین دین

ہمارے نام کے ساتھ جو لفظ ''والجماعت'' ہے اس میں ہماری نسبت نبی پاکؐ کے صحابہؓ اور اہل بیتؓ کی طرف ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح ہمارے نبی پاکؐ سارے نبیوں سے افضل ہیں اس طرح ہمارے نبی پاکؐ کے صحابہؓ اور اہل بیتؓ تمام انبیاء کے صحابہؓ اور اہل بیتؓ سے زیادہ شان والے ہیں۔ ان سے بھی اللہ نے وہ کام لیا جو پہلے انبیاء علیہم السلام کے صحابہ سے نہ ہوسکا وہ کیا تھا؟...... ''تمکین دین'' ......کونسا کام لیا؟

لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم (النور:۵۵)

اتنا مضبوطی کے ساتھ دنیا میں (دین کا) جم جانا کہ قیامت تک کافر ہلاتے رہیں وہ ہل نہ سکے۔ تو ''تمکین دین'' قرآن کہتا ہے کہ خلافت کے دور میں اللہ تعالیٰ اس دین کو مضبوطی سے دنیا میں قائم فرما دینگے۔ اور ان کی طرف نسبت ہمارے نام میں لفظ ''والجماعت'' سے ہے۔

تدوین دین

اور حنفی ہم کیوں کہلاتے ہیں؟ ایک کام رہتا تھا جو ابھی تک کسی نے نہیں کیا

اور وہ کام اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لے لیا...... آپ سے پہلے (یہ کام) کسی نے نہیں کیا تھا...... آپ حیران ہونگے کہ وہ کون سا کام تھا؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نمازیں نہیں پڑھتے تھے؟ روزے رکھتے تھے نا؟ سب کچھ کرتے تھے لیکن ایک کام نہیں ہوا تھا جو سب سے پہلے اسلام میں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اس کا نام ہے "تدوین دین"...... نمازیں پڑھی جاتی تھیں لیکن نماز کا طریقہ ترتیب سے لکھا ہوا نہیں تھا کہ شرطیں کتنی ہیں؟...... ارکان کتنے ہیں؟ واجبات کتنے ہیں؟ سجدہ سہو کہاں کہاں آئے گا؟ وضو کیا ضرور جاتا تھا لیکن وضو کا طریقہ مدون نہیں تھا' مرتب نہیں تھا...... تو ہمارے امام نے کونسا کام کیا جو پہلے نہیں تھا...... (وہ تھا) تدوین دین......

اہل سنت والجماعت حنفی...... اہل سنت میں ہماری نسبت اللہ کے نبی پاک ﷺ کی طرف ہے جو "دین کی تکمیل" کا اعلان کرنے والے ہیں والجماعت میں صحابہؓ کی طرف "تمکین دین" کا کام جن سے اللہ نے لیا اور حنفی میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن سے اللہ نے "تدوین دین" کا کام لے لیا۔

عام فہم

شاید یہ عربی الفاظ آپکو یاد نہ رہیں...... بعض دوست جو ہیں۔ اردو میں ترجمہ ہی عرض کر دیتا ہوں...... نبی (ﷺ) دین کے لانے والے...... جن کی طرف نسبت اہل سنت ہے۔ صحابہؓ دین کے پھیلانے والے...... جن کی طرف نسبت "والجماعت" ہے۔ امام دین کے لکھوانے والے جن کی طرف نسبت "حنفی" کے نام سے ہے۔

بڑا اور چھوٹا رافضی

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں صحابہؓ نے وہی دین پھیلایا جو نبی پاک ﷺ لائے تھے یا نیا بنا کے پھیلایا؟...... (وہی پھیلایا...... سامعین)۔ اماموں نے وہی لکھوایا جو نبیؐ اور صحابہؓ والا طریقہ تھا یا نیا بنا کر لکھوایا...... (وہی لکھوایا...... سامعین) جو یہ کہے صحابہؓ نے نیا پھیلایا وہ بڑا رافضی (شیعہ) ہے۔ جو کہے کہ امامؒ نے نیا بنایا وہ چھوٹا

رافضی (شیعہ) ہے۔ نہ صحابہؓ نے دین بدلا نہ ائمہ نے دین بدلا۔

وسوسے ڈالنے کا طریقہ

اب وسوسے کیسے ڈالے جاتے ہیں کہ جی آپ "حنفی ہیں یا محمدیؐ"...... آپ "حنفی ہیں یا محمدیؐ؟" اسلئے میں کہا کرتا ہوں کہ کم از کم میرے پاس دوسری جماعت پڑھ لیتے تو اردو لفظ "یا" کا صحیح استعمال آ جاتا۔ کہ کہاں استعمال کیا جاتا ہے یہ سوال ہی غلط ہے۔ آپ کہیں گے اچھا طریقہ جسکا جواب نہ آیا اسکو غلط کہہ دیا آسان طریقہ ہے نا...... نہیں آپ سے کہلواؤنگا کہ یہ غلط ہے۔ بھئی آج ہفتہ ہے یا اتوار؟ (اتوار...... سامعین) آج رات اتوار کی ہے یا فروری کی؟...... جی!...... اب آپ دیکھ لیں کہ یہ ہے "غیر مقلدوں" والا سوال جنکو اتنی بھی عقل نہیں کہ فروری میں بھی راتیں آتی ہیں۔ اچھا!...... بھئی آپ پنجاب میں بیٹھے ہیں یا سرحد میں؟ (پنجاب میں...... سامعین) جی! پنجاب میں...... تو آپ پنجاب میں بیٹھے ہیں یا پاکستان میں؟...... جی! پہلا سوال صحیح تھا نا دونوں صوبے تھے...... دونوں میں یا کا لفظ آئے سوال صحیح ہے۔ (اچھا) آج ہفتہ ہے یا اتوار...... دو مہینوں میں یا آئے آپ کہیں گے کہ سوال صحیح ہے۔ لیکن ایک طرف دن لگا دیا دوسری طرف مہینہ تو آپ سمجھیں گے کہ یہ سوال غیر مقلدوں والا ہے...... ملکوں میں یا آئے کہ آپ پاکستان میں بیٹھے ہیں یا بھارت میں...... آپ کہیں گے سوال صحیح ہے دونوں طرف ملک ہیں...... صوبوں کا ذکر آئے آپ پنجاب میں ہیں یا سرحد میں' آپ کہیں گے سوال صحیح ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ آپ پنجاب میں بیٹھے ہیں یا پاکستان میں۔ تو کہیں گے یہ کون ہے کہ جس کو اتنا بھی پتا نہیں کہ پنجاب پاکستان کا صوبہ ہے۔ تو یہ سوال غلط ہے یا صحیح؟...... (غلط...... سامعین) تو یاد رکھیں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مجتہد اور امام ہیں۔ امام کے مقابلہ میں امام کے نام سے یا آئے گا کہ آپ حنفی ہیں یا شافعی؟۔ محمدی کے ساتھ یا لگے تو یوں پوچھا جائے گا کہ آپ محمدی ہیں یا موسوی؟ دونوں طرف نبی ہونے چاہئیں نا لیکن یہ پوچھنا کہ آپ حنفی ہے یا محمدی...... یہ خالص "غیر مقلدیت"

ہے۔ جن کو اپنی زبان کا لفظ ''یا'' صحیح استعمال کرنا نہیں آتا وہ کہتے ہیں ہمیں قرآن ابوحنیفہؒ سے زیادہ آتا ہے۔ ہمیں حدیث امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ آتی ہے۔ اچھا اندازہ لگائیں جو ایک اپنی زبان کا لفظ صحیح استعمال کرنے پر قادر نہیں وہ دین کے ٹھیکیدار ہیں۔ تو ہم ہیں اہل سنت والجماعت حنفی......

ایک اور انداز سے

یہ سوال اور ایک مثال عرض کردوں یہ ایسا ہی بیوقوفوں والا سوال ہے کہ آپ حنفی ہیں یا محمدی؟ جیسے ایک آدمی حدیث پڑھے اس میں یہ تو پوچھ سکتے ہیں کہ مولانا یہ حدیث بخاری کی ہے یا ترمذی کی؟ لیکن اگر کوئی یوں پوچھے کہ یہ حدیث بخاری کی ہے یا نبی پاکؐ کی؟...... تو پھر غلط ہوگا سوال یا نہیں ہوگا۔ (غلط غلط......سامعین)...... یہ قاری عاصمؒ کی قرأت ہے یا قاری حمزہؒ کی؟ یہ سوال صحیح ہے دونوں طرف قاری ہیں نا۔ اور اگر کوئی پوچھے کہ یہ قاری عاصمؒ کی قرأت ہے یا اللہ کے نبیؐ کی؟ تو قاری عاصمؒ تو قرأت پہنچانے والے ہیں کوئی نئی قرأت بنانے والے نہیں ہیں۔ تو یہ سوال غلط ہے۔

تطہیر دین

اور دیکھئے اسٹیج پر ''دیوبند'' کا نام بھی بار بار آرہا ہے۔ اب آپ پوچھیں گے کہ دیوبند کے علماء نے کونسا کام کیا کہ لوگ اپنے آپ کو ''دیوبندی'' بھی کہنے لگ گئے چلو پہلے کام تو پورے ہوگئے ہیں سارے۔ ''تکمیل دین'' کا اعلان اللہ کے نبی پاک نے فرمایا۔ ''تمکین دین'' کا صحابہؓ کے ذریعے۔ نبی دین کے لانے والے، صحابہؓ پھیلانے والے اور'' تدوین دین'' کن کے ذریعے ہوا ائمہؒ کے ذریعے تو علمائے دیوبند نے کونسا کام کیا ہے کہ لوگ اپنے آپ کو دیوبندی بھی کہتے ہیں۔ تو وہ بھی لفظ یادرکھیں لیں۔ علمائے دیوبند نے جو کام کیا اس کا نام ہے ''تطہیر دین''۔ اللہ کے نبیؐ کی (سنت کی) طرف پر جب دو طرف سے حملے ہونے لگے (غیر مقلدوں نے اپنا نام اہلحدیث رکھ کر حدیث وسنت پر جھوٹ بولا۔ اور بریلویوں نے بدعات کے ذریعے

سنت کو مٹانے کی کوشش کی تو ایسی صورت میں علمائے دیوبند نے سنت کو صاف مصفّٰی کرکے ہمیشہ باقی رکھا......ناقل) ہم اہل سنت والجماعت ہیں ہمیں دونوں طرف لڑنا پڑتا ہے سنت کو بچانے کے لئے۔

عام فہم مثال

اس کو ایک عام فہم مثال سے سمجھیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ وہ کیا چاہتے ہیں؟ ہم کیا چاہتے ہیں؟

آپ کے ملک میں ایک نوٹ سو روپے کا چلتا ہے۔ ٹھیک ہے ایک نوٹ چند سال پہلے چلتا تھا پھر حکومت نے اسکو (ختم کردیا) لیکن کئی لوگوں کے گھروں میں اب بھی وہ نوٹ رہ گئے ہیں۔ تبدیل نہیں ہوسکے۔ تاریخ گزر گئی۔ اور ایک نوٹ سو روپے کا پانچ سو روپے کا...... پانچ پانچ پیسے میں عید کے دن ملا کرتا ہے اور عید مبارک بھی لکھا ہوتا ہے۔ تین قسم کے نوٹ ہوتے ہیں نا؟ ہماری مثال تو اس نوٹ کی ہے جو اب بھی بینک اور بازار میں چل رہا ہے۔ وہ (غیر مقلد) پرانا (منسوخ) نوٹ دے کر نیا نوٹ ہم سے چھین کر فراڈ کرنا چاہتے ہیں اللہ اس فراڈ سے بچائے (آمین)۔ وہ (بریلوی) پانچ پیسے کا جعلی نوٹ دے کر ہم سے پانچ سو کا اصل نوٹ چھیننا چاہتے ہیں۔ وہ بھی فراڈ ہے یہ بھی فراڈ ہے۔ ہم کہتے ہیں جو اصل کرنسی ہے وہی سب کے پاس ہونی چاہئے۔ تو ان سب سے بچانے کے لئے علمائے دیوبند جو کام کررہے ہیں اس کا نام ہے ''تطہیر دین'' ہم اہلسنت والجماعت حنفی دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔

تو اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے ہم کو ''مسلمان'' بنایا اور مسلمانوں میں سے ''اہل سنت والجماعت'' بنایا اور پھر ان میں سے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ''حنفی'' بنایا۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات

ہمیں تو کئی شکر ادا کرنے پڑتے ہیں اللہ کے (کیونکہ) اللہ کے انعام ہم پر

زیادہ ہیں نا؟ ہمارے نبیؐ سارے نبیوں سے افضل...... ٹھیک ہے بات یا غلط؟......

ایک دن صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضرت سارے ہی اپنے پیر، استاذ، نبی کو اونچا کہا کرتے ہیں تو کوئی عام فہم سی دلیل ہمیں بتادیں کہ ہم دلیل سے بتا سکیں کہ ہمارے نبی سارے نبیوں سے افضل ہیں تو آپ نے دلیل کیا سمجھائی کہ باقی نبی ایک ایک علاقے کے نبی بن کر آئے تھے مجھے خدا نے ساری دنیا کا نبی بنا کر بھیجا ہے اور عقل میں بھی آتی ہے بات۔ ایک آدمی ایک مسجد خانپور میں بنادے جتنے لوگ نماز پڑھیں گے اس کا اتنا اجر ملے گا یا نہیں (ملیگا...... سامعین) اور دوسرا دنیا کے ہر شہر میں ایک مسجد بنا دے تو اس کا ثواب زیادہ ہوگا یا اُسکا...(اسکا...... سامعین) جو زیادہ ہے...... اب ساری دنیا میں جس نبی کے امتی ہیں اور ایک نبی کے امتی ایک علاقے میں تو افضلیت کن کو ملے گی جو ساری دنیا کے نبی ہیں...... حضرت نے دلیل سکھائی۔ یہ دلیل مضبوط ہے یا کمزور؟ (مضبوط...... سامعین)۔ شک تو نہیں اس دلیل میں؟ (نہیں...... سامعین)۔

اسی لئے میں عرض کرتا ہوں ہمارے نبیؐ بھی ساری دنیا کے نبی اور ہمارے امامؒ بھی ساری دنیا کے امامؒ۔ امام شافعیؒ کے مقلدین اور ایک دو علاقے میں ملیں گے ساری دنیا میں نہیں ملیں گے۔ امام مالکؒ کے مقلدین ایک دو علاقے میں ملیں گے ساری دنیا میں نہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کے مقلدین ایک آدھ علاقے میں ملیں گے ساری دنیا میں نہیں ملیں گے۔ لیکن وہ امامؒ جسکے مقلدین سے دنیا کا کوئی علاقہ ہی خالی نہیں۔ وہ ایک ہی امام ہے۔ ”سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ“۔

وسوسے ڈالنے کا انداز

تو ہم تو مسلک حقہ پر الحمدللہ قائم ہیں۔ لیکن آج دور ہے وسوسوں کا اور وسوسے ڈالنے کے عجیب وغریب انداز ہوتے ہیں ایک بے چارہ نوجوان ہمارا دوکان دار نماز ظہر کی پڑھ کر نکلا۔ سامنے سے ایک صاحب ملے آپ کہاں سے آئے ہیں؟

جی نماز پڑھ کے آیا ہوں۔

(اس نے پوچھا): جماعت سے پڑھی اکیلے؟

(جواب دیا): جی جماعت سے پڑھی ہے۔

(اس نے پوچھا): فاتحہ پڑھی تھی' پیچھے؟

(جواب دیا): جی میں نے تو نہیں پڑھی۔

اب جلدی سے وہ آدمی (سوال پوچھنے والا) خود کاغذ لے کر لکھ لے گا کہ اس سے پتہ چلا کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہوجاتی ہے۔ یہ خود لکھ لے گا۔ حالانکہ ہم نہیں کبھی نہیں کہا۔ اب وہ کہے گا کہ میں اپنے مولوی صاحب سے وہ حدیث لاتا ہوں جس کا ترجمہ ہوگا کہ ”فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی“۔

اور تو وہ حدیث لکھوائے گا جس کا ترجمہ ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہوجاتی ہے۔ اب وہ بے چارہ آئے گا بھئی ایسی کوئی حدیث لکھ دو۔ ہم کہتے ہیں کہ بھئی ہم جو دعویٰ کرتے ہیں اس کی دلیل کے ذمہ دار ہیں یا جو ہم پر ٹھونسا جائے اس کے ذمہ دار ہیں۔ پہلے ہم سے بات تو سنو ہم کہتے کیا ہیں؟ ہم کہتے ہیں جس طرح سنن کبریٰ بیہقی کی ج ۳،ص ۱۹۶ اور مدونۃ الکبریٰ ج ۱،ص ۷۰، میں حدیث موجود ہے کہ حضرت پاک نے فرمایا۔

لاجمعة الابخطبة

”خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا“۔

آپکے ملک میں کوئی مسجد ہے جہاں خطبہ کے بغیر لوگ جمعہ پڑھتے ہوں۔ آپ یہ مسئلہ مانتے ہیں کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا (جی...... سامعین) جو مانتے ہیں ذرا ہاتھ کھڑا کریں مجھے پتہ چل جائے (جزاک اللہ' ماشاء اللہ ٹھیک ہے) اچھا اب وہ ہاتھ کھڑا کریں جنکو خطبہ یاد ہے۔ بھئی آپ باقی لوگ (جنہوں نے ہاتھ کھڑے نہیں کئے) جمعہ نہیں پڑھتے؟ (پڑھتے ہیں...... سامعین) آپ نے دیکھو مانا ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا تو آپ کا تو جمعہ نہیں ہوتا نا پھر؟ ......جی...... ہوتا ہے جمعہ؟ کیسے ہوجاتا ہے (سامعین...... امام پڑھتا ہے) وہ امام اپنے لئے پڑھتا ہے تمہارے لئے تھوڑا پڑھتا ہے۔ بھئی عجیب بات ہے کہتے ہیں امام پڑھتا ہے۔ امام پڑھتا ہے۔

ایک مناظرہ کا واقعہ

سرحد میں نجف پور کے علاقے میں ہم گئے۔ اسی مسئلہ (فاتحہ خلف الامام) پر مناظرہ تھا۔ اے سی صاحب بھی پہنچ گئے انہوں نے آ کر دونوں طرف کے علماء کو ایک کمرہ میں اکٹھا کرلیا اور کہنے لگے کہ علماء کا تو کام یہ ہے کہ وہ ملک میں امن قائم کریں آپ یہاں قتل کروانے آ گئے ہیں۔ میں نے کہا بات یہ ہے کہ جب دو آدمی یا دو فرقے لڑ پڑیں نا تو لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے یہ غلط ہے، کوئی کہتا وہ غلط ہے، کوئی کہتا ہے دونوں ہی غلط ہیں۔ یہی ہوتا ہے نا؟...... لیکن آپ تو جج ہیں جج تو پتا لگا لیا کرتا ہے کہ کون غلط ہے۔ ان کے یہ اشتہار چھپے ہوئے ہیں کہ:

''حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی''

ان کی تقریریں ہیں کہ:

''حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی''

ہم نے کبھی ان کی نماز پر کوئی ایسا تبصرہ نہیں کیا' یہ اشتہار ان کے موجود ہیں ہم تو یہ بتانے آئے ہیں اپنے (حنفی) ساتھیوں کو کہ بھئی (ہماری نمازیں) ہوجاتی ہیں۔ ہماری ہوجاتی ہے۔ کیا اس سے قانون ہمیں روکتا ہے؟ کہ ہم کہیں کہ ہماری (نماز) ہوجاتی ہے۔ قانون روکتا ہے؟ (نہیں روکتا......سامعین) شریعت روکتی ہے؟ (نہیں روکتی......سامعین) میں نے کہا یہ جو رات دن کہتے ہیں (اور) اشتہار پھیلاتے ہیں......تو ان کے وہاں امیر جماعت کا نام ہے ''راجہ افتخار احمد''...... اس نے کہا اے سی صاحب میرے تو سر میں درد ہے تین رات سے سویا نہیں...... میں نے کہا خیر تو تھی؟ (کہنے لگا) بس جی یہ مناظرہ کا جو شور پڑ گیا۔ میں نے کہا راجہ صاحب دس سال سے آپ کے اشتہار اس علاقے میں مسجدوں میں لگائے جا رہے ہیں' حنفیوں میں بانٹے جا رہے ہیں۔ اس دن آپ یہ اشتہار لے کر اے سی صاحب کے پاس چلے جاتے کہ میری جماعت ایک فتنہ کھڑا کر رہی ہے' اور یہاں لڑائی ہوجائے گی۔ اس کو

سمجھاؤ تو میں سمجھتا کہ آپ انصاف والے آدمی ہیں دس سال تو آپ خود لگاتے رہے اشتہار یہ...... آج جب پتا چلتا تھا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیا ہے تو آج آپ کو ڈی سی صاحب اور اے سی صاحب کی کوٹھیوں کے طواف یاد آئے۔

دھوکہ دینے کا انداز

اصل میں اسکی اگلی بات آپ کو سنانا چاہتا ہوں کہ ان کے ان پڑھ آدمی بات کیسے کرتے ہیں اس نے کہا اے سی صاحب! اللہ کی قسم ہمیں حنفیوں سے کوئی عناد اور ضد نہیں...... بات یہ ہے کلمہ یہ بھی اللہ کے نبیؐ کا پڑھتے ہیں ہم بھی اللہ کے نبیؐ کا پڑھتے ہیں...... لیکن اس کے بعد ہم کہتے ہیں جس کا کلمہ پڑھو بات بھی اسی کی مانو...... یہ کہتے ہیں نہیں کلمہ ہم نبی پاک کا پڑھیں گے بات ابوحنیفہؒ کی مانیں گے۔ امام ابوحنیفہؒ (کے بارے میں) کہتا ہے' تھے بڑے نیک آدمی' لیکن ان کو حدیثیں نہیں ملی تھیں۔ اس لئے ان کی نیکی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے وہ یہ فرما گئے تھے کہ بھئی جب صحیح حدیث مل جائے تو مان لینا۔ اب ہم ان کو صحیح حدیث دکھاتے ہیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور (ساتھ) یہ کہتے ہیں اگر آپ اس کو مان لیں گے تو اللہ کے نبیؐ بھی راضی ہوجائیں گے آپکے امامؒ بھی راضی ہوجائیں گے۔ اگر آپ نہ مانیں گے اللہ کے نبیؐ بھی ناراض ہوجائیں گے آپ کے امامؒ بھی ناراض ہوجائیں گے۔ اب دیکھو اسکی بات کا انداز کیسا تھا۔

اے سی صاحب نے (مجھ سے) پوچھا آپ اللہ کے نبیؐ کی احادیث کو نہیں مانتے؟ میں نے کہا جی مانتے ہیں لیکن ان کی طرح ادھوری نہیں مانتے پوری مانتے ہیں۔ کہنے لگے ادھوری پوری کا کیا مسئلہ ہے۔ میں نے کہا وہ ابھی آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گا میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں۔

(اے سی کہنے لگا) میں کوئی مولوی صاحب ہوں؟

میں نے کہا کئی مسئلے ہر مسلمان کو آتے ہیں۔ میں نے یہی کہا کہ مسئلہ یہ ہے کہ ''خطبے کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا'' آپ یہ مانتے ہیں مسئلہ؟...... اے سی صاحب

کہنے لگے بالکل مانتا ہوں تو میں نے کہا آپ جمعہ پڑھتے ہیں؟...... (کہنے لگے) جی پڑھتا ہوں۔ میں نے کہا ذرا خطبہ سنا دیں پھر آج؟ کہتا ہے میں اے سی ہوں خطیب تھوڑی ہوں۔

میں نے کہا پھر خطیب نے جمعہ اپنا پڑھنا ہے آپ نے اپنا پڑھنا ہے (کہنے لگا) میں بہرا تھوڑی ہوں مجھے اس کی آواز نہیں سنائی دیتی تو میں نے کہا بے چارے حنفی بہرے ہیں ان کو اپنے امام کی قرأت نہیں سنائی دیتی...... تو میں نے کہا اچھا آپ کے کان بند کرتا ہوں' (کہنے لگا) وہ کیسے؟ میں نے کہا آپ دیر سے آئے پچھلی صف میں بیٹھے جمعہ میں' ادھر خطبہ شروع ہوا ادھر بجلی غیر مقلد ہوگئی (یعنی چلی گئی) اسپیکر بند ہوگیا۔ تو اب پچھلوں کو آواز سنائی دے گی خطیب کی؟ تو مسئلہ تو یاد ہے نا کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا تو میں نے کہا آج تو آپ پھر پڑھیں گے نا کیونکہ آپ کو آواز سنائی نہیں دے رہی؟...... کہنے لگا نہیں میں آج بھی نہیں پڑھوں گا میں نے کہا کیوں؟ اب تو آواز سنائی نہیں دیتی؟ کہنے لگا نظر تو آرہا ہے نہ کہ خطیب کھڑا ہے (اور) پڑھ رہا ہے کچھ۔ میں نے کہا بے چارے حنفیوں کو نہیں پتا کہ ہمارا امام بھی مصلی پر کھڑا ہے۔ میں نے کہا اچھا میں آپ کی آنکھیں بند کرتا ہوں...... (کہنے لگا) وہ کیسے؟ میں نے کہا آپ اس وقت جمعہ کے لئے تشریف لائے جب خطیب خطبہ (ختم) کرکے جمعہ پڑھا رہا ہے۔ آکر آپ نماز میں شریک ہوئے آپ نے خطیب کا خطبہ کانوں سے سنا؟ کہنے لگا نہیں...... میں نے کہا آنکھوں سے خطبہ پڑھتے دیکھا؟ کہنے لگا نہیں...... میں نے کہا آج تو پھنسے ہیں نا پھر؟ (اور) مسئلہ آپ کو یاد ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ اب تو پہلے بیٹھ کر خطبہ پڑھیں گے پھر جماعت میں ملیں گے نا؟ کہنے لگا نہیں' نہیں پورا مسئلہ یوں ہے کہ:

> ''خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ لیکن خطیب کا پڑھا ہوا خطبہ سب کی طرف سے ہوجاتا ہے' کسی کو آواز سنائی دے یا نہ سنائی دے یا کوئی بعد میں ہی جماعت میں ملے اس کی طرف سے بھی خطبہ ہوجاتا ہے''

غیر مقلدوں کو لاجواب کرنے کا طریقہ

اور کوئی ایک آدمی باہر جاکر نہیں کہتا کہ میں بغیر خطبے والا جمعہ پڑھ کر آیا ہوں...... کوئی کہتا ہے؟...... غیر مقلد بھی خود خطبہ نہیں نا پڑھتے؟...... تو اس کا حل یہی ہے یہ جمعہ پڑھ کر نکلیں:

آپ ایک نوجوان کو پوچھیں	:	آپ جمعہ پڑھ آئے ہیں؟
وہ کہے گا	:	جی پڑھ آیا ہوں۔
آپ پوچھیں	:	خطبہ آپ نے خود پڑھا تھا؟
وہ کہے گا	:	نہیں

تو جلدی سے آپ بھی کاغذ پر لکھ لیں کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ ہوجاتا ہے۔ اور پوچھ کر آئیں کہ حضور پاک ﷺ نے کتنے جمعے بغیر خطبہ کے پڑھائے تھے۔ اور میں یہ حدیث لاتا ہوں کہ ''خطبے کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا''۔ میں نے کہا اے سی صاحب مسئلہ یہاں بھی پورا یہی ہے۔ کہ فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن کا نہ پڑھایا جائے تو نماز نہیں ہوتی لیکن نماز باجماعت میں امام کا پڑھا ہوا قرآن سب کی طرف سے ہوجاتا ہے۔ کسی کو آواز سنائی دے یا نہ دے یا کوئی رکوع میں ہی ملے...... جو رکوع میں ملا اس نے امام کی فاتحہ سنی؟...... اپنی پڑھی؟...... لیکن اجماع ہے چاروں ائمہ کا کہ اسکی رکعت ہوگئی...... احادیث سے بھی ہے ثابت ہوتا ہے کہ اسکی رکعت ہوگئی...... تو میں نے کہا یہ جھگڑا بارہ سو سال ہمارے ملک میں نہیں پڑا کیوں؟ ہمارے علماء مسئلہ پورا سمجھا دیا کرتے تھے۔ یہ جب سے ادھورا سمجھانے والے آگئے ہیں ہر مسجد میں لڑائی ڈال دی ہے انہوں نے۔ تو جھگڑا صرف اتنا ہے...... اس کے بعد اے سی صاحب نے راجہ صاحب (غیر مقلد مناظر) سے پوچھا کہ:

اے سی صاحب: راجہ صاحب! دیکھو امین صاحب نے کیسی عام فہم انداز میں بات سمجھا دی ہے۔ آپ کو مسئلہ سمجھ آگیا ہے؟

وہ کہتا ہے: نہیں جی' مولوی کی مولوی ہی سمجھتا ہے ہمیں نہیں پتا چلا کیا کہا

ہے امین صاحب نے؟

میں نے (راجہ صاحب سے) کہا تجھے یہ جھوٹ یاد ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کو حدیث نہیں ملی۔ میں نے فوراً مسند امام اعظم ص ۵۸، نکال کر اے سی صاحب کے ہاتھ میں دی خود امام صاحبؒ یہ حدیث روایت فرما رہے ہیں کہ:

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نماز میں فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن کا نہ پڑھا جائے وہ نماز نہیں ہوتی۔"

میں نے کہا راجہ صاحب امام صاحبؒ یہ حدیث روایت فرما رہے ہیں اے سی صاحب آپ ذرا پڑھ کر سنا دیں انہیں اور اس نے یہ کہا کہ امام صاحب کو یہ حدیث نہیں ملی۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ امام صاحب اگلی حدیث بھی روایت فرما رہے ہیں:

"کہ جو امام کے ساتھ نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کی طرف سے بھی ہوجاتی ہے۔" (مسند امام اعظمؒ ...... ص ۶۱، موطا امام محمدؒ ...... ص ۶۹)

تو ہم یہ نہیں کہتے کہ قرأت کے بغیر نماز ہوجاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں امام کی قرأت مقتدی کی قرأت (شمار ہوتی ہے) جیسے خطیب کا خطبہ سب کی طرف سے...... مؤذن کی اذان پورے محلے کے لئے کافی ہے...... اقامت کہنے والے کی اقامت پوری جماعت کے لئے (کافی ہے)...... آپ کبھی نہیں کہتے ہم بغیر اقامت والی نماز پڑھ کے آئے ہیں۔ امام کا سترہ ساری جماعت کے لئے کافی ہے...... ایک امام کا سترہ سامنے ہو تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ ہماری نماز آج بغیر سترے کے ہوئی ہے۔

غیر مقلدوں کی دعا

آپ کے یہاں رمضان شریف میں ختم ہوتا ہے۔ قرآن پاک کا تراویح میں۔ تو آپ پھر بعد کیا دعا مانگتے ہیں جب ختم ہوتا ہے کہ "یا اللہ! قاری صاحب کا قرآن قبول کرلینا" یہی ہوتا ہے نا؟...... آپ کا تو قرآن نہیں ختم ہوا نا! (ہوا ہے...... سامعین)۔

اور غیر مقلد کیا دعا مانگتے ہیں کہ "یا اللہ! امام کا قرآن ہماری فاتحہ قبول کرلینا"۔

کیونکہ انہوں نے ۱۱۳ سورتیں نہیں پڑھیں نا تراویح میں...... نہیں پڑھیں نا؟...... اب ۱۱۳ سورتیں ان کے امام نے پڑھیں یہ بھی کہتے ہیں ہماری طرف سے ہوگئیں' کہتے ہیں نا؟ وہاں یہ نہیں کہتے کہ:

"یا اللہ! حافظ صاحب کا سارا قرآن قبول کرلینا یا اللہ! ہماری صرف فاتحہ ہی کرنا قبول۔ کیونکہ ہم نے پیچھے صرف فاتحہ ہی پڑھی ہے اور کچھ پڑھا نہیں ہے۔"

اگر ۱۱۳ سورتیں امام پڑھے وہ سب کی طرف سے ہوجاتی ہیں تو بھی ایک سو چودھویں سورۃ کیوں نہیں ہوتی؟

حدیث کا مذاق

اب دیکھئے یہ تو تھی بات حدیث پاک کی۔ ایک جگہ مناظرے میں ان کے گستاخانہ انداز پر بات یاد آگئی۔ میں نے جب یہ حدیث (متذکرہ) پیش کی تو ان کا مناظر کہنے لگا کہ "یہ اللہ کے نبی کی حدیث ہے؟"

میں نے کہا: بالکل؟

کہنے لگا: میں قیاس کروں؟

میں نے کہا: نہ۔

کہنے لگا: کیوں؟

میں نے کہا: ہمارے امامؒ فرماتے ہیں کہ حدیث آجائے تو قیاس نہیں کرنا چاہئے۔

کہنے لگا: میں کرونگا۔

میں نے کہا: تیری مرضی ہوگی میرا امامؒ تو منع کرتا ہے۔

اب اندازہ لگاؤ بات رونے کی ہے اس نے قیاس کیا کیا؟

اس نے کہا: اگر امام کی قرأت سب مقتدیوں کی قرأت ہے تو پھر میرا قیاس ہے کہ

امام کی بیوی بھی سب مقتدیوں کی بیوی ہے۔“ اور اس پر نعرے لگے ”مسلک اہلحدیث زندہ باد“ کسی کی پیشانی پر بل نہیں آیا۔ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث کا مذاق اڑانے پر۔

میرا جواب

میں نے کہا بھئی دیکھو ہمارے ہاں وقت ضرورت قیاس ہوا امامؒ نے کئے اور ہم ان پر عمل بھی کر رہے ہیں۔ آپکے مولوی نے آج پہلا ہی قیاس کیا ہے اس پر عمل ضرور ہو جائے۔ اس بیچارے کو یہی حسد ہے کہ ابو حنیفہؒ کے اتنے قیاسوں پر امت عمل کر رہی ہے۔ اور میں نے آج ایک ہی قیاس کیا ہے اور کسی نے اس پر عمل نہیں کیا...... اب ایک طرف سے ایک غیر مقلد اٹھا ایسی بات نہ کرو میں نے کہا بے غیرت بیٹھ جا! اللہ کے نبی کی حدیث کا مذاق اڑایا ہے تجھے غیرت نہیں آئی اب میں نے صرف یہی کہا کہ تیرے مولوی کا قیاس ہے اس پر عمل کرنا چاہئے اب تجھے غیرت آئی مولوی کے بارے میں اللہ کے نبی کے بارے میں تجھے غیرت نہیں آئی؟ تو مقصد یہی ہے کہ یہ بے چارے احادیث ادھوری بیان کرتے ہیں پوری بیان نہیں کرتے۔

چھ نمبر

آپ کے یہاں تبلیغی جماعت ہے؟ (جی بالکل ہے...... سامعین)

چھ نمبر بھی یاد ہیں؟...... (جی یاد ہیں...... سامعین)

بس پھر ان کے بھی چھ نمبر بھی یاد کرلیں ختم کرتا ہوں حضرت کا بیان مفصل ہوگا۔ (انشاء اللہ)

ایک بے چارہ طالب علم تھا پڑھنے کہیں گیا حنفیوں کے مدرسہ میں۔ اب وہاں جب پڑھنا پڑتا تھا یہ صرف یاد کرو یہ نحو یاد کرو یہ بڑا تنگ آیا کہنے لگا کوئی ایسا مدرسہ ہو جہاں بغیر پڑھے سند ملتی ہو۔ اب بے چارہ (مدرسے کے باہر) بیٹھا ہے۔ کوئی غیر مقلد گزرا کہنے لگا یہاں کیسے بیٹھے ہو؟...... اس نے کہا مدرسے والے پڑھاتے ہیں میرا پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ گھر والے تنگ کرتے ہیں پڑھ کے آؤ، سند

لے کے آؤ...... اس (غیر مقلد) نے کہا پھر ہمارے یہاں آجاؤ وہ لے گیا اس نے سند لکھ دی یہ لے لو۔ اس نے کہا سند تو لکھ دی یہ تو مجھے پڑھنا بھی نہیں آتا کیا لکھا ہے اس میں؟ اس (غیر مقلد) نے کہا ہم اتنا لمبا چوڑا نہیں پڑھاتے بس چھ نمبر یاد کرلو۔ اس نے کہا جی کونسے؟

پہلا نمبر

اس نے کہا جی پہلا نمبر یہ ہے جب کسی سے ملو وہ جس حال میں ہو فوراً حدیث کا مطالبہ کردو اور کہو کہ حضرت! اس قسم کا رومال کس حدیث میں آتا ہے جی؟، یوں بیٹھنا کس حدیث میں آتا ہے؟ اس قسم کی ریڑھی کس حدیث میں آتی ہے؟ اس قسم کی عینک کس حدیث میں آتی ہے؟ اس طرح کی ٹیپ کس حدیث میں آتی ہے؟ اب وہ بے چارے (حنفی) بھاگے پھریں گے کہ مولوی صاحب حدیث نکال کے دو کوئی حدیث والا آگیا ہے۔ وہ حدیث کے بغیر بات ہی نہیں کرتا۔ اور تیرا کام ہوگا کہ گلی بازار میں کہے ”بس جی! امتیوں کی فقہ پڑھاتے ہیں کسی کو حدیث نہیں آتی میں نے حدیث پوچھی کوئی بتا سکا ہی نہیں“۔ اب اتنے کام کے لئے کسی علم کی ضرورت ہے؟ ہم چھ سال کے ایک بچے کو بھیج دیتے ہیں وہ بازار میں ہر ریڑھی پر ہاتھ رکھ کر پوچھ آئے گا کہ یہ ریڑھی کس حدیث میں آتی ہے؟

اس نے کہا یہ بات تو حضرت آپ نے گر کی بتائی میں تو کسی کو چین لینے نہ دوں کوئی میرے سامنے نہ کھڑا ہو کہ کھڑے ہونے کی حدیث پوچھے گا کوئی نہ بیٹھے کوئی کپڑا پہنے گا تو رنگ کی حدیث پوچھوں گا۔ یہ تو آپ نے ایسا کام بتایا کہ کسی کو اب میں چین سے بیٹھنے نہیں دوں گا۔

دوسرا نمبر

لیکن ایک دل میں خدشہ ہے تھوڑا (اس نے پوچھا کہ وہ کیا؟) کہ میں بھی آخر جا کر وہاں کوئی کام کروں گا یا نہیں؟ اگر کسی نے مجھ سے پوچھ لیا کہ یہ (تیری عینک) کس حدیث میں ہے پھر؟ اس نے کہا ڈرتے کیوں ہو۔ دوسرا نمبر یاد کرلو۔ جی

کیا اس نے کہا جب تم سے کوئی پوچھے نا کہ یہ تمہاری عینک کس حدیث میں ہے تو فوراً جواب دینا۔

''کس حدیث میں منع ہے''۔

اور پورے علاقے میں شور مچا دینا کہ کچھ نہیں آتا حنفیوں کو۔ اس عینک کے ثبوت کی حدیث مانگی تھی۔ اس کے منع کی مانگی تھی نہ وہ ملی نہ یہ ملی۔

تیسرا نمبر

اس نے کہا یہ تو بات ٹھیک ہے لیکن ساری دنیا ان پڑھوں کی نہیں۔ مخزن العلوم اتنا بڑا مدرسہ ہے جہاں دورۂ حدیث بھی ہوتا ہے۔ اب میں کوئی ایسی بات پوچھ بیٹھوں جو بیچ بیچ حدیث میں مل جائے اور وہ حدیث لے آئیں تو یہ بتاؤ کہ مان لوں یا نہ؟ اس نے کہا ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ اس نے کہا پھر اب کیا کروں؟ تیسرا نمبر ایک انہیں بتادو کہ جس طرح رافضی ہزاروں صحابہؓ میں سے چار پانچ کو مانتے ہیں، ہم حدیث کی سینکڑوں کتابوں میں سے صرف چھ (کتابیں) مانتے ہیں باقی مانتے ہی نہیں۔ اب وہ (حنفی) طحاوی شریف لائیں گے تم فوراً کہنا یہ نہیں میں مانتا، یعنی کسی ایک حدیث کا انکار نہیں پوری کتابوں کا انکار۔ حالانکہ آپکے یہاں دورۂ حدیث شریف ہورہا ہے۔ کبھی کسی طالب علم نے یہ نہیں کہا کہ امام بخاریؒ شافعی تھے میں حنفی ہوں میں نہیں پڑھتا بخاری...... کہا ہے کسی نے؟ کسی استاذ نے یہ نہیں کہا کہ ابوداؤد تو حنبلی تھے میں کیوں پڑھاؤں ابوداؤد؟ بھئی مؤطا امام مالک مالکی پڑھیں ہم کیوں پڑھیں؟ ہم کہتے ہیں حدیثیں تو اللہ کے نبی پاک کی ہیں نا ہمارے یہاں یہ ضد اور تعصب نہیں، یہ میر اور تیر نہیں کہ یہ حدیث میری ہے اور وہ تیری ہے۔

ایک لطیفہ

وہ کہتے ہیں ایک پیر صاحب تھے ان کے مرید گاؤں میں رہتے تھے، آپس میں دونوں مرید لڑ پڑے، پیر صاحب بے چارے آگئے۔ جو پہلے گھر مرید کا آیا تا وہاں چلے گئے وہ لڑے ہوئے تھے دونوں...... تو کسی نے (دوسرے مرید کو) بتایا کہ

حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں...... تو سارا ثواب تو خدمت کا وہ کمارہا ہے۔ اس نے کہا پیر صاحب تو ہماری مشترکہ جائیداد ہیں چلو میں بھی جاتا ہوں۔ یہ گیا تو وہ (مرید جس کے گھر پیر صاحب تھے) ایک ٹانگ دبا رہا تھا حضرت کی۔ دوسری ٹانگ فارغ تھی جلدی سے اس نے یہ (والی ٹانگ) دبانی شروع کردی۔ لیکن ذرا تیزی میں جو بیٹھا نا تو اس کی انگلی اس ٹانگ کو لگ گئی جس کو دوسرا (مرید) دبا رہا تھا، اس نے یہ سمجھا کہ اس نے میرے حق میں دست اندازی کی ہے اس نے پیر صاحب کی اس ٹانگ پر زور سے مکا مارا تو کون ہوتا ہے میری ٹانگ کو انگلی لگانے والا؟...... یہ اٹھا ڈنڈا لے آیا اور (پیر صاحب کی اس ٹانگ پر) زور سے ڈنڈا مارا کہ تو کون ہوتا ہے میری ٹانگ پر مکا مارنے والا؟

اب وہ اٹھ کے کلہاڑی لے آیا اللہ کی قسم آج شریف کی ٹانگ نہیں رہنے دونگا کاٹ کے چھوڑونگا۔ اب پیر صاحب بے چارے ہاتھ جوڑیں کہ خدا کا واسطہ ٹانگ میری ہے اللہ کے واسطے معاف کردو (ٹانگ میری ہے) وہ کہتا ہے نہیں نہیں یہ شریف کی ٹانگ ہے ہم کاٹ کے چھوڑینگے۔ غیر مقلد کہتا ہے۔ بے شک طحاوی شریف میں نبی پاکؐ کی حدیثیں ہیں لیکن لکھنے والا حنفی ہے، یہ شریف کی ٹانگ ہے ہم اس کو کاٹ کے چھوڑیں گے۔ مؤطا امام محمد میں بے شک حدیثیں اللہ کے نبی پاکؐ کی ہیں لیکن یہ شریف کی ٹانگ ہے ہم اس کو کاٹ کے چھوڑیں گے...... یہ میر اور تیر کے لئے تیسرا نمبر رکھا ہوا ہے۔ کتابوں کا انکار ہورہا ہے۔ اور ہمارے بعض دوست آتے ہیں جی یہ کتاب وہ نہیں مانتے اس سے حدیث نہ دکھاؤ...... کیوں نہ دکھائیں؟ ہم ان کے لئے اپنے نبیؐ کی حدیثوں کا انکار کریں۔ میں کہتا ہوں جس کی نہ مانیں اس کی پہلے دکھاؤ تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ لوگ منکرین حدیث میں سے ہیں۔ آپ حدیثیں پڑھیں بار بار اس کتاب سے۔ آپ حیران ہونگے کہ اٹھ کر بھاگے گا۔ حدیث سن کر، تو کتنے نمبر ہوگئے۔ (تین...... سامعین)

غیرمقلدوں کا حال

ہمارے ضلع اوکاڑہ میں ایک ہائی اسکول ہے اس کے ہیڈ ماسٹر صاحب بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ بے چارے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ پانچ ٹیچر غیر مقلد ہیں (اسکول میں) چار تو فارغ التحصیل عالم۔ اور پانچواں بے چارہ کلین شیو ہے سائنس ٹیچر...... ہمارا ایک بے چارہ چلا گیا تبلیغی جماعت والا یٰسین تائب اسکا نام ہے۔ وہ ہیڈ ماسٹر کو رائیونڈ لے گیا۔ دو چار دن بھی لکھوا دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہیڈ ماسٹر صاحب پکے پانچ وقت کے نمازی بن گئے (سبحان اللہ...... سامعین) اب ایک تو ہے نا تبلیغی جماعت کا کام کہ جو نماز نہیں پڑھتے ان کو کہنا بھئی نماز پڑھو۔ کھیتوں میں بے چارے پھر رہے ہیں۔ جی آپ کہاں؟

وہ بے چارہ مسلمان تھا' کلمہ پڑھتا تھا لیکن نماز میں سستی ہوگئی تھی ہم یاد دلانے گئے تھے۔ دوکان پر کھڑے ہیں' مکان پر کھڑے ہیں (اور دعوت دے رہے ہیں)...... تو آپ کے علاقے میں غیر مقلد بھی آ کر در در جاتے ہیں بے نمازیوں کے پاس...... نہیں! ان کا کام بعد میں شروع ہوتا ہے...... جب شروع کردی کسی نے نماز یہ آجاتے ہیں۔ تیری نہیں ہوتی...... تیری نہیں ہوتی...... تیری نہیں ہوتی...... ان (تبلیغ والوں) کا کام ہے بے نمازی کو نماز پر لگانا اور ان (غیر مقلدوں) کا مشن ہے کہ نمازی کے دل میں اتنے وسوسے ڈالنا کہ وہ بے چارہ چھوڑ ہی جائے کہ نہیں ہوتی تو کیا کریں؟ ان کا الٹ مشن ہے۔

تو اب وہ ہیڈ ماسٹر صاحب تو نماز پڑھنے لگے۔ اب آگئے یہ! ہیڈ ماسٹر صاحب آپکی تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ آپ کا جی وضو نہیں ہوتا۔ "صلوٰۃ الرسول" آ گئی، صادق سیالکوٹی کی۔ ادھر سے جناب کئی کتابوں کا ڈھیر لگ گیا۔ اب بیچارے (ہیڈ ماسٹر صاحب) کو نیا نیا شوق ہوا تھا دین کی کتابیں پڑھنے کا۔ اس نے پڑھنی شروع کردیں۔ ایک دن مولوی یٰسین تائب سے کہنے لگا کہ یٰسین! بھئی میں تیرا شکر گزار تو بہت ہوں۔ کہ تو نے نماز پر لگا دیا۔ لیکن اب میں آگے جا رہا ہوں ذرا۔ کہا آگے

کدھر؟ دیکھو کتنی کتابیں ہیں حدیث کی۔ اس نے دیکھا اور کہا دو چار دن نہ جائیں ہم امین صاحب کو بلاتے ہیں...... (ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا) جلدی بلاؤ پھر۔ میں گیا۔ انہوں نے "صلوٰۃ الرسول" نکال کر رکھی ماسٹر صاحب نے، سارے ٹیچر بھی بیٹھے تھے اور کہا:

صلوٰۃ الرسول کا حال

یہ جو حدیث ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ اس میں نسائی شریف کا حوالہ بھی تھا۔ میں نے نسائی کھول کر سامنے رکھی میں نے کہا صادق صاحب نے جو آخری جملہ لکھا ہے نا اس میں......

فانه لاصلوة لمن لم يقرأ بها

یہ نسائی میں نہیں ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کہنے لگے ایسا ہوسکتا ہے؟ میں نے کہا ہوگیا ہے ہوسکتا ہے کیا؟ اب وہ دیکھیں دونوں طرف کتاب کو (اور غیر مقلد مولویوں سے پوچھیں) مولوی صاحب یہ کیا ہے۔ اتنا دھوکہ؟...... میں نے کہا یہ تو اسکا کام ہے جسکا نام صادق ہے۔ جن کا نام ہی کچھ اور ہو پتا نہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ جس کا نام صادق ہے اس نے تو یہ کام کیا ہے نا؟ پھر میں نے کہا بین السطور میں لکھا ہے "نافع بن محمودؒ" کے بارے میں کہ مستور ہے اس کا پتہ نہیں' اس کے حالات پردۂ خفی میں ہیں کہ یہ قابل اعتماد ہے بھی یا نہیں؟ جو بات یہاں ہے وہ لکھی نہیں اور جو نہیں ہے وہ لکھ دی میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب سے کہا جہاں (نسائی میں) یہ روایت ہے نا اس کے بعد کیا ہے:

باب تاويل قوله تعالىٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له
وانصتوا لعلكم ترحمون

اور آگے (اس باب کی تفسیر میں حدیث شریف):

واذا قرأ فانصتوا...... (نسائی شریف......ج۱ ص۱۰۷)

اس کی تشریح:...... میں نے کہا اگر بالفرض وہ حدیث صحیح بھی ہو (جو صلوٰۃ الرسول میں

درج ہے) تو یہ آیت اس کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اب وہ بڑا حیران ہیڈ ماسٹر...... اب چاروں (غیر مقلد) مولوی بیٹھے ہیں سامنے انکے (وہ کہیں) بھئی یہ بتاؤ یہ کیا ہے؟...... میں تو سوچ بھی نہیں سکتا ایسی بات۔ اگر کتابیں سامنے نہ ہوتیں تو میں کبھی امین کی یہ بات نہ مانتا کہ اس طرح کا دھوکہ ہوا ہے۔

وہ سائنس ٹیچر تھا نا وہ ذرا ان مولویوں کے پیچھے بیٹھا تھا وہ ان مولویوں کو (انگلی مار مار کر کہے) جواب دو جواب!...... جواب دو جواب!...... اب وہ بے چارے جواب کیا دیں کتابیں سامنے رکھی ہیں۔ تو وہ پیچھے منہ کر کے کہنے لگے چھوڑو یار تجھے پتا تو ہے نہیں۔ لیکن وہ (مسلسل کہے) جواب دو جواب...... آخر جب دیکھا نا کہ ان کو کوئی بات نہیں آتی تو مجھے کہنے لگے۔ مولوی صاحب اصل بات یہ ہے کہ ہمارے مولوی صاحبان صرف چھ کتابیں پڑھتے ہیں آپ تو پتا نہیں کہیں سے چھ سو کتابیں پڑھ کر آگئے ہیں۔ میں نے کہا یہ کتاب ان چھ میں سے ہی ہے۔ نسائی انہی میں سے ہے نا؟ اب وہ (سائنس ٹیچر کہتا ہے):

''کوڑھیو توانو چھ وی نہیں آندیاں''۔

تو تیسرا نمبر ہے یہ کہ ہم چھ کتابیں مانتے ہیں اور نہیں مانتے اس نے کہا حضرت کوئی اگر ان چھ میں سے ہی حدیث لے آئے تو کیا کروں۔ مان لوں؟ کہا نہیں۔ اب کیا کروں جی؟

چوتھا نمبر

فوراً ایک شرط لگادو کہ یہ لفظ ہوگا تو میں مانونگا ورنہ میں نہیں مانونگا...... اس شرط کے مطابق حدیث (لاؤ) گویا اللہ تعالیٰ اور اللہ کے پاک پیغمبرؐ، کو مشورہ دیا جارہا ہے کہ یا اللہ دین کا مسئلہ پوچھنا ہو تو لفظ ہم سے پوچھنا ورنہ آپ نے اپنی طرف سے کوئی لفظ بول دیا تو ہم نہیں مانیں گے پیغمبر پاک ﷺ کو بھی مشورہ دیا جارہا ہے کہ حضرت آپ نے بھی کوئی مسئلہ بتانا ہو تو فقرہ ہم سے پوچھ لینا اگر وہی فقرہ جو ہم نے لکھا ہے وہ آپ بیان نہیں فرمائیں گے تو ہم مانیں گے ورنہ ہم نہیں مانیں گے۔ تو

یہ اللہ کے نبیؐ کی حدیث (پر) نہیں (بلکہ) اپنی شرط پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو بھی شرط لگا دیں۔ یہ لفظ ہونا چاہئے۔ انکے اشتہار کو دیکھیں اس میں شرطیں لگی ہوتی ہے...... ایسی شرط لاؤ...... ایسی شرط لاؤ ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟ میں خود جب غیر مقلد تھا کوئی بیس حدیثیں سنا دے میں حدیث نہیں سنتا تھا یہ صرف انگلی ہوتی تھی کہ یہ لفظ آیا ہے...... یہ نہیں آیا...... نہیں آیا...... میری تسلی نہیں ہوئی...... نہیں آیا...... نہیں آیا...... چلا گیا۔ تو چوتھا نمبر کیا ہے شرط لگادو۔ ٹھیک ہے۔

پانچواں نمبر

اس نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے کہ میں اتنا پڑھا ہوا تو نہیں' میں نے شرط بھی لگا دی اور اتفاق سے انہیں کتابوں میں حدیث بالکل انہی لفظوں میں مل گئی اسی شرط کے مطابق مل گئی اب کونسا طریقہ رہ گیا ہے انکار کرنے کا۔ اس نے کہا کیوں خواہ مخواہ حنفیوں سے پڑھ کر آگئے ہو دو حرف اور آپ حدیث ماننے کیلئے تیار بیٹھے ہیں...... پوچھا جی اب کیا کریں شرط پوری ہوگئی ہے۔ فرمایا پانچواں نمبر یاد کرلو۔ وہ کیا؟ کہ جب کوئی اور سہارا نہ رہ جائے انکار حدیث کا تو پھر تین مرتبہ کہنا ہے۔

ضعیف ہے...... ضعیف ہے...... ضعیف ہے۔

وہ میں اٹک میں گیا نا تو وہاں تقریر کے بعد ایک غیر مقلد بے چارہ بابا پٹھان بوڑھا...... اور وہاں ''ض'' ''ڈ'' کا جھگڑا پڑ جاتا ہے نا...... وہ آ بیٹھا اور کہے ڈویف ہے...... ڈوی...... ڈوی...... ڈویف ہے۔

مجھے سمجھ نہ آئے یہ کیا کہہ رہا (ہے) جب اس نے تیسری مرتبہ کہا نا ''ڈویف'' ہے، پھر مجھے سمجھ میں آیا اوہو! یہ تو بے چارہ پانچواں نمبر سنا رہا ہے اپنا۔ تو کتنے نمبر ہوگئے؟...... (پانچ...... سامعین) اس نے کہا حضرت! اب تو ماشاء اللہ جبرئیل فرشتہ بھی آجائے تو مجھ سے حدیث منوا نہیں سکتا۔ کچھ بھی نہیں۔

غیر مقلدین کا حدیث سے بغض

میں نے الیاس فیصل کی چالیس حدیثیں ہیں نماز سے نکالی ہوئی۔ وہ لاکر تقسیم کرائیں

اوکاڑہ میں۔ ایک دوکان دار تھا اس کے ادھر بھی غیر مقلدوں کی دوکان...... ادھر بھی......اور وہ روز کہتے تھے۔ رفع یدین نہ کرنے کی کوئی حدیث نہیں۔ اس نے پڑھی اس نے کہا یہ دیکھو تم کہتے تھے (کوئی حدیث نہیں) دو حدیثیں لکھی ہیں۔ اب وہ کیا دکھا رہا ہے؟ (حدیث......سامعین) وہ دوکاندار کہتے ہیں تمہاری فقہ میں یہ لکھا ہے۔ اس نے کہا فقہ کی بات نہیں نبیؐ کی حدیث مان لو......نہیں مانتے ہم تمہاری فقہ میں یہ لکھا ہے۔ اس نے کہا میں نے تو فقہ پڑھی نہیں نا۔ تم پہلے کہتے تھے حدیث نہیں میں حدیث لایا ہوں۔ اب وہ سارے (دوکاندار) اکٹھے ہوئے بھئی کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ یہ کہتے ہیں ہم ہیں اہل حدیث...... میں کہتا ہوں حدیث مان لو یہ کہتے ہیں ہم نہیں مانتے یہ کیسے اہل حدیث ہیں؟ وہ میرے پاس آیا کہنے لگا مولوی صاحب! (میں نے حدیث دکھائی) ایک نے بھی نہیں مانی حدیث ایک نے بھی۔ میں نے کہا شاید آپ سمجھے ہوں یہ انکے دوکاندار تھے اسلئے نہیں مانی انکے مولوی بھی نہیں مانتے۔ مدرسہ میں جاکر دیکھ لو اب وہ چلا گیا مدرسے میں۔ شیخ الحدیث صاحب پڑھا رہے تھے حدیث' حنفیوں کو دیکھ کر پھر غصہ آجاتا ہے بے چاروں کو ادھر ہی شروع ہوگئے انہوں نے بیان شروع کیا کہ اللہ کے نبی پاکؐ کی حدیثیں محدثین نے اکٹھی کیں۔ ہزاروں میلوں کا سفر کیا' بھوکے رہے پیاسے رہے۔ کتنے ظالم ہیں یہ حنفی کہ حدیث مانتے نہیں۔ وہ بیٹھا سنتا رہا۔ جب درس ختم ہوا اس نے کہا حضرت آپ نے ماشاء اللہ بہت کچھ بیان کیا محدثین کی خدمات پر بڑی محنت کی۔ آج میں بھی چالیس حدیثیں سنانے لایا ہوں ذرا سن لینا۔ (شیخ الحدیث صاحب کہتے ہیں) نہیں پہلے مجھے دکھاؤ کون سی سنانی ہیں۔ اس نے کہا حدیثیں نبی پاکؐ کی ہیں آپ کے دستخطوں کی ضرورت نہیں۔ کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں نبیؐ کی احادیث سناؤں' میں نے اپنے نبی پاکؐ کی حدیثیں پڑھنی ہیں آپ کے کہنے سے میں باز تھوڑی آؤنگا۔ (شیخ الحدیث صاحب کہنے لگے) نہیں جو ہم نہیں سننا چاہتے وہ نہیں سنیں گے۔ اس نے کہا میں سنا کے جاؤنگا آج...... اس نے پہلی (حدیث) پڑھی' ان غیر مقلدوں نے پٹائی شروع کردی اب وہ حیران ہے کہ میں کوئی گالیاں نہیں دے رہا (بلکہ) نبی پاکؐ کی حدیثیں

سنا رہا ہوں اس نے مجھے آکر بتایا پٹائی تو میری خوب ہوئی لیکن میں بھی پوری چالیس (حدیثیں) سنا کر آیا ہوں۔ اور کہتا ہے کہ گالیاں شاید انہوں نے چار سو دی ہیں مجھے حدیث سن کر...... تو کتنے نمبر ہوگئے؟ (پانچ......سامعین)

اس نے کہا یہ پانچ نمبر تو ہوگئے حدیث کے انکار کرنے کیلئے اب کوئی مجھ سے حدیث منوا نہیں سکتا۔ اب ایک بات کا جواب سمجھا دیں کہ جو مخزن العلوم سے پڑھ کر گئے ہیں کوئی حدیث پڑھا رہا ہے' کوئی فقہ پڑھا رہا ہے' کوئی صرف نحو پڑھا رہا ہے میں کیا پڑھاؤنگا جاکے؟ اور تو کچھ ہے ہی نہیں نا۔ اس نے کہا چھٹا نمبر یاد کرلو۔

چھٹا نمبر

اس نے کہا جو کچھ وہ (حنفی) پڑھائیں کہہ دینا غلط ہے۔ وہ (حنفی) نماز پڑھیں کہہ دینا غلط ہے نماز...... وہ جمعہ پڑھیں کہہ دینا غلط ہے جمعہ...... وہ عید پڑھیں کہہ دینا غلط ہے عید...... وہ جنازہ پڑھیں غلط ہے جنازہ...... حدیث کے مطابق نہیں ہے۔

غیر مقلدین کے جنازے

حدیث کے مطابق کیسا ہے۔ عارف والے میں ان کے مولوی نے جنازہ پڑھایا۔ چھ مہینہ کی بچی تھی تو یہ جنازہ بلند آواز سے پڑھاتے ہیں نا۔ اس میں یہ دعا مانگی کہ یا اللہ اس کے پہلے خاوند سے اچھا خاوند دینا اب اس کو۔ اب بچی تھی چھ مہینے کی۔ ہمارا ایک شاگرد وہاں رہتا ہے بے چارہ وہ گھر سن رہا تھا آواز' وہ چلا گیا لڑکی کے والد کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے کہا بڑا افسوس ہوا بچی فوت ہوئی آپکی تو بچی کے پہلے خاوند کا نام کیا ہے؟ اس (لڑکی کے باپ) کا تو رنگ سرخ ہوگیا' اس نے کہا کیا بات کی ہے؟ شرم نہیں آتی چھ مہینے کی بچی کے خاوند کا نام لیتا ہے۔ اس نے کہا میں نے تو ایک کا لیا ہے اس (مولوی) نے تو دو کروادیے ہیں۔ اب وہ کہے یہ دعا پڑھی گئی ہے یا نہیں وہ مشکوۃ ترجمے والی لے گئے دیکھو کیا معنی لکھا ہے......اب وہ لڑکی کا باپ بڑا پریشان ہوا کہنے لگا مولوی صاحب یہ کیا کیا (مولوی نے کہا) ومیت

(حدیث) ہے...... ومیث (حدیث) ہے۔

اس نے کہا مولوی صاحب خدا کیلئے اپنی بچی کا بے شک تو چار (نکاح) کروانا تیسرے مہینے میں...... لیکن ہماری بچیوں کا ایسا جنازہ خراب نہ کیا کرو۔

تو چھٹا نمبر کیا ہے کہ جو کچھ حنفی کریں کہہ دینا غلط ہے۔

اب وہ بے چارہ سند لے کر پورے چھ نمبر سیکھ کر وہاں (گاؤں) آ گیا۔ جا کر جماعت کی طرح مسجد میں...... ہاں بھئی کسی نے مسئلہ پوچھنا ہو تو پوچھ لینا...... لوگ ہنسنے لگے بھئی یہ کوئی نیا ہی مولوی آ گیا ہے۔ آدھی رات کو، کبھی دوپہر کے وقت دروازہ بجا کر...... چوہدری صاحب!...... ہاں جی کیا...... میں حاضر ہوا تھا کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو پوچھ لینا۔ اس نے کہا بھئی تیرے علم کو دیمک لگ رہی ہے ضرورت ہوگی ہم خود پوچھ لیں گے۔ چین سے رہ۔ نیند ہماری حرام کردی تو نے۔ اس نے کہا اس طرح تو یہ مولوی قابو نہیں آئیں گے جب تک یہ نمبر استعمال نہ ہوئے۔

صبح جناب باہر گیٹ پر کھڑا ہوگیا۔ بچے بے چارے اسکول جانے والے نکل رہے تھے قرآن پڑھ کر۔ ایک کو بلا کر کہا ہاں بھئی کیا پڑھ کے آئے ہو جی قرآن پاک، کون سا پارہ، پندرہواں۔ کلمہ یاد ہے؟ جی یاد ہے سناؤ۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (اس نے کہا غلط ہے)۔

اب سارے علاقے میں شور مچ گیا بھئی مولوی صاحبان تو پہلے بھی پڑھ کے آتے رہے علاقے میں لیکن یہ مولوی صاحب کچھ زیادہ ہی پڑھ آئے ہیں چودہ سو سال والی نماز بھی غلط ہے۔ چودہ سو سال والا جمعہ بھی غلط ہے۔ چودہ سو سال والا کلمہ بھی غلط ہے۔ چودہ سو سال والا جنازہ بھی غلط ہے۔ کچھ زیادہ پڑھ گیا بے چارہ مولوی...... اب جناب مولوی صاحبان نے بھی توجہ کی پوچھیں تو سہی حضرت بات کیا ہے؟ اس نے کہا "مناظرہ" کرلو...... بے غیرت کو شہرت مقصد تھی نا...... مناظرہ کرلو۔ لوگوں نے کہا اچھا مناظرہ طے ہوگیا۔ ادھر جی ظاہر پیر سے بھاگے آرہے ہیں جی کہاں جارہے ہو۔ خانپور جارہے ہیں کیا بات ہے؟ جی مناظرہ ہے کس بات پر...... اس نے پوچھا بھئی کہ صحیح کلمہ کیا ہے۔

لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ

اب لوگ آ گئے ہاں جی حضرت کیا بات ہے مناظرہ کس بات پر ہے لوگ آرہے ہیں۔ جی مناظرہ اس بات پر ہے ایک مولوی صاحب نیا پڑھ کر آئے ہیں انہوں نے بے چارے کلمے میں "وَ" (واو) ڈال دی ہے۔ واؤ بیماری ہوتی ہے نا ریح کی۔ انہوں نے کلمہ میں "وَ" ڈال دی ہے اور سنی علماء نے "وَ" نکالنی ہے تا کہ بے چارہ کلمہ پھر سے تندرست ہوجائے۔ اس مسئلہ پر کہتے ہیں مناظرہ ہے۔ یہ جب اکٹھے ہوگئے پوچھا حضرت جی کیا بات ہے کہا بات یہ ہے چھ نمبر سن لو ان کی تاب لا سکتے ہو تو ٹھیک ورنہ آج کے بعد جو میں کہوں صحیح جو کچھ تم کہو غلط تو ان چھ نمبروں سے زیادہ نہ انکے مولوی جانتے ہیں نہ انکے ان پڑھ جانتے ہیں بے چارے۔ ان کا سارا علمی حدود اربعہ اتنا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ تو میں نے عرض کیا ہم لوگ مسلمان ہیں۔ اہل سنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے نبیؐ ساری دنیا کے نبیؐ اور ہمارے امامؒ ساری دنیا کے امامؒ ہمارے نبیؐ سارے نبیوں سے افضل اور ہمارے امامؒ سارے اماموںؒ سے افضل۔

غیر مقلدوں کے فراڈ کا نیا طریقہ

اچھا ایک انکا نیا طریقہ یہ ہے ترجمان السنہ (ماہ جنوری ۱۹۹۰ء) احسان الٰہی صاحب ظہیر کی یاد میں ان کے صاحبزادہ صاحب نکال رہے ہیں۔ یہ اپنے رسالوں میں ایک عجیب عنوان دیا کرتے ہیں:

"میں اہلحدیث کیوں ہوا؟"

اس (رسالہ) کے صفحہ ۲۹ پر ہے، کون ہوا ہے اہلحدیث؟ محمد یوسف پنشنر کب ہوا ہے؟ ۱۹۶۰ء میں اور بیان کب اس نے دیا ۱۹۱۱ء میں...... بیان کا سن لکھا ہے ۱۹۱۱ء اور اہل حدیث کب ہوا ہے۔ ۱۹۶۰ء میں اور مرا ہے ۱۸۷۰ء میں...... کہتا ہے، میری منگنی "مظفر گڑھ" میں ہوئی تھی۔ حسین پور کے علاقہ میں اور ۱۹۶۰ء میں مظفر گڑھ کے ضلع میں ریل بالکل نہیں تھی۔ تو کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے "آمین"

کی وجہ سے کہا کہ بھئی اس کا نکاح نہ کرو، منگنی ہوئی ہے تو مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی مرحوم نے کہا کہ بھئی کوئی بات نہیں ہو لینے دو۔

مولانا مظفر حسین صاحب مرحوم کاندھلوی ۱۹۰۰ء سے پہلے وفات فرما چکے تھے اب ۱۹۶۰ء میں کہنے آئے تھے قبر سے نکل کر کہ بھئی نکاح کردو بیچارے کا۔ اس ایک واقعہ میں کہ ۱۹۶۰ء میں مظفر گڑھ میں ریلوے لائن نہیں تھی اور امرتسر سے میں نے مغرب کا سفر کیا تو پہلے مظفر گڑھ آیا اور آگے دہلی...... اردو میں ہے یہ واقعہ۔ اب آپ اندازہ لگائیں اس قسم کے یہ بیانات (غیر مقلد دیتے ہیں) جس کا نہ سر نہ پاؤں۔ تصدیق کرنے والا بھی کب سے فوت ہو چکا۔ ۱۹۰۰ء نہیں دیکھا اس نے ۱۹۶۰ء تو کجا۔ اور کاش جو اس میں سچی بات تھی وہ نہ چھپاتے وہ بھی لکھ دیتے کہ یہ محمد یوسف دس سال کے بعد مرزائی (قادیانی) ہوگیا تھا۔ ''اشاعت السنہ'' محمد حسین بٹالوی کا رسالہ، ص ۱۱۴ ج ۲۱ میں درج ہے (اصل میں یہ واقعہ ۱۸۶۰ء کا ہے۔ اب انہوں نے بتانے کے لئے نیا واقعہ بنا کر ۱۹۶۰ء لکھ دیا)

سب سے پہلا غیر مقلد ہندوستان میں یہ ہے پنجاب میں اور اس پر جو اصل کتاب میں عنوان یہ لکھا تھا کہ ''ہندوستان میں عمل بالحدیث کیسے شروع ہوا؟'' وہ نہیں لکھا تا کہ پتہ نہ چل جائے کہ ۱۸۶۰ء سے پہلے غیر مقلد دنیا میں تھا ہی نہیں۔ جس کتاب سے یہ واقعہ چوری کیا ہے مولانا ثناء اللہ کی زندگی کے حالات ہیں اس کا نام ہے ''نقوش ابوالوفاء''۔ یہ میرے ہاتھ میں ہے اسکے صفحہ ۳۹۔ واقعہ پہلے ۱۹۱۱ء لکھ کر شائع کیا گیا پھر ۱۹۶۰ء لکھ کر شائع کیا گیا اور اس بزرگ (مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ) کی تصدیق جو نہ ۱۹۱۱ء میں حیات تھے نہ ۱۹۶۰ء میں...... اور اس کا واقعہ جو نہ ۱۹۱۱ء میں زندہ ہے نہ ۱۹۶۰ء میں۔ اور وہ جو بعد میں مرزائی ہوگیا۔ محمد حسین بٹالوی لکھتا ہے کہ:

''میں بڑے افسوس سے یہ خبر اپنے رسالہ میں شائع کر رہا ہوں
کہ ہمارے صوبہ پنجاب کا پہلا عامل بالحدیث حافظ محمد یوسف
پنشنر مرزا غلام احمد قادیانی کا مؤید اور حامی بن گیا ہے''۔

(اشاعت السنۃ...... ج ۲۱ ص ۱۱۴)

اور اگر پھر بھی شک ہے تو مرزا قادیانی کی کتاب ہے۔ ''اربعین'' اس کے پہلے صفحہ پر بھی نام آپ کو مل جائے گا ''حافظ محمد یوسف پنشنر''

یہ لاہور کے اصل غیر مقلد تھے الٰہی بخش، محمد یوسف پنشنر، محمد جنو تاجر ریشم یہ سارے مرزائی بنے بعد میں، اب عوام کو پریشان کرنے کے لئے یہ تازہ اسی رسالہ میں آ گیا ہے کہ اب کوئی اہل حدیث ہوا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین،
استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب واتوب الیہ

ضرورت فقہ اور مسئلہ تراویح

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبى بعده

ولا نبوة بعده ولا رسول بعده و لا رسالة بعده امابعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

وما كان المومنون لينفروا كافة. فلو لانفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين. ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون. وقال رسول الله ﷺ من يرد الله به خيراً يفقهه فى الدين.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبى الكريم و نحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين رب اشرح لى صدرى ويسر لى امرى واحلل عقدة من لسانى يفقهوا قولى رب زدنى علما و ارزقنى فهما. سبحانك لا علملنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم. اللّٰهم صلى على سيدنا و مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد و بارك وسلم رضى عليه.

تمہید

دوستو بزرگو! میں نے آپ کے سامنے سورۃ توبہ کی ایک آیت کریمہ (نمبر:۱۲۲) تلاوت کی ہے اور صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث پڑھی ہے۔ قرآن پاک کی اس آیت میں بھی ''فقہ'' کا تذکرہ ہے اور نبی اقدس ﷺ کی حدیث میں بھی ''فقہ'' کا تذکرہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وما كان المئومنون لينفروا كافة

''اور مسلمانوں سے یہ تو نہیں ہوسکتا کہ سب کے سب نکلیں''

معلوم یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کسی کام کے لئے جارہے ہیں اس آیت کے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اقدس ﷺ وسلم کے فرمان پر مسلمان جہاد کے لئے جارہے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

فلو لانفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين

''تو کیوں نہ ہو کہ ان ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔''

ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون

(التوبہ:۱۲۲)

''اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔''

یہ سورۃ آنحضرت ﷺ کے مبارک دور کے آخری سالوں میں نازل ہوئی ہے۔ جس وقت اسلام ملک عرب کے بہت سے حصے میں پھیل چکا تھا۔ اب بات یہ تھی کہ جو لوگ نبی اقدس کی خدمت اقدس میں حاضر ہیں وہ تو جب کوئی مسئلہ پیش آتا خود حضرت اقدس ﷺ سے پوچھ لیتے لیکن جو لوگ دور رہتے تھے نہ تو (ان کو) خود نبی اقدس ﷺ ہر مسئلہ بتانے کے لئے وہاں تشریف لے جاسکتے ہیں اور نہ وہ ہر ہر مسئلہ کو پوچھنے کے لئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوسکتے ہیں۔ تو دین آخر ان تک بھی پہنچا ہے اور پہنچانا ہے۔ تو نبی اقدس ﷺ اور ان لوگوں کے درمیان وہ کونسا واسطہ ہوگا

جس کو اللہ اور اس کا رسولؐ قابل اعتماد سمجھیں؟ اور ان کے ذریعے پہنچا ہوا دین خدا اور رسولؐ کے نزدیک پسندیدہ ہو؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ جماعت ''فقہاء'' کی ہوگی۔ فقہاء کے ذریعے سے جو دین پہنچے گا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک قابل اعتماد ہوگا اور نبی اقدسؐ کے نزدیک بھی قابل اعتماد ہوگا۔

آیت میں فقہاء کا ذکر

آپکے ذہن میں یہ بات آرہی ہوگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ یہاں فقہاء کی بجائے قاری اور حافظ کا نام لے دیتے...... اللہ تبارک وتعالیٰ یہاں محدث کا ذکر فرما دیتے...... قرآن اور حدیث کا لفظ آجاتا...... آخر اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہاں ''فقہ'' کا تذکرہ فرمادیا۔ تو قرآن پاک چونکہ ایک کامل کتاب ہے اور اسلام مکمل دین ہے اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک ہی لفظ ایسا استعمال فرمایا جس میں یہ ساری چیزیں آگئیں۔ چونکہ فقہ کی بنیاد چار چیزیں ہوتی ہیں:

نمبر اول: کتاب اللہ شریف، قرآن پاک

نمبر دوم: سنت رسول اللہ ﷺ

نمبر تین: اجماع امت اور

نمبر چار: قیاس شرعی

تو جب فقہ کا لفظ بول دیا گیا تو اس کا مطلب ہے کہ جانے والا فقیہ قرآن بھی ساتھ لے کر جائے گا، اللہ کے نبیؐ کی سنت بھی ساتھ لے کر جائیگا، امت کے اجماعی مسائل بھی ساتھ لے کر جائے گا اور جو نئے مسائل سامنے آئیں گے ان کا حل بھی قیاس شرعی سے دریافت کرلے گا۔ تو دین اسلام کے لئے فقہ نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر مسائل مکمل نہیں ہوتے۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ دین کے پہنچانے کا جو قابل اعتماد ذریعہ ہیں یہ فقہاء ہیں۔ مثلاً ایک آدمی ایک علاقہ میں صرف قرآن پاک لے کر چلا گیا اس نے جا کر قرآن سنایا کہ:

اقیموا الصلوٰۃ نماز قائم کرو

اب وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ کتنی رکعتیں پڑھیں؟ تو قرآن پاک میں ان رکعتوں کا کوئی تذکرہ نہیں تو قرآن پاک پہنچنے کے بعد بھی نماز کا مکمل طریقہ ان لوگوں کو معلوم نہیں۔ اب کوئی شخص حدیث کی کتاب لے کر چلا گیا اس میں یہ تو ملا کہ حضرت نے چار رکعت ادا فرمائیں، پھر چار رکعت پڑھی پھر دو رکعت ظہر کی ادا فرمائیں۔ لیکن یہ تفصیل کہ ان میں کون کون سی رکعتیں سنت ہیں، کون کون سی فرض ہیں کون کون سی نفل ہیں۔ یہ تفصیل احادیث میں موجود نہیں۔ اب اس کی بھی ضرورت باقی نہ رہی۔ تو بغیر فقہ کے دین کے مسائل مکمل نہیں ہوتے۔ اس لئے آج ہم جو نمازیں پڑھ رہے ہیں وہ اس فقہ کے مطابق پڑھ رہے ہیں۔ روزوں کے مسائل معلوم کرتے ہیں تو اسی فقہ سے معلوم کرتے ہیں، حج کرتے ہیں تو مکمل مسائل صرف فقہ ہی سے ہمیں ملتے ہیں۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہی کامل اور مکمل ذریعہ یہاں بیان فرمایا کہ کچھ لوگ فقیہ بنیں۔

اب یہاں ایک بات سوچنے کی ہے کہ یہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو جہاد کے لئے تشریف لے جارہے ہیں ان کی مادری زبان پنجابی تھی یا سرائیکی تھی (عربی تھی...... سامعین) تو وہ قرآن پاک کی عربی آیات سن کر نبی پاک ﷺ کی عربی احادیث سن کر انکا مطلب سمجھ لیتے تھے یا نہیں؟ (سمجھ لیتے تھے...... سامعین)۔ ہم سے بہتر سمجھتے تھے یا کچھ کم سمجھتے تھے (بہتر سمجھتے تھے...... سامعین)۔

ظاہر ہے کہ وہ ہم سے بہت زیادہ بہتر سمجھتے تھے تو اگر قرآن پاک کا ترجمہ جان لینے کا نام فقہ ہوتا...... حدیث کا ترجمہ جان لینے کا نام فقہ ہوتا تو ان میں سے ہر ایک آدمی ہم سے زیادہ اچھا ترجمہ سمجھتا تھا۔ ان میں سے ہر شخص ہم سے زیادہ بہتر مطلب حدیث کا جانتا تھا۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان ترجمہ جاننے والوں...... مطلب سمجھنے والوں کو فرمایا کہ ہر جماعت میں سے کچھ آدمی بیٹھ جائیں اور فقیہ بنیں۔ معلوم ہوا کہ صرف الفاظ کا یاد کرنا فقہ نہیں...... اس کا نام فقہ نہیں...... کوئی بخاری شریف کا اردو ترجمہ پڑھ کر سمجھے کہ میں فقیہ بن گیا ہوں (تو) اس نے قرآن پاک کی اس آیت کو سمجھا نہیں فقہ مزید گہرائی کا نام ہے۔ تو نبی اقدس ﷺ اور آپ کے ان

صحابہؓ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جو فرما رہے ہیں کہ ہر فرقے میں سے ایک ایک آدمی بیٹھ جائے۔

فرقے کا مطلب

اب آپ سوچیں گے کہ وہ فرقے کیسے تھے تو اس زمانے میں فرقے یہ نہیں تھے جو آجکل بنے ہوئے ہیں۔ جیسے آپ رائے ونڈ میں اجتماع کے موقع پر دیکھتے ہیں کہ ضلع رحیم یار خان کے لوگ ایک جگہ بیٹھے ہیں تاکہ آپس میں سفر میں کوئی تکلیف اور پریشانی نہ ہو۔ دوسرے ضلع کے لوگ ایک جماعت بنا کر بیٹھ جائیں تاکہ آپس میں سہولت رہے اسی طرح صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو جہاد کے لئے جارہے ہیں ان میں مذہبی فرقے نہیں تھے۔

من کل فرقۃ کا جو لفظ ہے ان میں یہی تھا کہ ایک ایک قوم کے لوگ علیحدہ علیحدہ اپنی جماعت بنا کر ایک ایک علاقے کے لوگ جارہے تھے تاکہ سفر میں کسی قسم کی پریشانی ہو تو ایک دوسرے کی واقفیت ہمارے لئے ان پریشانیوں کے دور ہونے کا باعث بنتی رہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جب جارہے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر قوم ہر فرقے کا کم از کم ایک ایک آدمی فقیہ ضرور بنے۔ اب جب یہ فقیہ بن جائیں گے تو پھر کیا کریں گے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون

یہ یہاں سے فقیہ بن کر اپنی قوم میں چلا جائے گا۔ اب ساری قوم اس ایک فقیہ کی فقہ پر عمل کرے گی اور اس کی تقلید کرے گی اس سے دین کے مسائل پوچھ کر ان پر عمل کرے گی اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکموں سے ان کو ڈرائیں گے تاکہ یہ لوگ خدا کی نافرمانی سے بچ سکیں' تو اس آیت کریمہ سے یہی معلوم ہوا کہ اللہ کا دین آگے پہنچانے کے لئے سب سے قابل اعتماد ذریعہ فقہاء کا ہے اور فقہاء کے پاس مکمل دین ہوتا ہے' ان کے پاس دین کا کوئی خاص ایک پہلو نہیں ہوتا اس کو آپ ایک مثال

سے سمجھیں۔

فقہ کی مثال

آپ کا بچہ اسکول میں پڑھتا ہے اس کے پاس ایک اردو کی کتاب' ایک معاشرتی علوم کی کتاب ہے ایک دینیات کی کتاب اور ایک انگریزی کی کتاب ہے ان ساری کتابوں میں ایک ایک مضمون ہے۔ لیکن ایک اس کے پاس گائیڈ Guide ہوتی ہے جس میں تمام مضامین یکجا ہوتے ہیں۔ تو فقہ کیا ہے؟ یہ اسلامی علوم کی Guide Book ہے۔ قرآن پاک کے تمام مسائل فقہ میں آجاتے ہیں۔ امت کے اجماعی مسائل سارے فقہ میں آجاتے ہیں اور قیاس شرعی کے بھی تمام مسائل فقہ میں آجاتے ہیں۔ تو فقہ کے سمجھانے کی ایک چھوٹی سے مثال (مزید) عرض کرتا ہوں کیونکہ وقت بہت کم ہے۔

فقہ کی ایک اور مثال

اب دیکھئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر مکھی تمہارے پینے کی چیز میں گر جائے تو اسے غوطہ دے کر نکال کر پھینک دو۔ اب یہ الفاظ مجھے یاد ہیں اس کا ترجمہ بھی یاد ہے لیکن ایک آدمی آگیا اس کے پاس دودھ کا گلاس ہے اس میں دو مچھر گرے ہوئے ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ مچھر نکال دیں کس طرح نکالنے چاہئیں اس کا (شرعی) مسئلہ کیا ہے؟ تو اب حدیث میں مچھر کا لفظ کہیں آتا ہی نہیں کہ مچھر گر جائیں تو کس طرح نکالا جائے۔ اور سینکڑوں جانور موجود ہیں چھوٹے چھوٹے وہ سارے گر جائیں تو کس طرح نکالے جائیں تو اس کے لئے اب الفاظ مجھے بھی آتے تھے..... ترجمہ مجھے بھی یاد تھا لیکن فقیہ نے مجھے بتایا کہ ان الفاظ کے نیچے اللہ کے نبیؐ نے ایک قاعدہ بیان فرمایا ہوا ہے جو ہر شخص کو نظر نہیں آتا۔ اجتہاد کی خوردبین لگانے سے وہ نظر آیا کرتا ہے۔ تو انہوں نے بتایا اس کے نیچے قاعدہ یہ ہے کہ مکھی ایک ایسا جانور ہے جس کی رگوں میں دوڑنے پھرنے والا خون نہیں۔ اب ہر وہ جانور جس کی

رگوں میں یہ خون نہیں ہے اسکو مکھی پر قیاس کر کے اس کا وہی حکم معلوم کرلیا جائے گا جو مکھی کا ہے۔ تو مچھر کی رگوں میں بھی دوڑنے پھرنے والا خون نہیں اب مچھر کو مکھی پر قیاس کر کے نکال دیا۔ اسی طریقے سے بھڑ ہے...... جگنو ہے...... کیڑیاں ہیں...... چونٹیاں ہیں ان کی رگوں میں بھی دوڑنے پھرنے والا خون موجود نہیں اگر چہ حدیث میں ان کا ذکر نہیں آیا کہ یہ پینے کی چیز میں گر جائیں تو کیا کیا جائے۔ لیکن فقیہ نے حدیث سے ہی ایک قاعدہ اخذ کر کے ان سب کا حکم معلوم کرلیا اس کو کہتے ہیں فقہ۔

تقلید اور ترکِ تقلید

یعنی کتاب و سنت کے الفاظ میں بھی بہت سے مسائل ہیں اور بہت سے مسائل اسکی تہہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسطور رکھے ہیں جس طرح سطحِ سمندر، اس کی سیر بھی انسان کے لئے...... صحت کے لئے مفید ہے۔ لیکن بہت سے موتی (اللہ نے) اسکی تہہ کے نیچے چھپا رکھے ہیں۔ ان کو حاصل کرنے کیلئے غوطہ خور کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہر آدمی کا یہ کام نہیں۔ اب غوطہ خور (موتی) نیچے سے نکال لائے اور ہم شکریہ ادا کر کے اس سے حاصل کرلیں اس کو "تقلید" کہتے ہیں اور "ترکِ تقلید" کہتے ہیں کہ مجھے غوطہ لگانا تو آتا نہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ میں اس غوطہ خور سے موتی لینے کے لئے تیار نہیں۔ اب سب دانا مجھے یہی سمجھائیں گے جب تو غوطہ خور نہیں ہے تو تو غوطہ نہ لگانا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ جب یہ (غوطہ خور) خود غوطہ لگا کر نیچے سے لایا ہے تو میں بھی خود نیچے جاؤنگا چنانچہ اس کے بعد سب کے روکنے کے باوجود میں نے غوطہ لگا دیا اب لوگ سارے دیکھ رہے ہیں کہ باقی غوطہ خور تو موتی لے کر آگئے ہیں لیکن یہ خود ہی اوپر نہیں آیا تو "تقلید" کہتے ہیں غوطہ خور سے موتی لے کر استعمال کرلیا جائے اور اسی کو "مقلد" کہتے ہیں اور "غیر مقلد" کہتے ہیں جو خود ڈوب کر مرجائے نہ موتی نصیب ہو اور نہ زندگی باقی رہے اسکی۔

فقہاء نبیوں کے کامل وارث

تو اس لئے فقہ جو ہے یہ کتاب و سنت کی تہہ سے مسائل کے دریافت کرلینے کا نام ہے اور دین کے مکمل مسائل صرف "فقہ" میں ملتے ہیں اور کسی علم میں نہیں ملتے تو یہ جو فقہاء بنیں گے یہ کیا کام کرینگے...... پوری قوم کا اعتماد اپنے اس فقیہ پر ہوگا۔ فتویٰ انہیں کا چلے گا۔ علماء حضرات جانتے ہیں کہ آیت میں جو لفظ **ولینذروا قومهم اذا رجعوا اليهم** آیا ہے یہ "انذار" نذیر اور بشیر صفتیں دراصل نبیوں کی اللہ تبارک و تعالیٰ بیان فرماتے ہیں قران پاک میں۔ اس آیت میں یہ صفت فقہاء کی بیان فرما کے بتادیا کہ نبیوں کے اگر کامل وارث ہیں تو صرف اور صرف فقہاء ہیں۔ اسی لئے علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ "مبسوط" کا خطبہ یہیں سے شروع فرماتے ہیں:

الحمد لله الذى جعل ولاية الانذار للفقهاء بعد الأنبياء

ترجمہ: "تعریفیں خدا ہی کیلئے ہیں کہ جس نے فقہاء کو نبیوں کا وارث بنادیا"۔

تو اس آیت میں بھی فقہاء کو نبیوں کا وارث قرار دے دیا گیا ہے۔ اور یہ انذار اور یحذرون "بچنا اور ڈرانا"۔ ان الفاظ پر غور کریں تو بالکل یہی مفہوم قانون کا ہوا کرتا ہے۔ تو مطلب یہ کہ قانون جو ہے وہ فقہ کا ہی نافذ ہوگا جب بھی نافذ ہوگا۔

ایک واقعہ

ایک دوست (غیر مقلد) تقریر کررہا تھا اور بڑے غصے میں۔ کہنے لگا میں نے پکا ارادہ کرلیا ہے اور قسم کھالی ہے کہ فقہ کو ملک سے نکال کر دم لونگا۔ میں نے کہا اللہ کے بندے ابھی تو تو فقہ اپنے مفتیوں سے نہیں چھین سکا۔ تیرے مفتی ہماری فقہ پر فتوے دے رہے ہیں۔ "فتاویٰ نذیریہ" میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں...... "فتاویٰ ثنائیہ" میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں...... "فتاویٰ ستاریہ" میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں...... "فتاویٰ علماء حدیث" میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں...... "فتاویٰ غزنویہ" میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں...... تو جو ابھی اپنے مفتیوں سے فقہ نہیں چھین سکا وہ فقہ کو ملک سے کیسے

نکال دے گا؟ میں نے کہا ابھی تک تو آپ فقہ کو اپنے مدرسہ سے نہیں نکال سکے تمہارے مدارس میں ہماری کتاب ھدایہ پڑھائی جارہی ہے...... شرح وقایہ پڑھائی جارہی ہے...... چندہ حدیث کے نام پر لیا جاتا ہے اور تنخواہ فقہ پڑھا کر لی جارہی ہے۔ تو یہ بتایا جائے کہ تمہارے اصول پر یہ تنخواہ جائز بھی ہے یا ناجائز ہے۔ تو میں نے کہا کہ آپ نے اگر ضرور تجربہ کرنا ہے تو ملک سے نکالنے سے پہلے اپنے گھر سے نکال کر دیکھیں۔ (صرف) ایک گھر سے‘ اس نے کہا نکال دی۔ اب جناب ظہر کا وقت آیا نماز پڑھنی ہے سب بیٹھے ہیں۔ کہتا ہے بھئی نماز پڑھو۔ اس نے کہا نماز کی تو شرطیں بھی معلوم نہیں کتنی ہیں کیونکہ فقہ میں لکھی تھیں وہ کتاب ہم باہر رکھ آئے ہیں۔ نماز کی رکعتوں کی تقسیم کا علم نہیں ہے کہ سنتوں کی نیت کتنی رکعتوں میں کرنی ہے...... فرض کتنے پڑھنے ہیں...... نوافل کتنے ہیں...... یہ تقسیم فقہ کی کتاب میں تھی اب ہم پڑھیں کیا؟ نماز کے ارکان کا پتہ نہیں...... بھول کے مسائل‘ سجدہ سہو کے مسائل کا ایک دو مسائل کے سوا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ تو اب کیا نماز پڑھیں؟ تو اس نے کہا کہ اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ صرف فقہ سے ہی نہیں گئے خدا سے بھی گئے ہم۔ کیونکہ خدا کی عبادت کرنے کا پورا طریقہ ہمیں معلوم نہیں ہے تو اس نے کہا کہ اچھا چلو سوچتے ہیں کوئی صلح کرینگے ان سے...... کھانا تو لے آؤ۔ اس (کی بیوی) نے کہا کیا لاؤں اس نے کہا دودھ لے آؤ۔ اس نے کہا دودھ تو بھینس کا ہے اور بھینس کا لفظ قرآن میں بھی نہیں اور حدیث میں بھی نہیں تو بھینس کا دودھ تو فقہاء نے قیاس سے جائز کیا تھا۔ تو جب فقہ نکالی‘ بھینس بھی ان کے گھر باندھ آئے ہیں ہم اس لئے نہ دودھ قسمت میں رہا اور نہ چائے قسمت میں رہی۔ نہ گھی قسمت میں رہا نہ مکھن قسمت میں رہا۔ حتیٰ کہ لسی تک قسمت میں نہیں رہی۔ تو ایسی فقہ نکالی اب کیا کریں؟ اس نے کہا پھر اور کوئی چیز اس نے کہا دال پکائی تھی پانی میں وہ ہے اگر کہیں تو لے آؤں اس نے کہا چلو وہی لے آؤ اب ایسی ہنڈیا تھی‘ قدر تھی نہیں۔ اسے ڈھانکا نہیں۔ اس میں جناب مچھر گر کے مرا ہوا ہے چونٹیاں گر کر مرئی ہوئی ہیں۔ دو تین بھڑیں اس میں بھن بھنا رہی ہیں دو چار مکھیاں ڈوبنے کی ہیں اور آٹھ دس چیونٹیاں مری ہوئی ہیں اس نے

کہا کہ اللہ کی بندی اس کو صاف تو کر دیتی اس نے کہا کیسے صاف کروں فقہ کے بغیر چیونٹی نکلتی نہیں۔ فقہ کے بغیر مچھر نکلتا نہیں فقہ کے بغیر یہ بھڑ نکلتی نہیں۔ فقہ کے بغیر جگنو نکلتا نہیں۔ فقہ کے بغیر تو یہ صاف بھی نہیں ہوگا اس لئے جب فقہ کو گھر سے نکال دیا ہے تو اب کیا صورت ہوگی۔ اب تو یہی ہے کہ چیونٹیاں کھانی پڑینگی یہ بھڑ جو ہے یہ زبان کو کاٹ کاٹ کے کھائے گی یہ نکل نہیں سکتی کیونکہ وہ زبان جو فقہ کے خلاف بولتی ہے اس کا علاج یہی ہے کہ بھڑیں اسے کاٹ کاٹ کر کھائیں اور اگر فقہ کو نہ مانا گیا تو وہ نکل سکتیں نہیں۔

دین کب تک غالب رہے گا

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ”دین اس وقت تک غالب رہے گا جب ایک جماعت جہاد میں مصروف رہے اور دوسری فقہ میں“۔

(بخاری...... ج ۱ ص ۸ : مسلم...... ج ۲ ص ۱۴۴)

اس وقت تک فرمایا دین کو سربلندی حاصل رہے گی‘ مجاہدین کا کام کیا ہے؟...... ملک گیری...... ملک حاصل کرنا...... کیا کام ہے؟...... ملک حاصل کرنا۔ اور فقہاء کا کام کیا ہے؟...... اس ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنا تو اسی چیز سے سربلندی رہے گی نا۔ اب دیکھئے قانون جو ہے وہ جب بھی نافذ ہوا فقہ کی شکل میں نافذ ہوا۔ اب ہم جب مطالبہ کرتے ہیں کہ فقہ حنفی کو نافذ کیا جائے تو کئی طرف سے آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ فقہ کو ہم نہیں مانیں گے۔ صرف اسلام کا قانون آئے اور کتاب وسنت کا قانون آئے لیکن یہ ایک فریب ہے اس کو ذرا سمجھیں مثال سے۔

فقہ اور فقہاء کی حیثیت

آپکے ملک میں اس وقت کوئی قانون چل رہا ہے یا نہیں؟ چل رہا ہے نا...... تو آپکے ملک میں ایک تو آئین ہوتا ہے...... متن قانون کیا ہوتا ہے؟...... آئین...... اسی کا نام اسلام میں ”کتاب وسنت“ ہے...... جو آئین ہے اسی کا نام کیا

ہے؟...... کتاب وسنت...... اب بعض اوقات آئین میں کوئی چیز قابل تشریح ہو...... تو قومی اسمبلی خود اس کی تشریح کردیتی ہے...... تو اس قومی اسمبلی کی جگہ اسلام میں ''خلافت راشدہ'' ہے...... اور ہر خلیفہ راشدؓ اس اسمبلی کا اسپیکر ہے۔ تو اب دیکھئے...... کوئی شخص صرف آئین کا نام لے لیکن خلافت راشدہ کو چھوڑنا چاہے...... قومی اسمبلی سے صرف نظر کرے تو وہ ملک میں ملک کے آئین کو چلاسکتا ہے؟ پھر اس کے بعد آپ کے ہر صوبہ میں ایک ہائی کورٹ ہوتی ہے...... اسکا چیف جسٹس جو ہے قانون ساز نہیں ہوتا...... قانون دان ہوتا ہے...... لیکن اپنے ملک کے قانون کا اتنا ماہر ہوتا ہے کہ اس کا فیصلہ بطور نظیر قانون کی کتاب PLD میں نقل کرلیا جاتا ہے اور جتنی ماتحت عدالتیں ہیں...... DC صاحب کے پاس کیس آئے...... کمشنر صاحب کے ہاں کیس آئے...... سینئر سول جج کے پاس کیس آئے...... تو وہ اس PLD کا حوالہ دے کر فیصلہ کرتا ہے اس کے حوالے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔ تو یہ جس کو آپ اپنی اصطلاح میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس کہتے ہیں...... اسے اسلامی اصطلاح میں ''مجتہد'' کہا جاتا ہے۔ مجتہد بھی قانون ساز نہیں ہوتا...... قانون کا ماہر ہوتا ہے۔ اور جس طرح مجتہدین (دنیا یعنی قانون دانوں) کے فیصلے PLD میں محفوظ کرلئے گئے اسی طرح اسلام کے مجتہدین کے فیصلے (اسلامی) PLD (اسلامی کتابوں) میں محفوظ کرلئے گئے۔ یہ ہدایہ...... یہ عالمگیری...... یہ شرح وقایہ...... یہ کتابیں بالکل ایسی حیثیت رکھتی ہیں اسلام میں جیسے آپ کے ملک میں PLD کی کتابیں ہیں۔ اور جس طرح ماتحت عدالتیں اس PLD کا...... Reference...... اور حوالہ دیتی ہیں...... اسی طرح جو حنفی (اور دیگر مقلدین) ہیں وہ...... قال ابو حنیفةؒ...... قال الشافعیؒ...... قال احمدؒ...... قال مالکؒ...... کہہ کر اپنا فیصلہ اور فتویٰ نقل کرتا ہے۔ لیکن بعض اوقات چیف جسٹس ایک ہوتا ہے۔

اور بعض اوقات ایک فل بنچ بیٹھتا ہے...... جسے آپ اصطلاح میں ''سپریم کورٹ'' کہتے ہیں...... اور اسلام کی اصطلاح میں اسے ''اجماع امت'' کہا جاتا ہے۔ کیا کہا جاتا ہے؟...... اجماع امت...... تو اب کوئی آدمی یہ کہے صرف پاکستان کا

آئین رہے...... اور ہائی کورٹ ختم کردی جائیں...... سپریم کورٹ ملک سے ختم کردی جائیں...... ماتحت ساری عدالتیں ختم کردی جائیں۔ تو کیا ملک کا قانون چل سکتا ہے؟...... آج کل جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام تو آئے لیکن اسلام میں قیاس شرعی اور اجتہاد اور فقہ کو دخل نہ ہو۔ یہ بالکل ایسی بات ہے کہ کوئی یہ کہے کہ آئین پاکستان تو نافذ رہے لیکن میں صوبہ پنجاب میں رہتا ہوا...... ہائی کورٹ کے فیصلوں کو قبول نہیں کرونگا۔ تو اگر ہائی کورٹ کا فیصلہ ہی صوبے میں رہ کر قبول نہیں تو قانون نافذ کون کرے گا یہاں؟ اور قانون چلے گا کس کے ذریعے سے؟...... کوئی آدمی یہ کہے کہ قانون اسلام تو آئے لیکن اجماعی مسائل بطور قانون نافذ نہ کئے جائیں تو یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ میں ملک پاکستان میں رہتے ہوئے سپریم کورٹ کے فیصلوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں...... تو کیا کوئی ملک کسی بیوقوف کے کہنے سے اپنی سپریم کورٹ کو ختم کرسکتا ہے...... کیا کوئی صوبہ بغیر ہائی کورٹ کی عدالت کے اپنے قانون کو آگے چلاسکتا ہے کوئی آدمی یہ کہے میں ضلع میں رہونگا لیکن DC کے فیصلوں کا پابند نہیں ہونگا میں ڈویژن میں آباد رہونگا لیکن کمشنر کے فیصلوں کا پابند نہیں ہونگا...... کیونکہ یہ PLD کے حوالے دیتے ہیں سیدھے آئین کے حوالے نقل نہیں کررہے۔ تو یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی کہے کہ میں مسلمان تو کہلاؤنگا لیکن اسلامی مفتیوں کے فیصلے ماننے کے لئے تیار نہیں کیونکہ یہ اپنے فتاویٰ میں قال ابو حنیفةؒ...... لکھتے ہیں یہ...... قال الشافعیؒ...... لکھتے ہیں۔ یہ قال احمدؒ...... لکھتے ہیں۔ یہ قال مالکؒ لکھتے ہیں...... تو جس طرح ملک میں قانون نافذ ہوتا ہے اسی طرح ہر قانون ہوتا۔ جس طرح اس میں ہائی کورٹ کی بھی ضرورت ہے اور اس سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے...... سپریم کورٹ کی بھی ضرورت ہے اس سے بھی صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ اور ماتحت عدالتوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس سے صرف نہیں کیا جاسکتا...... جب بھی کوئی آدمی عدالت کا فیصلہ سنتا ہے تو اسے یہی پتہ ہوتا ہے کہ فیصلہ اس جج کی ذاتی رائے نہیں بلکہ پاکستان کے قانون کا فیصلہ ہے۔ جب بھی وہ ہائی کورٹ کا فیصلہ سنتا ہے تو اسکے ذہن میں ایک ہی بات ہوتی ہے کہ یہ اس جج کی ذاتی رائے نہیں بلکہ

آئین پاکستان کا ہی فیصلہ ہے۔ بالکل اسی طرح حضرات ائمہ مجتہدینؒ وہ جو فقہ مرتب فرما گئے ہیں اس میں یہ ان کے ذاتی فیصلے نہیں ہیں...... بلکہ کتاب وسنت سے استنباط کر کے انہوں نے یہ فیصلے دیئے ہیں۔ تو اب میں آپ حضرات سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپکے سامنے کوئی آدمی آئے اور کہے کہ بھئی مجھے ووٹ دو میں حکومت بناؤنگا۔ تو آپ پوچھیں حکومت بنانے کے بعد تیرا منشور کیا ہوگا؟ تو وہ کہے کہ ساری ہائی کورٹ بند کرادونگا...... تمام سپریم کورٹ ختم کرادونگا...... تمام ماتحت عدالتیں جو ہیں انکو ختم کرادونگا...... تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ ملک میں قانون چلانے کی اہلیت رکھتا ہے؟...... ایسا آدمی جو ہے وہ توہین عدالت کا مرتکب ہے یا نہیں؟...... تو ایسے لوگ جو توہین عدالت کے مرتکب ہوتے ہیں وہ دراصل قانون کے ہی منکر ہوا کرتے ہیں۔

اہل استنباط

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو نہایت آسانی سے یہ باتیں سمجھائیں ہیں کیونکہ وجہ یہ ہے کہ فقہ کی ضرورت بہت زیادہ ہے۔ اور عوام کو ہے۔ اس لئے ایسے (عام فہم) انداز میں سمجھائی گئیں۔ یہ ضرورت کہ ہر آدمی اسکو سمجھ جائے۔ قرآن پاک سے جب پوچھا گیا کہ دراصل یہ فقہ کہتے کس کو ہیں؟ تو قرآن نے ایک مثال بیان فرمائی:۔

الذین یستنبطونہ منہم (النساء:۸۳)

یعنی جس طرح کچھ پانی اللہ تعالیٰ نے زمین کے اوپر پیدا کر رکھا ہے (اور بہت سا) دریاؤں کی شکل میں بہہ رہا ہے...... بہت سا پانی کا ذخیرہ زمین کی تہہ میں نیچے چھپا رکھا ہے...... تو اللہ تعالیٰ نے پانی کی مثال دے کر سمجھایا کہ جتنا تمہاری زندگی میں پانی ضروری ہے خواہ تم کسی علاقے میں رہتے ہو اتنی ہی تمہاری اسلامی زندگی کے لئے فقہ ضروری ہے...... جس طرح تم پانی کے بغیر گزارا نہیں کر سکتے اسی طرح تم فقہ کے بغیر گزارا نہیں کرسکتے۔ لیکن آپ ہر جگہ پانی پیتے ہیں یا نہیں؟

استعمال کرتے ہیں یا نہیں؟ اب وہ پانی آپ کسی کے کنوئیں سے لے آئیں...... کسی کے نلکے سے لے آئیں...... کسی کے ٹیوب ویل سے لے آئیں...... آپ کے دل میں کبھی یہ وسوسہ آیا کہ یہ پانی کنواں کھودنے والے نے پیدا کیا ہے خدا کا پیدا کیا ہوا نہیں...... کبھی آپ کے دل میں یہ وسوسہ آیا کہ یہ پانی ٹیوب ویل لگانے والے نے پیدا کیا ہے خدا کا پیدا کیا ہوا نہیں...... آپ روزانہ پانی پیتے ہیں' ایک نے نلکا لگا دیا راستے میں آپ نے پانی پیا...... پہلے شکر خدا کا ادا کیا یا اللہ تیرا شکر ہے یہ تیری نعمت ہے اور پھر اس کے لئے دعا کی کہ یا اللہ اس کو بھی خوش رکھ جس نے راستے میں گرمی میں یہ نلکا لگا دیا ہے۔ اور تیرے پیدا کیے ہوئے پانی کو ظاہر کر دیا ہے تاکہ اس کا استعمال آسان ہوجائے۔ تو جیسے ٹیوب ویل میں جو پانی ہے...... کنوئیں میں پانی ہے...... نلکے میں پانی ہے...... یہ خدا کا ہی پیدا کیا ہوا ہے اس نلکا لگانے والے نے صرف آسانی بنادی ہے ہمارے لئے تاکہ اس پانی کا استعمال ہمارے لئے آسان ہوجائے ورنہ یہ ایک قطرہ بھی پانی اس نے خود پیدا نہیں کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے لفظ استنباط یہاں بیان فرما کے یہ بات سمجھادی کہ جس طرح ہر علاقے میں تمہیں پانی کی ضرورت ہے اور پانی پیتے ہوئے تمہیں کبھی یہ وسوسہ نہیں آیا کہ نلکے کا پانی خدا نے پیدا نہیں کیا اس طریقے سے آج تک آپ کے دل میں کبھی وسوسہ آیا ایسا؟...... اب کوئی بیوقوف اور پاگل یہ شور مچائے کہ دیکھو یہ جو پانی براہ راست آسمان سے آتا ہے اس کے نیچے یوں منہ کر کے پینا یہ تو خدا کا پانی پینا ہے اور نلکے سے پانی پینا شرک ہے کیونکہ اس میں انسانی محنت کا دخل ہوگیا ہے...... کنوئیں سے پانی پینا حرام ہے کیونکہ یہ پانی انسان نے محنت کر کے نکالا ہے...... ٹیوب ویل کا پانی پینا شرک ہے...... کفر ہے...... بدعت ہے...... کیونکہ اس میں انسانی محنت کا دخل ہوگیا ہے تو دیکھو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیسی آسان اور عام فہم مثال سے ہمیں بات سمجھادی۔

اب میں آپ سے ہی پوچھتا ہوں کہ ایک فرقہ کھڑا ہوجائے...... ایک جماعت کہے...... بھئی آپ ہمیں ووٹ دیں ہم ملک میں قانون بنانا چاہتے ہیں...... آپ ان سے پوچھیں آپ کا منشور کیا ہے...... وہ کہیں جب ہم برسر

حکومت آئیں گے..... تو کسی گھر میں نلکا نہیں رہنے دیں گے............ جب ہم برسر حکومت آئیں گے تو دنیا میں کوئی کنواں باقی نہیں رہنے دینگے....... جب ہم برسر حکومت آئیں گے تو کوئی ٹیوب ویل باقی نہیں رہنے دیئے جائیں گے۔ صرف بارش کے پانی پر گزارا ہوگا (اور اس کے سوا کسی پر نہیں) کیوں کہ ہم خدا کے ماننے والے ہیں۔ ہم ان بندوں کے پیچھے لگنے والے نہیں ہیں تو میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسا فرقہ ملک کو کامیاب کرے گا یا اجاڑے گا............ جی ..... (اجاڑے گا...... سامعین) تو اب دیکھیے یہ کہنا کہ ہم اسلام چاہتے ہیں لیکن اسلامی فقہ کا قانون نہیں آئے گا۔ بالکل ایسی ہی جہالت اور بیوقوفی کی بات ہے کہ ہم ملک میں قانون چاہتے ہیں............ پانی کی ضرورت ہے لیکن نلکے کا پانی نہیں ہوگا نلکا اکھاڑ دیا جائے گا...... ٹیوب ویل برباد کردیئے جائیں گے...... تو کیا ایسا فرقہ بھی ملک کو چلاسکتا ہے۔

کائنات کا عاجز فرقہ

جو فرقہ آج تک ہمارے سامنے اس بات سے عاجز ہے کہ وہ ایک رکعت نماز کے مسائل نہیں بتاسکتا وہ بھی یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ ہم ملک کو چلا سکتے ہیں؟ جو ایک رکعت نماز کے مسائل ہمیں نہیں بتاسکتا۔ جو پیالی چائے میں پڑے ہوئے مچھر کو نہیں نکال سکتا جیسے جھوٹے خدا کو مچھر نے مار ڈالا تھا نا؟ یہ جھوٹا مذہب تو ایک مچھر سے مرجاتا ہے۔ وہ لنگڑا مچھر سامنے "ٹیں ٹیں" کررہا ہے کہ ہمت ہے تو نکالو مجھے ذرا؟ ارے جو مچھر سے مار کھا جائے وہ ملک کا قانون چلا سکتا ہے؟ ان کو کیا حق ہے ملک میں قانون چلانے کا دعویٰ کریں۔

فقہ کی مثال از روئے حدیث

صحیح بخاری شریف میں ایک اور مثال ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو دین مجھ پر نازل فرمایا۔ اس کی مثال

بارش کے پانی کی ہے۔ جب یہ بارش زمین پر نازل ہوئی ہے..... زمین تین قسم کی ہوتی ہے۔

☆..... ایک نشیبی سی زمین جہاں پانی، پانی کی شکل میں تالاب بن کر کھڑا ہوجاتا ہے۔

☆..... ایک وہ کھیت ہیں جس کو بخاری شریف میں حضرت ﷺ نے ارض طیبہ بیان فرمایا کہ وہ پاکیزہ زمین، اس نے اپنا سینہ کھول دیا اور وہ پانی اندر جذب ہوگیا۔ اب ہماری زندگی کی تمام ضروریات اللہ تعالیٰ نے اسی پانی کی برکت سے اس کھیت میں پیدا فرمادیں۔ ہمیں گندم کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ کہاں ہوتی ہے تالاب میں یا کھیت؟...... میں ہمیں گنے کی ضرورت ہے وہ کہاں ہوتا ہے؟...... ہمیں جوار، باجرے کی ضرورت ہے وہ کہاں ملتا ہے؟...... ہمیں کپاس کی ضرورت ہے وہ کہاں ہوتی ہے؟...... ہمیں آم، انار، کیلا ان پھلوں کی ضرورت ہے وہ کہاں ہوتے ہیں؟...... ہمیں پھولوں کی ضرورت ہے خوشبو کے لئے وہ کہاں ہوتے ہیں؟...... ہمیں جڑی بوٹیوں کی ضرورت ہے دوا دارو کے لئے وہ کہاں ہوتے ہیں؟...... تو اس کو حضرت نے فقہ سے تعبیر فرمایا"۔

(مشکوٰۃ بمعناہ بخاری ومسلم)

تالاب مثال ہے حدیث کی کتاب کی، کس کتاب کی؟ (حدیث کی کتاب کی..... سامعین) جس طرح تالاب میں ہر پڑھا لکھا یا ان پڑھ اپنی آنکھوں سے پانی دیکھ لیتا ہے۔ اسی طرح حدیث کی کتاب میں ہر آدمی کو قال قال رسول اللہ ﷺ کے الفاظ نظر آجاتے ہیں...... لیکن کھیت میں ہر وقت پانی نظر نہیں آتا۔ عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ اس کھیت میں جتنی بھی فصل پیدا ہوئی ہے وہ ساری اس پانی کی ہی برکت ہے۔ اب کھیت (چیزوں کے اعتبار سے) مکمل ہے اور تالاب! اس میں مکمل چیزیں (نہیں)۔ اسی لئے یہ تالاب والا خود بھی بیچارہ کھیت والے سے جاکر چیزیں وصول کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے جتنے بھی محدثین ہوتے ہیں وہ کسی نہ کسی امام کے مقلد ہوتے ہیں۔ محدثین کے حالات میں جو کتابیں خود محدثین نے لکھیں ہیں وہ چار ہی

قسم کی ہیں:

(۱) طبقات حنفیہ (۲) طبقات شافعیہ (۳) طبقات مالکیہ (۴) طبقات حنابلہ

طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث نے محدثین کے حالات میں نہیں لکھی۔

☆...... تیسری زمین وہ ہے جو ایک ٹیلہ تھا...... نہ تو وہاں تالاب کی شکل میں کھڑا ہوا...... نہ تو وہاں کھیت کی طرح کوئی فصل اُگی لیکن جو لوگ یہاں آباد ہیں ان کو بھی ضروریات زندگی کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اب یہ ضروریات زندگی کھیت والے سے حاصل کرینگے یا نہیں؟...... اور حاصل کرنے کے طریقے دو ہیں ایک جائز اور ایک ناجائز۔ تو جائز طریقے سے ان سے چیز لے لینا اسے کہتے ہیں تقلید...... کیا کہتے ہیں؟...... تقلید...... جائز تعلق سے چیز لے لینا (تقلید کہلاتا ہے)...... اور چوری کر لینا۔ گنے یہاں سے اکھاڑے اور دو چار جوتے کھالئے چوری کر کے اور پھلیاں اگلے کھیت سے توڑنی شروع کر دیں۔ آخر زندگی تو بے چارے نے گزارنی ہے نا؟ تو اس طرح سے "کہیں کی اینٹ کہیں کا روہڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا" بے چاروں کا کوئی مذہب ہی نہیں۔

ایک لطیفہ

وہ اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ شادی تھی کسی کی' تو شادی میں مہمان دو طرفہ ہوتے ہیں ایک بارات کے ساتھ آتے ہیں اور ایک لڑکی کے گھر والوں میں سے' ہم تو "میل" کہتے ہیں۔ پتا نہیں آپ کیا کہتے ہیں انہیں؟۔ ایک آدمی نے روٹی کھانی تھی' تھا نہیں رشتہ داران کا۔ اس نے سوچا کسی طرف میں بھی بیٹھ جاؤں۔ اب سوچنے لگا بارات والوں میں بیٹھوں یا میل والوں میں بیٹھوں؟...... سوچتا رہا آخر درمیان میں بیٹھ گیا ایک جگہ۔ اب بارات بیٹھی ہے آپس میں تعارف ہو رہا ہے کہ یہ کون ہے یہ لڑکی کا "صورا" (سسر) ہے چلتے چلتے رشتے پوچھے جا رہے ہیں اب اس پر بھی آئے کہ بھئی تو کون ہے؟ اس نے کہا میں لڑکی کا "ٹیڑا" ہوں وہ لوگ کہنے لگے یہ کوئی نیا

ہی رشتہ ہے۔ غیر مقلدوں والا پہلے تو کبھی سنا نہیں۔ "ٹیڑا" کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا لڑکی کا باپ اور میں کسی زمانے میں اکٹھے "ٹٹو" چلایا کرتے تھے۔ اب وہ سمجھ گئے کہ یہ صرف کھانے کا بہانہ ہے رشتہ (نہیں ہے)...... کہنے لگے یہ رشتہ ہم نہیں جانتے۔ کوئی غیر مقلدوں میں ایسا رشتہ تو ہوگا نا؟ عام لوگوں میں ایسا کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ آپ جائیں ہم ایسے رشتے کو پہچانتے ہی نہیں اب یہ بیچارہ بڑا پریشان ہوا کہ کھانا کھانا تھا نیا رشتہ بھی گھڑا لیکن پھر بھی کھانا نہیں ملا تو اس کے پاس ایک ڈنڈا تھا اس نے منہ کو لگایا اور باجے والوں میں کھڑا ہو گیا کہ چلو باجے والوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اب جب باجے والے روٹی کھانے لگے تو کھلانے والے نے دیکھا کہ باقیوں کے پاس تو باجا ہے۔ یہ ایک ڈنڈے والا درمیان میں پھر رہا ہے یہ کون ہے؟ تو اس (کھانا کھلانے والے) نے کہا بھئی دیکھو روٹی کھالو لیکن پہلے اپنا اپنا باجا بجا کے سناؤ سارے۔ اب سب نے اپنا اپنا باجا بجا کے سنا دیا جب اس کی باری آئی ہاں بھئی تم بھی بجاؤ اس نے کہا میرا اکیلا نہیں بجتا سب میں ملا جلا بجا کرتا ہے۔

تو بالکل یہی بات غیر مقلد کہتا ہے کہ میرا اکیلا کوئی مذہب نہیں سب میں ملا جلا میرا مذہب ہے۔ تو اسی طرح ان بے چاروں کا مسلک کیا ہے چوری ڈاکے کا مسلک ہے دو چار مسئلے شافعیوں کے چرالئے اور ہاں ہاں جی ہم تمہارے جیسے ہیں جی۔ ہم آپ جیسے ہیں ان کے ساتھ مل گئے' اور دو چار مسئلے حنبلیوں سے لے لیے ان کے پاس چلے گئے جی ہم آپ جیسے ہیں۔ (اور وہاں کہنے لگے) دنیا میں ہمارا فرقہ صرف پاکستان میں چند آدمی رہتے ہیں اور بالکل یتیم مسکین فرقہ ہے...... جو سود آپ کے پاس ہو...... زکوٰۃ ہو ہم یتیموں' مسکینوں کو دیدیا کرو...... کیونکہ اور دنیا میں ہمارا فرقہ موجود نہیں ہے:

"اتنے بڑے جہاں میں کوئی نہیں ہمارا"

تو آپ اندازہ لگائیں اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فقہ کی مثال دی ہے کھیت سے اور باقی جتنے لوگ ہیں ان کو بھی ضروریات زندگی کے لئے کھیت کی ضرورت ہے یا

نہیں؟ اب ہم لوگ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے محنت کر کے جو کھیت پکایا تھا اسکی فصل کھا رہے ہیں اور عقیدہ یہی رکھتے ہیں کہ اس فصل کا پیدا کرنے والا خدا ہے اور محنت کرنے والے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ہم خدا کا بھی شکریہ ادا کر رہے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعا دے رہے ہیں تو اب کوئی آپ کے پاس جماعت آئے ووٹ لینے کے لئے...... ہاں بھئی ووٹ لے کے آپ کیا کرینگے؟...... کہ ہم ملک میں قانون چلائیں گے...... آپ کا منشور کیا ہوگا؟...... اس نے کہا کہ سب سے پہلے ہم ملک کے سب کھیتوں کو آگ لگائیں گے۔ اجاڑ دینگے کیونکہ کھیت مثال فقہ کی ہے نا؟...... اور یہ مثال میں نے اپنی طرف سے بیان نہیں کی بخاری شریف میں اللہ کے پیغمبر ﷺ نے مثال بیان فرمائی ہے تو دیکھئے جس طرح کھیت کے لئے پانی ضروری ہے اسی طرح اسلامی زندگی کے لئے فقہ ضروری ہے۔ کوئی کھیت بغیر پانی کے پنپ سکتا نہیں اور جو کھیت کا دشمن ہے وہ ملک کا دشمن ہے اسی طرح جو فقہ کا دشمن ہے وہ اسلام کا دشمن ہے تو جب بھی قانون آئیگا فقہ کی شکل میں آئے گا۔ یہ کہنا کہ اسلام تو نافذ ہو فقہ نافذ نہ ہو یہ ایسی ہی بات ہے کہ ملک میں بارانی زمینیں رہیں لیکن کھیت وغیرہ اس سے فصل وغیرہ ہم اگنے نہیں دینگے بس بارش کا پانی پی پی کر گزارا کریں گے اور آپ کو بھی بارش کے پانی پر ہی رکھیں گے۔ اب جب ہم نہایت واضح دلیلوں سے یہ بات سمجھا دیتے ہیں کہ فقہ کے بغیر کبھی بھی کسی ملک میں قانون نافذ نہیں ہوا اور (جب بھی قانون آئیگا) فقہ ہی کی شکل میں قانون آئے گا تو اب دو باتوں سے ہمیں ڈرایا جاتا ہے ایک تو یہ بات کہی جاتی ہے فقہ کتنی ہی ضروری صحیح لیکن آپ نام نہ لیں کیوں؟

فقہ حنفی اور فقہ جعفری کا فرق

آپ فقہ حنفی کا نام لیں گے تو وہ (شیعہ) فقہ جعفری کا نام لیں گے اس لئے آپ کم از کم ان کا خیال کریں کہ آپ فقہ حنفی کا نام لینا چھوڑ دیں۔ میں نے آپ سے پوچھا فقہ کی بنیاد کتنی چیزوں پر ہے...... (چار قرآن' سنت' اجماع' قیاس شرعی......

سامعین) تو فقہ جعفری والوں کا قرآن غار میں ہے...... (بقول شیعہ) ان کا قرآن کہاں ہے؟...... (غار میں) تو ان کی فقہ کی پہلی بنیاد ہی نہیں وہ فقہ کیسی جس کی بنیاد میں قرآن نہ ہو...... اور دوسری بنیاد سنت ہے تو شیعہ کے پاس حدیث کی کوئی کتاب ہی نہیں تو گویا دوسری بنیاد بھی موجود نہیں...... اجماع امت تیسری بنیاد ہے اس کو وہ مانتے نہیں ورنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق ماننا پڑے گا...... ورنہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق ماننا پڑے گا' اس لئے وہ اجماع کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں تو فقہ کی تیسری بنیاد بھی ان کے پاس موجود نہیں...... اور چوتھی بنیاد قیاس شرعی ہے' قیاس تو ہوتا ہی کتاب و سنت سامنے رکھ کر ہے۔ جب کتاب و سنت ہی نہیں تو قیاس ہوگا کہاں؟...... تو اس لئے ان کے پاس نام ہے فقہ کا لیکن بنیاد ایک بھی نہیں تو وہ تو جھوٹا نام ہوا نا؟

دو ڈر

تو اب میں آپ سے پوچھتا ہوں دنیا میں لوگوں نے سچے خدا کے مقابلہ میں جھوٹے خدا بنائے یا نہیں؟ اب ہم سچے خدا کا نام لیں تو کوئی ڈرائے کہ وہ بیشک خدا سہی لیکن آپ نام لیں گے تو (کئی لوگ) جھوٹے خداؤں کا نام لیں گے...... اب ہم رسول پاک ﷺ کا نام لیں تو کوئی ڈرائے کہ وہ بے شک سچے سہی لیکن آپ نام لیں گے تو قادیانی بھی مرزا کا نام لیں گے۔ اس لئے جھوٹے نبی سے ڈر کر آپ سچے نبی کا نام بالکل لینا چھوڑ دیں تو اس کو آپ عقلمندی کہیں گے؟ ضعیف اور جھوٹی حدیثیں دنیا میں موجود ہیں یا نہیں؟ اب میں نے پڑھی حدیث تو دو آدمی کھڑے ہو جائیں۔ مجھے مشورہ دیں کہ آپ بالکل کوئی حدیث نہ پڑھیں خواہ کتنی ہی سچی کیوں نہ ہو...... کیوں؟ ورنہ لوگ جھوٹی پڑھیں گے پھر...... تو کیا ہم اس مشورہ سے سچی حدیثیں پڑھنا چھوڑ دینگے...... آپ کے ملک میں جعلی کرنسی ہوتی ہے یا نہیں؟...... ہوتی ہے نا؟...... تو اب کوئی مشورہ دے خبردار کبھی کھرا پیسہ بھی پاس نہ رکھنا کیونکہ ملک میں جعلی کرنسی بھی موجود ہے۔ آپ کے پیسے پاس رکھنے سے ان لوگوں کو شہ (موقع)

مل جائے گا اور وہ جعلی سکہ بازار میں چلانا شروع کردینگے۔ تو کیا واقعی اس ڈر سے آپ اپنے سارے پیسے پھینک دینگے؟ جعلی دوائیں دنیا میں بنتی ہیں یا نہیں؟ تو اب یہی کوئی کہے کہ خبردار کوئی اچھی دوا نہ پینا کیونکہ ملک میں جعلی دوا فروش موجود ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو بھی اس گناہ میں شرکت کرنی پڑے اور آپ کے اس صحیح دوا پینے کی وجہ سے ان لوگوں کو خواہ مخواہ حوصلہ بڑھ جائے اور وہ جھوٹی اور جعلی دوائیں بیچنا شروع کردیں۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا یہ جو بات ہے اس طریقے سے اگر ہر جگہ آپ سچ کو مانتے ہیں جھوٹ کو چھوڑ تے ہیں تو فقہ میں کیوں مانی نہیں جاتی بات؟ ہم کہتے ہیں کہ سچی فقہ کو ہم کسی قیمت پر چھوڑینگے نہیں اور جھوٹی فقہ کو کسی قیمت پر مانیں گے نہیں...... اور ایک ڈراوا اور دیا جاتا ہے کہ اگر ضرور ہی فقہ نافذ کرنی ہے تو آج کل وکلاء ہیں...... جسٹس ہیں...... پروفیسر ہیں عربی جانتے ہیں...... یہ بھی تو عربی سے واقف ہیں نا؟ تو ان لوگوں کو بٹھا دیا جائے یہ ایک فقہ مرتب کرلیں۔ تو پہلی بات تو یہ...... یہ بات مجھے ایک غیر مقلد وکیل نے کہی ایک تقریر میں...... تو میں کہا اچھا پہلے آپ یہ بتائیں کل یہاں جج کتنے ہیں آپ کے ملک میں...... فقہ تقریباً دو ہزار ہیں۔ میں نے کہا پہلے ہیں چار مذاہب...... ان میں سے یہاں صرف ایک مذہب ہے باقی تین یہاں (نہیں ہیں) لیکن آپ شور مچاتے ہیں چار مذہبوں میں اختلاف ہے...... چار مذہبوں میں (اختلاف ہے)۔ تو جب دو ہزار فقہیں بنیں گی تو ان میں اختلاف ہوگا یا نہیں؛ کسی ملک میں دو ہزار فقہیں بیک وقت نافذ ہوسکیں گی...... جی...... نافذ تو ایک ہی ہوگی نا؟...... تو پھر آخر وہ فقہ جو خیر القرون میں مرتب ہوئی ہے اس نے کیا گناہ کیا ہے اس کو چھوڑ کر ان لوگوں کو (فقہ مرتب کرنے کے لئے) بٹھایا جائے جو کردار کے اعتبار سے زانی بھی ہیں...... جو شرابی بھی ہیں۔ اور ان کو کہا جائے کہ تم قانون اسلامی مرتب کرو۔ جو اپنے جسموں کے لئے قانون اسلامی پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں...... تو اصل بات یہی ہے کہ جب خدا کی کسی نعمت کی ناشکری کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ پھر عقل چھین لیتے ہیں۔ انہوں نے فقہ کی ناشکری کی اب دیکھو یہ ابوحنیفہؒ کی فقہ کے خلاف تو رات دن بولیں گے...... لیکن کوئی زانی کہے کہ یہ فقہ ہے

تو یہ کہیں گے...... آمنا وصدقنا...... کوئی شرابی کہے میں فقہ بناتا ہوں تو یہ اس کے پیچھے لگ جائیں گے تو میں تو کہا کرتا ہوں کہ یہ خدا کا عذاب اور قہر ہے کہ خیر القرون کے مقابلہ میں ایسی فقہ کی اجازت دینا اور ایسی فقہ کے پیچھے پڑنا......

مسئلہ تراویح

سوال: یہ لکھا ہے کہ مسئلہ تراویح ضرور بیان کریں کہ تراویح آٹھ ہیں یا بیس؟

جواب: بھئی آٹھ (۸) اور بیس (۲۰) کا تو کوئی جھگڑا ہی نہیں دنیا میں؛ یہ یاد رکھیں تراویح ہیں ہی آٹھ اور بیس کا۔ جھگڑا جو آج ڈال بیٹھے ہیں وہ دراصل جھگڑا آٹھ اور بیس کا نہیں ہے، جھگڑا یہ ہے کہ نماز تراویح کوئی نماز ہے بھی یا نہیں۔ شیعہ کھل کر کہتے ہیں کہ نماز تراویح کوئی نماز نہیں اور وہ پڑھتے بھی نہیں...... اہل سنت والجماعت کھل کر کہتے ہیں کہ نماز تراویح ایک مستقل نماز ہے جو صرف رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہے...... جیسے جمعہ صرف جمعہ کے دن پڑھا جاتا ہے......(اسی طرح تراویح) باقی گیارہ مہینے میں نہیں پڑھی جاتی۔

اب غیر مقلدوں نے نہ تو شیعوں کی طرح کھل کر انکار کیا نہ سنیوں کی طرح کھل کر اقرار کیا...... انہوں نے یہ کہا وہ جو تہجد والی نماز ہے نا...... گیارہ مہینے اس کا نام تہجد ہوتا ہے اور بارہویں مہینے اسی کا نام تراویح ہوجاتا ہے نماز ایک ہی ہے...... گیارہ مہینے نام اور ہے بارہویں مہینے نام اور؟ یہ ایسا ہے جیسے کوئی کہے میں گیارہ مہینے اپنی بیوی کو بیوی کہتا ہوں اور بارہویں مہینے ماں کہا کرتا ہوں۔ اب کوئی عقلمند پوچھے کہ آخر وہ گیارہ مہینے بیوی رہی بارہویں مہینے ماں کیسے بن گئی؟ اب یہ کہتے ہیں نماز ایک ہی ہے لیکن فرق ہوگیا ہے گیارہ مہینے نام تہجد بارہویں مہینے نام تراویح...... گیارہ مہینے اس کا وقت رات کا آخری حصہ بارہویں مہینے اول حصہ...... گیارہ مہینے وہ اکیلے پڑھی جائیگی بارہویں مہینے جماعت سے...... گیارہ مہینے گھر میں؛ بارہویں مہینے مسجد میں...... گیارہ مہینے اس میں قرآن ختم کرنا کوئی ضروری نہیں؛ بارہویں مہینے قرآن ختم

کرنا ہے...... گیارہ مہینے اس نماز کو نفل کہا جائیگا' بارہویں مہینے سنت مؤکدہ کہا جائے گا۔ اب یہ چھ فرق جو انہوں نے کئے ہیں...... ہم کہتے ہیں اس چھ فرق کی ایک حدیث ہمیں سنا دیں...... قیامت تک یہ ایسی حدیث نہیں سنا سکتے کہ حضرت ﷺ نے خود فرمایا کہ گیارہ مہینے نام یہ (تہجد) اور بارہویں مہینے اس کا نام (تراویح) ہوگا۔ ان بے چاروں کو تراویح کا معنی بھی نہیں آتا۔

تراویح کے معنی

تراویح جمع کا لفظ ہے اس کا واحد ہے ''ترویحہ'' آپ چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر آرام کرتے ہیں نا؟ کوئی تسبیح پڑھ لی اس کو کہتے ہیں ''ترویحہ''...... تو عربی میں جمع تین سے شروع ہوتی ہے کم از کم...... اس پہلے شروع نہیں ہوتی تو جب آپ نے چار رکعتیں پڑھ کر ایک مرتبہ آرام کیا تو ہم کہیں گے یہ ''ترویحہ'' ہے...... آٹھ رکعتیں پڑھ کر ایک مرتبہ پھر آرام کیا تو ہم کہیں گے ''ترویحہ تین'' دو'' ترویحہ'' ہوگئے...... اور بارہ رکعتیں پڑھ کر جب تیسری مرتبہ آرام کریں گے تو کم از کم اس پہ لفظ ''تراویح'' استعمال ہوسکتا ہے اس سے پہلے لفظ تراویح استعمال ہوسکتا ہی نہیں تو ان بیچاروں کو اگر تراویح کا معنی بھی آتا ہوتا تو یہ کبھی آٹھ (رکعت) کے ساتھ لفظ ''تراویح'' استعمال نہ کرتے...... اب یہ جو حدیثیں آپ لوگوں کو دکھاتے ہیں وہ ساری تہجد کے بارے میں ہیں یہ ایسا ہی (ہے) مثال سے سمجھیں

آپ یہاں عصر کے کتنے فرض پڑھتے ہیں جی؟...... (چار رکعت...... سامعین) تو میں آج اعلان کرتا ہوں کہ عصر کے تین فرض ہیں۔ آپ کہیں وہ کیسے؟ میں نے کہا حدیث شریف میں ہے۔ میں حدیث بھی ایک پڑھ دیتا ہوں جس میں تین رکعت کا ذکر آگیا۔ اب مولوی صاحب اٹھے کہ مجھے میرے مقتدی بعد میں پوچھیں گے کہ آپ کو یہ (حدیث) کیوں نہیں ملی خواہ مخواہ ایک رکعت زیادہ ہمیں پڑھاتے رہے۔ انہوں نے اٹھ کر حدیث دیکھی یہ ٹھیک لکھا تھا تین رکعت لیکن ساتھ لفظ ''مغرب'' کا تھا عصر کا نہیں تھا۔ تو یہ مجھے کہنے لگے کہ آپ نے تو عصر کی رکعتیں

بتائی تھیں اور یہ تو مغرب لکھا ہے۔ تو میں کہتا ہوں آپ کو نہیں پتہ یہ مغرب اور عصر ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ مغرب اور عصر ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ بالکل یہی کیفیت ان (غیر مقلدوں) کی ہے۔ کہتے ہیں کہ:

> ''اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔''

تو ہم کہتے ہیں ساری دنیا جانتی ہے کہ جو نماز سارا سال پڑھی جاتی ہے اس کا نام تہجد ہے۔ تو یہ تو تہجد کی حدیث ہے۔ تو کہتے ہیں آپ کو پھر پتہ ہی نہیں۔ یہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب مسجد نبوی میں بیس رکعت (تراویح) باجماعت ہو رہی تھی...... اماں عائشہ صدیقہؓ حیات تھیں یا نہیں؟...... ان میں نبی کی سنت کا اتنا جذبہ تھا جتنا آج کے غیر مقلدوں میں ہے یا نہیں؟...... زیادہ تھا وہ کیسے؟ (سامعین...... زیادہ تھا) پہلے آج کا جذبہ سن لیں۔ ایک آدمی رمضان میں بالکل روزہ نہیں اس نے رکھا' کوئی نماز نہیں پڑھی...... نہ روزہ رکھا نہ نماز پڑھی۔ غیر مقلد کبھی اس کے خلاف کوئی اشتہار شائع نہیں کرینگے۔ نہ اسے کچھ کہیں گے جا کے۔ یہ بے چاری ہماری تبلیغی جماعت ہے نا! لوگوں نے ان کا نام ''لسوڑا پارٹی'' رکھا ہے۔ یہ جس کو چمٹ جاتے ہیں ایک دفعہ تو مسجد دکھاتے ہیں آگے اس کی مرضی۔ تو اب دیکھیے ان کا کام ہے بے نمازیوں کے پاس جانا...... بے چارے منتیں کرتے ہیں۔ ان کو لے آتے ہیں ایک دفعہ مسجد...... غیر مقلد کبھی بے نمازی کے پاس نہیں جاتے...... جب ہماری تبلیغی جماعت نے منتیں کر کے اس کو نماز پر لگا لیا۔ اب وہ ہوگیا نمازی۔ اب یہ آجاتا ہے...... ایک ادھر سے آئے گا...... تیری نہیں ہوتی! دوسرا ادھر سے آئے گا...... تیری نہیں ہوتی! تو یہ فرقہ ہے نمازیوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے والا۔ جب تک کوئی نماز نہیں پڑھتا اس وقت تک یہ کچھ نہیں کہتے جا کے۔ تو یہی حال رمضان شریف میں ہے۔ جس نے پانچوں نمازیں نہیں پڑھیں...... روزہ بھی نہیں رکھا...... نہ اس کے

خلاف کوئی تقریر ہے...... نا کوئی اشتہار ہے...... نا کوئی انعامی چیلنج ہے۔ اب جناب جس بے چارے نے روزہ رکھا پانچوں جماعتوں میں تکبیر اولیٰ میں شریک ہوا آ کے...... اب رات کو تراویح بے چارہ بیس پڑھ بیٹھا...... جناب اس کے کپڑے پھاڑینگے...... بیس ہزار روپے کا چیلنج...... بیس ہزار روپے کا چیلنج...... پچیس ہزار روپے کا چیلنج...... اس بیچارے نے یہ گناہ کرلیا بیس رکعات تراویح پڑھ بیٹھا۔ اب اندازہ لگائیں فرشتے گیارہ مہینے جنت کو آراستہ کرتے ہیں رمضان کی خوشی میں اور غیر مقلد گیارہ مہینے میٹنگ کرتے ہیں کہ بھئی پچھلے سال خانپور کی کس مسجد میں تراویح پر لڑائی نہیں کروائی تھی...... اس دفعہ وہاں ضرور کروانی ہے جا کے لڑائی۔ تو اب بے چاروں کا مشن دیکھیں کہ ہے کیا؟ ہماری تبلیغی جماعت نماز پر لگاتی ہے...... یہ آہستہ آہستہ اس کو کھوتے ہیں کہ اب تیری نہیں ہوتی...... تیری نہیں ہوتی۔ اور پھر بڑے خوش ہوتے ہیں...... یہ تبلیغی جماعت والے جب جاتے ہیں نا واپس رائے ونڈ تو وہاں اپنی کارروائی سناتے ہیں...... ہم نے یہ کیا...... اور اس طرح ہمیں کہا گیا اور ہم نے یوں کیا...... تو یہ بھی رات کو بیٹھ جاتے ہیں اور کارروائی سناتے ہیں...... ایک کہتا ہے آج میں نے تین حنفیوں کو کہا تھا تو بے نماز ہے...... دوسرا کہتا ہے میں نے کہا تھا کہ تو مشرک بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں شاباش تو زیادہ اچھا ہے...... تیسرا کہتا میں نے تو آج سارا دن چھٹی لی ہوئی تھی اور پھر پھر کر ایک ایک دکان پر کہہ رہا تھا تم بے نماز ہو تمہاری نماز نہیں ہوتی...... تمہاری نماز نہیں ہوتی...... یہ کہتے ہیں جنت کا سرٹیفیکیٹ تو ہی آج لے کر آیا ہے کہ یہ سب کچھ کرکے آیا اتنا بڑا کام...... تو اب دیکھئے بعض ہمارے حنفی دوست بھی ان کی دیکھا دیکھی (آٹھ رکعت) پڑھ کر نکل جاتے ہیں...... میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھ کر ختم کرتا ہوں:

ظہر سے پہلے کتنی سنتیں آپ پڑھتے ہیں (سامعین...... چار) یہ مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ؟...... (مؤکدہ...... سامعین)...... تو ایک مشورہ میں آپ کو دونگا مہینے میں ایک دن چار کے بجائے دو پڑھا کریں ٹھیک ہے...... (سامعین...... نہیں جی) ...... کیوں؟ مہینے میں ایک مرتبہ...... تو دیکھو آپ کے کبھی تصور میں بھی یہ بات نہیں

آئے گی کہ ہم چار سنتوں کو دو پڑھیں...... آئے گی؟...... اسی طرح بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ جس طرح ظہر کی چار رکعتوں کو دو پڑھ کر چلے جانا' نہ آپ کا دل مطمئن ہوگا اس پر کہ میں نے سنت پڑھی ہے...... جو لوگ آٹھ پڑھ چلے جاتے ہیں وہ دو سنتوں کو ضائع کرتے ہیں۔ اور کس مہینے میں جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہوتا ہے...... دو سنتیں کون سی ضائع کرتے ہیں۔

☆...... ایک تو یہ کہ آٹھ پڑھ کر چلے گئے تو سنت پوری نہیں ہوئی۔

☆...... دوسرے قرآن بھی پورا نہیں سنا۔ ایک قرآن پڑھنا یا سننا یہ سنت ہے۔

تو اب اندازہ لگائیں رمضان شریف میں تو لوگ کوشش کرتے ہیں کہ نوافل بھی زیادہ پڑھیں...... کوشش کرتے ہیں نا...... اللہ کے نیک بندے...... اور غیر مقلدوں کی تو بات ہی نہیں بے چاروں کی...... دیکھو وہ نماز کے دشمن ہیں نا...... غیر مقلد...... تو خدا نے ان پر ایک عذاب بھیجا ہوا ہے شاید آپ نے کبھی دیکھا ہے یا نہیں...... آگے پیچھے خارش ہو یا نہ ہو...... نماز میں ان کو خارش ضرور ہوتی ہے...... کبھی یہاں انگلی ہے...... کبھی یہاں ہے...... کبھی وہاں ہے...... بس جو نماز شروع کی...... بس اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز میں ان پر خارش مسلط کردی ہے...... بس جناب نماز سے فارغ ہوئے پھر نہ خارش نہ کچھ...... سکون سے نماز پڑھ سکتا ہی نہیں غیر مقلد...... وہ کہتا تھا تمہاری نہیں ہوتی لیکن ان کا نقشہ دیکھنے والا ہوتا ہے کہ ان کی کیسی ہوتی ہے...... تو اس لئے بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے...... آٹھ رکعت کے ساتھ...... آپ کو کوئی کہے آٹھ ہیں...... آپ صرف ایک بات پوچھیں...... آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ...... اللہ کے نبیؐ سے...... کسی خلیفہ راشدؓ سے...... کسی ایک صحابیؓ سے...... کسی ایک تابعیؒ...... کسی ایک تبع تابعیؒ سے دکھا دیں...... ہم پچیس ہزار انعام دینگے...... پورے خیر القرون میں آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ ملتا ہی نہیں۔ بیس کے ساتھ ہم دکھا دینگے۔

☆...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکٹھا کرتے ہیں قاریوں کو...... فرماتے ہیں

تراویح پڑھاؤ:

خمس ترویحات عشرین رکعة

(بیہقی ج ۲ ص ۴۹۷)

تراویح کا لفظ ساتھ موجود ہے۔ بیس رکعت کے ساتھ ہم دکھا سکتے ہیں لیکن آٹھ کے ساتھ تراویح کا لفظ...... یہ سارے ملکر بھی نہیں دکھا سکتے۔ تو اس لئے ہمارے جو حنفی دوست اتنی سستی کرتے ہیں...... ان کے بارے میں کہہ رہا ہوں...... کے آگے پیچھے تو لوگ تہجد کے لئے تو مشکل اٹھتے ہیں نا...... رمضان میں اٹھ کر بھی تہجد سے محروم ہیں وہ...... تہجد نہیں پڑھتے...... لیکن آپ لوگ جو ہیں تہجد بھی پڑھیں اور تراویح بھی بیس پوری پڑھیں۔

واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين.

استغفر الله تعالىٰ ربي من كل ذنب واتوب اليه.

تحقیق اور حق تحقیق

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده ولا نبوة بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم
بسم الله الرحمن الرحيم

واذا جاء هم امر من الامن اوالخوف اذاعوا به ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم ولولا فضل الله عليكم ورحمته لاتبعتم الشيطن الا قليلا وقال رسول الله ﷺ فقيه واحد اشد على الشيطن من الف عابد او كما قال ﷺ صدق الله مولانا العظيم و بلغنا رسوله النبي الكريم و نحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين.

رب اشرح لي صدري و يسر لي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدني علما وارزقني فهما. سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم اللهم صلى على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد و بارك وسلم عليه۔

تمہید

دوستو بزرگو! اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے اور پھر انسانوں میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں مسلمان بنایا کیونکہ سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے اور مسلمان کہلانے والوں میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی کیونکہ پاک پیغمبر ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ:

وان بنی اسرائیل تفرقت علیٰ ثنتین و سبعین ملة وتفترق امتی علیٰ ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة، قالوا من هی یا رسول الله ؟ قال ما انا علیه و اصحابی. (مشکوٰۃ ۔۔۔ ۳۰)

فرمایا میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی تو ساتھ یہ بھی فرمایا کہ نجات پانے والے کون ہوں گے ما انا علیه و اصحابی جو میری سنت اور میرے صحابہؓ کے طریقے پر ہوں گے۔ جس طرح سارے دینوں کے مقابلے میں سچا دین صرف اسلام ہے۔ مسلمان کہلانے والے سارے فرقوں میں نجات پانے والی جماعت کا نام اہل سنت والجماعت ہے اور پھر اہل سنت والجماعت میں سے ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مقلد بنایا۔ ہم اسی لئے حنفی کہلاتے ہیں میں نے آپ کے سامنے اس وقت جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں ایک اہم مضمون ہے جس کی آج ہر شخص کو ضرورت ہے۔

حق تحقیق کس کو؟

وہ ضرورت کیا ہے ہر آدمی چاہتا ہے کہ تحقیق والی بات پر عمل کیا جائے بغیر تحقیق کے بات پر عمل نہ کیا جائے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ قرآن پاک نے تحقیق کا حق دیا کس کو ہے؟ اب آپ نے یہ کبھی نہیں کیا ہوگا کہ ڈاکٹر صاحب سے نسخہ لکھوا کر کمہار سے چیک کروایا ہو یا سونے کو آپ چیک کروانے کے لئے کسی موچی کے پاس گئے

ہوں ساری دنیا مانتی ہے کہ ہر فن کے کچھ لوگ (ماہر) ہوتے ہیں جو اس فن کی تحقیق کر سکتے ہیں۔ دوسرے لوگ وہ تحقیق نہیں کر سکتے' لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ایک ہائی کورٹ کے جج کے فیصلے کی چیکنگ آپ کسی پٹواری صاحب سے نہیں کرواتے امام ابوحنیفہؒ کے اجتہاد کی چیکنگ ہر گنڈیریاں بیچنے والا شروع کر دیتا ہے جو گانے کی کیسٹس بیچتا ہے وہ اٹھ کر امام صاحبؒ کے اجتہادات کی چیکنگ شروع کر دیتا ہے۔

منافقوں کی عادت

تو کیا دین اتنی سستی چیز ہے جو بھی اٹھے اس کی چیکنگ شروع کر دے اور یہ کہے کہ میں نے تحقیق کر لی ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا **واذا جاء هم امر من الامن اوالخوف** پیچھے منافقین کا تذکرہ آ رہا ہے کہ منافقوں کی ایک عادت بن گئی کہ جب بھی کوئی خبر امن یا خوف کی آتی ہے تو بغیر تحقیق کے اس کو پھیلا دیتے ہیں۔ اگر وہ خبر دین ہوگی تو دین کا نقصان ہوگا دنیا کی ہوگی تو دنیا کا نقصان ہوگا۔

حق تحقیق رسولؐ اور اہل استنباط کو ہے

فرمایا چاہیے تو یہ تھا کہ وہ رسولؐ کے پاس خبر لے جاتے وہ تحقیق کر کے بتاتے کہ صحیح ہے یا نہیں؟

اور اگر رسولؐ کے پاس نہیں پہنچ سکتے تو اہل استنباط اولی الامر کے پاس لے جائیں وہ تحقیق کر کے بتاتے تو تحقیق کا حق قرآن پاک نے دو ہستیوں کو دیا ہے رسولؐ کو اور مجتہد کو۔

اس کے علاوہ تحقیق کا حق دین میں کسی اور کو خدا نے سرے سے دیا ہی نہیں کہ وہ یہ کہے جی میں نے تحقیق کر لی ہے۔

استنباط کا لفظ اللہ تبارک وتعالیٰ نے استعمال فرمایا اور رسولؐ کا لفظ استعمال فرمایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

واذا جاء هم امر من الامن اوالخوف اذا عوابه ولو ردوه الی

الرسول والی اولی الامر منھم لعلمه الذین یستنبطونه منھم . (النساء:۸۳)

ترجمہ: ''اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو پہنچا دیتے رسول تک اور اپنے حاکموں تک تو تحقیق کرتے اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اس کی''۔

احسان خداوندی

ولولا فضل الله علیکم و رحمته لا تبعتم الشیطن الا قلیلا (النساء:۸۳)

ترجمہ: ''اور اگر اللہ کا خاص فضل و رحمت تم پر ہوتی (کہ تحقیق کا بوجھ عوام پر نہ ڈالا یہ تحقیق کا کام رسول اور مجتہد کے ذمہ لگا دیا تو تم تحقیق کے دھوکہ میں) شیطان کے تابعدار بن جاتے مگر بہت کم''۔

اللہ تعالیٰ اب اپنا احسان جتلا رہے ہیں کہ یہ خدا کا احسان ہے کہ تحقیق کا بوجھ آپ پر نہیں ڈالا مجتہدین پر ڈال دیا تاکہ آپ کو تحقیق شدہ بات مل جائے اور آپ اس پر عمل کریں یہ اللہ کا فضل ہے اللہ کا احسان ہے!

اگر اللہ تبارک و تعالیٰ مجتہدین کو تحقیق کرنے کا حق نہ دیتا اور ہر آدمی کو حق ہوتا لا تبعتم الشیطان الا قلیلا تو پھر تم نام قرآن کا لیتے اور تابعداری شیطان کی کرتے نام حدیث کا لیتے اور تابع داری شیطان کی کرتے۔

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ایک تو یہ بات بتائی کہ ہر آدمی بغیر تحقیق کے جو بات کرتا پھرتا ہے یہ نفاق کی علامت ہے۔

منافق کے دل میں اخلاق وفقہ جمع نہیں ہوسکتے

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن سمت ولا فقه فی الدین

(ترمذی ..... ج ۲ ص ۹۳)

''منافق کے دل میں دو چیزیں اکٹھی نہیں ہوسکتیں اچھا اخلاق اور فقہ فی الدین''۔

یہ اکٹھی نہیں ہوسکتی جیسے یہاں حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لا تبعتم الشیطان الا قلیلا اسی طرح خود رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (ترمذی ج ۲ ص ۹۳)

''ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے سخت ہے'' اس سے پتہ چلا کہ فقیہ اور شیطان کی آپس میں لگ چکی ہے شیطان فقیہ کو برداشت نہیں کرتا اتنا اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ کے ساتھ فرمایا لیکن پھر بھی دنیا میں ایسے لوگ نکل آتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے اس حکم کو نہیں مانتے ہیں عرض کر رہا تھا (کہ شریعت نے) تحقیق کا حق دو ہستیوں کو دیا ہے۔

رسولؐ سے حق تحقیق چھیننے والا فرقہ

کن کن کو؟ رسول کو اور مجتہد کو رسول سے تحقیق کا حق چھیننے کے لئے ایک فرقہ کھڑا ہو گیا اس نے کہا ہمیں قرآن پاک خود پڑھنا ہے رسول سے سمجھنے کی ضرورت نہیں اس نے اپنا نام رکھ لیا اہل قرآن کیا نام رکھ لیا؟ (اہل قرآن ..... سامعین)

انہوں نے کہا کہ لغت موجود ہے' عربی زبان دنیا میں بولی جارہی ہے قرآن آسان کتاب ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر (القمر:۱۷) کیا ضرورت ہے کہ ہم رسولؐ سے اس قرآن کو سمجھیں۔

اب رسولؐ سے ہٹانے کے لئے طریقہ کیا اختیار کیا کہ خالق و مخلوق میں جو انتہاء فاصلے تھے انکو بیان کرنا شروع کر دیا گیا کہ وہ خالق ہے یہ رسولؐ مخلوق ہے' وہ معبود ہے یہ عابد ہے' وہ مسجود ہے یہ ساجد ہے' وہ کھانے پینے سے پاک ہے' یہ کھاتا پیتا ہے وہ بیوی بچوں سے پاک ہے' یہ بیوی بچوں والا ہے۔

اگر ہم نے رسولؐ کی بات بھی مان لی تو گویا ہم نے رسولؐ کو خدا کا شریک کر لیا اور انہوں نے نام کیا رکھا؟ اہل قرآن!

اللہ تبارک و تعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے ہی جواب سمجھا دیا۔

لفظ رسولؐ کا استعمال فرمایا کہ بھائی رسولؐ تو اپنی کہتا ہی نہیں وہ کہتا ہی خدا کی ہے یہ جو انہوں نے فاصلے قائم کئے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ رسولؐ کو بھیجتا ہے

وہ رسولؐ دنیا میں آ کے ایک آیت خدا کی سناتا ہے اور بیس باتیں معاذ اللہ خدا کے خلاف لوگوں کو بتا دیتا ہے۔

یہ تاثر ان لوگوں نے قائم کیا اور یہ کہا کہ ہم قرآن پاک کے سمجھنے میں اللہ کے پاک پیغمبرؐ کے محتاج نہیں؟

خود ایک آدمی مجھے کہنے لگا کہ جی اللہ نے دماغ کس لئے دیا ہے کیا ضرورت ہے سنت کی؟

میں نے کہا اگر صرف دماغ کافی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبرؐ کو تیئس سال یہاں دنیا میں نہ رکھتے نبوت کے بعد!

قرآن پاک کی عملی تفسیر سنت ہے

ہر آدمی سمجھ لیتا وہ تشریف لائے تھے اور قرآن پاک دیکر چلے جاتے سمجھتے رہو جو کچھ بھی ہے نبی اقدس ﷺ نے اس قرآن پاک کو سمجھایا اس پر عمل کر کے دکھایا۔ اور اسی عملی نمونے کا نام سنت ہے! کیا نام ہے؟ (سنت...... سامعین)

ہم جو اہل سنت کہلاتے ہیں تو سنت میں دو باتیں آ جاتی ہیں یاد رکھنا۔

(۱) علم قرآن کا (۲) اور نمونہ عمل رسول اللہ ﷺ کا

ہم نے پڑھنا ہے یہاں سے **اقیموا الصلوۃ** نماز قائم کرو اور دیکھنا ہے کہ حضرت ﷺ کیسے نماز ادا فرما رہے ہیں۔

قرآن کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ قرآن پاک لفظی قرآن ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اسی قرآن پاک کی چلتی پھرتی عملی تفسیر ہیں؟

آپؐ کی عادت، آپؐ کی عبادت، آپؐ کا جہاد، آپ کی دعوت، آپؐ کی نماز، آپؐ کا حج، آپؐ کا روزہ، آپ کی زکوۃ، جو کچھ بھی تھا وہ اسی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی تو اہل سنت وہ لوگ کہلاتے ہیں جو عمل قرآن پر کرتے ہیں لیکن

قادیانیوں کی طرح خود غلط ترجمہ نہیں نکالتے جس طرح رسول پاک ﷺ نے عمل کر کے دکھایا اسی طرح عمل کرتے ہیں۔

منکرین حدیث کا دھوکہ

تو ان لوگوں کا جنہوں نے اپنا نام اہل قرآن رکھا اور لوگوں کو دھوکہ دینا شروع کیا ہے کہ بھئی یہ قرآن کب سے ہے؟ سب نے کہا کہ جی حضور پاک ﷺ کے زمانے سے!

جس دن سے قرآن ہے اسی دن سے ہم اہل قرآن بھی ہیں حالانکہ پیدا انگریز کے دور میں ہوئے!

ہم ان سے کہتے ہیں کہ قرآن کی اشاعت میں تمہارا کیا حصہ ہوتا؟ انگریز کے دور سے پہلے اپنا قرآن کا ترجمہ دکھاؤ کہاں ہے؟ جیسے قادیانیوں کا انگریز کے دور سے پہلے کا (ترجمہ قرآن) یقیناً نہیں اہل قرآن کہلانے والوں کا بھی نہیں!

اب وہ آپ کو دھوکہ کیسے دیتے ہیں پوچھتے ہیں بھئی قرآن حق ہے یا نہیں؟ آپ کیا کہتے ہیں؟ حق! کہتے ہیں، جب قرآن حق تو اہل قرآن بھی برحق!

ہم کہتے ہیں قرآن بالکل حق لیکن یہ اہل قرآن پکے باطل پرست۔ اتباع شیطان کا کرنے والے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں رسولؐ کے لفظ سے ان کا رد کر دیا کہ تم جو یہ پروپیگنڈا کرتے ہو کہ رسولؐ خدا کے خلاف باتیں بیان کرتا ہے اس کا معنی ہے کہ باقی قرآن کو تم کیا سمجھتے؟ تمہیں تو رسولؐ کے لفظ کا معنی ہی نہیں آتا۔

پیغمبرؐ اپنی بات نہیں کہتا وہ تو جس کا پیغام لایا اسی کی بات پہنچاتا ہے

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (النجم:۴)

وہ جو کچھ بھی کہتا ہے اپنی خواہش سے نہیں کہتا اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے تو پیغمبرؐ بیان کرتا ہے۔

مولانا کاندھلویؒ فرماتے ہیں۔

گفتہ او اے گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

رسولؐ کا فرمان خدا کا فرمان ہوتا ہے اگرچہ زبان رسول کی چل رہی ہے۔

گفتہ اور گفتہ اللہ واں
ہچو شجرہ موسیٰ عمراں بداں

اس کے فرمان کو اللہ کا فرمان سمجھو جیسے موسیٰ علیہ السلام درخت کے پاس گئے تھے تو آواز آرہی تھی **انی انا ربک فاخلع نعلیک** (طہ:۱۲)

آنچہ آواز یکہ آمد دراز درخت
از خدا بودہ نہ بودہ از درخت

اگرچہ آواز درخت سے سنائی دے رہی تھی لیکن وہ آواز خدا کی تھی درخت کی نہیں تھی اس طرح زبان مصطفیٰ ﷺ کی ہے اور کلام خدا کا لوگوں کو سنایا جارہا ہے۔

تو جس کو لفظ رسول کا معنی آجائے وہ کبھی اس جھوٹ پر یقین نہیں رکھ سکتا کہ اللہ کے پاک پیغمبر خدا کے خلاف باتیں کیا کرتے تھے وہ خدا کی بات پہنچانے آئے تھے خدا کا دین سمجھانے آئے تھے۔

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ رسولؐ خدا کے خلاف باتیں کرتا ہے اللہ کہتا ہے کہ وہ متبع شیطان ہے **لتبعتم الشیطن الا قلیلا** اگرچہ نام اس نے اپنا اہل قرآن ہی رکھ لیا ہو لیکن وہ رسولؐ اور خدا میں جو کشتی کروانا چاہتا ہے معاذ اللہ کہ خدا کچھ کہتا ہے رسولؐ کچھ کہتا ہے یہ اس کا سب سے بڑا دھوکہ اور سب سے بڑا فراڈ ہے۔

اب پہلا حق (تحقیق) رسولؐ کو تھا دوسرا حق تھا مجتہد کو۔

مجتہدین سے حق تحقیق چھیننے والا فرقہ

اب جنہوں نے مجتہدین سے اجتہاد کا حق چھیننا چاہا انہوں نے یہ فرق بنایا کہ وہ رسولؐ ہے یہ امتی ہے اگر امتی کی بات بھی مان لی گئی تو گویا یہ شرک فی الرسالت ہوجائے گا۔

وہ معصوم ہے یہ غیر معصوم ہے اور یہ بتانا شروع کردیا کہ معاذ اللہ رسولؐ کچھ فرماتے ہیں اور مجتہد اس کے خلاف کچھ اور ہی کہنا شروع کردیتے ہیں۔

اب مجتہد کو آگے سے ہٹانے کے لئے جیسے انہوں نے رسولؐ کو آگے سے ہٹانے کے لئے نام اہل قرآن رکھ لیا تھا ہمارے دوستوں نے مجتہد کو آگے سے ہٹانے کے لئے یہ نام اہلحدیث رکھ لیا اور لوگوں میں یہ تاثر دیا کہ اجتہاد کتاب وسنت کی مخالفت کا نام ہے' فقہ کتاب وسنت کی مخالفت کا نام ہے۔

استنباط کسے کہتے ہیں؟

استنباط کسے کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کے لئے پانی کو بہت ضروری بنایا ہے' یہ ضروریات زندگی میں سے ہے۔

کچھ پانی بارش کے ذریعہ برساوہ دریاؤں میں بہہ رہا ہے اور بہت سا ذخیرہ زمین کے نیچے چھپا رکھا ہے اب زمین کے نیچے چھپا ہوا جو پانی ہے اس کو نکال لینا 'کنواں بنا کے' نلکا لگا کے' ٹیوب ویل لگا کے' اس کو عربی زبان میں استنباط کہتے ہیں۔

کیا کہتے ہیں؟ (استنباط ......سامعین)

جو زمین کی تہہ کے نیچے پانی ہے اس سے ہم اس وقت تک فائدہ نہیں اٹھا سکتے جب تک وہ باہر نہ نکلے وہ جب باہر نکلے گا تو اس سے فائدہ حاصل کریں گے غسل کریں گے' وضو کریں گے' پئیں گے' کھانا پکائیں گے ایک تو استنباط کے لفظ میں پہلی بات یہ سمجھادی کہ بھئی جتنا پانی ضروری ہے انسانی زندگی کے لئے اتنی ہی فقہ ضروری ہے اسلامی زندگی کے لئے۔

ایک واقعہ

پچھلے ہفتے کی بات ہے کہ ایک مولوی بڑے زور سے تقریر فرمارہے تھے ہم قرآن حدیث بیان کرتے ہیں یہ بہشتی زیور سناتے ہیں' یہ تعلیم الاسلام سناتے ہیں ہم

سارے مسئلے قرآن وحدیث سے سنا سکتے ہیں میں نے چٹ لکھ کر بھیجی کہ مولانا آپ خانہ خدا میں بیٹھے ہیں اور قرآن آپ کے ہاتھ میں ہے مسند رسولؐ پر بیٹھے ہیں آپ وہ آیت یا حدیث سنا دیں بیٹھے بیٹھے کہ بھینس حلال ہے یا حرام؟

بھینس کو عربی میں ''جاموس'' کہتے ہیں حافظ صاحبان بیٹھے ہوں گے جاموس کا لفظ پورے قرآن میں آیا ہی نہیں کہیں' اب وہ لڑکا ہم نے بھیجا کالج کا اس نے کہا کہ جی یہ حدیث سنا دیں اس نے نیچے رکھ دی پرچی نہیں نہیں جی وہ کہنے لگا یہ حدیث ضرور سنائیں تا کہ پتہ چل جائے آپ ہر مسئلہ قرآن و حدیث سے سناتے ہیں! اس نے اشارہ کیا کہ بھئی اسپیکر بند کر دو (مولوی صاحب نے) اسپیکر بند کروا کے کہتے ہیں یہ ہم قیاس سے مانتے ہیں کہ بھینس حلال ہے میں نے کہا کہ پھر اتنا شور کیوں مچ رہا تھا ہم قرآن وحدیث کو مانتے ہیں فقہ کو مانتے ہی نہیں؟

ادھر سے ہمارے ساتھی نے بھی اسپیکر کھول لیا اس نے کہا کہ مولوی صاحب نے اقرار کر لیا ہے کہ ہم اہل قیاس ہیں۔ اہل حدیث نہیں ہیں۔

اب وہ مولوی صاحب جو تھے ان کو الگ کر لیا گیا دوسرے مولوی صاحب کھڑے ہو گئے' انہوں نے یہ دلیل بیان کی کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو جانور داڑھ سے شکار کرتے ہیں یا پنجے سے شکار کرتے ہیں وہ حرام ہیں چونکہ بھینس نہ داڑھ سے شکار کرتی ہے نہ پنجے سے شکار کرتی ہے اس لئے یہ حلال ہے۔

ہم نے پوچھا کہ گدھا بھی نہ داڑھ سے شکار کرتا ہے نہ پنجے سے شکار کرتا ہے تو اس کے بھی حلال ہونے کا فتویٰ دے دیجئے۔

اب وہ مولوی صاحب بھی پیچھے ہٹ گئے تیسرے حضرت آ گئے کہنے لگے کہ جنگلی گدھا حلال ہے حدیث میں ہے جنگلی گدھا حلال ہے ہم کہہ رہے ہیں جس طرح جنگلی گدھے کی حدیث سنا رہے ہو بھینس کی بھی سنا دو جلدی سے ہم کہتے ہیں کہ بھینس والی حدیث سناؤ یہ گدھے والی سنا رہا ہے۔

ہم بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ اللہ کے بندے بھینس والی حدیث سناؤ کہ بھینس حلال ہے اور اگر آپ کے پاس کوئی حدیث نہیں قرآن کی کوئی آیت نہیں تو

ساری بھینسیں حنفی مدرسوں میں بھیج دیں کیونکہ آپ کے لئے تو وہ حرام ہیں۔ بھینس کو گائے پر قیاس کیا گیا ہے۔ اب اگر قیاس حلال ہے تو بھینس بھی حلال ہے قیاس حرام ہے تو بھینس بھی حرام ہے۔

بھینس حرام ہوگی تو گوشت بھی حرام ہو گیا' دودھ بھی حرام ہو گیا' گھی بھی حرام ہو گیا' اس سے پکی ہوئی چائے بھی حرام ہو گئی' لسی بھی حرام ہو گئی۔

اب ہم بار بار پوچھتے ہیں کہ خدا کے لئے بھینس والی حدیث پڑھ کر سناؤ تا کہ ہمیں بہشتی زیور کی طرف نہ ہی جانا پڑے۔ ہم آپ کے مذہب میں آ جائیں گے۔

آخر دس پندرہ غیر مقلد اٹھے انہوں نے منت کی کہ مولوی صاحب بند کر دو تقریر یہ سارے علاقہ میں شور مچ جائے گا کہ یہ گدھا کھانے والے ہیں۔

اگر بھینس والی حدیث ہے تو سنا دو اور اگر بھینس والی حدیث نہیں ہے تو پھر جلسہ بند کر دو کافی دیر ہو گئی ہے اب تو ہمیں گلیوں میں کوئی نہیں پھرنے دے گا ہم نے پوچھا کہ بھائی آخر آپ کہتے ہیں جنگلی گدھا حلال ہے' گھر والا حرام ہے کیا وہ داڑھوں سے شکار کرتا ہے؟ آخر وجہ فرق آپ نے جو بیان کی ہے وہ تو یہاں نہیں پائی جاتی تو بات یہ ہے کہ اس طرح کہنا آسان ہے دلیل سے ثابت کرنا مشکل ہے۔

ایک اور واقعہ

ایک اور صاحب اسی طرح تقریر فرما رہے تھے لیاقت پور میں ہم نے چٹ لکھ کر بھیجی ایک عورت فوت ہو گئی ہے اس کے پیٹ میں بچہ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ زندہ ہے کیا اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لینے کی اجازت قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں؟ جب لڑکے گئے۔ ان سے ٹیپ بھی لیکر رکھ لی کیسٹ نکال کے جیب میں ڈال لی اور اسپیکر بند کر کے کہنے لگے کہ جب تک واقعہ پیش نہ آئے ہم اس کا حکم تلاش نہیں کرتے لکھا کہ یہ آپ کی اپنی مرضی ہے یا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تلاش نہ کرنا حکم؟ چلو اسی کی حدیث سنا دو کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ حکم پہلے تلاش نہ کرنا دیکھئے نا' ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے التحیات اس نے پڑھ لی ہے درود

شریف کی جگہ الحمد شریف بھول کر شروع کر دی اب وہ نیت توڑ کے پوچھنے جائے گا مسئلہ کہ جی میں کیا کروں یا پہلے اس کو مسئلہ یاد کرنا چاہیے (پہلے) وہ کہتے ہیں نہیں پہلے نہیں کرنا چاہئے جب پیش آئے گا پھر اس نے کہا حضرت یہاں جب پیش آ گیا تو میں آپ کے پیچھے نارنگ منڈی جاؤں گا عورت تو پہلے مر چکی ہوگی بچہ اتنی دیر زندہ رہے گا؟ تو کیا فائدہ ہوگا آپ کے پاس وہاں جانے کا ہمیں آپ ہمیں یہاں مسئلہ بتادیں۔

ایک ڈاکٹر صاحب پاس بیٹھے تھے انہوں نے دیکھا کہ مولوی صاحب کی جان چھڑانی چاہئے اس نے کہا میں ڈاکٹر ہوں مجھے اچھی طرح پتہ ہے کہ بچہ پہلے مرتا ہے ماں بعد میں مرتی ہے یہ واقعہ بالکل ہو سکتا ہی نہیں۔

بس پھر کیا تھا سب نے شور مچادیا یہ واقعہ ہو ہی نہیں سکتا یہ ہو ہی نہیں سکتا (مکرر) آخر لڑکے میرے بھی بیٹھے ہوئے تھے کچے تو نہیں تھے ناں! انہوں نے جیب سے اخبار نکالا کہ یہ ڈاکٹر صاحبان کا ہی بیان ہے ایسا بچہ ہے نو مہینہ کا ہو چکا ہے الحمد اللہ زندہ ہے جو نکالا گیا تھا اس سے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب آپ ہی ڈاکٹر ہیں یا یہ بھی ڈاکٹر صاحبان ہیں جنہوں نے یہ رپورٹ اخبار میں چھپوائی ہے۔

اب وہ خاموش! اب تو واقعہ ہو چکا ناں اب یہ حدیث سنادیں کہ جنہوں نے آپریشن کر کے بچہ نکالا ہے ان کو گناہ ہوا یا ثواب ہوا؟ گناہ ہے تو اس کی حد کتنی ہے؟ ثواب ہے تو کیا ثواب ان کو ہوا؟ بس خاموش قرآن و حدیث کا نام بھی بھول گئے بیچارے...... دوسرے دن پھر ہم نے (رقعہ) بھیجا کہ میں گھر سے نکلا تھا جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے راستہ میں دیکھا کہ قربانی کا بکرا تھا وہ ٹکرا گیا کسی بس سے تڑپ رہا ہے میں اسے ذبح کرنا شروع کرتا ہوں تو جماعت جاتی ہے جماعت سے ملتا ہوں تو یہ حرام ہو رہا ہے مجھے حدیث پاک سے بتایا جائے کہ اب میں ان دو کاموں میں سے کون سا کام کروں کونسا چھوڑوں؟ انہوں نے پھر کہا کہ یہ کیسٹ بند کر دو ٹیپ رکھ لی اس کے بعد جواب کیا دیا کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو جائے دنیا میں کسی جگہ ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہی نہیں۔

انہوں نے کہا کہ حضرت یہ تو مسجدوں میں جماعت کھڑی ہوتی ہے تو بم مار کے بھاگ جاتے ہیں نماز پڑھنے والوں کو شہید کر کے چلے جاتے ہیں اور آپ کہتے ہیں ہو سکتا ہی نہیں؟

تو بات یہ ہے کہ دعویٰ تو بہت اونچا ہوتا ہے ہمارے دوستوں کا لیکن جب ہم مسائل پوچھتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ بھئی ہمیں کوئی ضد نہیں آپ یہ سارے مسائل ہمیں قرآن و حدیث سے دکھادیں ہم آپ کے ساتھ ملنے کو تیار ہیں۔

ایک اور واقعہ

ایک ہیڈ ماسٹر صاحب تھے میرے پاس آئے دو مولوی صاحبان ساتھ تھے کہ جی انہوں نے مجھے کتابیں پڑھائی ہیں اور میں نے پڑھی ہیں میں نے کہا اچھا بخاری شریف دیکھی ہے، مسلم شریف دیکھی ہے، اردو ترجمہ والی تو یہ بڑی فکر ہے کہ سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا ہمیں اپنی نماز صحیح کرنی چاہئے اور بخاری و مسلم کے مطابق پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

میں نے کہا کہ بخاری و مسلم میں مکمل نماز ہے ہی نہیں، حساب تو مکمل نماز کا ہونا ہے ناں؟ میں نے کہا آپ تو ایک طرف ہو جائیں کیونکہ آپ نے دس دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ مطالعہ کیا ہوگا ناں بخاری کا؟

یہ دونوں مولوی صاحبان جنہوں نے بارہ سال پڑھی ہے قرآن و حدیث پڑھا ہے اور اب تیس سال سے پڑھا رہے ہیں یہ مجھے سمجھا دیں کہ مکمل نماز کے مسائل ہیں وہاں؟ مجھ سے حلفیہ طور پر لکھوالیں کہ جس دن سلام تک پوری نماز سکھا دیں گے میں اہلحدیث ہو جاؤں گا اب دیر ان کی طرف سے ہوگی جتنی میری نمازیں انکے خیال میں غلط ہوں گی گناہ ان کو ہوگا۔

یہ مجھے آج کرلیں اہلحدیث، مہینہ کے بعد کرلیں، سال کے بعد کرلیں، دو سال کے بعد کرلیں، مجھے نماز مکمل سکھا دیں اب ان سے جب ہم نے پوچھنا شروع کیا مسائل کہ بھائی دیکھو تکبیر تحریمہ ہے امام اونچی کہتا ہے مقتدی آہستہ...... ذرا اس

فرق کی حدیث سنادو ایسے ہی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا؟ (سامعین...... ایسے ہوتا ہے)

کہیں بھی فرق کی کوئی حدیث ہو تو جن کو تکبیر تحریمہ بھی نہیں آتی......؟

اب میں نے اس ہیڈ ماسٹر صاحب سے پوچھا کہ یہ صاحب جو چالیس پینتالیس سال سے مطالعہ قرآن حدیث کا کر رہے ہیں انکو تکبیر تحریمہ کا مسئلہ بھی نہیں آتا؟

آپ نے اسکول میں بھی پڑھانا ہے ٹیوشنیں بھی پڑھانی ہیں آپ کو یہ دعوت دے رہے ہیں کہ آپ تھوڑا سا مطالعہ کر کے فارغ ہو جائیں اور نماز ہمارے والی پڑھنی شروع کر دیں جس کا ان کے پاس بھی ثبوت نہیں۔

نماز میں آپ سارے درود شریف آہستہ پڑھتے ہیں ناں مولانا نے جو فرمایا آج سے دس سال پہلے میں نے یہاں مولویوں سے پوچھا تھا کہ اس کی کوئی حدیث سنادیں گالی تو نہیں ہے ناں آج دس سال ہو چکے ہیں آج تک کوئی حدیث نہیں سنا سکے تو ہم اہلسنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں تحقیق کا حق اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسولؐ کے بعد مجتہدین کو دیا ہے ہر آدمی کو نہیں دیا۔

ہر آدمی دین کی تحقیق نہیں کرسکتا

یہی بات غلط ہے کہ ہر آدمی پوری تحقیق دین کی کرسکتا ہے۔ تو یہ یاد رہے گی کہ کتنوں کو تحقیق کا حق ہے (دو کو...... سامعین) کن کن کو؟ رسولؐ کو تحقیق کا حق ہے رسولؐ کیطرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں؟ (اہل سنت...... سامعین)

اور اس کے بعد مجتہد کو حق ہے ان کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں تو قرآن میں دو تحقیقوں کا ذکر آیا۔

اب جو صرف ایک نسبت بتاتا ہے دوسری نہیں بتاتا وہ قرآن کی اس آیت کا انکار کر رہا ہے میں نے آپ کے سامنے آج عرض کیا کہ سننے کو تو یہ بات بڑی عجیب ہوگی کہ ہم قرآن سناتے ہیں یہ بہشتی زیور سناتے ہیں؟

کیا بخاری و مسلم میں نماز کا مکمل طریقہ ہے؟

ایک مولوی صاحب بڑے جوش میں تقریر فرما رہے تھے میں بخاری لے کے آتا ہوں تو قدوری لے کے آ؟

میں مسلم لے کے آتا ہوں تو بہشتی زیور لے کے آ؟

میں نے نہ قدوری لی نہ بہشتی زیور میں تعلیم الاسلام لیکر چلا گیا کونسی کتاب لیکر چلا گیا؟ (تعلیم الاسلام...... سامعین)۔

میں نے کہا بھئی یہ تعلیم الاسلام ہے اس میں یہ نماز کی شرطیں لکھی ہیں آپ بخاری مسلم سے یہ حدیث دکھا دیں کہ یہ شرطیں غلط ہیں میں اسی وقت توبہ کرلوں گا کس بات سے؟ ان شرطوں سے جو فقہ کی کتاب میں لکھی ہیں لیکن نماز تو نہیں چھوڑنی ناں میں نے اس کے بعد مجھے وہ حدیث دکھاؤ جس میں نماز کی صحیح شرطیں لکھی ہوں کیونکہ نماز تو میں نے پڑھنی ہے ناں آخر؟

یہ دو حدیثیں میں نے پوچھیں ایک حدیث وہ کہ ان شرطوں کو غلط کہہ دیا گیا ہو دوسری وہ کہ یہ غلط ہوں گی ہم نے چھوڑ دیں بس (حدیث) لکھ دیں ہم چھوڑ دینگے۔

نماز تو ہم نے نہیں چھوڑنی وہ تو ہم نے پڑھنی ہے ناں۔

نماز کی صحیح شرطیں ہمیں کسی حدیث سے دکھا دیں ترجمہ سے ہر عام آدمی بھی پڑھ کے دیکھ لے کہ یہ نماز کی شرطیں ہیں۔

اب میں قرآن اٹھا کر آگے کرتا ہوں وہ کہتا ہے ادھر کو لے جاؤ اور قرآن کا تو دشمن ہے میں بخاری اٹھا کر اس کے آگے کرتا ہوں یہ لو بخاری شریف سے نماز کی شرطیں نکالو وہ بخاری کو ہاتھ نہیں لگاتا میں مسلم اٹھا کے دیتا ہوں......؟ (ہاتھ نہیں لگاتا) آخر سوچ کر مجھے کہتا کیا ہے آپ کا کیا خیال ہے بخاری مسلم میں پوری نماز نہیں ہے؟ امام بخاریؒ نماز نہیں پڑھتے تھے؟ امام مسلمؒ نماز نہیں پڑھتے تھے؟ میں نے کہا یہ تو ہم نے پوچھنا ہی ہے آپ سے۔

کہ جب بخاری میں نماز نہیں تو وہ کیسے پڑھتے تھے ہمارے پاس تو جواب
ہے کہ امام شافعیؒ کی فقہ کے مطابق پڑھتے تھے ان کے مقلد جو تھے۔
آپ کے پاس کیا جواب ہے؟
کیونکہ اس (بخاری و مسلم) میں تو مکمل نماز نہیں ہے تو اب دیکھئے اللہ
تبارک وتعالیٰ نے اہل استنباط ائمہ مجتہدین (کو تحقیق کا حق دیا) ۔ میں عرض کر رہا تھا
کہ استنباط کسے کہتے ہیں؟ جو پانی زمین کی تہہ سے نکال لیا جائے پانی انسانی زندگی
کے لئے ضروری ہے یا نہیں اس کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے؟ (نہیں...... سامعین)

ہر نمازی مجتہدین سے مسئلے لیتا ہے

جو بھی شخص دنیا میں نماز پڑھتا ہے وہ مجتہدین سے مسئلے لیتا ہے اگرچہ
چوری ہی کر کے لے جائے۔
ایک شخص مجھے کہنے لگا جی ہم نہیں لیتے میں نے کہا آپ کی نماز شروع بھی
فقہ سے ہوتی ہے اور ختم بھی فقہ پر ہوتی ہے۔
آپ کا امام اللہ اکبر اونچی کہتا ہے مقتدی آہستہ کہتا ہے آپ کا امام السلام
علیکم ورحمۃ اللہ اونچی کہتا ہے اور مقتدی آہستہ کہتا ہے یہ فرق فقہ کی کتاب میں ہے
حدیث میں کہیں موجود نہیں ہے۔

غیر مقلدوں کی مثال

تو جس طرح پانی کے بغیر گزارہ مشکل ہے فقہ کے بغیر گزارہ مشکل ہے فرق
صرف یہ ہے کہ وہ چوری کر کے مسئلے لے لیتے ہیں ہم پوچھ کر لے لیتے ہیں اور ہم ان
مجتہدین سے مانگ کر لے لیتے ہیں کہ جی ہمیں سمجھ نہیں آئی آپ ہمیں سمجھا دیں اب
میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک زمیندار ہے اس کا گنے کا کھیت ہے میں نے اس
سے گنا مانگ کر لیا اور ایک نوجوان نے گنا چوری کر کے توڑ لیا سمجھے مثال کو۔
گنا ایک ہی کھیت کا ہے میں نے مانگ کر لیا اس نے چوری سے توڑا لیکن

حرام حلال کا فرق ہو گیا یا نہیں؟ (ہو گیا...... سامعین)
میں نے مانگ کر لیا وہ حلال ہے گنے کو نہیں دیکھا جائے گا یہ دیکھا جائے
گا کہ لیا کس طریقہ سے ہے جائز طریقہ سے لیا ہے یا ناجائز طریقہ سے لیا ہے تو اللہ
تبارک وتعالیٰ نے یہ تحقیق کا حق رسولؐ کے بعد مجتہدین کو دیا۔

تقلید کب سے شروع ہوئی؟

تو اسلام میں پہلے دن سے تقلید چلی آرہی ہے یاد رکھنا۔
امام غزالیؒ فرماتے ہیں المستصفیٰ میں' علامہ حامدیؒ احکام میں' شاہ ولی
اللہؒ عقد الجید میں فرماتے ہیں کہ اسلام میں ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ فتویٰ لینے
یا دینے پر پابندی لگائی گئی ہو اور کبھی مفتی پر پابندی نہیں لگائی گئی کہ وہ دلیل بھی پوری
بیان کرے وہ صرف مسائل بیان کر دے اور لوگ ان مسائل پر عمل کرتے تھے اب
دیکھئے۔
یہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ حدیث مانتے تھے دلیل کیا ہے چار ہزار متن ہیں
احادیث کے' کتنے؟ چار ہزار متون ہیں احکام کی احادیث کے۔ پھر یاد کرلیں کتنے
ہیں چار ہزار وہ صحابہؓ سے مروی ہیں تو پتہ چلا کہ صحابہؓ نے جو حدیث کی روایت کی ہے
وہ حدیث کو مانتے تھے! کتنے متن ہیں؟ (چار ہزار...... سامعین)

صحابہؓ کے فتاویٰ بلا ذکر دلیل

اور چھتیس ہزار سے زیادہ صحابہؓ کے فقہی فتاویٰ ہیں۔
کتنے ہیں چھتیس ہزار سے زائد مصنف ابن ابی شیبہ سولہ جلدوں میں' مصنف
عبدالرزاق گیارہ جلدوں میں' تہذیب الآثار' کتاب الآثار امام محمد یہ کتابیں بھری پڑی
ہیں۔
صحابیؓ نے صرف مسئلہ بتا دیا ہے دلیل کے تحت کوئی حدیث یا آیت بیان
نہیں کی۔ باقی سب نے ان سے مسئلہ سن کر عمل کر لیا ہے کسی نے دلیل کا مطالبہ نہیں

کیا ۔اب چار ہزار حدیثیں صحابہؓ روایت کردیں تو اہل قرآن کے پیچھے یہ لوگ لٹھ (لاٹھی) لیکر پھریں کہ وہ سنت کو مانتے تھے؟

علماء حضرات موجود ہیں صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے بعض نے ایک لاکھ چوبیس ہزار لکھی ہے بعض نے ایک لاکھ چوالیس ہزار لکھی ہے۔

کتنی؟ ایک لاکھ چوالیس ہزار۔

ایک لاکھ سے زائد ہوئی ناں

ڈیڑھ لاکھ کے قریب!

وہ سارے عربی دان تھے یا نہیں؟ ان کی مادری زبان عربی تھی یا نہیں؟

فتویٰ صرف چھ صحابہؓ دیتے تھے

لیکن آپ کتابیں اٹھا کر دیکھیں فتویٰ صرف چھ صحابہؓ دیتے تھے۔

ابن قیمؒ نے بہت زور لگایا ہے تو انہوں نے لکھا ہے کہ چھ تو عام طور پر فتویٰ دیتے تھے اور بائیس وہ ہیں جن کے چند فتوے ہیں۔

اور کچھ وہ ہیں جن کا ایک آدھ فتویٰ ملتا ہے۔

اب ان کی مادری زبان عربی تھی ان کو بھی یہ جرات نہیں ہوتی تھی کہ ہر آدمی مفتی بن بیٹھے۔

حدیث معاذؓ

حضرت پاک ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا تو یمن والے سارے سرائیکی بولتے تھے ناں؟ (نہیں.....سامعین)

عربی بولتے تھے تو جب منشور طے ہوا ہے فیصلہ کس طرح کرو گے کہا کتاب اللہ کی کتاب سے ۔فرمایا فان لم تجد فیه اگر کتاب اللہ میں مسئلہ نہ ملا پھر کیا کرو گے کہا بسنة رسول الله اگر سنت سے بھی نہ ملا پھر کیا کرو گے کہا اجتهد برائی کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرکے فیصلہ دوں گا تو ان کے فیصلے

یمن والے مانتے تھے یا انکار کرتے تھے؟ (مانتے تھے.....سامعین)

یمن والوں کی زبان کیا تھی؟ عربی! قرآن کی زبان کیا ہے؟ عربی! حدیث کی زبان کیا ہے؟ عربی! اب حضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ معاذؓ وہ تو سارے ہی عربی جانتے ہیں بس ان کو قرآن و حدیث دے دینا ہر آدمی خود مسئلہ نکالتا رہے گا اور عمل کرتا رہے گا۔

پورا یمن حضرت معاذؓ کا مقلد تھا

میں نے بارہا یہ مطالبہ اپنے دوستوں سے کیا کہ پورے ملک یمن میں حضرت پاک ﷺ کے زمانے میں حضرت کے حکم سے سارے لوگ حضرت معاذؓ کی تقلید کرتے تھے ایک نام ایسا نکال دیں جس نے اٹھ کر کہا ہو معاذ تم قرآن سناؤ گے میں مان لوں گا تم حدیث سناؤ گے میں مان لوں گا لیکن جب اجتہاد کی باری آئے گی تو میں بھی عربی جانتا ہوں؟ کسی نے نہیں کہا۔

اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی زندہ تھے یا نہیں؟ اور حضرت عمرؓ بھی زندہ تھے یا نہیں تھے؟ کسی نے یہ بھی کبھی اٹھ کر نہیں کہا کہ معاذؓ جب اجتہاد کی باری آئے گی تو ہم سارے تیرا فیصلہ نہیں مانیں گے کوئی ابوبکرؓ کا اجتہاد مانے گا کوئی عمرؓ کا اجتہاد مانے گا کوئی عثمانؓ اور کوئی علیؓ کا اجتہاد مانے گا؟ کسی نے بھی نہیں کہا۔

کیوں؟ جس یقین کے تحت حضرت معاذؓ کا فتویٰ ان کو مل سکتا تھا اس یقین کے ساتھ ابوبکرؓ کا فتویٰ ان تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

جب تو نے فتویٰ دے دیا سب عمل کرتے نظر آرہے ہیں تو بات یقینی ہوگئی ناں! وہاں سے جو فتویٰ لیکر آئے گا پتہ نہیں فتویٰ لیکر آنے والا اعتماد والا بھی ہے کہ نہیں؟ (مکہ یا مدینہ سے)

حضرت پاک ﷺ کے زمانہ میں مسئلہ معلوم کرنے کے طریقے

تو حضرت پاک ﷺ کے زمانہ میں مسائل معلوم کرنے کے تین طریقے

تھے۔ کتنے؟ (تین......سامعین)

جو حضرت پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں رہتے تھے وہ ذات اقدس ﷺ سے پوچھ لیتے تھے جب بھی کچھ بھول گیا کوئی مسئلہ پیش آ گیا حضرت ﷺ یہ بات ہوئی ہے وضاحت فرمادیں تو ذات اقدس ﷺ سے جو دور رہتے تھے حضور ﷺ سے ان میں جو مجتہد ہوتا وہ اجتہاد کرتا جیسے یمن میں حضرت معاذؓ جو غیر مجتہد ہوتا وہ اپنے مجتہد کی تقلید کر لیتا جیسے سارے اہل یمن! تو کتنے طریقے تھے؟ تین

گیارہ ہجری میں حضرتؐ کا وصال ہو گیا اب دو طریقے باقی رہ گئے۔

مجتہدین اجتہاد کرتے تھے (اور مقلد تقلید کرتے تھے)۔

پورے مکہ میں صرف حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ

پورے مکہ مکرمہ میں صرف عبداللہ بن عباسؓ کا فتویٰ چلتا تھا!

انکے فتوے حدیث کی کتابوں میں بھرے ہوئے ہیں بغیر کسی آیت اور حدیث کے فتویٰ دیتے تھے اور سارے مکہ والے ان کے فتوے پر عمل کرتے تھے۔

پورے مدینہ میں زید بن ثابتؓ کا فتویٰ

پورے مدینہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کا فتویٰ چلتا تھا بخاری شریف میں روایت موجود ہے کہ مدینہ کے لوگ مکہ میں حج کے لئے گئے ایک مسئلہ کی ضرورت پڑی مکہ کے مفتی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا انہوں نے مسئلہ بتایا۔

بعد میں کسی مدینہ والے نے بتایا کہ یہ ہمارے مفتی صاحب زید بن ثابتؓ کے خلاف بتایا ہے بخاری میں الفاظ ہیں:

ان أهل المدينة سألوا ابن عباس رضي الله عنهما عن امرأة طافت ثم حاضت، قال لهم تنفر، قالوا لا نأخذ بقولك وندع قول زيد.

(صحیح بخاری: کتاب الحج، باب اذا حاضت المرأة بعدما أفاضت)

بقول ابن عباسؓ کہ ہم اپنے مفتی کا فتویٰ نہیں چھوڑیں گے اس سے زیادہ

تقلید شخصی اور کیا ہوتی ہے؟

پورے کوفہ میں ابن مسعودؓ کا فتویٰ

پورے کوفہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کا فتویٰ چلتا تھا پورے بصرہ میں حضرت انسؓ کا فتویٰ چلتا تھا عبداللہ بن مسعودؓ کے فتوے حدیث کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں کتاب الآثار امام محمد میں دیکھیں۔

بغیر کسی آیت اور حدیث بیان کئے صرف مسئلہ بتاتے ہیں اور عمل کرنے والے بغیر مطالبہ دلیل کے اس پر عمل کر رہے ہیں۔

تابعینؒ کا دور

اب تابعینؒ کا دور پورے مکہ میں حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کا فتویٰ چلتا تھا۔ تو یہ تین باتیں میں بتا رہا تھا تین چیزیں تھیں۔

(۱) ذات اقدسؐ (۲) اجتہاد (۳) اور تقلید

غیر مقلدوں کا کذب

گیارہ ہجری میں یہ بات ختم ہو گئی خیر القرون کے بعد اجتہاد پر بھی پابندی لگا دی گئی اب صرف تقلید باقی رہی لیکن تقلید آج سے شروع نہیں ہوئی بلکہ شروع سے آ رہی ہے یہی وہ بات ہے جس کو وہ جھوٹ بولا کرتے ہیں کہ تقلید چوتھی صدی میں شروع ہوئی ہے شروع نہیں ہوئی چوتھی صدی کے بعد صرف تقلید باقی رہی اجتہاد ختم ہو گیا اس بات کا یہ جھوٹ بولتے ہیں اور اسی جھوٹ سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں لوگ سوچتے ہیں کہ یار وہ پہلے جو تقلید نہیں کرتے تھے وہ مسلمان تھے یا نہیں حالانکہ وہ تقلید کرتے تھے۔

تقلید کی مثال حدیث سے

اس کی مثال حدیث سے دیتا ہوں یہ قرآن پاک حضرت پاک ﷺ کے

زمانہ میں جمع نہیں ہوا یمانہ میں لڑائی لڑی گئی مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے
ساتھ (جہاد میں) تو بہت سے قاری شہید ہوئے حضرت عمرؓ یہ بخاری شریف (ج۲،
ص ۷۴۵) کی حدیثیں سنا رہا ہوں انہوں نے آ کر عرض کیا کہ حضرت قرآن کو جمع
کر دیا جائے صحابیؓ اس طرح شہید ہونے لگے تو قرآن ضائع ہی نہ ہو جائے اب گفتگو
سنیں شیخینؓ کی۔

ابوبکرؓ فرما رہے ہیں کہ نہیں جو کام نبیؐ نے نہیں کیا میں نہیں کروں گا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں بار بار واللہ خیر۔ اللہ کی قسم بڑا اچھا کام ہے اب نہ
حضرت عمرؓ کوئی آیت سنا رہے ہیں کہ اس آیت میں آتا ہے قرآن جمع کرو اور نہ
حدیث سنا رہے ہیں کہ اس حدیث میں آتا ہے جمع کرو۔

بلکہ مان رہے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ حضرتؐ نے جمع نہیں
فرمایا۔

پھر ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میرا بھی سینہ کھل گیا اور میں نے زید بن ثابتؓ
کو کہا کہ جمع کرو اب یہ قرآن جو جمع ہوا تقلیداً جمع ہوا نا۔

اگر تقلید شرک ہے تو جو قرآن شرک کی طرح جمع ہوا ہے اس کی تقلید ان کو
جائز ہوگئی؟ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں یہ بخاری (ص ۷۴۶) کی حدیث ہے یہ
بات چلی کہ لوگوں کو اختلاف ہوگیا ہے لغات کے بارے میں حضرت ﷺ نے
دعائیں مانگ کے اجازت لی تھی کہ ہر لغت پر اجازت دی جائے قرآن پاک کی
جب تک عرب میں دین رہا تو یہ بات فتنہ نہیں تھی دیکھئے نا آپ کے سرائیکی میں بھی
پنجابی میں بھی رنگ رنگ قسم کی لغتیں ہیں ناں؟

کوئی ولی محمد کہتا ہے کوئی بلی محمد کہتا ہے واؤ کو با بولتے ہیں جالندھر والے
ایسا ہوتا ہے ناں! کوئی کور کہتا ہے کوئی گور کہتا ہے لیکن آپس میں سمجھ تو لیتے ہیں کہ
یہی چیز ہے باہر والے سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں وہ کچھ اور کہہ رہا ہے اور یہ کچھ اور کہہ رہا
ہے وہ جیسے علامہ رومیؒ نے حکایت نقل فرمائی ہے۔

ایک حکایت

کہ چار آدمی جا رہے تھے ایک رومی ایک ترکی تھا ایک ایرانی تھا اور ایک
عربی تھا۔ بھوک لگی ہوئی تھی ایک دوسرے کی زبان سمجھتے نہیں تو راستہ میں کسی نے
ایک روپیہ دیا انہیں۔ اب سب پیٹ پر ہاتھ مارتے ہیں کچھ کھانے کے لئے چاہئے
ایک دوسرے کی بات سمجھتے نہیں رومی کہنے لگا "اوس، اوس" ترکی نے ہاتھ مارا کہ نہیں
"استافیل" ایرانی نے کہا "انگور" کہا نہیں عربی نے کہا "عنب" نہیں سب لڑیں روپیہ
ایک ہے۔

چار چیزیں کیسے آئیں ایک آدمی چاروں زبانیں جاننے والا آ گیا اس نے
کہا بھئی لڑتے کیوں ہو روپیہ مجھے دو میں سب کو راضی کرتا ہوں وہ انگور لے آیا۔

اب رومی کہے یہی تو اوس ہے جیسے میں کہہ رہا تھا ترکی والا کہتا استافیل کہہ
رہا تھا وہ یہی تو ہے عربی کہے میں جو عنب کہہ رہا تھا یہی تو ہے ایرانی کہنے لگا جو انگور
کہہ رہا تھا وہ یہی تو ہے۔

تو نہ جاننے سے بھی بڑی لڑائیاں ہو جاتی ہیں ناں۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا لغت قریش والی، حضرت عثمانؓ نے جو سب مہاجرینؓ
انصارؓ کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ چونکہ حضور پاک ﷺ کی اصل لغت قریش ہے اس پر
قرآن جمع کیا جائے باقی لغات سے روک دیا گیا۔

اب سات لغات پر حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن پڑھا جاتا تھا یا نہیں؟
پڑھا جاتا رہا۔

ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں پڑھا جاتا رہا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پڑھا جاتا
رہا یا نہیں؟ پڑھا جاتا رہا۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں باقی لغات سے روک دیا صرف قریش کی لغت
پر جاری رہا تو کوئی یہ جھوٹ بولے کہ لغت قریش پر حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں
قرآن نہیں پڑھا جاتا تھا عثمانؓ کے زمانہ میں شروع ہوا جھوٹ ہے نہیں؟ (جھوٹ

ہے ...... سامعین)

ابوبکرؓ کے زمانہ میں نہیں پڑھا جاتا تھا جھوٹ ہے یا نہیں (جھوٹ ہے ...... سامعین)

باقی لفظوں سے روکا گیا ہے اب جب یہ روکا گیا تو مشورے سے روکا کسی نے کوئی آیت بیان نہیں کی کوئی حدیث بیان نہیں کی۔

پھر اس کے بعد دیکھو اس پر جو اعراب لگائے گئے ہیں حضرت ﷺ کے زمانہ میں زیر زبر اس پر تھی؟ اوقاف تھے؟ کچھ بھی نہیں تھا یہ تو بعد میں حجاج بن یوسف نے لگائے ہیں۔ تو یہ اعراب کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟ اب ویسے انہوں نے شروع کردیا ہے میرے پاس ہے مسنون قرات والا قرآن مجھے پڑھتے ہی خدشہ ہوا کوئی بات ہے!

تو زبر زیر تو ابھی نہیں نکالی اوقاف نکال دیئے۔

میں نے ان کے ایک مولوی سے کہا بھئی یہ کیا کیا؟ جی حضور پاک ﷺ کے زمانے میں (اوقاف) نہیں تھے۔

وقف بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں

میں نے کہا وقف کرنے سے معنی بدلتے ہیں کہ نہیں بدلتے؟

میں نے مثال دی میں ایک فقرہ بولتا ہوں۔

’’روکو' مت جانے دو‘‘ میں نے وقف روکو پر کیا ہے ناں! اب دوبارہ بولتا ہوں روکومت۔ جانے دو معنی بدل گیا ہے یا نہیں بدلا؟ (بدل گیا ...... سامعین)

تو کوئی لفظ کم و پیش ہوا ہے یا صرف وقف آگے پیچھے ہوا ہے؟

(وقف آگے پیچھے ہوا ہے ...... سامعین)

اب جو انہوں نے وقف نکال دیئے اب پتہ نہیں بیچارے کہاں وقف کرینگے معنی کیا ہوگا اس کا؟

یہاں تلاوت کرے گا وہاں (موت کے بعد) جوتے پڑنا شروع ہو جائیں

گے۔ تو مولانا رومؒ نے ایک مثال دی ہے۔

حکایت مولانا رومؒ

ایک بیچارا بہرا تھا اس کو پتہ چلا کہ اس کا دوست بیمار ہے کہ بھئی عیادت تو سنت ہے میں بیمار پرسی کر آؤں اب اسے پتہ تھا کہ میں جو کچھ پوچھوں گا وہ سنے گا جو جواب وہ دے گا وہ میں تو سنوں گا نہیں اس نے خود ہی بیٹھ کر ایک سوال جواب بنالیا کہ میں کہوں گا اسلام علیکم وہ کہے گا وعلیکم السلام۔

میں کہوں گا سناؤ کیا حال ہے وہ کہے گا اللہ کا شکر ہے میں (بھی) کہوں گا اللہ کا شکر ہے میں پوچھوں گا کون سی دوائی کھاتے ہو وہ کسی دوائی کا نام لے گا میں تعریف کردوں گا کہ اچھی دوائی ہے۔

بھئی کس حکیم صاحب کا علاج شروع کیا ہے وہ کسی حکیم کا نام لے گا میں کہہ دوں گا اچھا حکیم ہے' یہ خود سوال جواب بنا کے چلا گیا وہ بیچارا زیادہ ہی بیمار تھا (بہرے نے) السلام علیکم کہا اس نے کہا وعلیکم السلام (بہرے نے پوچا) کیا حال ہے اس نے کہا مر رہا ہوں اس نے کہا اللہ کا شکر ہے۔

اب اس کی پیشانی پر بل آگئے کہ بھئی میں اس کے گھر کھانے جاتا ہوں کہتا ہے یہ اللہ کا شکر ہے۔

اس نے پوچھا کون سی دوائی لیتے ہو غصہ میں تھا کہتا ہے’’ زہر‘‘ کہنے لگا ماشاء اللہ بڑی بابرکت دوا ہے۔

تو غصے میں طاقت بھی آجاتی ہے ناں۔

وہ اٹھ کے بیٹھ گیا اس نے پوچھا کہ کس ڈاکٹر صاحب کا علاج شروع ہے اس نے کہا عزرائیل کا۔ ماشاء اللہ جہاں آتا ہے برکتیں لیکر آتا ہے اس نے دھکے دے دیکر باہر نکال دیا پانی پوچھا نہ کچھ اب بیٹھا سوچ رہا ہے میں نے کوئی گناہ کی بات تو نہیں کی۔

دوست ہے عیادت سنت ہے بیمار پرسی کرنے گیا ہوں اور یہ سات سال کی

دوستی ختم ہوگئی پرائے کو بھی آدمی اتنی گرمی میں آدمی پانی پوچھتا ہے اس نے پانی بھی نہ پوچھا؟ دھکے دیکر نکال دیا۔

بروز قیامت غیر مقلدوں کا حال

یہی حال غیر مقلد کا قیامت کے دن ہوگا سوچے گا پڑھا تو قرآن ہی تھا لیکن وقفوں کا پتہ نہیں کہاں کہاں کرتا رہا ہے۔

اس لئے وہاں جب جوتے پڑنا شروع ہونگے تو سوچے گا بھئی حنفیوں کو قرآن پڑھنے پر ثواب مل رہا ہے اور ہمیں جوتے پڑ رہے ہیں۔

قصہ کیا ہے؟ تو اب انہوں نے کچھ شروع کیا ہے تھوڑا سا تو جس طرح لغت قریش جو ہے اس پر پہلے ہی سے عمل آرہا تھا تقلید پہلے دن سے آرہی ہے۔

چیلنج

یہ جو دوست رقعے لکھ رہے ہیں یہ بھی لکھ کر بھیجیں صرف ایک صحابیؓ کا نام کہ جس کے بارے میں کسی تاریخ میں لکھا ہو کان لا یجتھد و لا یقلد.

نہ وہ اجتہاد کرسکتا تھا اور نہ تقلید کرتا تھا اور غیر مقلد تھا دس ہزار روپیہ انعام ہوگا۔

ایک تابعیؒ دکھا دو ایک تبع تابعیؒ کا نام دکھا دو اور لکھ کر بھیجے خیر القرون میں ایک بھی غیر مقلد ثابت نہیں۔ ایک بھی۔

احناف کی سند متصل ہے

یہ سکے تو ملکہ وکٹوریہ کے دور کے ہیں وہاں کیسے ہوتے؟

تو ہم ہیں اہل سنت والجماعت' میں عرض کررہا ہوں۔

سنت اللہ کے نبی ﷺ سے صحابہؓ نے لی ناں آنکھوں سے دیکھ کر یا سن کر؟ آنکھوں سے دیکھ کر! اور صحابہؓ سے ملاقات ہمارے امام نے کی تو ہماری سند متصل ہے یا نہیں؟ متصل ہے؟

ہماری سند متصل ہے پھر خاص اس کے لئے نسائی میں باب ہے متصل ہے باب غزوۃ الہند دوسری جلد میں۔

فاتحین ہند حنفی تھے

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہند کو فتح کریں گے اور وہ عیسیٰؑ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کا درجہ ایک فرمایا اور ہند کے فاتح بالاتفاق حنفی ہیں۔

محمود غزنوی حنفی ہیں۔ غوری خاندان حنفی۔ سادات خاندان حنفی ہیں۔ سوری خاندان حنفی۔ تغلق خاندان حنفی' مغلیہ خاندان حنفی' سب حنفی تھے۔

آج بھی جو جہاد کررہے ہیں ان میں سب سے آگے حنفی ہیں اگر کوئی جاتا ہے تو بیچارہ ان کا طفیلی بن کے جاتا ہے تو ساری دنیا میں ہمیشہ جہاد کو حنفیوں نے ہی زندہ رکھا ہے اب اہل سنت والجماعت حنفیوں کے ذریعہ یہاں اسلام آیا۔

قرآن آیا' نبیؐ کی سنت آئی' اسلامی قانون آیا کتنے بڑے بڑے ملک حنفیوں نے فتح کرکے اسلامی حکومت میں شامل کیے ہم بھی پوچھنے کا حق رکھتے ہیں ایک ملک نہیں' ایک صوبہ نہیں' ایک ضلع نہیں' ایک تحصیل نہیں' ایک تھانہ نہیں' چار انگل زمین کافر سے چھین کر کسی غیر مقلد نے اسلامی حکومت میں شامل کی ہو ہمیں دکھا دیں' چار انگل زمین' کبھی بھی قیامت تک یہ بات ثابت نہیں کرسکتے تو جنہوں نے یہاں اسلام پھیلایا آج ان کے اسلام کو مشکوک کہا جارہا ہے جنہوں نے میاں جنڈی دیوی اور بتوں کی پوجا سے ہٹا کر نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا آج ان کی نماز کو غلط کہا جارہا ہے۔

ہزار سال تک اس نماز کو کسی نے غلط نہیں کہا۔

امام صاحبؒ نے صحابہؓ کا زمانہ پایا مختلف اقوال ہیں ۳۰ سال بھی' ۴۰ سال بھی' انسٹھ سال بھی' چلو تیس ہی مانو تو تیس سال کی عمر میں مسلمان نماز پڑھنا شروع کردیتے ہیں یا نہیں؟' (شروع کردیتے ہیں......سامعین)

تو جب تیس سال زمانہ پایا تو جب امام صاحبؒ نماز پڑھتے تھے امام

صاحبؒ صحابہؓ کو دیکھ لیتے تھے یا کوئی رکاوٹ تھی دیکھنے میں؟ (نہیں......سامعین) صحابی بھی امام صاحبؒ کو دیکھ لیتے تھے دیکھو ایک نماز میں یہاں آپ کے ہاں پڑھوں اللہ اکبر کہہ کر سر پر ہاتھ باندھ لوں **سبحانک اللھم وبحمدک** تو آپ مجھے روکیں تو کیں گے یا نہیں؟ (روکیں گے......سامعین) میں نے کوئی فرض ضائع کیا ہے کوئی واجب ضائع کیا ہے سنت ضائع کی ہے تو آپ روکیں گے؟ اس کا مطلب ہے کہ پندرہویں صدی کے مسلمان کا ایمان اتنا مضبوط ہے کہ ایک کام بھی سنت کے خلاف نہیں کرنے دیتا تو صحابہؓ کا ایمان کیا پندرہویں صدی کے لوگوں کے (معاذ اللہ) برابر تھا یا نہیں؟ کیا وہ سنت کے خلاف دیکھ کر خاموش رہ سکتے تھے؟ اگر ایک مسئلہ بھی ہماری نماز کے خلاف ہوتا تو اعتراض صحابہؓ ضرور کرتے تابعینؒ کرتے صحابہؓ استاد ہیں تابعینؒ ہم جماعت ہیں تبع تابعینؒ شاگرد ہیں تو ہماری نماز صحابہؓ کے سامنے پڑھی گئی تابعینؒ کے سامنے تصدیق ہوئی تبع تابعینؒ کے سامنے تصدیق ہوئی کسی صحابہؓ نے غلط نہیں کہا ہاں انگریز کے دور میں امرتسر سے آواز اٹھی کہ ابو حنیفہؒ کی نماز ٹھیک نہیں۔

غیر مقلدین کی بنیاد

سکھوں کے شہر روپھن سے آواز اٹھی ابو حنیفہ کی نماز غلط تھی۔

ایک جگہ میں تقریر کر رہا تھا ایک نوجوان غصے میں کھڑا ہو گیا کہ تمہاری نماز کی تصدیق ہوئی ہماری نماز کی نہیں ہوئی آپ بھی فرمائیں کہ حکیم محمد صادق صاحب نے سیالکوٹ میں کتاب لکھی "صلوۃ الرسول" جنگ اخبار نے تصدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے نوائے وقت اخبار نے تصدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے صحیفہ عزیز نے تصدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے میں نے کہا کہ ہماری نماز کی تصدیق صحابہؓ تابعینؒ سے ہوئی اور ان کی تصدیق عرش پر خدا نے کی **والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ**

(التوبہ: ۱۰۰)

تبع تابعینؒ کی تصدیق امام الانبیاءؐ نے کی۔

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

تو اگر جنگ اخبار کی تصدیق ہے تو پڑھ دیں کس حدیث میں ہے۔

سوال:- جب سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا فرض نہیں تو ننگے سر پڑھ لی جائے تو کیا حرج ہے۔؟

الجواب:- اس کا مطلب ہے صرف فرض پورے کرنے چاہئیں **سبحانک اللھم** فرض نہیں ہے چھوڑ دیں تو کیا حرج ہوگا **سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی العظیم** فرض نہیں تو چھوڑنے میں کیا حرج ہوگا تو ساری سنتیں چھوڑ دی جائیں سارے واجبات چھوڑ دیئے جائیں سارے مستحبات چھوڑ دیئے جائیں تو انکے ہاں کوئی حرج ہوگا یا نہیں؟

ایک ہے کبھی کبھی بھول کر چھوڑ دینا اور ایک ہے عادت بنا لینا **سبحانک اللھم** چھوڑنے کی عادت بنالینے میں حرج ہے یا نہیں اس پر اشتہار چھپا ہوا ہے ہماری طرف سے ان کے فتوی وہ مساجد میں آپ لگائیں قاضی صاحب کے ہاں وہ ہے تو دیکھئے صرف ناف سے لیکر گھٹنے تک ہمارے ہاں ستر ہے ان کے ہاں عضو خاص اور دبر ستر ہے صاف وحید الزمان نے لکھا ہے شرح بخاری میں ہے "**لیس علی فرجہ شیء**" ران بخاری کی حدیث کے مطابق ستر نہیں لکھا ہے کہ حضور ﷺ خیبر کی جنگ میں ران ننگی کر کے جا رہے تھے (معاذ اللہ، معاذ اللہ)

تو پھر وہاں بھی اتنا ہی فرض سمجھا کریں یہ صرف ستر کا قصہ کیوں ہے تو دیکھئے فرض واجبات سنتیں پوری کرنی چاہئیں یا نہیں ہم کہتے ہیں مستحبات بھی نہیں چھوڑنے چاہئیں آداب کو بھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔

غیر مقلد کا سوال غیر مقلد کا جواب

خود اسی قسم کا سوال ان کے امیر محمد اسماعیل سے ہوا فتوی علماء اہلحدیث کی چوتھی جلد میں سائل نے سوال کیا کہ ننگے سر نماز پڑھنے سے خصوصی طور پر حضور اکرم

ﷺ نے منع فرمایا ہے تو حدیث سنائیں؟ سوال کرنے والا بھی ان کا (غیر مقلد) آدمی ہے اور جواب دینے والا بھی ان کا امیر محمد اسماعیل سلفی ہے (جواب میں لکھتا ہے کہ) اگر آپ نماز میں ٹانگیں اوپر سر نیچے کرلیں تو کسی حدیث میں منع نہیں لیکن دیکھنے والا آدمی یہ سمجھے گا بیہودہ آدمی ہے اسی طرح کی ایک حرکت ننگے سر نماز پڑھنا بھی ہے خود انہوں نے لکھا ہے مولانا داؤد غزنوی جو ان کے دوسرے امیر جماعت تھے انہوں نے لکھا ہے کوئی اس وجہ سے ننگے سر نماز پڑھتا ہے یہ زیادہ ثواب ہے تو یہ عیسائیوں کا مسلک ہے اسلام کا طریقہ نہیں گرجا میں جاکر دیکھیں وہ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور اگر سستی کی وجہ سے نہیں لیتے تو یہ منافقوں کا طریقہ ہے واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا اکسالی یہ تو سر چھپانے کا لکھا ہے وہ جو دس سال کا قرضہ ہے درود شریف آہستہ پڑھنے کی حدیث 'سبحان ربی العظیم آہستہ پڑھنے کی حدیث ۔(وہ کونسا حلالی غیر مقلد چکائیگا)

دیکھو اتنا رحم دل ہوتا ہے' آدمی دس سال بعد قرضہ مانگ لے اور دس سال میں نام بھی نہ لے لیکن جو دس سال کے بعد بھی نہ چکا سکے اس کے پلے میں کچھ ہے درود شریف کے بعد پڑھنے والی دعا کے بارے میں حدیث کہ آہستہ پڑھنی چاہیئے (یہ سوالات جو لکھ رہے ہو) دس سال ہوگئے ہیں میرے سوال آپ پر قرض ہیں ان کا جواب بھی دو۔

سوال :- عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے یا نہیں احادیث سے ثابت کریں؟

الجواب :- اس پر تو میرا رسالہ بھی چھپا ہوا ہے اور حدیث اہلحدیث میں بھی کافی فرق ہے۔ بھئی عورت اور مرد میں بھی فرق ہے یا نہیں؟ کیا خیال ہے یہ آتے ہیں اور ٹوپی وہاں پھینکتے ہیں اللہ اکبر کہتے ہیں (ان کی) عورتیں بھی دوپٹا پھینک دیتی ہیں؟ یہ آدھی پنڈلی ننگی کرتے ہیں (ان کی) عورتیں بھی آدھی پنڈلی ننگی کرتی ہیں؟ کیا خیال ہے یہ جو سوال ہے کہ مرد عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں نہ خدا کا فرمان ہے نہ رسولؐ کا۔ ان کا اپنا قیاس ہے یا کہ حضرتؐ کا فرمان ہے عورت مرد کی مانند نہیں اس کو ستر کا خیال رکھنا چاہیئے۔

جس طرح ایک علت قرآن میں آگئی یسئلونک عن المحیض (البقرہ:۲۲۲) تو اس کا جواب اتنا ہی کافی تھا قریب نہ جاؤ قل ھو اذی کہ وہ ناپاکی ہے اب نفاس کا لفظ نہیں ہے لیکن اس کا حکم سمجھ میں آگیا وہ بھی ناپاکی کے دن ہیں بلکہ اسی سے یہ بھی سمجھ آگیا جو مقام عارضی طور پر ناپاک ہے وہ قابل استعمال نہیں لیکن جو سرے سے ہے ہی ناپاک اسی طرح حضرتؐ نے عورت کے لئے فرمادیا اس کو پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے اسی قانون کو علماء ائمہ فقہاء نے لکھا خود ان کے فتویٰ غزنویہ میں موجود ہے اب سینے تک ہاتھ اٹھانے میں پردہ زیادہ کھلتا ہے یا کان کی لو تک اٹھانے میں تو حدیثیں دونوں ہیں اس قاعدہ کو رکھ کر ہم یہاں تک اٹھاتے ہیں کانوں تک اور وہ سینے تک اٹھاتی ہے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہوجائے۔

اب ہاتھ ناف کے نیچے تک باندھنے میں پردہ زیادہ کھلتا ہے یا سینے تک باندھنے میں تو دونوں حدیثیں تھیں اس قاعدہ کو سامنے رکھ کر جو اللہ کے نبیؐ نے ارشاد فرمایا ہم یہاں ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں وہ یہاں سینہ پر باندھتی ہیں یہ جو کہتے ہیں کہ یہ فرق قیاس ہے قیاس ہے اور چاروں امام حنفیؒ' مالکیؒ' شافعیؒ' حنبلیؒ کا اجماع ہے عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے۔

رحیم یار خان میں کتنی عورتیں امام ہیں فرق تو کرتے ہیں نا خود بھی اس طرح بخاری میں بھی حدیث ہے کوئی ایسا واقعہ پیش آئے عورت تالی بجالے مرد سبحان اللہ کہے تو ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ رسالہ میں بھی ہے حدیث اہلحدیث میں بھی ہے ان کے پاس قیاس ہے کوئی آیت حدیث لکھ کر بھیجیں کہ اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہو مرد عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں اللہ کے رسولؐ نے فرمایا ہو انکی دلیل ہم نہیں مانتے کیونکہ ہماری چار دلیلیں ہیں ان کو ہم خدا بھی نہیں مانتے ان کو ہم رسول بھی نہیں مانتے اجماع امت بھی نہیں مانتے مجتہد بھی نہیں مانتے آپ کس حیثیت سے اپنی بات منوانا چاہتے ہیں پہلے اپنی حیثیت ظاہر کریں کہ کیا بن کر آپ ہمیں دلیلیں دیتے ہیں۔

سوال :- تین امام رفع یدین کے قائل ہیں حنفی ممانعت کیوں کرتے ہیں فاتحہ کی

سات آیات بسم اللہ سمیت بن جاتی ہیں حنفی بسم اللہ کو فاتحہ کی جز کیوں نہیں مانتے
حالانکہ سعودی قرآن میں بسم اللہ سمیت فاتحہ شمار کی ہے حنفی اس کو کیوں نہیں مانتے۔؟
الجواب:- یہ جو بات ہے پتا نہیں جھوٹ بولنے کی ان کو عادت پڑ گئی ہے رفع یدین والے معاملہ میں ایک امام بھی ان کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ یہ دس جگہ سنت مانتے ہیں وہ نو جگہ ہے ایک سنت چھوڑنے سے نماز خلاف سنت ہوتی ہے یا نہیں ؟ ان کے ہاں تو چاروں اماموں کی نماز خلاف سنت ہے یہ اماموں کا نام کیوں لیتے ہیں قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اماموں کا نام لیتے ہیں۔

پھر امام مالکؒ فرماتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں کسی کو رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا ان کے ساتھ نہ صحابیؓ ہے نہ تابعیؒ ہے نہ کوئی امام انکو تو پرچی لکھنا چاہئے اتنے بڑے جہاں میں کوئی نہیں ہمارا۔

سنت اور حدیث میں فرق

مولانا داؤد غزنوی کے پوتے میرے پاس آئے گلشن اقبال میں بیٹھا ہوا تھا ساتھ ہی ان کا مدرسہ ہے مدرسہ ابوبکر پانچ ان کے طالب علم بھی تھے ہمارے بھی تھے کہنے لگا جی مجھے آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا سنا ہے آپ اہلحدیث کے بڑے خلاف ہیں میں نے کہا میں تو اہل قرآن کے بھی بڑا خلاف ہوں کہنے لگا وہ تو ہم بھی ان کے خلاف ہیں اب کہنے لگا حدیث کوئی بری چیز ہے میں نے کہا قرآن کوئی بری چیز ہے جس کے تم بھی خلاف ہو ہمیں تو ہمارے نبی پاک ﷺ نے فرمایا **علیکم بسنتی** میری سنت کو لازم پکڑو **فمن رغب عن سنتی فلیس منی** (بخاری ۔۔۔۔ج ۲، ص ۵۵۷) جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے اس لئے ہم سنی بن گئے **من احب سنتی فقد احبنی من احبنی کان فی الجنۃ** جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے میرے سے محبت کی جس نے میرے سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا ہم تو انشاء اللہ قیامت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوں گے' فرمایا **من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ**

شہید تم بھی کوئی حدیث سناؤ جس میں ہو **علیکم باحادیثی من تمسک بحدیثی** مجھے کہتا ہے میں سمجھتا تھا آپ تھوڑے مخالف ہیں آپ تو بہت ہی مخالف ہیں میں نے کہا میں نے مخالفت کی بات نہیں کی پہلے حدیث خود سناتا ہوں پھر آپ سے مطالبہ کرتا ہوں میں نے کہا اچھا حدیث کی تعریف سناؤ کہنے لگا نبی ﷺ کے قول وفعل تقریر کو حدیث کہتے ہیں میں نے کہا یہ تعریف کس نے کی ہے ؟ کسی حدیث میں یا قرآن میں ہے یہ تو امتی کی کی ہوئی تعریف ہے کہنے لگا قرآن میں ہے **واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا** (التحریم:۳) میں نے کہا ادھر رسول اللہ ﷺ نے قول چھپایا تھا یا فعل یا تقریر کیا چیز چھپائی تھی حدیث کی تعریف بھی امتیوں سے لیتے ہیں حدیث کا ضعیف صحیح ہونا امت سے لیتے ہیں تو جب بھی کوئی کہتا ہے حدیث صحیح ہے میں نے کہا تم اپنی رائے سے کہہ رہے ہو یا کسی محدث نے بتلایا ہے کہنے لگا محدثین نے میں نے کہا فقہاء کی بات ماننے کا حکم قرآن نے دیا ہے محدثین کی بات ماننے کا حکم قرآن نے دیا ہو تو دکھلاؤ' فقہاء حضور ﷺ کے زمانہ میں تھے محدثین تو حضور ﷺ کے زمانے میں نہیں تھے' اسماء الرجال والا تھا نہیں مسلم شریف میں ہے اس وقت کوئی سند کا اعتبار نہیں تھا پھر بعد میں خائن لوگ آئے تو اس لئے اسماء الرجال کا فن مدون کیا گیا اس وجہ سے یہ بدعت حسنہ ہے' قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے سنت اور حدیث میں فرق یہ ہے سنت کہتے ہیں نبی کے طریقہ پر چلنے کو سنت کا معنی ہی طریقہ ہے حدیث کہتے ہیں بات کو یعنی بات والے آدمی کو اہلحدیث کہتے ہیں باتیں بڑی بناتا ہے دلیل پیش نہیں کرسکتا یا یوں سمجھیں حدیث ضد ہے قدیم کی' قدیم پرانے کو کہتے ہیں حدیث جدید چیز کو کیونکہ یہ نیا ہے' وجود کے اعتبار سے بھی اور نام کے اعتبار سے بھی اہلحدیث کا معنی ہے بدعتی فرقہ۔

ایک اپنے ساتھی نے بہاولپور میں سوال کیا یہ تو تم نے لغت کے اعتبار سے بتایا ہے کیا حدیث سے دکھا سکتے ہیں میں نے کہا ہاں غنیۃ الطالبین میں حدیث ہے۔

اہلحدیث کا ماخذ

غنیۃ الطالبین میں حدیث لکھی ہوئی ہے کہ ایک دن شیطان نے اپنی دم اپنی دبر میں ڈالی اس سے سات انڈے نکلے جو چوتھا انڈہ نکلا اس کا نام حدیث ہے اس کی ڈیوٹی ہے نمازیوں کے دل میں وسوسہ ڈالنا۔ تیری نہیں ہوتی' تیری نہیں ہوتی' اب دیکھئے فوج میں نے آپ کو دکھا دی ہے چور آپ نے پکڑنا ہے اب انہوں نے غنیۃ الطالبین چھاپی ہے اس مقام پر انہوں نے حدیث کو حدث بنا دیا ہے' بالکل موجود ہے مذہب تو صرف اسلام ہے چار مذہب کہاں سے آئے آگے تو علم کے دریا بہہ رہے ہیں اول من قاس ابلیس حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ امرتسر میں تقریر فرما رہے تھے ان کے مناظر مولانا ثناء اللہ صاحب اسٹیج پر بیٹھے تھے انہوں نے غصہ میں رقعہ لکھا آپ کب تک حدیث کا انکار کریں گے اقراء بھا فی نفسک' رواہ مسلم' ترجمہ بھی لکھ دیا دل میں پڑھیے روایت کیا ہے اس کو کسی مسلمان نے' علامہ انور شاہ صاحبؒ نے فرمایا امام ابو حنیفہؒ کے مقابلہ میں جو یہ مجتہدین تیار فرما رہے ہیں ان کے ذرا علمی انوارات ملاحظہ فرمالیں۔ یہ بیچارہ قاس کو (ص) کے ساتھ لکھ رہا ہے اور کہتا ہے مجھے اماموں کی کوئی ضرورت نہیں' صحابہؓ کی کوئی ضرورت نہیں میں خود قرآن کو سمجھ کر اس پر عمل کروں گا۔

ایک مثال

جیسے پنجابی میں کہتے ہیں (پائنہ پڑی وقت نو پھری) باقی ۴ مذاہب کہاں سے آئے بھائی اسلام ہماری منزل ہے یہ چار راستے ہیں مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے ہمارا مذہب حنفی ہے منزل محمدی ہے جب کوئی مذہب پوچھتا ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو گزرے ایک زمانہ ہو چکا ہے آپ تک حدیث کیسے پہنچی ہے آپ کے ملک میں راستے ہیں خود راستہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ کسی منزل کے لئے راستہ بتایا جاتا ہے کسی جنگل میں راستہ نہیں ہوتا ہمارا مذہب حنفی ہے منزل محمد ﷺ ہے اور

ایک شہر کو چار راستے جاتے ہیں بلکہ دس بھی ہو جائیں کوئی حرج نہیں جیسے ایک مسجد میں آنے کے کئی راستے ہوتے ہیں تو مذہب کا معنی راستہ ہے اور راستے چلنے کے لئے ہوتے ہیں' لڑنے کے لئے نہیں ہوتے' اب مذہب کا معنی یاد ہو گیا ہے جو ملک کے راستوں کو توڑتا ہے وہ ملک کا غدار ہے اور جو نبی ﷺ کے سنت کے راستوں کو توڑتا ہے وہ سنت کا غدار ہے پھر مذہب کے معنی راستہ ہے سرکاری لوگ بھی سفر کر رہے ہیں گناہ گار بھی کر رہے ہیں اللہ والے بھی کر رہے ہیں یہ راستہ جس پر سارے چل رہے ہیں لیکن کوئی جھاڑی کے پیچھے چھپا بیٹھا ہو پولیس والے کہتے ہیں آوارہ گروہ ہے ہم کہتے ہیں غیر مقلد ہے راستہ چھوڑ دیا ہے' راستہ وہی ہے فقہ حنفی ان مسائل کا نام ہے جن پر عمل کرتے ہیں جس طرح قرآن اسی کتاب کا نام ہے جس کی ہم تلاوت کرتے ہیں شاذ قراتیں کہیں ملیں تو اس کا نام قرآن نہیں اسی طرح شاذ مسائل کا نام فقہ حنفی نہیں ہے تو مذہب پر میں نے ۴ باتیں کی ہیں۔

غیر مقلدوں کی مثالیں

ان کی مثالیں بڑی عجیب ہوتی ہیں وہ روپڑی صاحب کہنے لگے یہ چار مذہب بھینس کے چار تھن ہیں ایک سے حنفیوں نے دودھ نکالا ایک سے مالکیوں نے ایک سے شافعیوں نے ایک سے حنبلیوں نے ہم نے ان چار سے دودھ لیکر مکھن نکال کر لسی ان کو دے دی مکھن خود لے لیا' مسلک اہلحدیث زندہ باد میں نے چٹ لکھی کیا واقعی نبی پاک ﷺ کی حدیث میں ہے مجتہد بھینس کے تھن کو کہتے ہیں یا یہ اپنے مولوی کی بات کو حدیث کہتے ہیں میں نے جواب میں کہا کہ کوئی خدا کی جس نعمت کی ناشکری کرے اللہ تعالیٰ وہ نعمت اس سے چھین لیتے ہیں انہوں نے فقہ کی ناشکری کی خدا نے ان سے سمجھ چھین لی مثال جو دی ہے وہ ہمارے خلاف نہیں دودھ جو پیدا ہوتا ہے وہ تھنوں میں نہیں ہوتا بلکہ پیدا آگے ہوتا ہے تھن صرف دودھ پہنچا رہا ہے اسی طرح اگر مجتہدین نبیؐ کی حدیث کو آگے پہنچا رہے ہیں تو ایک مسئلہ بھی انہوں نے نہیں نکالا' تھن چار ہیں مقصد ایک ہے دودھ۔ مذاہب چار ہیں مقصد ایک ہے

''اتباع سنت'' پھر میں نے پوچھا ۴ تھن تو آپ نے ہمارے حوالے کر دیئے پانچواں تھن کون سا ہے جس سے آپ نے سارا دودھ نکال لیا ہے کوئی بھینس ایسی نہیں جس کے پانچ تھن ہوں شاید غیر مقلدین کی ہو جب میں نے اس مثال کی مرمت کی ہے تو پھر فیصل آباد میں میٹنگ ہوئی کوئی اور مثال گھڑی جائے تین ماہ کے بعد دوسری مثال آئی۔

مثال: یہ محمدی گاڑی جا رہی ہے چھک چھک ابوحنیفہ ٹیٹی (T.T) ہے شافعی مالک ٹیٹی (T.T) ہے میں نے کہا کسی حدیث میں ہے مجتہد کا نام ٹیٹی (T.T) نعرہ لگ گیا مسلک اہلحدیث زندہ باد حدیث تو آپ پڑھتے نہیں صرف نعرہ لگاتے ہیں پھر میں نے کہا کہ اگر امام صاحب ٹیٹی ہیں تو پھر آپ گھر نہ جائیں گے کیونکہ ٹیٹی اسے پکڑتے ہیں جس کے پاس ٹکٹ نہ ہو ٹکٹ بھی گاڑی کی چاہیے اور ٹکٹ بھی آج کی ہو ۱۴۰۰ سو سال پرانی نہ ہو میں نے کہا جس ٹکٹ پر آپ جانا چاہتے ہیں وہ امام صاحب کی تحقیق کے مطابق منسوخ ہو چکی ہے تو مذہب کے بارے میں آدھی بات پوچھتے ہیں آپ پوری طرح جواب دیا کریں ہمارا مذہب حنفی ہے منزل محمدی ہے تاکہ بات واضح ہو جائے اللہ تعالیٰ اہل حق کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

استغفر اللہ تعالی من کل ذنب واتوب الیہ

حقیقت عیسائیت و غیر مقلدیت

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ولا نبوۃ بعدہ ولا رسول بعدہ و لا رسالۃ بعدہ امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون. وقال رسول اللہ ﷺ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد۔

صدق اللہ مولانا العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم و نحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی رب زدنی علما و ارزقنی فھما. سبحانک لا علملنا انا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم. اللّٰھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی ال سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ۔

تمہید

دوستو بزرگو! اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ اللہ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو کہ اشرف المخلوقات ہے۔ اور پھر انسانوں میں سے مسلمان بنایا کیونکہ سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام. اور مسلمانوں میں سے ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہلسنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس طرح سارے دینوں میں سچا دین صرف اسلام ہے۔ مسلمان کہلانے والوں میں سچی جماعت اور نجات پانے والی جماعت کا نام ''اہلسنت والجماعت'' ہے۔ اور پھر ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کی توفیق عطا فرمائی۔ جن کی رہنمائی میں ہم اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ کی سنتوں پر عمل کر رہے ہیں۔ اس لئے ہم ''حنفی'' بھی کہلاتے ہیں۔

دو اتفاقی باتیں

ایک دو باتیں ایسی ہیں جن میں آپ میرے ساتھ یقیناً اتفاق کرینگے:

☆ ...... پہلی بات یہ ہے کہ دین اسلام کامل ہے۔ یہ سب کا یقین ہے' اس پر سب کا اتفاق ہے یا نہیں۔ (ہے...... سامعین)

☆ ...... دوسری بات یہ کہ سچ سچ ہوتا ہے اور وہی کامیاب ہوتا ہے۔ جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

یہ دو ہی باتیں اگر آپ ذہن میں رکھیں تو بہت سے اختلافات ختم ہوسکتے ہیں۔

کوئی مسئلہ مکمل اختلافی نہیں ہوتا

یاد رکھیں! کوئی مسئلہ بھی پورا اختلافی نہیں ہوتا۔ اس میں کچھ نہ کچھ پہلو اتفاق والا ہوتا ہے تو جس بات پر اتفاق ہو پہلے اس کو سمجھیں تو اختلاف کو سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔ اگر اتفاق کی بات کی طرف آپ بالکل نہ آئیں' اختلاف کا ہی شور مچاتے رہیں تو پھر آپ عوام کو بات سمجھا نہیں سکتے نہ آپ (خود) سمجھ سکتے ہیں۔

ایک عیسائی سے مناظرہ

ایک عیسائی سے میرا مناظرہ تھا۔ وہ پادری کہنے لگا کہ آپ ایک دلیل ایسی بیان کریں جس سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت اس طرح ثابت ہوجائے کہ میں انکار نہ کرسکوں۔

میں نے کہا: میں سو دلیل بھی آپ سناؤنگا آپ اس میں کچھ نہ کچھ جواب دینا شروع کردینگے۔

کہنے لگا: پھر آپ دلیل نہیں دینا چاہتے؟

میں نے کہا: نہیں! دینا چاہتا ہوں۔ لیکن میں طریقہ ایسا اختیار کرنا چاہتا ہوں کہ سو دلیلوں کے بجائے ایک ہی دلیل کام کرجائے۔

کہنے لگا: وہ کیا ہوگا؟

میں نے کہا: کچھ ایسے پیغمبر بھی ہیں جن کو میں اور آپ اتفاقی طور پر نبی مانتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام ہیں' موسیٰ علیہ السلام' عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جن کے نبی ہونے پر (ہم دونوں کا) اتفاق ہے تو آپ ان میں سے کسی نبیؑ کے نبیؑ ہونے کی دلیل بیان کریں تا کہ ایک پیمانہ خود آپ بنالیں کہ جی نبیؑ کی نبوت اس قسم کی دلیل سے ثابت ہوتی ہے۔ پیمانہ آپ بنائیں گے۔ ابراہیم علیہ اسلام کے لئے' موسیٰ علیہ السلام کے لئے' عیسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ پھر اس کے برابر بلکہ اس سے بڑھ کر دلیل انشاء اللہ العزیز میں (اپنے نبی ﷺ کے لیے) دے دونگا اور یہ ایسا انداز ہوگا کہ جس سے بات بالکل کھل کر سامنے آجائے گی۔ اس نے پہلے تو یسعیاہ نبی کی کتاب کھولی اور اس کی ایک عبارت پڑھی کہ:

''ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام عمانوایل رکھیں گے۔''

(یسعیاہ نبی...... ۷:۱۴)

میں نے کہا: اس سے آپ کیا چاہتے ہیں؟

کہتا ہے: جی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پیشین گوئی یسعیاہ نبی نے کی ہے۔

میں نے کہا: یہ کلیہ قاعدہ ہے۔ تو پہلے آدم علیہ السلام کے لئے پیشین گوئی بتائیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے لئے کوئی پیشین گوئی بتائیں، موسیٰ علیہ السلام کے لئے کوئی پیشین گوئی بتائیں۔ یہ کلیہ قاعدہ نہیں ہے کہ جو ہر جگہ فٹ آسکے۔ اور پھر اس کو بھی میں نہیں سمجھتا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے پیشین گوئی ہے۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ زور آپ اس لفظ پر ڈالیں گے کہ اس میں ''کنواری'' کا لفظ ہے۔ میں اسی کو غلط سمجھتا ہوں کیونکہ یہودی بائبل ہے میرے ہاتھ میں اس میں یہاں ''جوان عورت'' لکھا ہے کنواری عورت نہیں لکھا یہ تمہاری Referance Bible ہے اس کے حاشیہ پر بھی لکھا ہے جوان عورت۔ یہ عبرانی کا لفظ ''ہالماء'' ہے جو اسی بائبل میں ۱۸ جگہ آیا ہے۔ ۱۷ جگہ آپ نے بھی ترجمہ جوان عورت کیا ہے۔ اور یہاں آپ نے ترجمہ کبھی کنواری عورت کرتے ہیں کبھی جوان عورت کرتے ہیں۔ تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ جوان عورت سے بی بی آمنہ مراد ہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بی بی آمنہ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ نہ کوئی بہن ہے نہ کوئی بھائی ہے۔ ایک ہی بیٹا ہوا ہے۔ تو اس طرح تو میں بھی کہہ سکتا ہوں۔ آپ کی بات تو نہیں بنتی کچھ۔

پھر میں نے پوچھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا اسی کتاب کا ۵۳ باب وہ بھی مسیح کے بارے میں ہے۔ آپ کے نزدیک؟

کہنے لگا: جی ہاں۔

میں نے کہا: پھر اس باب ۷ کو آپ وہاں کیوں چسپاں کر رہے ہیں کیونکہ دونوں میں سخت اختلاف ہے۔ وہاں تو یہ لکھا ہے کہ معاذ اللہ۔

''وہ آدمیوں میں حقیر و مردود، مردِ غمناک اور رنج کا آشنا تھا...... ہم نے اس کی کچھ قدر نہ جانی''۔

(یسعیاہ......۵۳:۳)

تو یہاں لکھا ہے وہ عمانوائل ہوگا۔ اللہ اس کے ساتھ ہوگا اور وہاں اس کے خلاف لکھا ہے۔ یا تو آپ ۵۳ باب مسیح کے بارے میں مانیں یا باب ۷ مانیں۔

پھر میں نے کہا: میں عمانوائل کسے مانوں۔ عمانوائل کا معنی ہے جس کے ساتھ خدا ہو۔

اسکو مانوں جو کہتا ہے:

ان اللہ معانا

''خدا ہمارے ساتھ ہے''

اور اللہ کیا فرماتا ہے:

ما ودعک ربک وما قلا

''تجھے خدا نے چھوڑا نہیں نہ تجھ سے ناراض ہوا ہے''۔

یا میں عمانوائیل اسے مانوں کہ جس نے چھ گھنٹے صلیب پر معاذ اللہ نعرہ لگایا ہو:

ایلی! ایلی! لما شبقتنی؟

ترجمہ: اے خدا! اے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ (انجیل متی......۲۷:۴۶-۴۷)

جسے اللہ چھوڑ جائے وہ عمانوائیل نہیں ہوتا۔

میں نے جب اتنی بات کی تو لوگ جو بیٹھے تھے وکیل یا پروفیسر تھے عیسائی۔ ان پڑھ آدمی نہیں تھے۔ (ان میں سے) ایک وکیل کھڑا ہوا۔

اس نے کہا: جی ہم Request کرتے ہیں کہ آپ بات بند کر دیں کیونکہ ہمارا پادری آپکی بات کا جواب نہیں دے سکتا۔ ہم نے پادری نقانی انکے پاس تھا (اسکے پاس) گاڑی بھیجی ہے۔ وہ آجائے گا چند منٹوں میں تو اس سے آپ بات کریں۔

میں نے کہا: جب تک وہ آئے گا اس وقت تک تو بات چلنے دیں بات پیشین گوئی پر انہوں نے شروع کی جس کی پیشین گوئی سچی ہو وہ نبی ہوتا ہے۔

میری پیشین گوئی

میں نے کہا: میں پیشین گوئی کرنے لگا ہوں۔ اتنی جلدی کسی کی پیشین گوئی سچی نہیں ہوئی۔ جو اسی مجلس میں سچی ہوگی۔

کہنے لگے: وہ کیا؟

میں نے کہا: جو آدمی نقانی کو لینے گیا ہے اگر اس نے بتادیا کہ وہاں امین بیٹھا ہے تو وہ کبھی نہیں آئیگا۔ اور اگر اس نے نہ بتایا تو وہ یہاں آئے گا لیکن یہاں آکر مناظرہ

بالکل نہیں کرے گا۔ وہی بات ہوئی پانچ سات منٹ بعد وہ گاڑی پر آ گیا۔ اترتے ہی
کار سے بجائے ادھر بیٹھنے کے میری پائتی آ بیٹھا۔

میں نے کہا: بھئی ادھر جا کر بیٹھو تم تو مناظرہ کے لئے بلائے گئے ہو۔

اس نے کہا: مجھے اس نے بتایا ہی نہیں تھا کہ وہاں آپ بیٹھے ہیں ورنہ میں کبھی بھی نہ آتا۔

میں نے کہا: چلو اب تو آ گئے ہو نا اب کرو مناظرہ۔

کہنے لگا: کوئی عقلمند آدمی جلتی آگ میں چھلانگ نہیں لگا سکتا اس لئے میں آپ سے
مناظرہ نہیں کرتا۔

میں نے کہا: بھئی میری پیشین گوئی تو ہوگئی ہے سچی۔ پہلے پادری کے مطابق تو معاذ
اللہ مجھے نبی ماننا چاہئے۔ لیکن میں یہی کہتا ہوں کہ میرے نبیؐ پر ایمان لے آؤ جس کا
میں امتی ہوں۔ خیر وہ تو بات ختم ہوگئی لیکن ان (عیسائیوں) کو غصہ بہت تھا۔

دوسرے پادری سے مناظرہ

پھر ایک پادری کو بلا کے لائے اس سے بھی میں نے یہی کہا کہ بھئی ایک
اتفاقی پیمانہ بنالو اس کے بعد آگے چلیں گے۔

اتفاقی پیمانہ

اس نے کہا کہ جی موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ آپ بھی جانتے ہیں انہوں نے
پتھر پہ لاٹھی ماری جس سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے۔ دریا پر لاٹھی ماری اور راستے
بن گئے۔ یہ معجزہ ان کے نبی ہونے کی دلیل ہے۔

میں نے کہا: بالکل ٹھیک ہے اب ایک پیمانہ تو سامنے آ گیا نا۔

میرا جواب

میں نے کہا: موسیٰ علیہ السلام نے جس دریا پر لاٹھی ماری تھی وہ دریا پہلے
آسمان پر تھا یا چوتھے آسمان پر؟

اس نے کہا: جی زمین پر۔

میں نے کہا: لاٹھی پانی تک پہنچی تھی یا دور رہی تھی؟۔

کہنے لگا: پانی کے اوپر لگی تھی جا کے۔

میں نے کہا: بالکل برحق معجزہ‘ اتنا بڑا معجزہ ہے کہ اسی بنا پر یہودیوں نے بھی موسیٰ علیہ
السلام کو نبی مانا‘ عیسائیوں نے بھی مانا‘ مسلمانوں نے بھی مانا۔

ایک نظر ادھر بھی!

لیکن اب ذرا ہماری طرف بھی نظر دوڑائیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ زمین
پر کھڑے ہیں اور آسمان کے چاند کی طرف یوں انگلی سے اشارہ فرمایا ہے۔ انگلی چاند
تک پہنچی نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے۔ ارشاد ربانی
ہے۔

اقتربت الساعۃ وانشق القمر (القمر:۱)

میں نے کہا: زمین پر موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ظاہر ہو تو ان کے نبی ہونے میں نہ کسی
یہودی کو شک رہے‘ نہ کسی عیسائی کو شک رہے‘ نہ کسی مسلمان کو شک رہے۔ اور جس
نبی کا معجزہ آسمان پر ظاہر ہو‘ چاند کے ٹکڑے ہو جائیں اس کی نبوت میں کیسے کوئی عقلمند
آدمی شک کر سکتا ہے۔

یہ تو اسی طرح کی حماقت ہوگی کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ زمین سے جو مٹی کا
تیل نکلتا ہے اس کو جلایا جائے تو روشنی ہوتی ہے لیکن آسمان کا سورج روشنی نہیں دے
سکتا۔ جس کا معجزہ زمین پر ظاہر ہوا اس کو تو آپ نبی مان رہے ہیں اور جس کا معجزہ
اللہ نے آسمان پر دکھایا اسکے نبی ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟

وکیلوں کی درخواست

تو وہی جو وکیل بیٹھے تھے عیسائی کہنے لگے مولوی صاحب! آپ بحث بند
کر دیں کیونکہ آپ کی دلیل واقعی اتنی وزنی ہے کہ اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا ہم
ایمان لے آئیں یا ہم ضد کر دیں اور تیسری کوئی بات نہیں۔ اس لئے ہم آگے مناظرہ
سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

پڑھتے نا؟ اس پر ایک پیمانہ بنالو کہ آپ ان ایک سو تیرہ سورتوں کو کیسے منع کررہے ہیں۔ اور کیا چیز آپ حضرات کے پاس ہے پھر اس کے بعد آگے چلیں۔

غیر مقلدوں کو ایک مشورہ

اگر قرآن پاک میں ہے تو لکھ دیں آیت' نہیں ہے تو صاف تحریر دے دیں کہ قرآن پاک اس مسئلہ میں ہمارے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں۔ پھر حدیث کی طرف جانے سے پہلے ہم سے پوچھیں کہ کیا آپ کا قرآن ساتھ دیتا ہے اس مسئلہ میں یا نہیں؟ تو میں نے جیسے مغرب سے پہلے یہ بتایا تھا کہ نماز پڑھنے کے دو ہی طریقے ہیں اور قرآن پاک کی دو آیتوں نے دونوں کا فیصلہ کردیا:

فاقرأ و ما تیسر من القرآن [1] (المزمل:۲۰)

حضرت نے اکیلے نمازی کے بارے میں یہ طریقہ بتایا اور:

و اذا قرأ القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلکم ترحمون [2]. (الاعراف:۲۰۴)

یہ باجماعت نماز پڑھنے والوں کے لئے حضرت پاکؐ نے طریقہ بتایا کہ جب قرآن پاک سے مسئلہ ثابت ہوگیا ہم یہ بیان کررہے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں اب بھی کوئی آدمی یہ کہے کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں اور یہ ابوحنیفہؒ کا قول مانتے ہیں تو کیا اس بات میں وہ آدمی کبھی سچا ہوسکتا ہے؟ تو اس بارے میں یہی آپ سے عرض کرتا ہوں' جس طرح اس پادری کے ساتھ بات ہوئی کہ جب (معاملہ) اتفاقی بات پر آیا تو مسئلہ سمجھنا آسان ہوگیا یا نہیں؟ اسی طریقے سے اتفاقی بات پر چلیں اور آگے جو اختلافی بات ہے اس کی طرف جائیں تو کوئی بھی مسئلہ مشکل نہیں۔

ایک واقعہ

یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آیا میں جب کراچی بنوری ٹاؤن میں تھا۔ تو ہفتے کا دن تھا میں گھر سے نکلا تو ایک نوجوان دروازے کے باہر کھڑا رو رہا ہے۔ میں جب

(۱)......اب پڑھو جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے۔

(۲)......اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس پر کان دھرو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

نکلا اس نے سلام کیا۔

(لڑکے نے پوچھا): جی امین صاحب آپ کا نام ہے؟

میں نے کہا: میرا ہی نام ہے۔

اس نے کہا: جی میں بہت پریشان ہوں آپ کے پاس کل بھی حاضر ہوا تھا لیکن آپ کہیں جمعہ پڑھانے گئے ہوئے تھے۔ آج بھی آیا ہوں۔

میں نے کہا: فرمایئے۔

کہنے لگا: (یہاں) کراچی میں کئی قسم کے کالج ہیں (جن میں) ایک ایسا کالج ہے جو غیر ملکیوں کا ہے۔ اس میں اکثر لڑکے بھی غیر ملکی پڑھتے ہیں ہم چھ لڑکے صرف مسلمان ہیں جو وہاں پڑھتے ہیں۔ ہم چھ میں سے ایک لڑکا تبلیغی جماعت میں جاتا تھا اس نے کھینچ تان کے ہمیں بھی نمازی بنادیا۔ ہم جمعرات کو تبلیغی مرکز (مدنی مسجد) جارہے تھے بس پر' تو راستے میں میٹرک کے کچھ ساتھی ملے۔ جو اپنے آپ کو ''اہلحدیث'' کہتے تھے۔ انہوں نے ہمارے (سروں) پر ٹوپی وغیرہ دیکھی کیونکہ اس زمانہ میں ہم نماز وغیرہ پڑھتے ہی نہیں تھے (انہوں نے) اندازہ لگایا کہ بھئی اب انہوں نے نماز پڑھنی شروع کردی ہے۔

تبلیغی جماعت اور جماعت غیر مقلدین کا فرق

تو جیسے مولانا فرمارہے تھے کہ دو کام الگ الگ ہیں ایک تو تبلیغی جماعت کا کام ہے نا؟ کہ کہیں کھیت میں پھر رہے ہیں' کسی دوکان پر کھڑے ہیں' کسی گھر کے سامنے' کہیں گلی میں بھئی اللہ کے بندوں تمہیں کیا ہوگیا ہے کہاں پھر رہے ہوں؟ (کہتے ہیں) جی یہ ایک آدمی مسلمان ہے' کلمہ نبی پاک ﷺ کا پڑھتا ہے۔ لیکن سست اور غافل ہوگیا ہے' نماز نہیں پڑھتا ہم یاد کرانے آئے تھے کہ بھئی نماز پڑھو۔ کتنے لوگ ہیں جن کو انہوں نے نمازی بنادیا۔ لیکن آپ کبھی غیر مقلدوں کو اس طرح پھرتے نہیں دیکھیں گے کہ بے نمازیوں کو نمازی بنائے۔ ہاں جب کوئی بے چارہ نماز شروع کردیگا۔ اب آجائیں گے۔

"تیری نہیں ہوتی...... تیری نہیں ہوتی...... تیری نہیں ہوتی"

اب اس غریب کو نماز نہیں پڑھنے دینگے۔ جب تک کوئی آدمی نماز نہیں پڑھتا اسے پتہ نہیں ہوتا کہ ہمارے علاقے میں کوئی غیر مقلد بھی رہتا ہے یا نہیں۔ جس دن دیکھا کہ یہ مسجد سے نکل رہا ہے اب کوئی ادھر سے آجائے گا تیری نہیں ہوتی کوئی ادھر سے آجائے گا تیری نہیں ہوتی۔

یہی کچھ اس لڑکے کے ساتھ ہوا

یہی کچھ اس بے چارے نوجوان کے ساتھ حشر ہوا۔

انہوں نے پوچھا: تم مرکز (مدنی مسجد) جا رہے ہو؟

ہم نے کہا: جی ہاں۔

انہوں نے پھر کہا: تمہاری تو نماز ہی نہیں ہوتی۔

ہم نے جواب دیا: کیوں ہم پڑھتے ہیں۔ ہوتی کیوں نہیں؟

انہوں نے کہا: تو فاتحہ پڑھتا ہے امام کے پیچھے؟

ہم نے کہا: نہیں۔

(اس پر) اس (غیر مقلد) نے خود کاغذ نکالا جیب سے سوال کرنے والے نے اور لکھ لیا:

"تیرا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے"۔

اور کہا: کرو دستخط یہاں۔

لڑکے نے کہا: جی میں نے دستخط کر دیئے۔

اب وہ کہتا ہے: تو نے وہ حدیث لانی ہے جس کا معنی ہوگا فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ اور میں وہ حدیث لاؤں گا جس کا معنی ہوگا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

لڑکے نے کہا: ہم مرکز چلے گئے۔ وہاں بیان سنا۔ اسکے بعد دو تین مولوی صاحبان کے سامنے وہ چٹ رکھی تو سب نے آپ کا نام لیا کہ وہاں (امین صاحب کے پاس) چلے جاؤ۔ یہ مسئلہ وہاں سمجھ آؤ جا کے۔ تو میں کل بھی آیا تھا کل آپ نہیں ملے۔ لیکن

جب جمعہ کے بعد میں گھر گیا' جمعہ میں نے یہیں پڑھا ہے' تو وہی دو لڑکے اور تین مولوی صاحبان وہاں اور بیٹھے تھے میری بیٹھک میں۔ ایک کے ہاتھ میں ایک اشتہار تھا "تین لاکھ روپیہ انعام" (بعنوان) کوئی ثابت کر دے کے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا منع ہے۔ ایک (اشتہار) میں تھا کہ:

"اگر کوئی سورۃ فاتحہ کا منع ہونا ثابت کر دے امام کے پیچھے تو اس کے ہر ہر حرف پر دس دس روپے رکھ کر میں انعام دونگا"۔

تو وہ بیٹھے تھے وہاں۔ وہ اشتہار بھی میں نے لے لئے' میں نے کہا میں گیا تھا ابھی میں سمجھ کر نہیں آیا کل جاؤنگا پھر۔

دھوکے کا جواب دھوکے سے

میں نے کہا: تم صحیح جگہ پہنچ گئے ہو انشاء للہ اب مسئلہ سمجھ آجائے گا۔ میں نے درسگاہ میں بٹھالیا۔

میں نے کہا: تیرے ساتھ انہوں نے بڑا دھوکہ کیا ہے اس کا جواب بھی دھوکے سے ہی دینا ہے۔ دھوکے کا جواب دھوکے سے ہی دینا ہے۔

کہنے لگا: وہ کیسے؟

میں نے کہا: تو نے جا کر یہ سوال کرنا ہے کہ:

"جب تمہارا خطیب (جمعہ کو) خطبہ پڑھتا ہے تم خود خطبہ پڑھتے ہو؟"

وہ کہے گا: نہیں۔

میں نے کہا: تم خود کاغذ پر لکھ لینا تمہارا عقیدہ ہے کہ خطبہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ کہنا کہ کرو دستخط یہاں۔ اب اسے کہنا کہ تو نے وہ حدیثیں لانی ہیں کہ حضرت ﷺ بغیر خطبے کے جمعہ پڑھاتے تھے۔ حدیث میں ہو کہ:

"خطبہ کے بغیر جمعہ ہو جاتا ہے"۔

یہ حدیثیں لانی ہیں تجھے اور میں وہ حدیثیں لاؤنگا کہ حضرت خطبے کے ساتھ جمعہ پڑھاتے تھے۔

میں نے کہا: اس دھوکے کا جواب تو اسی طرح دینا ہے جا کہ جو اس نے تیرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔

باقی اصل مسئلہ

باقی رہا مسئلہ کی بات تو پہلے میں نے اسے یہی بات سمجھائی کہ یہ دو آیتیں ہیں۔ جو میں نے پہلے سمجھایا اور اسی کے بارے میں یہ بات میں نے بتائی۔

چٹ کا جواب

اب دیکھو کسی نے چٹ لکھی ہے کہ آیت **واذا قرء القران الخ** خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آپ نماز کے بارے میں فرمارہے ہیں؟

الجواب

میں نے اپنی بات کہی ہے یا حضرت ﷺ کی حدیث سنائی ہے واذا قرا فانصتوا کیا خیال ہے۔ اب اللہ کے نبیؐ قرآن کو زیادہ سمجھتے ہیں یا یہ میرا دوست چٹ لکھنے والا۔ پھر اللہ کے نبی ﷺ قرآن کن کو پڑھایا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو:

یعلمهم الکتاب والحکمة

بات ٹھیک ہے یا نہیں؛ انہیں قرآن سمجھ آ گیا تھا یا نہیں؟ اب ان لوگوں سے پوچھو:

اس آیت کی تشریح سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ سے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ مکرمہ میں وہ رحیم یار خان یا خانپور میں نہیں۔ مکہ مکرمہ میں فرمارہے ہیں۔

المومن فی سعة من الا ستماع الیه الا فی صلوة المفروضة او المکتوبة

''کہ اگر کوئی آدمی قرآن پڑھے تو دوسرے مسلمان کو وسعت ہے اگر وقت ہے سننے کا تو سنے' اگر کسی کام جانا ہے تو چلا جائے۔ مگر فرض نمازوں میں یہ چھوٹ نہیں ہے''

انما نظرة هذه الآیة نزلت فی صلوة المکتوبة. (کتاب القراۃ: ص ۴۷)

''یہ آیت جو ہے فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

اور آگے یہاں تک فرمایا ہے:

''اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کوئی امام کے پیچھے (فاتحہ) پڑھتا ہے تو وہ گدھوں سے زیادہ جفا کار ہے''۔

کتاب القراۃ بیہقی میں یہ روایت موجود ہے۔

چیلنج

تو یہ میں اپنی بات سنا رہا ہوں یا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی جن کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے دعا مانگی تھی کہ:

اللهم فقهه فی الدین و علمه التا ویل.

(مسند احمد ج ۱، ص ۳۲۸، تفسیر ابن کثیر ج ۱، ص ۳)

'' اے اللہ! اسے دین کی سمجھ اور قرآن کریم کی تفسیر و تاویل میں مہارت عطا فرمادے''۔

اور جب انہوں نے یہ فرمایا تو مکہ مکرمہ میں ایک آدمی ثابت کردیں کتنے آدمی؟ صرف ایک آدمی۔ جس نے یہ کہا ہو کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ جس طرح میرے دوست نے لکھا ہے۔ دس ہزار روپیہ فی روایت انعام دونگا۔ صرف ایک روایت۔ جیسے میں نے یہ کہا نا کہ یہ آیت نماز کے لئے نازل ہوئی ہے تو رحیم یار خان کے دوست نے فوراً چٹ لکھی آخر مکہ مکرمہ کے صحابہؓ اور تابعینؒ میں بھی دین کا کوئی جذبہ اور شوق تھا یا نہیں؟ جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بیان فرمایا تو رحیم یار خان کی طرح مکہ مکرمہ کے کسی ایک صحابیؓ یا تابعیؒ نے یہ کہا ہو:

''عبداللہ! یہ آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی''۔

اس قسم کا صحابیؓ کا قول لکھنا گناہ تو نہیں ہے نا کہیں بھی۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ مسجد میں بیٹھ کر قطعاً کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر میرا دوست لکھ کر بھیجے میں تسلیم بھی

کرونگا اور فی صحیح روایت دس ہزار روپیہ انعام کا وعدہ بھی کرتا ہوں۔

عبداللہ ابن عمرؓ سے اس آیت کی تشریح

اب دیکھئے دوسرا مرکز اسلام کا مدینہ منورہ ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جو آخری نبیؐ کے صحابیؓ ہیں دوسرے خلیفہ راشد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ ہیں۔ اللہ کے نبیؐ سے قرآن پڑھا ہے۔ فرماتے ہیں:

كانت بنو اسرائيل اذا قرأت ائمتهم جاوبوهم

''یہودیوں اور عیسائیوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب نماز جماعت سے پڑھتے امام بھی اللہ کی کتاب زبور پڑھ رہا ہے وہ بھی پڑھ رہے ہیں پیچھے۔ امام بھی انجیل پڑھ رہا وہ بھی پیچھے انجیل پڑھ رہے ہیں''۔

تو اسلام میں یہ بات ہوتی تھی کہ جب تک اپنا حکم نہ آئے پہلی شریعت کے حکم پر لوگ عمل کر لیتے تھے۔

دیکھئے حفاظ حضرات بیٹھے ہیں یہ تو آیت ہے:

فول وجهك شطر المسجد الحرام

لیکن آیت کون سے پارہ میں ہے کہ:

فول وجهك شطر البيت المقدس

ہے کہیں؟ (نہیں......سامعین) تو کیوں حضرتؐ پڑھتے تھے اس لئے کہ ابھی پہلی شریعت کا حکم چلا آ رہا تھا۔ تو اسی طریقے سے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں یعنی اسرائیلیوں میں یہ مسئلہ تھا کہ امام کے پیچھے قرأت کیا کرتے تھے آگے کیا فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

فكره الله ذلك لهذه الامة

اللہ تعالیٰ کو اس امت کے لئے یہودیوں کی ریت نہ پسند آئی

فنزلت واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون

(الدر المنثور......ص ۱۵۶ ج ۳)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اب یہودیوں کی ریت چھوڑ دو، عیسائیوں کی ریت چھوڑ دو۔ جب تمہارا امام قرأت کرے تو تم خاموش رہا کرو''۔

یہ انہوں نے کہاں بیٹھ کر فرمایا اوکاڑہ میں یا رحیم یار خان میں؟ (مدینہ میں......سامعین)

مدینہ منورہ میں اس وقت اور بھی صحابہ کرامؓ حیات تھے یا نہیں؟ تابعینؒ تھے یا نہیں؟ لیکن کیا رحیم یار خان کی طرح مدینہ منورہ میں کسی نے یہ سن کر کہا کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نہیں آئی ہے کسی ایک آدمی نے اس طرح کی چٹ لکھی ہو یا عبداللہ ابن عمرؓ کو کہا ہو کہ یہ نماز کے بارے میں آیت نازل نہیں ہوئی۔ اس پر بھی میں یہی کہتا ہوں کہ وہ روایت ضرور لکھ کر بھیجیں اور انشاء اللہ ہم -/10,000 روپیہ انعام دیں گے فی روایت۔

(کسی نے پھر چٹ بھیجی تو فرمایا کہ) یہ کوئی حدیث یا روایت (چٹ لکھنے والوں کی طرف سے) نہیں آئی اس کو بعد میں دیکھتا ہوں کیا ہے؟ اس لئے بتایا ہے کہ شاید آپ سمجھیں (کہ غیر مقلدوں نے کوئی) روایت (لکھ کر بھیجی ہے) یہ ہمارے دوستوں کی قسمت میں نہیں ہے کہ کوئی روایت یا حدیث میری تقریر میں لکھ کر بھیجیں۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تشریح

تیسرا مرکز کوفہ تھا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اما آن لكم ان تفهموا اما آن لكم ان تعقلوا

''کیا تمہیں عقل اور سمجھ نہیں ہے کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو''۔

جس طرح اللہ نے حکم دیا ہے:

واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون. (تفسیر ابن جریر......ص ۱۰۳ ج ۹)

کوفہ کی حیثیت علمی

تو کوفہ وہ شہر ہے جس میں ایک ہزار پچاس صحابہؓ پہنچے اور ۸۳۰۰۰ تابعینؒ

یہاں آباد تھے۔ ایک ہزار پچاس صحابہؓ میں سے یا تیراسی ہزار تابعینؒ میں سے کسی ایک نے کہا ہو کہ عبداللہ ابن مسعودؓ آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ یہ ہمیں کوئی میرا دوست لکھ کر بھیجے' دیکھو میں گالی نہیں دے رہا۔ میں یہ آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ جس طرح نبی پاک ﷺ اور صحابہؓ نے قرآن سمجھا ہم وہی چیز آپ کے سامنے لا رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے اس آیت کی تشریح

چوتھا مرکز بصرہ تھا۔ بصرہ میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قال فی الصلوۃ (کتاب القراۃ.....ص ۸۷)

"یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔"

وہاں بھی کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔

بعض مفسرین کے نزدیک

ہاں چونکہ جس طرح قرآن میں "انصات" (خاموش) کا لفظ آیا ہے۔ خطبے کے لئے بھی حضرت پاک ﷺ نے "انصات" کا لفظ بیان فرمایا تو بعض مفسرین نے ساتھ خطبہ کا بھی ذکر کر دیا لیکن اس سے نماز کی نفی نہیں ہوئی۔

عام فہم مثال

عام فہم مثال سے سمجھو مکہ مکرمہ میں لوگ بت پوجتے تھے نا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور مدینہ منورہ میں یہودی آباد تھے جو قبروں کی پوجا بھی کرتے تھے اب جو آیتیں اس لئے مکہ میں نازل ہوئیں کہ بھئی بت کو سجدہ نہیں کرنا بت کی عبادت نہیں کرنی اگر کوئی گھوڑے کی عبادت کرے تو آپ وہ آیت پڑھ دیتے ہیں یا نہیں۔ اگر کوئی درخت کی پوجا کرے آپ وہ آیت پڑھ دیتے ہیں یا نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ یہ اس موقع پر نازل ہوئی بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ بھی اس حکم

میں شامل ہے۔ تو جب آپ نے درخت کی پوجا سے روکا اور وہ آیت پڑھی جو بت کے لئے نازل ہوئی تھی تو کیا کوئی عقلمند آدمی یہ سمجھے گا کہ یہ آیت درخت کو سجدہ کرنے سے منع نہیں کر رہی۔ وہ بھی اس میں شامل ہیں۔ تو اگر اسی طرح اگر بعض مفسرین نے خطبہ کا ذکر کیا تو ہم خطبہ میں بھی خاموش رہتے ہیں تو ہماری بات تو اور مضبوط ہوئی کم تو نہیں ہوئی نا؟ تو دیکھئے میں نے اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ کی: واذا قرأ فانصتوا (مسلم.....ص ۱۷۴ ج ۱) حدیث پڑھی۔

عدالت میں بحث

عدالت فیصل آباد میں جب حدیث پر بحث ہوئی میں نے وہاں انہیں کہا جس طرح میں نے پڑھی ہے:

اذا کبر فکبروا

"امام اللہ اکبر کہے تم اللہ اکبر کہو"

واذاقرأ فانصتوا

"امام قرأت کرے تم خاموش رہو"

واذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین.

(مسلم.....ج ۱ ص ۱۷۴)

"امام غیر المغضوب علیہم والضالین کہے تم آمین کہہ لو۔"

تم بھی ایک حدیث پڑھو کہ حضرتؐ نے کہا ہے:

اذا کبر فکبروا

"امام اللہ اکبر کہے تم اللہ اکبر کہو"

واذاقرأ الفاتحہ. فاقرأ الفاتحہ

"جب امام فاتحہ پڑھے تم بھی فاتحہ پڑھو"

واذا قال آمین فعملوا

"جب آمین کہے تم آمین کہو"

جج کا حکم

اس طرح کی حدیث لائیں جج نے بھی کہا کہ آپ بھی اس کے مقابلے میں کوئی ایسی حدیث لائیں کہ پورا نماز کا طریقہ ہو تکبیر سے لے کر التحیات تک جس طرح انہوں نے حدیث پیش کی ہے۔ لیکن وہ اس عدالت میں بھی پیش نہیں کر سکے اب بھی پیش نہیں کر سکیں گے۔ اور قیامت کی صبح تک پیش نہیں کر سکیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

اصل مسئلہ

تو میں سمجھا یہ رہا تھا کہ اس نوجوان کو میں نے یہ دونوں طریقے سمجھائے اس کے بعد میں نے بتایا مسئلہ سمجھو جس طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ ''خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا''۔ لیکن خطیب کا پڑھا ہوا خطبہ سب کی طرف سے ہو جاتا ہے۔ کسی کو آواز سنائی دے یا نہ دے، کوئی گھر ہی بیٹھا ہو جس نے آ کر جماعت میں ملنا ہے اکی طرف سے بھی ہو گیا۔

میرا سوال

تو میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ حضرات سارے خطبہ پڑھتے ہیں یا صرف خطیب صاحب پڑھتے ہیں۔ (صرف خطیب صاحب پڑھتے ہیں...... سامعین)

تو جب آپ مسجد سے باہر نکلتے ہیں تو باہر شور مچاتے ہیں کہ ہم آج بغیر خطبہ والا جمعہ پڑھ کے آئے ہیں۔ یا یوں کہتے ہیں کہ جو خطیب صاحب نے خطبہ پڑھا ہے وہ ہماری طرف سے ہو گیا ہے۔ اسی طرح کبھی ہم نے شور مچایا کہ ہم فاتحہ اور سورۃ کے بغیر نماز پڑھ کے آئے ہیں۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ جو کچھ امام نے پڑھا وہ ہماری طرف سے بھی ادا ہو گیا ہے جس طرح ہمارا جمعہ خطبہ والا ہے اسی طرح ہماری نماز بھی فاتحہ اور سورۃ والی ہے۔ ہم نے تو کبھی یہ بات نہیں کہی۔

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی لیکن باجماعت نماز میں امام کی

قرأت سب کی طرف سے ہو جاتی ہے۔ اللہ کے پاک پیغمبر مصطفی ﷺ فرماتے ہیں:

من کان له امام فقرأة الامام له قرأة

(طحاوی شریف...... ص ۱۰۶، کتاب القرأت للبیہقی...... ص ۱۳۸)

''جو امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو امام کی قرأت ہی سب کی قرأت ہے۔''

روپڑی صاحب کا فرمان

حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب فرمانے لگے کہ یہاں قرأت کا لفظ ہے اور فاتحہ کو قرأت نہیں کہتے۔

میں نے کہا: پھر کسے کہتے ہیں؟

کہنے لگے: اگلی سورت کو قرأت کو کہتے ہیں فاتحہ کو قرأت نہیں کہتے۔

فاتحہ قرأت ہے

میں نے اس وقت (فاتحہ کے قرأت ہونے پر) سات حدیثیں پڑھی تھیں اب صرف دو پڑھتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ان النبی صلی الله علیه وسلم و ابا بکر و عمر و عثمان کانوا یفتتحون القرأة بالحمد لله رب العالمین

(ترمذی...... ج۱ ص ۵۷: ابوداؤد شریف...... ص ۱۱۴، ج ۱)

نبی پاک ﷺ جب امام بنتے تو قرأت کہاں سے شروع کرتے الحمد للہ رب العالمین سے۔

اللہ کے نبی کہہ رہے ہیں فاتحہ قرأت ہے میرا دوست غیر مقلد کہتا ہے فاتحہ قرأت نہیں ہے۔ آپ کس کی مانیں گے؟ (اللہ کے نبی کی...... سامعین)

اب مصلی پر امامت کے لئے کون آ گئے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

انہوں نے امام بن کر قرأت کہاں سے شروع کی ہے۔ الحمدللہ رب العالمین سے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فاتحہ کو قرأت فرمارہے ہیں اور میرا دوست غیر مقلد کہتا ہے کہ فاتحہ قرأت نہیں ہم صدیق کو سچا سمجھیں یا اس دوست کو سچا سمجھیں۔ (صدیقؓ کو...... سامعین)

اب مصلی پر کون آگئے ہیں حضرت فاروق اعظمؓ کون فارق اعظم رضی اللہ عنہ۔ اللہ کے پاک پیغمبرؐ فرماتے ہیں۔

لو کان بعدی نبی لکان عمر

اگر میرے بعد بھی نبوت جاری رہتی تو عمرؓ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نبوت عطا فرماتے۔ فرماتے ہیں کہ جس گلی میں میرا یہ جوان شیر پاؤں رکھ دے وہاں وہ (غیر مقلد شیطان...... ناقل) نہیں آتا۔ ہاں دیکھو تین طلاق کے مسئلہ میں پاؤں رکھا ہے نا۔ تو کبھی آتے دیکھے ہیں۔ بیس تراویح کے لئے پاؤں رکھا ہے نا اس گلی سے تو بھاگتے تو نظر آتے ہیں آتے نظر نہیں آتے۔

اب حضرت عمر فاروقؓ نے قرأت شروع کی۔ الحمد شریف سے ٹھیک ہے نا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فاتحہ قرأت ہے اور میرا غیر مقلد دوست کہتا ہے کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے ہم کس کو سچا سمجھیں فاروق اعظمؓ کو یا اپنے اس دوست کو۔ (فاروق اعظمؓ کو...... سامعین)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کون عثمانؓ جس سے عرش کے فرشتے تک حیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا شاید اس بے چارے (غیر مقلد) کو بھی حیا آہی جائے وہ جب امام بنے تو انہوں کہاں سے قرأت شروع کی الحمدللہ رب العالمین سے۔ لیکن میرے دوست جو ہیں وہ کہتے ہیں وہ جو تھے غلط تھے۔ (ہم غیر مقلد صحیح ہیں)

سیدنا ابوہریرہؓ کو حضورؐ کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ابو داؤد شریف میں حدیث ہے کہ حضور پاک ﷺ نے مجھے فرمایا:

اخرج فناد فی طرق المدینة

"جاؤ مدینہ کی گلیوں میں منادی کر کے آؤ اعلان کر کے آؤ"

انه لاصلٰوۃ الابقرأۃ

کہ قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہاں یہ بھی بتاؤ نا کہ قرأت کیا ہے؟

ولو بفاتحة الکتاب فمازاد (ابو داؤد...... ج ۱ ص ۱۱۸)

"کہ قرأت کیا ہے فاتحہ اور کچھ اور قرآن کا حصہ پڑھنا۔"

اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ مدینہ کی گلی گلی میں اعلان کروارہے ہیں فاتحہ قرأت ہے۔ میرا دوست پاکستان کے شہر شہر میں اعلان کرتا پھر رہا ہے۔ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔ بھئی ہم کس کی مانیں کس کی نہ مانیں۔ اس وقت صرف میں نے دو (حدیثیں) پڑھیں ہیں۔ (روپڑی صاحب سے مناظرہ میں) سات پڑھیں تھیں اس کے بعد میں نے حافظ صاحب سے درخواست کی کہ اب آپ صرف ایک حدیث پڑھ دیں صرف ایک۔ حضرتؒ نے فرمایا ہو فاتحہ قرأت نہیں ہے اگلی سورت قرأت ہے۔ میں اس حدیث کے پہلے راوی سے لے کر آخری لفظ تک ایک ایک حرف پر سوسو روپیہ رکھ کے انعام دونگا۔ لیکن حافظ صاحب چار دفعہ سامنے آئے آج تک پیش نہیں کرسکے اب بھی کسی دوست کے پاس ایسی حدیث ہو تو وہ لکھ کر مجھے ابھی جھوٹا کرسکتا ہے حدیث لکھنے کی کھلی اجازت ہے۔ یہ حدیث لکھے کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔ اس لئے مجھے یہی کہنا پڑتا ہے جب حافظ صاحب ملتے ہیں:

مانا کہ تم حسین ہو پر دل کے سخی نہیں
عاشق کے اک سوال کو پورا نہ کرسکے

ایک حدیث مانگی تھی وہ بھی آج تک نہیں ملی۔ کیا کریں نام اہلحدیث ہے۔ غیر مقلد مجھ سے کہتے ہیں آپ حدیثیں ہی مانگتے ہیں میں نے کہا کیا کروں نام آپ کا اہلحدیث ہے نا حدیث نہ مانگیں تو کیا مانگیں۔

تو میں نے اسکو سمجھایا کہ جس نے یہ اشتہار تجھے دکھایا تھا کہ اگر فاتحہ کا لفظ ہو کہ امام کے پیچھے پڑھنا منع ہے تو میں تین لاکھ روپیہ لکھا تھا دونگا۔ میں نے بتایا۔

سارے قرآن کا مسئلہ

ہمارا مسئلہ سارے قرآن کا ہے۔ تم اب اس سے یہی سوال پوچھنا جا کے کہ ناپاک حائضہ عورت کو قرآن پڑھنا منع ہے نا تم اب فاتحہ کا لفظ دکھاؤ کہ حائضہ عورت فاتحہ نہ پڑھے ہم پانچ لاکھ روپیہ انعام دینگے۔ لیکن وہاں یہی ہے نا کہ حائضہ عورت قرآن نہ پڑھے تو فاتحہ بھی منع ہوگئی یا نہیں ہوئی میں نے کہا جس نے یہ لکھا ہے نا اشتہار میں ہر ہر حرف پر دس روپیہ انعام دونگا کہ منع کا لفظ فاتحہ کے ساتھ ہو۔ اسے کہنا یار فاتحہ تو چھوٹی سورۃ ہے تو ''البقرۃ'' کا لفظ دکھا کہ امام کے پیچھے البقرہ پڑھنا منع ہے لفظ البقرہ اور منع کا ہو تو میں ہر حرف پر ایک ایک ہزار روپیہ تجھے انعام دونگا۔ تو ہمارے دوست بے چارے اس قسم کے دھوکے دیتے ہیں لوگوں کو۔ خیر اس نے بات سمجھی اس کے بعد دو تین دفعہ دہرائی بات اس نے۔ کہا جی میری تسلی ہوگئی ہے اب میں جاتا ہوں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔

کرم دین سلفی کی کتاب کا حال

اس کے بعد وہ چھ لڑکے آئے (ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی) کہ جی ان کو میں نے صحیح عقیدہ سمجھا دیا ہے یہ تائب ہوگئے ہیں میرے دوست ہیں میں نے کہا کہ جزاک اللہ آپ نے ماشاء اللہ بہت اچھا کام کیا ہے یہ کتاب آج کل مفت تقسیم ہو رہی ہے ''نماز میں سورۃ فاتحہ'' از کرم دین سلفی۔

کہتے ہیں جی اس میں چار سو دلیلیں دی ہیں۔ یہ دلیلیں کیا ہیں۔ ایک سند کو ایک ایک نمبر دیا ہے۔ روایتیں کتاب القراۃ للبیہقی سے لی ہیں اس میں جو باتیں ۸۷ صفحہ تک تھیں اس کو ۲۱۵ صفحے دے کر نمبروار اس میں نقل کر دیا ہے۔ ۸۷ صفحے کی باتیں ۲۱۵ نمبر دے کر۔ اس پر نقل کر دیا ہے۔ صفحہ ۸۷ کے بعد آگے (کتاب القراۃ میں) کہا ہے خود ان کا ترجمہ ہے:

''ان لوگوں کے دلائل کا بیان جو آہستہ قرأت والی رکعات میں امام کے پیچھے قرأت کو واجب سمجھتے ہیں لیکن جہری قرأت والی

رکعات میں نہیں''۔

اب یہ لکھ رہے ہیں خود:

''مجاہد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی انصار کی قرأت کی آواز سنی نماز میں سنی تو یہ آیت نازل ہوئی واذا قرأ القرآن الخ''۔

اور تقریباً پچیس روایتیں اسی قسم کی اس کتاب میں درج ہیں۔ جن میں یہ بتایا گیا تھا کہ (فاتحہ) پڑھنے والی حدیثیں اس آیت (واذا قرأ القرآن الخ) سے پہلے کی ہیں اس کے بعد یہ آیت آگئی۔ اب یہ اگلی جو اتنی کتاب اس نے لکھی ہے اللہ کے بندے نے وہ جس میں قرآن کی آیتیں ہیں وہ اسکو بیان کرنی چاہئے تھیں یا نہیں (کرنی چاہیں تھی...... سامعین)

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر اسی طرح کوئی عیسائی آج کتاب لکھ دے کہ دیکھو اللہ کے نبیؐ اور ان کے صحابہؓ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور جو بعد میں آیت نازل ہوئی:

فول وجھک شطر المسجد الحرام

اور جو اس کے بعد کی حدیثیں ہیں وہ نہ لکھے تو اسے آپ دھوکہ کہیں گے یا تبلیغ دین کہیں گے؟ کوئی وہ والی حدیثیں شائع کردے کہ بھئی نماز میں صحابہؓ باتیں کرلیا کرتے تھے اور جو بعد میں قوموا للہ قانتین نازل ہوئی اور آپ نے باتوں سے منع فرمادیا آپ اسے تبلیغ دین کہیں گے یا دھوکہ کہیں گے؟

میرے دوستو! اگر آپ نے یہی کتاب تقسیم کرنی ہے تو اپنی مسجد کے ساتھ ایک مردہ خانہ بھی بنوالو تاکہ پتہ چلے کہ یہ پہلے زمانے کی حدیثوں پر عمل کرنے والے ہیں۔ ایک طرف شراب خانہ بھی بنالو کیونکہ خود بخاری میں حضورؐ کے چچا کے شراب پینے کا واقعہ موجود ہے۔ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا۔ اپنی مسجد کا محراب بھی بیت المقدس کی طرف کرلو تاکہ لوگ دیکھ کر سمجھ لیں کہ بھئی یہ پہلے زمانے کی حدیثیں لوگوں کو سنا رہے ہیں بعد والی نہیں سنائیں گے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بھئی آپ آخری زمانے کی حدیثوں پر عمل کرینگے یا پہلے زمانے والی حدیثوں پر (آخری

والی......سامعین)۔

لیکن اس میرے دوست نے دیکھو کیا کیا یہ بھی انہوں نے ترجمہ کیا ہے اس سے ص ۷۸ تک جو باتیں تھی وہ اس کتاب میں نقل کردیں اور ۲۱۵ نمبر دیے۔ بڑا شور مچاتے ہیں کہ ۲۱۵ دلیلیں ہیں ہمارے پاس جو قول کہیں سے مل گیا ایک نمبر اس پر لکھ دیا۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کیا اس کے بعد یہ کتاب ختم ہوگئی ہے؟ یہ کتاب تو جاری ہے صفحہ ۱۸۶ تک۔ تو یہ بعد والے سو سے زیادہ صفحے بیکار تھے اس کتاب کے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آج تک آپ نے کوئی ایسا دھوکہ باز آدمی دیکھا؟ میں نے کم از کم یہ مثال پہلی دفعہ دیکھی ہے۔

اب اس کو دونوں کتابیں دی تھیں مطالعہ کے لئے کہ ان پڑھ ہے ان کو کیا پتہ تھا کہ امین کے پاس لے جائیگا۔ اب وہ (یہ دونوں کتابیں کتاب القرأۃ اور کرم دین کی کتاب) ان کے پیچھے لے کر پھرتا ہے کہ یہ کتاب صحیح ہے یا غلط۔ کہتے ہیں صحیح ہے اس نے کہا صفحہ ۷۸ تک صحیح ہے تو باقی اگلے صفحات کا کیا حال ہے۔ اب وہ خاموش۔ تو یہ ہمارے دوستوں کا حال ہے۔ تو قرأت خلف الامام کے بارہ میں ہمارے پاس قرآن ہے اللہ کے نبی صلی اللہ کی احادیث ہیں صحابہؓ کا اجماع ہے۔

دوسری چٹ

پھر یہ دیکھیں کہ (غیر مقلدوں نے) کوئی حدیث یا آیت لکھ کر بھیجی ہے یا نہیں۔

(چٹ میں لکھا ہے) تقلید کے لغوی معنی کیا ہیں فقہی کتابوں سے جو معنی ثابت ہیں کیا وہ درست ہیں؟ کسی کی اندھا دھند اطاعت کرنا؟

الجواب

اس پر صرف میں اتنا کہوں گا جس نے یہ لکھ کر بھیجا ہے کہ کسی ہماری فقہ کی کتاب میں اندھا دھن کا لفظ نہیں ہے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ورنہ ابھی صفحہ لکھ کر بھیجیں کتاب کا اور عبارت لکھ کر بھیجیں۔ اگر لکھ کر نہ بھیجی تو آپ اس کو جھوٹا سمجھیں گے یا نہیں (سمجھیں گے......سامعین) آگے (چٹ میں لکھا ہے کہ) حدیث نبویؐ ہے:

لاصلوٰۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب

صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے اس میں باجماعت نماز کا حکم بھی شامل ہے۔

الجواب

یہ اس نے شامل کیا ہے اللہ کے نبیؐ نے شامل نہیں کیا۔ اس میں ہمارا جھگڑا ان سے یہی ہے کہ حدیث پوری ماننی چاہئے یا ادھوری؟ آپ کا کیا خیال ہے؟ (پوری......سامعین) پوری حدیث اسی کتاب القرأۃ میں کئی صحابہؓ سے آئی ہے:

لا صلواۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب فصاعداً[1]
(ابوداؤد......ج۱ص۱۱۹)

ترجمہ: ''کہ نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جو فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن کا نہ پڑھے''۔

فرمایا کہ:

ان لا صلوٰۃ الا بقرأۃ فاتحۃ الکتاب وما تیسر (موارد الظمآن......ص۱۲۶)

''نماز نہیں ہوتی جو نہ پڑھے فاتحہ اور جتنا اور کچھ آسانی سے پڑھ سکے۔''

اسی طرح: ''نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جو نہ پڑھے **فاتحۃ الکتاب فما زاد**

---

(۱)......قال سفیان لمن یصلی وحدہ۔ (ابوداؤد......ج۱ص۱۱۹)

ترجمہ: حضرت امام سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اکیلے نمازی کے لیے ہے۔

قال الترمذی و امام احمد بن حنبل فقال معنی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اذا کان وحدہ۔ (ترمذی......ج۱ص۵۸)

ترجمہ: امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ کے اس ارشاد کہ اسکی نماز جائز نہیں جو سورۃ فاتحہ کے ساتھ (مزید) قرأت نہ کرے (اس کے متعلق) امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

جو زیادہ پڑھ سکتا ہے فاتحہ سے وہ بھی پڑھے‘‘

اب بات صرف اتنی ہے جب یہ پڑھتے ہیں آدھی حدیث تو ترجمہ کرتے ہیں:

’’کسی کی نماز نہیں ہوتی نہ امام کی نہ مقتدی کی نہ فرض نہ نفل نہ جنازے نہ جمعے کی نہ عید کی‘‘۔

اسی طرح کرتے ہیں ناترجمہ...... میں کہتا ہوں پوری حدیث کا ترجمہ کرو نا۔

’’جو شخص نماز میں فاتحہ اور سورت نہ پڑھے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی ہو یا عید ہو یا جمعہ ہو اس کی نماز نہیں ہوتی‘‘۔

اس طرح یہ خود بھی بے نمازی بن جائیں گے کیونکہ ان کے مقتدی بھی فاتحہ کے بعد والی سورت نہیں پڑھتے۔

ایمان داری سے بتائیں

مسجد میں آپ بیٹھے ہیں ایمانداری سے بتائیں جو پوری حدیث مانتا ہے اس کو یہ ’’اہل الرائے‘‘ کہتے ہیں اور جو آدھی حدیث مانتا ہے اس کو یہ ’’اہلحدیث‘‘ کہتے ہیں۔

ایک مناظرے میں

ایک مناظرے میں (ایک غیر مقلد مناظر نے) حدیث پڑھی اور فصاعداً (کالفظ) چھوڑ دیا۔ میں نے اس پر کہا یہ اللہ کے نبی پاکؐ کا ارشاد آپ نے کیوں چھوڑا ہے تو کہتا ہے ایک ہی لفظ چھوڑا ہے نا ایک ہی۔ میں نے کہا اس ایک لفظ میں ایک سو تیرہ سورتوں کا حکم ہے اور تو نے ایک سو تیرہ سورتوں کا حکم چھوڑ دیا۔

ہمارا جھگڑا

اب اس میں ہمارا جھگڑا صرف اتنا ہے ہم کہتے ہیں حدیث پوری مانو یہ کہتے ہیں ہم ادھوری مانیں گے۔ میں کہتا ہوں جو پوری حدیث مانے اس کو اہل

الرائے کہنا اور جو ادھوری مانے اس کو ’’اہلحدیث‘‘ کہنا یہ کہیں جائز ہے اس بارے میں کوئی حدیث لکھ کر بھیجیں۔

تیسری چیٹ

معلوم ہوا ہے کہ رفع یدین کے مسئلے میں فیصل آباد اور گوجرانوالہ عدالت میں آپ شکست کھا چکے ہیں؟

الجواب

بھئی جھوٹ بولنا‘ لعنت ان کی قسمت میں لکھی ہوئی ہے۔ فیصل آباد کے جج (عظمت شاہ) نے جو فیصلہ لکھا تھا وہ یہ ہے:

جسٹس عظمت شاہ کا فیصلہ

’’حنفیوں نے جو حدیث پیش کی ہے یہ بالکل صحیح ہے اور جو لوگ ملک میں یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ان (حنفیوں) کی نماز نہیں ہوتی وہ ملک میں فتنہ ڈال رہے ہیں عوام کو بھی ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے اور حکومت کو بھی ان پر نظر رکھنی چاہئے۔‘‘

کیا اس میں میری شکست ہے یا ان کی شکست ہے؟ (انکی...... سامعین)۔

دوسرا جھوٹ

رفع یدین کے بارے میں میں کسی عدالت میں گیا ہی نہیں۔ انہوں نے ایک مقدمہ اپنے آپ کیا سیالکوٹ کی عدالت میں پچاس ہزار روپے کا مکان (فروخت کرکے) مقدمہ پر لگادیا۔ اور پانچ سال تک تقریباً مقدمہ یہ اکیلے ہی لڑتے رہے۔

اسکے بعد جو اکیلا فیصلہ ہوتا وہ سب پر حجت تو نہیں ہوتا نا؟ لیکن خدا کی لاٹھی بے آواز ہے نا۔

جسٹس مسعود الرحمٰن کا فیصلہ

جو فیصلہ وہاں ہوا وہ سیشن جج کے الفاظ کیا ہیں فیصل آباد والے جج کا نام تھا عظمت شاہ اور اس جج کا نام تھا جسٹس مسعود الرحمان۔ اس نے لکھا ہے:

''زیر بحث مسئلہ رفع یدین ہے۔ جس کا فیصلہ صدیوں پہلے ہو چکا ہے۔ اہلسنت والجماعت چار ہی جماعتیں ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی جن میں سے شافعی اور حنبلی رفع یدین کرتے ہیں جبکہ مالکی اور حنفی رفع یدین نہیں کرتے۔''

جج نے غیر مقلدوں کو سنیوں سے خارج کر دیا

میں نے فیصلہ لے کر پہلی تقریر سیالکوٹ میں کی دیکھو پچاس ہزار روپیہ بھی لگایا، مکان بھی بیچا اور جج نے تمہیں سنیوں میں سے خارج کر دیا۔ اس نے کہا سنی صرف چار جماعتیں ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ اب اگر تم اپنے آپ کو اہلسنت کہو گے تو ''توہین عدالت'' کا کیس تم پر بن جائے گا۔ پھر آگے جج نے کیا لکھا ہے:

''حنفی، مالکی جو بغیر رفع یدین کے نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز سنت کے مطابق ہے''

جج کا اگلا جوتا

یہ اس فیصلہ میں بات آ گئی تو ان کے خلاف ہوئی یا ہمارے خلاف ہوئی آگے جو اس نے جوتا مارا ہے وہ بھی دیکھنے والا ہے۔ جج لکھتا ہے (ان کا تو ہر دوکاندار فیصلہ کرنے کو تیار ہے) جج لکھتا ہے:

''میں اپنے آپ میں ایسے مسائل کے فیصلہ کرنے کی قوت نہیں پاتا کیونکہ اس کے لئے اجتہادی قوت کی ضرورت ہے جو کہ میرے پاس نہیں ہے''۔

تو اس نے کہا مجتہد کی تقلید کرو اس مسئلہ میں میرے فیصلہ کی طرف نہ آؤ۔ تو جس نے مجتہد کی تقلید پر لگایا فیصلہ ان کے حق میں ہے یا ہمارے حق میں ہے۔ دیکھو

اگر یہ چٹیں نہ لکھتے تو میں آپ کو نہ بتاتا کہ کیا ہو رہا ہے (غیر مقلدوں کے ساتھ)۔

چوتھی چٹ

امام ابوحنیفہؒ سے ائمہ کرام امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ وغیرہ رفع یدین، فاتحہ خلف الامام میں اختلاف کیوں کرتے ہیں؟

الجواب

خدا جانے کون جھوٹا آدمی ہے۔ ابویوسفؒ اور محمدؒ نے کبھی رفع یدین میں اختلاف نہیں کیا ہمارے امامؒ سے دیکھئے آپ کے سامنے یہ حضرات رقعے لکھ رہے ہیں۔ میں نے مانگا تھا یہ کہ ابن عباسؓ کو کسی نے رقعہ لکھا ہو کہ یہ آیت (واذاقرأ القرآن...... الخ) نماز کے لئے نہیں آئی کوئی ایسا رقعہ آیا ان کا۔ مدینے والوں نے لکھا ہو۔ دیکھو میں پھر کہتا ہوں نبی کی حدیث صحیح میں نے مانگی ہے یا قرآن کی آیت کہ ۱۱۳ سورتیں امام کے پیچھے پڑھنا منع اور حرام ہے ایک صرف فاتحہ فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ کوئی لکھ کر بھیج رہے ہیں؟ (پھر ایک رقعہ آیا ہے) موضوع سے جو متعلق رقعہ ہوگا اس کا جواب ہوگا یاد رکھنا۔

پانچویں چٹ

پھر یہ جھوٹ بولا ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کے طریقے امام ابوحنیفہؒ اور احادیث کے مختلف کیوں ہیں؟

الجواب

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

اگر اس (رقعہ لکھنے والے) نے اپنی ماں کا حلال دودھ پیا ہے تو یہ لکھ کر بھیجے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ میں کون سا طریقہ بتایا اور اللہ کے نبیؐ کا طریقہ اس سے مختلف ہے۔

مظفر گڑھ کے علاقہ میں انہوں نے آدھ گھنٹہ کے بعد اعلان کیا تھا کہ ہم

اپنی نماز جنازہ کی مکمل ترتیب حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے' نہیں کر سکتے' نہیں کر سکتے۔ اب بھی کسی ماں کے لال میں جرأت ہے۔ یہ جنازہ پڑھتے اس میں پہلے سبحانک اللہ پڑھتے ہیں' پھر اعوذ باللہ' بسم اللہ' فاتحہ' آمین' سورت پہلی تکبیر کے بعد۔ حضرت ﷺ نے ترتیب سے یہ چیزیں پڑھی ہوں جنازہ میں۔ دوسری تکبیر کے بعد صراحت ہو کہ دوسری ہی تکبیر کے بعد حضرت ﷺ نے خاص درود ابراہیمی پڑھا ہے۔ تیسری تکبیر کے بعد ان کی طرح حضرت ﷺ نے دس بارہ دعائیں پڑھی ہیں۔ ابھی لکھ کر بھیجیں ان کا جنازہ اللہ کے نبی ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں' قطعاً ثابت نہیں' قطعاً ثابت نہیں۔ سوائے جھوٹ کے ان بے چاروں کے پلے میں کچھ نہیں ہے۔

چھٹی چٹ

یہ ایک چٹ ہے۔ کسی بھی حدیث کو پرکھنے کا کیا معیار ہے؟

الجواب

جو لوگ اپنے آپ کو غیر مقلد کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دلیلیں صرف دو ہیں یا اللہ کی بات یا رسول ﷺ کی بات۔ ان سے تو ہمارا مطالبہ یہی ہے۔ جس حدیث کو صحیح کہیں یا اللہ تعالیٰ سے کہلوائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا اللہ کے رسولؐ سے کہلوائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے جس حدیث کو ضعیف کہیں یا اللہ تعالیٰ سے کہلوائیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا اللہ کے رسولؐ سے کہلوائیں۔ اگر کسی امتی کا نام لیا تو پہلے لکھ کر دینا پڑے گا کہ میں اہلحدیث نہیں رہا۔

ہم چار دلیلیں مانتے ہیں اور اس میں الحمدللہ ہمیں کوئی جھجک نہیں ہے۔

(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) قیاس شرعی۔

ایک مثال

ایک مثال دیکر آپ کو سمجھاتا ہوں۔ رکوع آپ بھی نماز میں کرتے ہیں۔ رکوع کرنے کا حکم قرآن میں ہے وارکعو مع الراکعین...... وارکعو واسجدو

قرآن میں ہے یا نہیں لیکن جب رکوع میں جاتے ہیں تو آپ کہتے ہیں اللہ اکبر رکوع میں جا کر سبحان ربی العظیم پڑھتے ہیں رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد پڑھتے ہیں نا۔ یہ قرآن میں نہیں یہ حدیث میں ہے اب جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں ہر مسئلہ قرآن سے دکھا سکتا ہوں وہ اس قدم پر جھوٹا ہوگیا یا نہیں۔ اب اس کے بعد یہ اللہ اکبر آپ نے آہستہ' سبحان ربی العظیم' آہستہ پڑھا سمع اللہ لمن حمدہ' ربنالک الحمد آہستہ کہا' اکیلے میں بھی' مقتدی میں بھی اس کی کوئی حدیث نہیں نہ قرآن کی آیت میں ہے۔ یہ امت کے اجماع سے ثابت ہوا ہم نے اس کو اجماع سے مانا اور قیاس ہوتا ہے کوئی نئی بات پیش آجائے۔ آپ رکوع میں گئے رکوع میں پڑھنا تھا سبحان ربی العظیم آپ نے بھول کر پڑھ لیا سبحان ربی الاعلیٰ کوئی ماں کا لال مجھے لکھ کر بھیجے کہ اگر سبحان ربی العظیم کی جگہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ لیا جائے۔ تو اللہ کے نبی پاکؐ نے نماز کے بارے میں کیا حکم بتایا ہے۔ قیامت تک یہ حدیث سے ہمیں نہیں دکھا سکتے۔ اب دیکھئے یہاں ہم نے امام کی تقلید کی۔ تو دیکھئے تو مسئلے چار آئے نا پہلا قرآن سے لیا دوسرا سنت سے۔ اسے لئے ہم اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ ہم نے اجماع سے لیا ہم اپنے آپ کو والجماعت کہتے ہیں چوتھا مسئلہ ہم نے امام سے لیا ہم اپنے آپکو حنفی کہتے ہیں۔

غیر مقلدوں کے بڑے بھائیوں کا حال

یہ جو ان کے بڑے بھائی "اہل قرآن" ہیں وہ کہتے ہیں سنت قرآن کے خلاف ہے۔ میں پوچھتا ہوں یہ اللہ اکبر کہنا' سبحان ربی العظیم پڑھنا' سمع اللہ لمن حمدہ کہنا یہ قرآن سے زائد بات ہے یا قرآن کے خلاف ہے زائد اور خلاف میں فرق ہوتا ہے نا؟ تو یہ زائد ہے یا خلاف ہے (زائد ہے...... سامعین) اسی طرح اجماع والی جو بات ہے کہ آہستہ پڑھنی چاہئے یہ قرآن وسنت سے زائد ہے یا خلاف ہے؟ (زائد ہے...... سامعین) جو خلاف کہے وہ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں بولتا؟ (بولتا

ہے...... سامعین) اور چوتھا مسئلہ جو قیاس والا ہے یہ قرآن و سنت اور اجماع کے خلاف ہے یا زائد ہے؟ (زائد...... سامعین) تو جس طرح اہل قرآن کہلانے والے زائد مسائل جو حدیث کے ہیں اس کے بارے میں جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ یہ قرآن کے خلاف ہیں اور یہ لوگ اجماع اور قیاس والے مسائل کے بارے میں جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں حدیث کے خلاف ہے۔

ہمارے ہاں حدیث کی پرکھ کا معیار

ہم نے سچ بولا نا چاروں باتوں میں۔ تو ہم اہلسنت والجماعت حنفی کہلاتے۔ اور چونکہ ہم چاروں باتیں مانتے ہیں اب ہمارے ہاں حدیث کی پرکھ کیا ہے جس حدیث کے مطابق چاروں اماموں نے عمل کیا وہ اجماعاً صحیح ہے۔ جس میں ائمہ کا اختلاف ہوا جس کے مطابق ہمارے مجتہد کا عمل پایا گیا۔ اصول میں ہمارے لکھا ہے:

''مجتہد کا عمل حدیث کی صحت کی دلیل ہوتا ہے''۔

یہ معیار بتادیا ہم اپنا معیار پرکھنے کا۔ لیکن یہ ایک حدیث کو بھی اللہ یا رسول سے صحیح یا ضعیف ثابت نہیں کرسکتے یہ جب تک اہلحدیث ہونے سے انکار نہ کریں اور امتیوں کے سامنے سجدہ نہ کریں اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ:

''اگر حجر پرستی شرک ہے تو ابن حجر پرستی بھی ایمان نہیں ہے''۔

ساتویں چٹ

وضاحت کریں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے ائمہ کرام کا کیا مسلک ہے؟

الجواب

میں سمجھا کہ قرآن کی آیتیں آئیں گی' حدیثیں آئیں گی۔ مکہ شریف مولانا! پانچ سال سے بنا ہے یا دس سال سے اور مدینہ شریف (ہزاروں سال سے...... مولانا)

☆ ...... عباسی حکومت' دولت عباسیہ پانچ سو سال رہی ہے کہہ دو پانچ سو سال (پانچ سو سال...... سامعین) اس وقت مکہ شریف مکہ شریف تھا یا نہیں' مدینہ شریف مدینہ شریف تھا یا نہیں۔ تاریخ کی کتاب اٹھاؤ پورے پانچ سو سال ہیں سارے قاضی اور ائمہ حنفی ہوتے تھے۔ کتنے سو سال تک (پانچ سو سال...... سامعین) دولت عباسیہ۔ اس کے بعد دو سو سال تک دولت سلجوقیہ' سلجوقی حکمران رہے۔ سارے کے سارے قاضی اور مفتی جو تھے حنفی تھے۔ البتہ انہوں نے چار مصلے رکھے۔ چاروں ائمہ کو مانا۔ چار ہی مصلے تھے۔ حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی۔ غیر مقلدوں کا کوئی مصلیٰ نہیں تھا۔ عباسی دور حکومت کے پانچ سو سال میں ایک غیر مقلد مکہ یا مدینہ کی ایک مسجد کا امام رہا ہے۔ فی حوالہ ایک لاکھ روپیہ انعام۔ بھیجو لکھ کے۔ اس وقت مکہ شریف مکہ شریف تھا یا نہیں تھا۔ مدینہ شریف مدینہ شریف تھا یا نہیں تھا۔ سلجوقی دور میں چار مصلے تھے۔ اس میں کوئی پانچواں مصلیٰ ایک دن غیر مقلدوں کا دو سو سال میں بچھا ہو دس لاکھ روپیہ فی حوالہ انعام

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

بیٹھ کر لکھ دیتے ہیں تو شمشاد سلفی سے ہار گیا تھا۔ اب یہاں میں کہہ رہا ہوں لاؤ حوالے۔ قبریں اکھاڑ کر لے آؤ بڑوں کی آپ یہ حوالے ہمیں نہیں دکھا سکتے۔

☆ ...... سلجوقیوں کے بعد دو سو سال خوارزمی حکمران رہے سارے کے سارے حنفی تھے۔ خوارزمیوں کے دو سو سالہ دور میں ایک غیر مقلد نے ایک جماعت مکہ شریف میں کرائی ہو یا مدینے شریف میں کرائی ہو۔۔ دس لاکھ روپیہ فی حوالہ انعام

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

گالیاں دے لوگے مجھے لیکن تم کوئی حوالہ پیش ...... نہیں کرسکتے۔

☆ ...... اس کے بعد ساڑھے چار سو سال دولت عثمانیہ جس کو ترکی خلافت کہتے ہیں یہ

وہاں رہی اس میں بھی چاروں مصلّے چاروں قاضی رہے۔ ایک غیر مقلد ایک دن ایک مسجد میں ایک نماز کا امام نہ مکہ شریف میں رہا نہ مدینہ شریف میں۔

پانچ سو سال وہ دو سو سال کل سات سو سال پھر دو سو سال خوارزمیوں کے نو سو سال پھر ساڑھے چار سو سال اگلے (عثمانیوں) کے یہ ساڑھے تیرہ سو سال میں بھی مکہ مکہ تھا یا مدینہ مدینہ تھا یا نہیں۔ تو کیا خیال ہے ایک مجھے کہنے لگا اللہ کا شکر ہے جی پہلے چار مصلّے تھے اب ایک رہ گیا میں نے کہا جب چار تھے تمہارا اس وقت بھی نہیں تھا اب ایک ہے تمہارا آج بھی نہیں ہے۔ اس پر بیس (رکعات) تراویح پڑھائی جارہی ہے۔ تمہارا مصلی آج بھی نہیں ہے وہ لوگ حنبلی ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں یہاں ہمارے (غیر مقلد) دوست یہ کہتے ہیں کہ جی وہ ہمارے ساتھ ہیں انہوں نے طلاق ثلاثہ کے مسئلہ پر پورا رابطہ عالم اسلامی نے کہا کہ:

من طلق امراتہ بفم واحدۃ ثلاثا

ایک دفعہ کہا تجھے تین طلاق وہ تین ہی واقع ہوگی۔ یہاں کتنے حاجی صاحبان بیٹھے ہونگے؟ کیوں بھئی وہاں جنازے جب لوگ پڑھتے ہیں تو انکی طرح ہوتا ہے یا ہماری طرح ہوتا ہے؟ (ہماری طرح ہوتا ہے......سامعین) کبھی کسی نے اونچی آواز سے کچھ وہاں پڑھا؟ تھوڑے سے وقت میں ہوتا ہے (یا انکی طرح) لمبا جنازہ ہوتا ہے؟ آج تک وہاں سے کوئی فتویٰ شائع ہوا کہ حنفی نماز غلط ہے؟ مکہ میں نماز نہیں پڑھنے دینگے۔ انہوں نے کبھی شائع کیا؟ تو بھئی یہ جو یہاں کہتے ہیں کہ حنفی نماز غلط ہے انکا ان (مکہ مدینہ والوں) کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ تو اسلئے یہ جو کہتے ہیں انکا مسلک کیا ہے؟ تو میں نے بتایا عرض کیا کہ ساڑھے تیرہ سو سال حنفیوں کی تولیت رہی۔

خلافت راشدہ کی وارث فقہ

ایک بات آپ سے پوچھوں نیند تو نہیں آرہی۔ خلافت راشدہ کتنا عرصہ رہی تیس سال۔ خلافت راشدہ کا مقصد کیا تھا بھئی؟ کہ اسلامی قانون دنیا میں نافذ ہو یہی تھا یا کچھ اور تھا؟ تو یہ مقصد پورا ہوا یا نہیں ہوا؟ میں اعلان کر رہا ہوں ساڑھے تیرہ سو

سال فقہ حنفی پورے عالم اسلامی کا قانون رہی۔ خلافت راشدہ کی وارث یہی فقہ (حنفی) نکلی۔ کوئی ماں کا لال مجھے بتائے کہ ایک دن بھی مکہ میں کسی غیر مقلد کو قاضی تو کیا قاضی کا چپڑاسی بھی رکھا گیا ہو۔ کیوں بھئی قانون کا نفاذ اتنا عرصہ رہا یا نہیں رہا۔ کس شکل میں رہا۔ فقہ حنفی کی شکل میں اور مقصد یہ تھا:

یمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم.

تمکین دین ساری دنیا میں حنفیوں کے ذریعہ ہوئی صحابہؓ کے بعد۔

آٹھویں چیٹ

رفع یدین کی بحث کے بارے میں بتلائیں؟

الجواب

میں نے جیسے پہلے یہ عرض کیا تھا کہ بات اتفاق سے چلتی ہے۔

☆......سجدوں میں یہ بھی رفع یدین نہیں کرتے ہم بھی نہیں کرتے۔ ٹھیک ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ سجدوں میں منع کی کونسی حدیث ہے؟

☆......دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں یہ بھی رفع یدین نہیں کرتے ہم بھی نہیں کرتے ہم پوچھتے ہیں کہ اس اتفاقی منع کی کوئی دلیل دو تا کہ پیمانہ تم بناؤ۔

دیکھو نا ہمارا حوصلہ پیمانہ تم بناؤ دلیل ہم سے لو لیکن پیمانہ تم بنا دو اتفاقی۔ کیوں بھئی ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے؟ لیکن یہ کبھی اس بات پر نہیں آئیں گے۔ ایک مجھے کہنے لگا جی پوری کتابیں حدیث کی بھری ہوئی ہیں رفع یدین سے۔ میں نے کہا: جو رفع یدین آپ کرتے ہیں وہ تو کہیں بھی نہیں۔ یہ بات غور سے سننے والی ہے۔ دیکھو ہم ایک جگہ رفع یدین کرتے ہیں اس کے بعد کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے، جس طرح کلمہ شریف ہے۔ لا الـــہ الا اللہ ایک معبود ہے اور کوئی معبود نہیں ہے تو کلمہ پورا لا الـــہ الا اللہ ہے یا صرف لا الـــہ یا صرف الا اللہ جب تک نفی اثبات دونوں نہیں ہونگے کلمہ پورا ہوسکتا ہے؟ ہم جو حدیث پڑھیں گے وہ ہوگی کہ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کوفہ میں رحیم یار خان میں نہیں اوکاڑہ میں نہیں کونسا کوفہ جس میں کتنے صحابہؓ پہنچے ایک ہزار پچاس کتنے تابعینؒ پہنچے (۸۳۰۰۰) اگر وہاں جہاں اتنے صحابہؓ موجود ہوں اور اتنے تابعینؒ موجود ہوں کوئی سنت کے خلاف نماز سکھاتا تو یہ خاموش رہ سکتے تھے؟ دیکھو مثال سے پوچھتا ہوں میں آپ سے۔ کہتا ہوں بھئی سنت کے مطابق نماز سیکھو اللہ اکبر کہہ کر سر پر ہاتھ باندھ لوں۔

سبحانک اللّٰھم و بحمدک۔ تو آپ اعتراض کرینگے یا نہیں کہ غلط ہے؟ ایک سنت کے خلاف میں نے کیا نا تو کیا آپ کا ایمان زیادہ مضبوط ہے ان صحابہؓ سے اور تابعینؒ سے؟۔ عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ کے پیغمبرؐ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے پھر کسی جگہ نہیں کرتے تھے نفی بھی آ گئی اثبات بھی آ گیا۔ لا الہ الا اللہ کی طرح۔ پوری بات آ گئی نا۔

غیر مقلدوں کی رفع یدین

اب ان کی دیکھو کہ کتنی بار کرتے ہیں آپ نے کبھی گنا؟ گن لیں۔ چار رکعتوں میں رکوع کتنے ہوتے ہیں؟ (چار...... سامعین) تو یہ جاتے آتے کرتے ہیں ۴ × ۲ = ۸ (آٹھ)۔ پہلی رکعت کے شروع میں کرتے ہیں پھر تیسری کے شروع میں کرتے ہیں تو کتنی جگہ ہوگئی (۱۰ = ۲ + ۸) یاد ہوگئی گنتی۔ کتنی جگہ کرتے ہیں دس جگہ۔ اور کتنی جگہ نہیں کرتے سجدے کتنے ہیں چار رکعتوں میں (آٹھ...... سامعین)۔ (۱۶=۲×۸) سولہ اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں نہیں کرتے (۱۸=۲+۱۶) تو کتنی جگہ نہیں کرتے ۱۸ جگہ۔ یہ بات سمجھ آئی۔ کتنی جگہ نہیں کرتے ۱۸ جگہ۔ کتنی جگہ کرتے ہیں ۱۰ جگہ۔ اب انکی دلیل وہی حدیث ہوگی نا۔ جس میں ۱۰ جگہ ہمیشہ کرنے کا حکم ہو اور ۱۸ جگہ منع کا حکم ہو۔ لیکن قیامت تک یہ آپ کے سامنے ایسی حدیث ایک بھی پیش نہیں کرسکیں گے۔

دھوکہ

دھوکہ دیتے ہیں ایک شخص نے بخاری شریف کھول کر رکھی۔

کہنے لگا: دیکھو جی۔

میں نے کہا: دکھاؤ جی کیا دکھا رہے ہو۔

کہنے لگا: یہ ابن عمرؓ کی روایت ہے۔

میں نے کہا: گنو کتنی جگہ ہے۔ گنا تو نو جگہ بنی۔ کتنی جگہ بنی نو جگہ۔

میں نے کہا: ایک سنت رہ جائے تو نماز مطابق سنت ہوئی ہے یا خلاف سنت۔

کہنے لگا: خلاف سنت۔

وہ بھاولپور سے ایک پمفلٹ چھپا ہوا ہے ہم رفع یدین کیوں کرتے ہیں۔ اس میں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ ایک سنت چھوٹ جائے تو انسان جو ہے وہ لعنتی بن جاتا ہے۔ معاذ اللہ۔

میں نے کہا: اب تیرے نزدیک اس طرح نماز پڑھنا تو لعنتی کا کام ہے نا؟ اور صحاح ستہ والوں نے جو سالمؒ کے طریق والی جو حدیث نقل کی ہے معاذ اللہ تیرے نزدیک اس طرح نماز پڑھنے والے لعنتی ہیں تو وہ حدیث لا جس طرح پڑھنے کے بعد تو لعنتی نہ رہے۔ تو پکی سنتوں پر عامل رہے۔ اور میں نے کہا ابھی تو میں نے اثبات پوچھا ہے نا اور پھر ۱۸ جگہ کی نفی گنتی کر کے بھی دکھا۔ کوئی بھی نہیں۔ اب میں کہوں کہ ۱۰ جگہ کا اثبات اور ۱۸ جگہ کی نفی۔ ہونی چاہئے یا نہیں ہونی چاہئے؟ میں للکار رہا ہوں کہ کسی ماں کے بیٹے کے پاس ایسی حدیث ہے ساری عمر بھی نہیں اللہ کے پیغمبرؐ نے 'صرف ایک نماز' اس کی بھی صرف چار رکعتیں اس طرح پڑھی ہوں اس میں صراحت ہو کہ آپ ﷺ نے ۱۰ جگہ رفع یدین کی' ۱۸ جگہ نہیں کی۔ آؤ اگر کسی میں جرأت ہے تو لکھ کر بھیج دو تمہاری والی نماز تو اللہ کے نبی نے ایک دن بھی نہیں پڑھی۔ اب بڑا پچھتایا۔ جلدی سے بیہقی اٹھالی اور:

کہنے لگا: ابوبکر صدیقؓ پڑھتے تھے ہمارے جیسی نماز۔

میں نے کہا: گنو۔

اس نے گنا: وہاں بھی ۹ نکلی۔ جو اس نے پیش کی۔

میں نے کہا: ۱۸ جگہ نفی کی دکھاؤ۔

کہنے لگا: وہ تو نہیں۔

میں نے چار ورق آگے الٹے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے نبیؐ کے پیچھے پھر ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے نمازیں پڑھتا رہا' پھر حضرت عمرؓ کے پیچھے' وہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔ ہمارا مسئلہ پورا آ گیا یا نہیں۔ ہم جو صدیقؓ کی روایت پیش کر رہے ہیں ہمارا عمل اس کے مطابق ہے یا نہیں؟ (ہے ...... سامعین) اور تم نے جو حدیث پیش کی اسکا صحیح یا ضعیف ہونا بعد کی بات ہے پہلے تو یہ ثابت ہی نہیں تمہاری نماز ہے اس طرح نماز پڑھنے والے کو تم تو خلاف سنت کہتے ہو لعنتی کہتے ہو تم ان کا نام لیتے ہو حضرت عمرؓ کی ہم پیش کرتے ہیں وہ صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ' طحاوی شریف اور یہ جو پیش کرتے ہیں نہ اس کی سند صحیح اور اس میں بھی نہ دس جگہ کا اثبات اور اٹھارہ جگہ کی نفی ۔ تو میں کہتا ہوں پہلے پہلی جماعت کا بچہ بلا لو وہ تمہیں گنتی یاد کرا دے میں تو ماسٹر ہوں نا...... پہلی جماعت کا بچہ بلا لو جب وہ کہہ دے گا اس میں دس دفعہ کا کرنا اور اٹھارہ جگہ کا نہ کرنا ہے تو پھر بحث ہوگی حدیث صحیح ہے یا نہیں اور اس کا مطلب کیا ہے اور جن کے پاس ہے ہی کچھ نہیں کبھی کہتے ہیں میں اعلان کرتا ہوں خلفائے راشدینؓ میں عشرہ مبشرہ یا مہاجرین' انصار کسی ایک سے ایسی نماز ثابت کر دیں جس میں دس جگہ کا اثبات اور اٹھارہ جگہ کی نفی ہو کبھی کہتے ہیں نہیں امام ایک طرف ہیں ابو حنیفہؒ ایک طرف ہیں اعلان کرتا ہوں اس مسئلہ میں ایک امام بھی تمہارے ساتھ نہیں کسی ایک امام نے دس جگہ رفع یدین کیا ہو اور اٹھارہ جگہ نفی کیساتھ نماز پڑھ کر دکھائی ہو:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

گیارہواں سوال

رفع یدین کیساتھ نماز پڑھنی چاہئے یہ بخاری میں موجود ہے آپ بخاری کی مخالفت کیوں کرتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو کس فقہ پر عمل کریں گے یا وہ اہلحدیث ہوں گے۔

جواب: دیکھیں میں نے بتایا بخاری شریف میں تمہارے مطلب کی حدیث ہے ہی نہیں دس جگہ کا اثبات اور اٹھارہ جگہ کی نفی اور دیکھیں یہ دھوکہ دینا چھوڑ دیں۔

کیا بخاری ہر جگہ مقدم ہے؟

بخاری مسلم کی حدیث پہلے مانیں باقی بعد میں۔ بخاری مسلم میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی حدیث ہے ایک دن ایک نماز حضورؐ نے جوتے اتار کر پڑھی ہو بخاری مسلم کی حدیث پیش کرو لیکن ساری امت کا عمل جوتے اتار کے نماز پڑھنے کا ہے یہ جو غیر مقلد جوتے اتار کر نماز پڑھتے ہیں ان سے پوچھو یہ بخاری مسلم کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ بخاری مسلم بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے کہ حضرتؐ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا پوری زندگی میں۔ بخاری مسلم سے ایک حدیث پیش کرو کہ حضرتؐ نے بیٹھ کر پیشاب کیا ہو وہاں تم مرد عورتیں بخاری کے خلاف عمل کیوں کر رہے ہو۔

بخاری مسلم بلکہ صحاح ستہ کی ہر حدیث میں ہے کہ حضرتؐ اپنی نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھتے تھے میں صاف لفظوں میں مطالبہ کر رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے زندگی کی ایک نماز کی ایک رکعت میں حضور ﷺ نے نواسی کو اٹھائے بغیر نماز پڑھی ہو۔ بخاری سے حوالہ پیش کریں۔ جب غیر مقلد نماز پڑھ رہا ہو دو بچے اٹھا کر سوار کر دیا کرو کہ تو بخاری کی مخالفت کر رہا ہے بخاری مسلم میں ہے حضرت کے بارے میں کان یباشر وھو صائم کہ آپ مباشرت کرتے تھے اپنی ازواج مطہرات سے اس حال میں کہ آپ روزہ دار ہوتے ایک حدیث بخاری مسلم کی دکھا دو حضور ﷺ نے بغیر مباشرت کئے روزہ رکھا ہو تو اس قسم کے دھوکوں سے باز آ جاؤ۔ باقی یہ کہتے ہیں عیسیٰ

علیہ السلام فقہ پر عمل کریں گے یا اہلحدیث ہوں گے یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فقہ کے منکر ہوں گے قرآن میں جب فقہ کو ماننے کا ہے **لیتفقهوا فی الدین** (التوبہ:۱۲۲) حدیث میں فقہ کو ماننے کا حکم ہے **من یرد الله به خیراً یفقهه فی الدین** (ترمذی: ج۲ص۹۸' سنن دارمی ـــ ج۱،ص۸۵' ورواہ مسلم عن معاویہ ج۱ص۳۳۳)' **فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد** (جامع ترمذی ج۲ص۸۹' سنن ابن ماجہ ص۲۲)' دیکھو فقہ کے منکر کو شیطان کہا گیا ہے یہ مجھے ایک حدیث لکھ کر بھیجیں فقہ کے منکر کو اہلحدیث کہا گیا ہو میں گالی تو نہیں دے رہا' حدیث بیان کر رہا ہوں۔ باقی رہا یہ کہ کس فقہ پر عمل کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خود مجتہد ہوں گے۔

ایک مسئلہ

اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے یہ کل کہیں گے کیا دلیل ہے تفسیر ابن جریر میں ہے دو آدمی حج پر گئے ایک ہرن پھر رہا تھا مکہ میں۔ ایک نے پتھر پھینکا ایسی نازک جگہ پر لگا وہ مرگیا انہوں نے حضرت عمرؓ سے جاکر مسئلہ پوچھا ایسا ہوا ہے' فرمایا کہ پتھر جان بوجھ کر مارا تھا اس نے کہا حضرت مارا جان بوجھ کر تھا لیکن میرا ارادہ یہ تو نہیں تھا وہ مرجائے گا فرمایا کہ عمد اور خطا جمع ہوگئی ہے ایک بکری ذبح کرو جاکر۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کی طرف دیکھا۔ یہ جب چلے جس نے پتھر مارا تھا اس نے کہا حضرت عمرؓ نے جب بکری ذبح کرنے کے متعلق کہا تو عبدالرحمان بن عوفؓ کی طرف دیکھا' لگتا یوں تھا حضرت عمرؓ کو مسئلہ صحیح یاد نہیں تھا تو ہم کیوں نہ گائے ذبح کردیں سات قربانیاں ہوجائیں اور کسی قسم کا شبہ نہ رہے انہوں نے جاکر گائے ذبح کردی کسی نے آکر حضرت عمرؓ کو بتایا اس نے گائے ذبح کی ہے آپ کوڑا لے کر چلے گئے کوڑے مار رہے تھے اور فرما رہے تھے حرم میں قتل کرتا ہے اور مفتی کے مسئلہ کو حماقت سمجھتا ہے۔ تو اگر حضرت عمرؓ کا قانون آج جاری ہوجائے غیر مقلدوں کو کوڑے لگیں گے یا نہیں۔

غیر مقلدین کا قبر میں کیا حشر ہوگا؟

ایک مجھے کہنے لگا جب مرجائیں گے تو جان چھوٹ جائے گی میں نے کہا نہیں جب مرجائیں گے تو فرشتہ پیٹے گا اور کہے گا **لادریت ولا تلیت** صحیح بخاری صفحہ ۱۷۸۔ کوہاٹ کے مناظرہ میں جب پڑھی روایت فرشتہ اس لئے پیٹے گا کہ تو نہ مجتہد تھا نہ تو نے تقلید کی۔ انہوں نے شور مچایا تحریف ہوگئی کہ اگر بخاری کی کسی شرح میں کسی محدث نے لکھا ہو لاتلیت کا معنی تقلید ہے ہم ہار گئے تم جیت گئے۔ میں نے اس وقت بخاری کی شرح قسطلانی رکھی اور بخاری کا حاشیہ کھولا **لا اتبعت العلماء بالتقلید فیما یقولون** وہ جو حاجی سلطان کارخانہ دار 12 سال سے غیر مقلد ہوچکا تھا وہ بھاگا آیا جی دکھاؤ کہاں ہے میں نے کہا یہ ہے اس نے جاکر انہیں دکھایا اور غیر مقلد ہونے سے توبہ کی پھر میں نے کہا قبر میں بھی قیامت تک پٹائی ہوگی فرشتہ پیٹے گا غیر مقلدوں کو ایک کہنے لگا جب نکل آئیں گے پھر کیا ہوگا میں نے کہا روتے ہوئے جارہے ہوں گے دوزخ کو **لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر**' نجات کے دو ہی راستہ ہیں یا خود ہی دین کے اندر پوری سمجھ رکھتا ہو جس کو مجتہد کہتے ہیں یا دوسرا راستہ مجتہد کی مان کر چلا جائے۔

جو میں نے مطالبہ کیا انہوں نے کوئی حدیث لکھ کر نہیں بھیجی تو کل آپ انہیں برملا کہیں اس وقت آپ کے ہاتھ ٹوٹے ہوئے تھے کیا آپ حدیثیں لکھ کر دیتے تو کافر ہوجاتے میں بار بار کہتا رہا ہوں جھوٹ لکھنے سے گناہ ہوتا ہے حدیث لکھنے سے گناہ نہیں ہوتا۔ ایک بھی حدیث لکھ کر نہیں بھیجی۔

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین'
استغفر الله تعالیٰ ربی من کلّ ذنب واتو الیه

فتنہ رضاخانیت اور عبارات اکابر

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم
بسم الله الرحمن الرحيم

والهكم اله واحد. الآية. وقال النبى ﷺ كل محدثة بدعة
وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار. صدق الله العظيم و
بلغنا رسوله النبى الكريم' رب اشرح لى صدرى و يسر لى
امرى واحلل عقدة من للسانى يفقهوا قولى' رب زدنى علما
وارزقنى فهما. سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت
العليم الحكيم. اللهم صلى على سيدنا و مولانا محمد و
على آل سيدنا و مولانا محمد و بارك وسلم وصل عليه.

تمہید

برادران اہل سنت والجماعت! ہمارا ملک پاکستان جن حالات سے گزر رہا ہے
اس زمانہ میں مسلمانوں کا اتحاد اور اتفاق اور آپس میں مل جل کر رہنا بہت ہی زیادہ
ضروری ہے لیکن کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق کو ایک آنکھ
سے دیکھ ہی نہیں سکتے اس لئے وہاڑی کے علاقہ میں باوجود اس کے کہ بالکل پرسکون
ماحول تھا بعض لوگوں نے ایسے پمفلٹ تقسیم کرنے شروع کردیئے کہ اہل سنت
والجماعت کے خلاف پروپیگنڈا ہو اور مسلمان ایک دوسرے سے لڑنا شروع کردیں۔

عقیدہ کا اثبات کیسے؟

پہلی بات یہ یاد رکھیں کہ کسی کے بارے میں جو عقیدہ ہوتا ہے وہ اس
(شخص) کے اپنے اقرار سے ثابت ہوتا ہے کسی کے الزام سے ثابت نہیں ہوا کرتا۔
چنانچہ بچوں کو ایمان مجمل یاد کروایا جاتا ہے اور ایمان وعقیدہ یہی ہوتا ہے کہ اقرار
باللسان اور تصدیق بالقلب جو انسان اپنے دل سے تصدیق' زبان سے اقرار کرے
وہی اس کا عقیدہ ہوتا ہے اگر کوئی اور آدمی کسی پر الزام لگادے کہ اس کا عقیدہ یہ ہے
اور وہ اس کو نہ مانے تو کوئی آدمی بھی اس کو اسکا عقیدہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔

علمائے دیوبند کی کتب عقائد

اس لئے اہل سنت والجماعت حضرات علمائے دیوبند کے عقائد کی کتاب
"شرح عقائد نسفی" ہے جو ان کے تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اور ان میں جو
بعض نئی تفصیلات شروع ہوئیں تو اس کے بارے میں "المہند علی المفند" ہے جس سے
ان کے عقائد واضح ہیں اور جن پر علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات ہیں۔

جہاد انگریز اور علمائے دیوبند

لیکن اس پمفلٹ میں علمائے دیوبند پر صرف الزامات قائم کئے گئے اب

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ حضرات کون ہیں جن پر یہ الزام قائم کئے گئے۔ ان میں (سب سے اول) شاہ اسماعیل شہیدؒ ہیں جن کی پیدائش ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ میں ہوئی اور انہوں نے سکھوں کے ساتھ جہاد کیا اور ان کی شہادت ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ ہجری بمطابق ۱۸۳۱ء میں ہوئی اب یہ انگریزوں کے خلاف اور سکھوں کے خلاف جہاد کا ہراول دستہ تھے اور سب سے پہلے انہوں نے جہاد کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد اس جہاد میں شریک ہونے والے انگریزوں سے جہاد کرنے والے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ جن کی پیدائش ۱۲۴۸ھ رمضان المبارک اور جن کا وصال ۴ جمادی الاولی ۱۲۹۷ھ میں ہے اور دوسرے مجاہد جو ان علماء کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے وہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ تھے جنہوں نے رمضان المبارک میں شاملی کے مقام پر انگریزوں کے خلاف جہاد کیا مئی ۱۸۵۷ء میں۔ تو انگریز اسی زمانہ سے چاہتا تھا کہ ایسا پروپیگنڈا ہو کہ مسلمان ان سے متنفر ہو جائیں مولانا خلیل احمد صاحبؒ انکے معتمد خاص ہیں تو ان حضرات کو سب سے پہلے سامنے رکھا گیا اور ان پر اعتراضات کئے گئے کہ یہ حضرات معاذ اللہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی توہین کرنے والے ہیں حالانکہ یہ وہ حضرات ہیں تاریخی طور پر یہ حقیقت ثابت ہے کہ جنہوں نے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی اللہ کی توحید اور رسول پاک ﷺ کی رسالت وعظمت کے لئے وقف کر رکھا تھا اور وہ صرف زبانی باتیں بنانے والے نہیں تھے بلکہ عملی طور پر میدان جہاد میں شریک ہوئے اور انگریز جو تھا وہ ان کے خلاف رہا اور انگریز کے دور میں یہ اور ان کے ساتھی جیلوں میں رہے اور سو سالہ دور میں انگریز نے ان کو پریشان کیا ملک میں بھی یہ قید رہے اور ملک سے باہر بھی قید رہے۔

لیکن آپ ساری رات نماز پڑھیں کسی کافر کے سر میں درد بھی نہیں ہوتا سارا دن روزہ رکھیں کسی کافر کی نکسیر بھی نہیں پھوٹتی۔ کافر ہمیشہ مسئلہ جہاد سے پریشان ہوتا ہے اسی لئے لارڈ گلیسٹن کہتا ہے:

’’کہ جب تک دنیا میں قرآن پاک موجود ہے اور قرآن پاک میں جہاد کا مسئلہ موجود ہے میں کبھی ٹھنڈی نیند نہیں

سو سکتا...... ایک مسلمان کو جہاد سے نہ بیوی روک سکتی ہے' نہ بچے' نہ ماں باپ' نہ کوئی اور دنیا میں سب سے زیادہ ڈرنے والی چیز موت ہے مگر ایک مسلمان مجاہد کے ذہن میں یہ بات پکی ہوتی ہے کہ میں نے مرنا نہیں بلکہ میں ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنے جا رہا ہوں اس لئے جو موت سے نہیں ڈرتا وہ دنیا کی اور کسی مصیبت سے ڈر ہی نہیں سکتا۔‘‘

علماء کے خلاف انگریز کی سازش

اس لئے کافر ہمیشہ مجاہدین کو بدنام کرتے رہتے ہیں چنانچہ جب غداروں کی غداری کی وجہ سے انگریز ۱۸۵۷ء کے جہاد میں کامیاب ہو گیا اور یہ (مسلمان) لوگ ناکام ہو گئے تو جہاد سے انگریز پھر بھی بہت زیادہ خائف تھا اس لئے اس نے تلاش کیا کہ کوئی ایسا آدمی ملے جو ان مجاہدین کو بدنام کردے۔

انگریز کی سازش اور احمد رضا خاں

اس سلسلے میں مولوی احمد رضا خاں فاضل بریلوی جس کی پیدائش ۱۸۵۶ء میں اور ۵۷ء کے جہاد میں اس کی عمر صرف ایک سال تھی جس نے نہ حضرت شہیدؒ کو دیکھا اور مولانا نانوتویؒ کے بھی آخری سال تھے جب یہ شخص پیدا ہوا تو اس لئے اس آدمی کو خریدا گیا کہ تو مجاہدین کو بدنام کر۔ اس نے ۱۳۲۴ ہجری میں ایک فتویٰ دیا۔ شاہ شہید پر پہلے اس نے چار کتابیں لکھیں شاہ شہیدؒ کو کافر قرار دینے کیلئے ان کو برا بھلا اور بدنام کرنے کے لئے۔ اسی کے ساتھ پھر ان کے ساتھیوں مولانا نانوتویؒ اور مولانا گنگوہیؒ کے خلاف بھی کتابیں لکھنی شروع کردیں چنانچہ اس نے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی وفات کے ۶۷ سال بعد پہلا رسالہ لکھا جس میں شاہ صاحبؒ کے بارے میں لکھا کہ یہ شخص گستاخ رسول ﷺ تھا حالانکہ شاہ اسماعیل شہید کی جو کتاب ’’تقویت الایمان‘‘ ہے وہ ان کی زندگی میں اتنی مشہور ہو چکی تھی کہ ہر جگہ

پہنچ چکی تھی تو ان کی زندگی میں کسی سنی عالم نے یہ بات نہیں لکھی کہ یہ شخص گستاخ رسول ﷺ ہے یا اس کتاب میں خدا کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخیاں ہیں بلکہ ان کے وفات پانے کے بعد اس زمانہ میں چونکہ جہاد زوروں پر تھا اس لئے یہ انگریز کے ایجنٹ (احمد رضا خاں وغیرہ) ڈرتے تھے کہ آج اگر ہم نے مجاہدین کے خلاف کوئی بات کی تو پھر ہمارا تیہ پانچہ کردیا جائے گا اور ہم دنیا میں رہنے کے قابل نہیں رہیں گے اس لئے اس وقت تو یہ دبکے بیٹھے رہے لیکن قسمت کی بات تھی کہ:

تلک الایام نداولھا بین الناس (آل عمران ۱۴۰)

کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی' اب مجاہدین کی پکڑ دھکڑ شروع ہوئی کسی کو کالے پانی بھیجا جارہا ہے' کسی کو پھانسی وغیرہ دی جارہی ہے' اس وقت یہ انگریز کے ایجنٹ اٹھے اور ان کی شہادت کے بعد ان پر یہ الزامات لگانے شروع کئے چنانچہ شاہ شہیدؒ کے بارے میں (احمد رضا نے) چار کتابیں لکھیں۔

(۱) الکوکبة الشهابیه فی کفریات ابی الوهابیه.
(۲) سل السیوف الهندیه علی کفریات بابا النجدیه.
(۳) سبحان السبوح . (میں شاہ شہیدؒ کو خوب برا بھلا کہا۔)
(۴) ازلته العاز. (میں شاہ شہیدؒ کو برا بھلا کہا۔)

اور ۱۳۲۴ھ میں اس فتنہ تکفیر کی ابتدا اس شخص نے شروع کی اور ان پر ایسے الزامات لگائے جس کی ان کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی لیکن جب یہ الزامات اس نے لگائے تو عوام الناس نے بھی اس کو خاطر خواہ اہمیت نہ دی۔

کذب احمد رضا حرمین شریفین میں

پھر یہ حرمین شریفین گیا اور وہاں جہاں ساری دنیا اپنے گناہوں سے توبہ کرتی ہے یہ وہاں بھی جاکر جھوٹ بولتا رہا کہ علمائے دیوبند کے یہ عقائد ہیں' یہ عقائد ہیں یہ ٹھیک بات ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی جھوٹ بولے مگر قادیان میں بیٹھ کر' پنڈت سوامی دیانند نے جھوٹ بولے مگر دہلی میں بیٹھ کر' پنڈت شردھانند نے جھوٹ

بولے مگر ہوشیار پور میں بیٹھ کر' لیکن مکہ اور مدینہ میں جھوٹ بولنے کے لئے واقعتاً کسی ''اعلیٰ حضرت'' کی ضرورت تھی کوئی ''ادنیٰ حضرت'' وہاں جاکر ایسا کام نہیں کرسکتا تھا۔

علمائے حرمین کا علمائے دیوبند سے رجوع

اس لئے جب یہ واپس آیا اور اس نے شور مچایا تو جو صحیح اور معقول طریقہ تھا علمائے حرمین شریفین نے براہ راست علمائے دیوبند سے ۲۶ سوالات کئے کہ آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کے عقائد کیا ہیں؟ جس کے جواب میں علماء دیوبند نے شوال ۱۳۲۵ھ میں ''المھند علی المفند'' نامی کتاب مرتب کرکے وہاں بھیج دی اور اس پر تمام بڑے بڑے علمائے دیوبند نے دستخط کئے اور ان تمام الزامات کو الزامات قرار دیا کہ یہ الزامات (واتہامات) ہیں جو ان لوگوں نے ہم پر لگائے ہیں ہم ان باتوں کو ہرگز اپنا عقیدہ نہیں مانتے بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہتے ہیں (بلکہ یہاں تک کہ) جو اللہ کے نبی پاک ﷺ کے ایک بال مبارک کی بھی توہین کرے اسے ہم کافر مرتد اور واجب القتل سمجھتے ہیں' جو نبی اقدس ﷺ کی پاک نعلین مبارک کو (معاذ اللہ) تحقیر سے ''جتوی'' کہے ہم اس کو بھی کافر اور مرتد قرار دیتے ہیں' تو اس لئے (ان تمام علمائے دیوبند نے احمد رضا خاں کے عائد کردہ الزامات سے) برات ظاہر کردی اور ان الزامات کے (تشفی بخش) جوابات دیئے اور حرمین شریفین والوں کو اس بارے میں حکم مان لیا اور کہا کہ آپ جو فیصلہ کریں گے وہ ہم مان لیں گے چنانچہ مکہ شریف' مدینہ شریف' شام' مصر' حلب' ان سب جگہ کے علماء نے اس کتاب (المھند علی المفند) پر تصدیقات لکھیں کہ یہ لوگ صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت ہیں' عاشق رسول ﷺ ہیں' اولیاء اللہ میں سے ہیں ان پر یہ جو الزامات ہیں یہ بالکل غلط ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان الزامات کی کوئی علمی حیثیت نہیں۔

ایک لطیفہ

اس کی میں ایک دو مثالیں عرض کرتا ہوں کہ ایک مولوی صاحب بہت بڑے شیخ الحدیث تھے ان سے کوئی چودھری صاحب ناراض ہوگئے اور چاہتے تھے کہ ان کو یہاں سے نکال دیں تو لوگوں کو اکٹھا کیا کہ یہ شخص گستاخ رسول ﷺ ہے لوگ کہنے لگے کہ ہم نے تو انکے اتنے وعظ سنے ہیں ساری عمر' یہ تو عاشق رسول ﷺ ہیں چودھری نے کہا میں آپ کو ابھی ثابت کرکے دکھاتا ہوں اب سب بیٹھ گئے اور حضرت شیخ الحدیث صاحب سے عرض کیا کہ حضرت ہم حاضر ہوئے ہیں آپ ہمیں حضرت پاک ﷺ کی احادیث اور اس کا ترجمہ سنائیں تا کہ ہمارا ایمان تازہ ہو حضرت شیخ الحدیث نے حدیث پڑھی اور جب **قال رسول اللہ** کہا تو وہ چودھری کھڑا ہوگیا اور کہا کہ دیکھو یہ کافر ہمارے نبی پاکؐ کو ''کالا'' (بمعنی سیاہ) کہتا ہے اور ایک دفعہ بھی نہیں دو دفعہ کالا' کالا کہا ہے حالانکہ بات صاف ہے آپ ﷺ سے زیادہ حسین اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی کو بنایا ہی نہیں اب اندازہ لگائیں شیخ الحدیث بے چارے کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی لیکن ان پر ایسا الزام لگادیا گیا اور چودھری قسم کھا کر کہے کہ اس مولوی نے دو مرتبہ ہمارے نبی کو ''کالا'' کہا ہے (معاذ اللہ) جہاں جاتا تھا مولوی صاحب کے خلاف یہ باتیں کرتا تھا اب اس کو الزام کہتے ہیں۔

ایک اور مثال

اسی طرح لکھنؤ میں ایک مرتبہ مشاعرہ تھا اور حضرت سیدنا حسینؓ پر نظمیں پڑھی جارہی تھیں تو ایک شاعر نے اپنی نظم کا پہلا ہی شعر پڑھا کہ:

کانِ نبی کا گوہر یکتا حسینؓ ہے

کہ حضرت حسینؓ نبی پاک ﷺ کی کان جس سے سونا نکلتا ہے ان کا یہ ایسا دُرِ یکتا ہیں جس کی کوئی مثال نہیں' تو (احمد رضا جیسے) دو چار آدمی کھڑے ہوگئے کہ یہ کافر کہاں سے آیا ہے جو ہمارے نبی پاک ﷺ کو ''کانا'' کہہ رہا ہے

(معاذ اللہ) اب اندازہ لگائیں کہ شاعر بے چارے کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں تھا اس نے جلدی سے مصرع بدل دیا کہ یہ ان پڑھ لوگ کہاں سے آگئے ہیں جو بات کو سمجھتے ہی نہیں کان جہاں سے سونا نکلتا ہے اس نے اپنا شعر بدل لیا ڈرتے ہوئے کہ چونکہ سمندر سے بھی موتی نکلتے ہیں اس نے کہا:

بحرِ نبی کا گوہر یکتا حسینؓ ہے

اتنے میں وہ (احمد رضا جیسے) جوتیاں لیکر اسٹیج پر پہنچ چکے تھے کہ یہ آدمی ڈبل کافر ہے پہلے ہمارے نبی پاک ﷺ کو ''کانا'' کہا تھا اب ''بہرا'' بھی کہا ہے اب کوئی آدمی صحیح سے صحیح بات کو بگاڑنا چاہے تو اسکا دنیا کے پاس کوئی علاج نہیں۔

ایک مزید مثال

جامعہ خیر المدارس جب جالندھر سے ملتان آیا اور پہلا سالانہ جلسہ ملتان میں تھا تو اشتہار چھپا۔ تین دن کا جلسہ تھا تو روزانہ تانگے پر بھی اعلان ہوتا تھا کہ آج فلاں مولوی صاحب کا بیان ہوگا' فلاں مولوی صاحب کا بیان ہوگا تو آگے آگے ہمارا تانگہ اعلان کرتا تھا اور پیچھے بریلویوں کا تانگہ انہوں نے لگایا ہوا تھا ہمارا تانگہ جس چوک سے نکلتا (پیچھے سے) وہ آجاتے اور کہتے کہ بھئی دیکھو:

''دیوبندیوں کا جلسہ ہورہا ہے' اشتہار پڑھ لیا ہے اور ان دیوبندیوں کو چندہ دیا کرو یہ گستاخ رسول ہیں دیکھو کیسی باتیں اشتہار میں لکھتے ہیں (اشتہار میں لکھا ہوا تھا کہ مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا کہ اگر عورتیں جلسہ سننا چاہیں تو بھئی ان کے لئے پردہ کا انتظام ہے) لیکن بریلوی کیا پڑھتے تھے کہ بھئی دیکھو اشتہار میں کیا لکھا ہے کہ ''مست ......و...... رات'' کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہے اب بیچارے اشتہار چھاپنے والوں کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ ہمارے اشتہار کا یہ مطلب نکالا جائے گا کہتے ہیں کہ دیکھو مستوں کے لئے رات کے انتظام ہورہے ہیں مستوں اور بدمعاشوں کے لئے یہ دیوبندیوں کا جلسہ ہے''

یہی حال بریلویوں کا

تو جب انسان اس حال پر اتر آئے تو پھر اس کا کوئی حل نہیں ہوتا یہی کچھ سو سال سے بریلوی حضرات علمائے دیوبند کی عبارات کے ساتھ کر رہے ہیں جب آج سے ۹۰ سال پہلے علمائے دیوبند نے ان الزامات سے اپنی برات بھی ظاہر کر دی علمائے حرمین شریفین نے بھی بات مان لی کہ یہ الزامات واقعی الزامات ہی ہیں اور یہ لوگ صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت ہیں لیکن بریلوی حضرات آج بھی یہ الزامات پھیلا رہے ہیں۔

علمائے دیوبند کی زندہ کرامت

لیکن اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک پاک ارشاد ہے کہ:

من دعا رجلاً با لکفر او قال عدوّ اللہ ولیس کذلک الا عاد علیہ

(رواہ البخاری)

"جو کسی دوسرے کو کافر کہے (یا اللہ کا دشمن کہے)" اگر وہ کافر (یا دشمن) نہ ہو تو کفر اسی پر لوٹ کر واپس آجاتا ہے"

اس حدیث میں مولوی احمد رضا کے بارے میں تو ہم نے بالکل یقینی طور آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جو کفر اس نے ان اولیاء اللہ کے ذمہ لگانا چاہا تھا وہ کفر اسی (احمد رضا) پر لوٹ کر واپس آگیا۔

(ا) چنانچہ مولوی احمد رضا نے (علمائے دیوبند پر) پہلا اعتراض یہ کیا تھا کہ:

"مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ختم نبوت کے منکر ہیں اور ختم نبوت کا جو انکار کرے وہ کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے چنانچہ (اپنی کتاب) "حسام الحرمین" میں اس نے اس بات پر زور دیا"

احمد رضا کی فطری بددیانتی

لیکن یہ الزام اس نے کس طرح لگایا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی

ایک کتاب "تحذیر الناس" ہے اس سے ایک عبارت ص ۲۱ سے ایک ص ۱۵ سے ایک ص ۳ سے لی اور ان تینوں کو ملا کر ایک فقرہ بنا دیا حالانکہ مولانا نانوتویؒ انسان ہیں اور انسان سے غلطی بھی ہوجاتی ہے اگر یہ ظلم کوئی اللہ کی پاک کتاب پر بھی کرنا شروع کر دیتا تو وہاں بھی مطلب کچھ کا کچھ بن سکتا تھا۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں آتا ہے:

ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت (سورۃ التین...۶)

"کہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے"۔

اب آدھی آیت کوئی یہاں سے لے لے اور آدھی آیت دوسری ملا لے۔

سیدخلون جھنم داخرین (غافر...۶۰)

"کہ وہ عنقریب دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے"۔

اب واضح ہے کہ اس میں ایک نقطہ بھی قرآن سے باہر نہیں ہے دونوں جگہ قرآن پاک کی آیت ہے لیکن ان دونوں کو ملا کر ایک کر دیا ہے مگر کوئی مسلمان اب اس کو قرآن کی آیت نہیں کہے گا اور اس سے جو مسئلہ نکل رہا ہے، کوئی مسلمان اس کو قرآن کا مسئلہ کہنے کے لئے تیار نہیں تو اگر یہ ظلم خدا کے قرآن پاک پر بھی کیا جائے تو وہاں بھی معنی بدلے جاسکتے ہیں یہی کام مولوی احمد رضا نے مکہ مدینہ میں جا کر کیا اور تین جگہ سے عبارت کاٹ کر پیش کی حالانکہ وہاں جو صاف لکھا تھا ص ۱۰ پر کہ:

"رسول پاک ﷺ کا "خاتم النبیین" ہونا قرآن کی آیت خاتم النبیین سے بھی ثابت ہے پھر متواتر حدیث لا نبی بعدی سے بھی ثابت ہے اور جس طرح نماز کی رکعتیں متواتر احادیث سے ثابت ہیں اگر کوئی نماز کی رکعتوں کا انکار کرے کہ ظہر کے چار فرض نہیں ہیں، عصر کے چار فرض نہیں ہیں جیسے یہ شخص کافر ہے ایسا ہی حضور پاک ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرنے والا بھی کافر ہے"

(تحذیر الناس...ص ۱۰)

اب مولانا نانوتویؒ حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے منکر کو کافر کہہ رہے ہیں اور اس (احمد رضا) نے وہاں (حرمین میں) جا کر جھوٹ بولا کہ وہ حضور ﷺ کی ختم

نبوت کا انکار کرتے ہیں' اور یہ فتویٰ لیکر آیا کہ:

''ختم نبوت کا منکر کافر ہے اور جو اس کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے''

لیکن حضرت مولانا نانوتویؒ اللہ کے ولی تھے اللہ تعالیٰ کا فرمان حدیث قدسی میں ہے کہ:

من عاد اللہ ولیاً فقد بارز اللہ بالمحاربۃ (مشکوٰۃ.....۴۵۵)

''جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہوتا ہے''

اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ کفر اسی (احمد رضا) پر واپس لوٹا دیا خود اس کے قلم سے ایسی باتیں لکھی گئیں چنانچہ یہ لکھتا ہے کہ:

☆...... ''شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنے پیر کو صراحتاً نبی بناتے تھے''

(الکوکبۃ الشہابیہ.....ص ۱۷)

اور لکھا ہے کہ:

☆...... ''دنیا میں کسی کے لئے اللہ عزوجل سے کلام حقیقی کا دعویٰ صراحتاً اس کی نبوت کا دعویٰ ہے'' (ایضاً.....ص ۱۸)

مزید لکھتا ہے:

☆...... ''اللہ عزوجل سے کلام حقیقی منصب نبوت بلکہ اس کے مراتب میں اعلیٰ مرتبہ ہے تو اس کے دعویٰ کرنے میں بعض ضروریات دین یعنی نبی ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے'' (ایضاً.....۱۸-۱۹)

پھر لکھتا ہے کہ:

☆...... ''اس قول ناپاک میں اس قائل بیباک نے بے پردہ و بے حجاب صاف صاف تصریحیں کیں کہ...... وہ علم میں انبیاء کے برابر و ہمسر ہوتے ہیں فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انہیں باطنی' وہ انبیاء کے مانند معصوم ہوتے ہیں اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے یہ بحکم کھلا غیر نبی کو نبی بنانا ہے......(حاشیہ......اور نبی بھی کیسا صاحب شریعت نبی۔) (ایضاً.....ص ۲۲ مع حاشیہ)

پھر مزید لکھا کہ:

☆...... ''از آنجملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے بیوساطت نبی احکام شرعیہ لینے کا ادعیٰ ہے اور یہ نبوت کا دعویٰ ہے امام الوہابیہ کے کفر اجماعی کا خاص جزئیہ ہے۔'' (ایضاً.....حاشیہ ص ۲۳)

پھر:

☆...... ''اور اپنے پیر رائے بریلی کے سید احمد کو کہ نواب امیر خان کے یہاں سواروں میں نوکر اور بیچارے نرے جاہل سادہ لوح تھے نبی بنایا''۔ (ایضاً.....۲۴)

مزید:

☆...... ''پیر جی کی مہر کا کندہ اسمہ احمد قرار پایا تھا خطبوں میں پیر جی کے نام (کے ساتھ) ﷺ کہنا شروع ہوگیا۔ (ایضاً.....۲۶)

احمد رضا کا اقرار

ان عبارات میں صراحتاً احمد رضا نے اقرار کیا ہے کہ اسماعیل شہیدؒ اپنے پیر کو نبی مانتا تھا اور نبی بھی کیسا جو صاحب شریعت نبی ہو یعنی مرزائی تو مرزا کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں لیکن (بقول احمد رضا) اسماعیل شہیدؒ اپنے پیر کو صاحب شریعت نبی مانتے تھے مرزائیوں سے بھی آگے بڑھ کر لیکن اس کے باوجود (تمہید ایمان...... ص ۴۲) پر (احمد رضا) یہ لکھتا ہے کہ:

'' علمائے محتاطین انہیں (اسماعیل دہلوی کو) کافر نہ کہیں یہی صواب ہے۔ وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتویٰ وھو المذہب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ و السواد۔ یہی جواب ہے' یہی فتویٰ دیا جائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامتی اور اسی میں استقامت۔''

حق بحق دار رسید

اب ''حسام الحرمین'' کا جو فتویٰ جو وہ مکہ مدینہ سے لایا تھا اس میں صاف

تحریر تھا کہ:

"جو ختم نبوت کے منکر کو کافر نہ کہے وہ کافر ہے"

چنانچہ وہ لایا ہوا فتویٰ شاہ شہیدؒ اور مولانا نانوتویؒ پر تو نہ لگا لیکن مولوی احمد رضا کے کام آ گیا اس لئے چونکہ یہ شاہ شہیدؒ کے بارے میں صراحتاً اقرار کر رہا ہے کہ شاہ شہیدؒ ختم نبوت کے منکر تھے اور وہ اپنے پیر (سید احمدؒ) کو عام نبی نہیں بلکہ صاحب شریعت نبی مانتے تھے اس کے باوجود احمد رضا نے لکھا ہے کہ میں شاہ اسماعیلؒ کو کافر نہیں کہتا تو اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ اسی لائے ہوئے فتوی کے مطابق کافر ہے اس لئے ہم حسام الحرمین کا وہ فتویٰ مولوی احمد رضا کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

عطائے تو بلقائے تو

اور آپ حضرات کو بھی ساتھ یہ تائید کر دینی چاہیے کہ:

حق بحق دار رسید

کہ جس کا یہ حق تھا اس کو وہ حق پہنچ چکا ہے۔

(۲) دوسرا الزام احمد رضا نے لگایا تھا وہ یہ تھا کہ:

"مولانا گنگوہیؒ یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بالفعل جھوٹ بول سکتے ہیں"۔ (حسام الحرمین...... ۳۹)

حالانکہ یہ بات قطعاً فتاویٰ رشیدیہ میں کہیں موجود نہیں ہے فتاویٰ رشیدیہ میں بالکل اس کے برعکس ہے کہ:

"جو یہ کہے خدا جھوٹ بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے ومن اصدق من الله قيلا اللہ سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے" (فتاویٰ رشیدیہ...... ص ۳۸۹)

اب اندازہ لگائیں مولانا گنگوہیؒ ایسے آدمی کو کافر کہہ رہے ہیں اور احمد رضا مکہ شریف اور مدینہ شریف میں جا کر ان کے ذمہ یہ جھوٹا الزام لگا رہا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بالفعل جھوٹ بولتے ہیں۔

احمد رضا کے جھوٹ کی مثال

حالانکہ یہ ایک ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا قرآن پاک میں آتا ہے:

لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم (المائدہ:۱۷)

"وہ لوگ کافر ہیں، اس میں کوئی شک نہیں جو مریم کے بیٹے مسیح کو اللہ سمجھتے ہیں"۔

اب کوئی پادری لقد كفر الذين قالوا کے الفاظ حذف کر دے اور کہے کہ دیکھو قرآن پاک میں صاف ہے۔

ان الله هو المسيح ابن مريم

"بے شک مریم کا بیٹا مسیح اللہ ہے"۔

دیکھو قرآن میں ہے کہ بغیر شک وشبہ کے مریم کے بیٹے کو خدا ماننا چاہئے۔ حالانکہ قرآن نے اس عقیدہ کو کفر کہا ہے تو جب یہ عقیدہ کفریہ ہے اور اسے کوئی قرآن کے ذمہ لگائے ایسا ہی جھوٹ مولوی احمد رضا نے حضرت گنگوہیؒ کے ذمہ لگا دیا اور جو عبارت اس اشتہار میں دی ہے وہ بھی فتاویٰ رشیدیہ میں موجود نہیں ہے۔

غیرت خداوندی جوش میں

تو اس لئے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور یہ فتویٰ اسی پر واپس لوٹ گیا کیونکہ خود مولوی احمد رضا کے ہاتھوں سے یہ بات لکھی گئی کہ اسمٰعیل شہیدؒ کہتا ہے کہ:

☆...... "یہاں صاف اقرار کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں تو جھوٹی ہو جانے میں حرج نہیں حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں"۔

(الکوکبۃ الشہابیہ...... ص ۱۴)

مزید لکھتا ہے کہ:

☆......" اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لئے کرسکتا ہے وہ

سب خدائے پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا' پینا' سونا' پاخانہ پھرنا' پیشاب کرنا' چلنا' ڈوبنا' مرنا سب کچھ داخل ہے لہٰذا اس قول خبیث کے کفریات حد شمار سے باہر ہیں"۔ (ایضاً ...... ص ۱۵)

یہاں احمد رضا اقرار کررہا ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کھانا بھی کھاتا ہے' پیتا بھی ہے' سوتا بھی ہے' پاخانہ بھی کرتا ہے' پیشاب بھی کرتا ہے' چلتا بھی ہے اور ڈوب کر مر بھی سکتا ہے۔

اسی طرح لکھتا ہے کہ:

☆...... "اللہ عزوجل نقص اور عیب سے آلودہ ہے (یہ شاہ شہیدؒ کا عقیدہ ہے بقول احمد رضا)"۔ (ایضاً ...... ۱۶)

مزید:

☆...... "جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے وہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لئے ہوسکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی تو اللہ کے لئے سونا' اونگھنا' بہکنا' بھولنا' جورو بیٹا' بندوں سے ڈرنا' کسی کو اپنی بادشاہی میں شریک کرلینا ...... (یہ سب باتیں اس میں پائی جاتی ہیں)"۔ (ایضاً ...... ص ۱۶-۱۷)

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ: (نقل کفر کفر نباشد)

☆...... "وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جو مکان سے پاک ہے جن کا کھانا ممکن' پینا' پیشاب کرنا' پاخانہ پھرنا' ناچنا' نٹ کی طرح کلا کھیلنا' عورتوں سے جماع کرنا' لواطت (لونڈے بازی) جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتی کے مخنث کی طرح مفعول بننا (یعنی لونڈے بازی کروانا) کوئی خباثت' کوئی فضیحت اس کے شان کے خلاف نہیں وہ کھانے کا منہ' بھرنے کا پیٹ اور مردی اور زنانی کی علامتیں بالفعل رکھتا ہے (یعنی اس کے ساتھ آلہ تناسل بھی ہے اور عورتوں کی طرح فرج بھی ہے) صمد نہیں جوف دار کھکل ہے (یعنی وہ اندر سے کھوکھلا ہے) سبوح وقدوس نہیں بلکہ خنثی مشکل ہے (یعنی ہیجڑا ہے یہ پتہ نہیں چلتا کہ مرد سے خسرا بنا ہے یا عورت سے خسرا بنا ہے) یا کم سے کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا بھی سکتا

ہے' ڈبو بھی سکتا ہے' زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر' بندوق مار کر خودکشی بھی کرسکتا ہے اس کے ماں باپ جورو (بیوی) بیٹا سب ممکن ہیں' بلکہ ماں باپ سے ہی پیدا ہوا ہے ربڑ کی طرح پھیلتا ہے اور سمٹتا ہے' برمہا کی طرح چوکھا ہے (یعنی چار چہرے ہیں) اس کا کلام فنا ہوسکتا ہے جو بندوں کے خوف کے بعد جھوٹ سے بچتا ہے کہ کہیں وہ مجھے جھوٹا نہ سمجھ لیں بندوں سے چرا چھپا کر پیٹ بھر کر جھوٹ بک سکتا ہے ایسے کو جس کی خبر کچھ ہے اور علم کچھ' خبر سچی ہے تو علم جھوٹا ہے' علم سچا ہے تو خبر جھوٹی ہے ایسے کو سزا دینے پر مجبور ہے نہ دے تو بے غیرت کہلائے۔

(فتاویٰ رضویہ ...... ص ۴۵ے ج ۱)

تو اس قسم کی بکواس تقریباً ۶۱ باتیں لکھیں جو ایک مسلمان پڑھ بھی نہیں سکتا۔

عبارات مذکورہ عدالت میں

چنانچہ ایک عدالت میں جب میں نے جج صاحب کو یہ عبارت سنانی شروع کی تو جج صاحب نے کہا کہ یہ میں دیکھ کر لکھ لیتا ہوں کیونکہ دروازے پر جو چپڑاسی کھڑا ہے وہ عیسائی ہے وہ گھر جا کر کیا کہے گا کہ وہ مسلمانوں کی کتابوں میں (ایسی غلیظ) باتیں موجود ہیں۔

احمد رضا کا اقرار

یہاں صاف یہ اقرار کررہا ہے کہ یہ عقیدے اسمٰعیل شہیدؒ کے ہیں لیکن اس کے بعد کہتا ہے کہ اسماعیل شہیدؒ کافر نہیں کیونکہ ہمیں اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر ایک عبارت میں ۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا ہو تو پھر بھی اس کو مسلمان کہنا چاہئے میں نے عدالت میں بریلویوں سے پوچھا تھا کہ یہ جو اللہ کے بارے میں کہا ہے کہ معاذ اللہ وہ مفعول بھی (لونڈے بازی کرواتا بھی ہے) اس میں سو واں نہیں بلکہ کروڑواں احتمال مجھے اسلام کا نکال کر دکھاؤ یہ کہنا کہ اس میں مردوں اور عورتوں والی علامتیں موجود ہیں اور وہ خنثی مشکل ہے اس میں

کروڑواں احتمال ایسا نکالو جس سے اسلام کا پہلو نکل سکتا ہے تو یہ اولیاء اللہ کی کرامت تھی علمائے دیو بند کی کہ جو فتویٰ احمد رضا خاں ان کے لئے لایا تھا اللہ تعالیٰ نے اسی پر واپس لوٹا دیا حسام الحرمین میں یہی لکھا تھا وہ کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

پمفلٹ پر ایک نظر

پہلا اعتراض

تو اس بارے میں جو اشتہار والے نے پہلا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:

''اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے''۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

الجواب: حالانکہ میں نے بتایا یہ حوالہ بالکل غلط ہے اور فتاویٰ رشیدیہ میں تو اس عقیدہ کو کفر لکھا ہے جو خدا کو جھوٹا کہے البتہ مولوی احمد رضا کا اقرار میں نے سنا دیا کہ وہ کہتا ہے کہ اسمٰعیل شہیدؒ خدا کے بارے میں سارے عیب مانتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی کہتا ہے اس کو کافر کہنا نہیں چاہئے کیونکہ اس کے اس عقیدہ میں اسلام کا پہلو چھپا ہوا موجود ہے جو احمد رضا کو نظر آیا ہے اور کسی مسلمان کو آج تک نظر آیا نہ کوئی مسلمان نکال سکتا ہے۔

دوسرا اعتراض

''اللہ کو پہلے سے کسی بات کا علم نہیں ہوتا''۔ (نعوذ باللہ) (تفسیر بلغۃ الحیران)

الجواب: تفسیر بلغۃ الحیران کے ص ۱۷۹ کا حوالہ دیا صفحہ اس نے نہیں لکھا لیکن وہاں یہ لکھا ہے کہ:

''یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔''

تو کسی اور کا عقیدہ اٹھا کر ہمارے ذمہ لگا دیا گیا۔

تیسرا اعتراض

''شیطان کا علم فخر دو عالم ﷺ سے زیادہ ہے'' (معاذ اللہ)

اس پر براہین قاطعہ کا نام لکھا ہے

الجواب: اصل بات یہ ہے کہ یہ عبارت بریلویوں کی کتاب انوار ساطعہ میں لکھی ہے کہ:

''اور تماشا یہ کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس وغیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ ﷺ کا نہیں دعویٰ کرتے (لیکن) ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک، ناپاک، کفر، غیر کفر میں پایا جاتا ہے''۔

(انوار ساطعہ مع البراہین القاطعہ ...... ص ۵۳)

تو یہ عقیدہ تو بریلویوں کے مولوی عبدالسمیع کا ہے مولانا سہارنپوریؒ نے تو صرف اس کا رد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ:

''ایسے قیاسات سے عقائد ثابت نہیں ہوا کرتے اگر یہ شیطان کو حاضر و ناظر مانتا ہے بریلوی تو پھر یہ کہتا ہے کہ چونکہ حضور اکرم ﷺ زیادہ افضل ہیں تو پھر وہ بھی حاضر و ناظر ہونے چاہئیں تو مولانا نے لکھا ہے کہ:

''مولوی عبدالسمیع کم از کم مسلمان اپنے آپ کو کہتا ہے اور مسلمان شیطان سے افضل ہوتا ہے تو پھر مولوی عبدالسمیع کو بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا چاہیے''

اس لئے مولانا تو اس کا رد کر رہے ہیں اور بریلویوں نے معاذ اللہ حضور ﷺ کے لئے ایسے عقیدے ثابت کرنے کے لئے آپ کی مثالیں شیطان کے ساتھ دیں، گدھوں کے ساتھ دیں، بچوں کے ساتھ دیں اس لئے ہمارے علماء پھر ان کے جواب کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے اپنے عقیدوں کو ہمارے علماء کی طرف الزام کے طور پر لگا دیا۔

چوتھا اعتراض

(چوتھا اعتراض نقل کرنے سے قبل) شان رسالت کے بارے میں مولوی احمد رضا کا عقیدہ واضح کردوں کہ وہ کیا ہے:

☆......(مولوی احمد رضا خاں یہ کہتا ہے) وہابی صاحبو! تمہارے پیشوا نے

ہمارے نبی ﷺ کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی"۔ (الکوکبۃ الشہابیہ ..... ص ۲۷)

☆..... "حضرات اولیاء انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء کو ناکارے لوگ کہا گیا کیا یہ انکی شان میں گستاخی کفر خالص نہیں"۔ (الکوکبۃ الشہابیہ ..... ص ۲۹)

☆..... "کسی چوڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے مسلمانو! ایمان سے کہنا حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی نسبت ایسے ناپاک ملعون الفاظ کسی ایسے کی زبان سے نکل سکتے ہیں جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو"۔ (ایضاً)

☆..... مسلمانو مسلمانو! خدارا ان ناپاک ملعون شیطانی کلموں پر غور کرو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نماز میں خیال لے جانا ظلمت بالائے ظلمت ہے کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کا خیال کرنے سے بھی برا ہے اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے..... مسلمانوں للہ انصاف (کرو) کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان وقلم سے نکلنے کا ہے حاش للہ پادریوں پنڈتوں وغیر ہم کھلے کافروں مشرکوں کی کتابیں دیکھو جوانہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں شاید انہیں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے ایسے کھلے ناپاک لفظ تمہارے پیارے نبی تمہارے سچے رسول ﷺ کی نسبت لکھے ہوں کہ انہیں مواخذہ دنیا کا اندیشہ ہے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگرے سے محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب عظیم و عذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا' مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ ﷺ کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی واللہ واللہ جو انہیں ایذا دے اس پر دنیا و آخرت میں جبار و قہار کی لعنت اس کے لئے سختی کا عذاب' شدت کی عقوبت"۔ (الکوکبۃ الشہابیہ ..... ص ۳۰۔۳۱)

پھر لکھتا ہے:

☆..... "اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں" (الکوکبۃ الشہابیۃ ..... ص ۳۲)

(ان عبارات سے واضح ہوا کہ بقول احمد رضا) اسماعیل دھلوی معاذ اللہ نبی پاک ﷺ کو ایسی ایسی گالیاں دیتا ہے جو کسی بڑے سے بڑے کافر نے بھی نہیں دیں بلکہ چوہڑے چمار کے الفاظ بھی استعمال کر لیتا ہے لیکن میں حیران ہوں کہ (احمد رضا) جو عاشق رسول ﷺ اپنے آپ کو کہتا ہے کہ اگر اس کو کوئی آدمی چوہڑا چمار کہہ دے (جو کہ یہ حقیقتاً ہے ..... ناقل) تو یہ اس عبارت میں سے سوواں پہلو بھی نہیں نکال سکتا کہ اس میں میری عزت کا پہلو بھی موجود ہے۔ مولوی احمد رضا کے نزدیک جو شخص اللہ کے پیارے نبی پاک کو ایسی گالیاں دے کہ اس کی تاویل بھی نہ ہو سکے جو معاذ اللہ صاف کہے حضور ﷺ چوہڑے چمار ہیں بلکہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں (معاذ اللہ) جو یہی کہے کہ مر کر مٹی میں مل چکے ہیں اور ان کا کچھ بھی باقی نہیں رہا' حیات النبی ﷺ کا انکار کرے اور جو شخص آپ ﷺ کے خیال کو معاذ اللہ گدھے کے خیال سے بھی بدتر قرار دے۔ مولوی احمد رضا کہتا ہے کہ:

"ایسا شخص اہل لا الہ الا اللہ میں سے ہے اور اس کی ان باتوں میں چونکہ اسلام کا پہلو موجود ہے اس لئے میں انہیں کافر کہنے کے لئے تیار نہیں۔"

احمد رضا خدائی شکنجے میں

تو واضح بات ہے کہ حسام الحرمین میں جو فتویٰ احمد رضا مکہ مدینہ سے لایا تھا اللہ تعالیٰ کی غیرت جب جوش میں آئی تو یہی فتویٰ مولوی احمد رضا پر چسپاں ہو گیا کیونکہ وہ اللہ کے نبیؐ کو صاف اور صریح گالیاں بکنے والے کو بھی کافر کہنے کو تیار نہیں اور اس فتویٰ میں (یعنی حسام الحرمین میں) ہے کہ:

"جو اللہ کے نبی پاک ﷺ کی توہین کرنے والوں کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے بلکہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

پانچواں اعتراض

پانچواں اعتراض حفظ الایمان کے حوالے سے ہے:

"جیسا علم حضور پاک ﷺ کو ہے ایسا علم ہر زید، بکر، صبی، مجنون اور جانوروں کو بھی ہے"۔ (نعوذ باللہ)

الجواب: حفظ الایمان میں یہ بات ان الفاظ میں بالکل موجود نہیں ہے اصل جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جب بریلویوں نے یہ عقیدہ گھڑا کہ اللہ کے رسول ﷺ بھی خدا کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور عقیدہ حاضر و ناظر ثابت کرنے کے لئے معاذ اللہ حضور پاک ﷺ کو شیطان سے تشبیہ دی گئی۔ اسی طرح انہوں نے حضور پاک ﷺ کو "عالم الغیب" کہنا شروع کر دیا پھر جب ان سے پوچھا گیا کہ عالم الغیب والشہادۃ (الحشر: ۲۲) تو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کو کہا گیا ہے آپ حضور پاک ﷺ کو عالم الغیب کس دلیل سے کہتے ہیں تو انہوں نے پھر یہی حرکت کی (اور کہا کہ) بعض غیب کی باتیں تو جانوروں کو بھی ہوتی ہیں چنانچہ احمد رضا نے ملفوظات کی ج ۴ پر لکھا کہ:

"ایک بادشاہ ایک بزرگ کو ملنے گیا اور اس بزرگ کے سامنے بہت سے سیب رکھے ہوئے تھے ان میں ایک بہت بڑا خوبصورت سیب تھا تو بادشاہ نے دل میں کہا کہ اگر یہ بزرگ اپنے ہاتھ سے یہ سیب اٹھا کر مجھے دیں تو پھر میں سمجھوں گا کہ یہ ولی اللہ ہیں تو اس بزرگ نے اپنے ہاتھ میں سیب اٹھایا اور سیب اٹھا کر کہنے لگے کہ ہم مصر میں گئے تھے وہاں ہم نے ایک گدھا دیکھا جس کو کشف ہوتا تھا اور وہ غیب کی باتیں بتاتا تھا اس کا مالک کسی کی جھولی میں کوئی چیز ڈال دیتا تھا' گدھے کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوتی تھی پھر اس سے پوچھتا تھا کہ کس کے پاس یہ چیز ہے گدھا اس کے سامنے سر جھکا دیتا تھا اور یہ کہتے ہوئے سیب بادشاہ کی طرف پکڑا دیا کہ اگر ہم بھی آپ کے دل کی بات جان لیں اور غیب جان لیں تو اس گدھے جیسے تو ہو ہی جائیں گے۔"

تو دیکھو احمد رضا نے خود ثابت کیا کہ اللہ والے گدھوں کو بھی "عالم الغیب" مانتے ہیں' اسی طرح حضرت پاک ﷺ کا علم غیب ثابت کرنے کے لئے احمد رضا نے معاذ اللہ گدھے تک کی مثال پیش کر دی' دیوانوں کی کہ ہر مومن یومنون بالغیب '

غیب کا علم ہوگا تو یقین رکھے گا۔

اس لئے ہمارے علماء نے اس کو الزامی طور پر جواب دیا کہ جب بعض علم غیب تو گدھوں کے لئے بھی تو مانتا ہے اور بعض علم غیب تو بچوں اور دیوانوں کے لئے بھی مانتا ہے تو پھر تو نے رسول پاک ﷺ کی کیا تعریف کی اب بجائے اس کے کہ احمد رضا اس کا جواب دیتا اس نے خواہ مخواہ مکہ میں جا کر الزام لگا دیا کہ یہ تو مولانا تھانویؒ کا اپنا عقیدہ ہے حالانکہ مولانا تھانویؒ نے اس کتاب میں اپنا عقیدہ واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ:

"نبوت کے لئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ ﷺ کو بتمامہا عطا فرما دیئے گئے تھے۔" (حفظ الایمان ..... ص ۸)

علوم کون سے؟

اب وہ علوم کون سے ہیں؟ وہ علوم شرعیہ ہوئے ہیں مثلاً یہ شرعی مسئلہ ہے بکرا حلال ہے اور خنزیر حرام ہے یہ نبیؐ بتاتا تھا اور اس مسئلہ کے جاننے کے لئے یہ جاننا ضروری نہیں کہ کل خنزیر دنیا میں کتنے ہوئے اور کتنے ہوں گے کل بکرے کتنے ہوئے اور کتنے ہوں گے وہ کہاں کہاں مرے اور مرنے کے بعد انکے بال (اور ذرات) کہاں کہاں پہنچے ان باتوں کا تعلق علم نبوت اور علم شریعت کے ساتھ نہیں ہوتا ہاں علوم نبوت آپ پر کامل کر دیئے گئے۔

الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی

ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدۃ: ۳)

حضرت تھانویؒ کا ایثار

اگرچہ اس عبارت میں کچھ بھی نہیں تھا مگر پھر بھی مولانا تھانویؒ نے اس عبارت کو تبدیل بھی کر دیا تھا لیکن ابھی تک احمد رضا کے چیلے اسی کو لے رہے ہیں۔

چھٹا اعتراض

چھٹا نمبر ہے کہ:

"حضور پاک ﷺ مرکر مٹی ہو گئے"

الجواب: یہ شاہ اسماعیل شہیدؒ پر الزام ہے حالانکہ ان کا مقصد صرف اتنا ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا میں مرکر قبر میں دفن ہو جاؤں گا[۱]۔ اور آپ کے قبر میں دفن ہونے کا کوئی کافر بھی انکار نہیں کرسکتا۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کا روضہ اطہر موجود ہے اور مسلمان اور کافر یہ مانتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ روضہ پاک میں مدفون ہیں اسی لئے تقویت الایمان میں اس جگہ یہی لکھا ہے (جو کہ دار الاشاعت سے شائع ہوا کہ) میں بھی ایک آغوش لحد میں سو جاؤں گا۔

ساتواں اعتراض

"رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول کی نہیں"

الجواب: یہ عبارت نامکمل نقل کی ہے آگے مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نیک بندے بھی اس دنیا و آخرت میں موجب رحمت عالم ہوئے ہیں اگرچہ جناب

---

(۱)..... چنانچہ حضرت شاہ شہید رحمہ اللہ مثنوی "سلک نور" میں ارقام فرماتے ہیں:

ان آنکھوں سے ہر چند وہ جسم پاک — بظاہر ہوا مختفی زیر خاک

اردو زبان میں لفظ "ملنا" کے متعدد معنی ہوتے ہیں جس کے مطلب کو قائل کے نظریہ و منشا اور سیاق و سباق کو مد نظر رکھتے ہوئے متعین کرلیا جائے گا:

☆..... نور اللغات: (ملنا کا مطلب) پیوستہ ہونا' ملحق ہونا' چسپاں ہونا' ایک ذات ہونا۔ (ج ۴' ص ۶۳۲)

☆..... جامع اللغات: (ملنا کا مطلب) دفن ہونا' مٹی میں پڑنا۔ (ج ۲' ص ۵۶۵)

☆..... منیر اللغات: (ملنا کا مطلب) خاک میں ملنا' دفن ہونا (ص ۹۰)

اسی نور اللغات میں ہے کہ لفظ "میں" "کبھی" "سے" کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ "درخت میں باندھ دو" یعنی "درخت سے باندھ دو" (ج ۴' ص ۷۳۸)

☆..... فرہنگ آصفیہ میں نسیم دہلوی کا یہ شعر بھی استشہاد میں لکھا ہے کہ:

نسیم اعداء سے شکوہ کیا پس از مرگ — ہمیں یاروں نے مٹی میں ملا دیا

ظاہر ہے یہاں مٹی میں ملنا سے مراد دفن کرنا ہی ہوسکتا ہے۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

رسول اللہ ﷺ سب میں اعلیٰ ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ..... ص ۹ ج ۲)

اور بریلویوں کو اس پر اعتراض کا حق ہی نہیں کیونکہ انہوں نے صاف دیوان محمدی میں لکھا ہے کہ:

برائے چشم بینا از مدینہ برسر ملتان
بر شکل صدر دیں خود رحمۃ للعالمین آمد

(دیوان محمدی ..... ص ۴۹)

آٹھواں اعتراض

لکھا ہے کہ:

"ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

الجواب: یہاں حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی کتاب میں موجود نہیں لیکن مولوی احمد رضا کہتا ہے کہ یہ حضور پاک ﷺ کے بارے میں کہا گیا ہے اس کے بعد پھر کہتا ہے کہ میں اس آدمی کو کافر نہیں کہتا جو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضور پاک ﷺ کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہے اگر کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ احمد رضا چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے اور اس میں احمد رضا کا نام لے تو بریلوی فوراً اس کے خلاف شور مچائیں گے لیکن بریلوی ایسے گستاخ ہیں کہ اللہ کے نبی پاک ﷺ کے بارے میں' جس شخص نے (بقول احمد رضا کے) ایسی بات کہی ہے اس کو کافر کہنا اس احتیاط کے خلاف سمجھتے ہیں۔

نواں اعتراض

پھر لکھا ہے کہ:

"انبیاء اپنی امت میں ممتاز ہوئے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوئے ہیں باقی رہا عمل تو اس میں بسا اوقات امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات بڑھ بھی جاتے

ہیں''

الجواب: یہاں حوالہ نقل کرنے والے نے بہت بڑی بے ایمانی کی ہے اصل الفاظ یہ تھے کہ: عمل میں بسا اوقات بظاہر(1) امتی مساوی ہوجاتے ہیں اور بڑھ بھی جاتے ہیں۔'' اب دیکھئے یہاں بظاہر کے لحاظ سے بتایا جارہا ہے کہ نبی کے عمل سے کسی امتی کا عمل کبھی بھی نہیں بڑھ سکتا بلکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ:

''اگر غیر صحابیؓ احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے اور صحابیؓ ایک کھجور خیرات کردے تو اس کا ثواب اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔''

تو اللہ کے نبی ﷺ کی ایک تسبیح کے برابر پوری امت کی نماز مل کر نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن انہوں نے یہ لکھا ہے کہ بظاہر یہ ہوتا ہے مثلاً (۱) معراج کی رات حضور پاک ﷺ پر نمازیں فرض ہوئیں اور آپ ﷺ نے کل پندرہ سولہ سال نمازیں پڑھیں لیکن آج کتنے مسلمان ہیں جنہوں نے ساٹھ ستر سال پانچ نمازیں پڑھی ہیں تو گنتی میں تو بظاہر (اس امتی کی نماز) زیادہ ہی گنی جائیں گی (۲) حضرت پاک ﷺ

(1)..... حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کا یہ لفظ ''بظاہر'' فیصلہ کن تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا صرف ظاہر کے لحاظ سے ہوتا ہے' حقیقت کے اعتبار سے نہیں' اس بظاہر کو سمجھنے کے لیے بریلویوں کے'' اوئی حضرت'' احمد یار خاں گجراتی کی عبارت ملاحظہ کیجیے:

''انما انا بشر مثلکم وغیرہ وہ آیات جو بظاہر شان مصطفوی کے خلاف ہیں متشابہات ہیں''۔

(جاء الحق..... ص ۱۵۵)

کیا قرآن کی کوئی آیت حقیقت میں شان مصطفوی کے خلاف ہوسکتی ہے؟ لہذا پتہ چلا کہ احمد یار خاں صاحب کے نزدیک بظاہر بمقابلہ حقیقت ہے پس یہی حال حضرت نانوتویؒ کی متذکرہ عبارت کا ہے۔

اسی طرح احمد رضا خاں سے کسی نے سوال کیا: شیخ سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو بظاہر خلاف سنت ہے تو پھر اس سے پھر جانا کیسا؟ احمد رضا خاں صاحب نے جواب دیا: ''محرومی اور انتہائی گمراہی ہے''۔

(ملفوظات..... ج ۳ ص ۵۱)

خاں صاحب یہی کہنا چاہ رہے ہیں کہ وہ تمہیں خلاف سنت بظاہر نظر آرہا ہے حقیقتاً وہ خلاف سنت نہیں پس یہی مطلب حضرت نانوتویؒ کی عبارت میں لیجیے۔

(محمد ظفر عفی عنہ)

نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک حج فرمایا لیکن کتنے آج آدمی ہیں جنہوں نے بیس بیس حج کئے ہوئے ہیں ہمارے امام صاحبؒ نے پچاس حج کئے بظاہر گنتی میں یہ حج واقعتاً بہت زیادہ ہیں۔ (۳) حضرت پاک ﷺ کا قرآن حجۃ الوداع میں آکر ختم ہوا اس کے بعد آپ ﷺ نے کچھ قرآن ختم کئے لیکن کتنے لوگ ہیں جو روزانہ قرآن پاک ختم کرتے ہیں گنتی میں تو یہ بہت زیادہ ہیں۔

تو اس بات کے کہنے میں یہ بات تھی کہ نبیؑ علوم میں ممتاز ہوتے ہیں اور گنتی اعمال میں تو بعض لوگ آگے بڑھ بھی جاتے ہیں اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔

دسواں اعتراض

''رسول پاکؐ کا ولادتک کنھیا کے جنم دن منانے کی طرح ہے''

الجواب: یہاں بھی یہ بات انہوں نے نامکمل درج کی ہے وہاں لکھا ہے کہ یہ جو تم مذاق کرتے ہو کہ جب تم سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کیوں کھڑے ہوئے ہو میلاد میں اور سمجھتے ہو کہ حضور اکرم ﷺ اب پیدا ہورہے ہیں تو (بریلوی) کہتے ہیں کہ جب ہندو اپنے کنھیا کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے ہیں تو ہم اپنے نبیؐ کی تعظیم کے لئے کیوں نہ کھڑے ہوں اس سے معلوم ہوا کہ ان بریلویوں نے جو نئے عقیدے گھڑے ہیں ان عقیدوں کے اثبات کے لئے کبھی ان کو رام چندر کا نام لینا پڑتا ہے' کبھی شیطان کا نام لینا پڑتا ہے' کبھی گدھوں کا ذکر کرنا پڑتا ہے اس لئے یہ شرارتیں خود کر رہے ہیں جب ہمارے علماء ان کے الفاظ کو ان پر واپس کرتے ہیں تو یہ شور مچاتے ہیں کہ یہ معاذ اللہ ان کا عقیدہ ہے۔

گیارھواں اعتراض

''تقویت الایمان'' کے حوالہ سے اعتراض کیا ہے:

''اور انبیاء اولیاء سب ہمارے بھائی کی طرح ہیں۔''

الجواب: یہ بھی اس نے خود ہی عبارت کا خلاصہ نکالا ہے' ہمارا عقیدہ وہ ہے جو المہند

میں درج ہے کہ:

"جو شخص ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کو اپنے نسبی بھائی کے برابر کہے وہ شخص کافر ہے۔" (خلص المہند ۔۔۔ ص ۵۲)

ہم تو ایسے آدمی کو کافر کہتے ہیں تقویت الایمان میں جو بات لکھی ہے کہ:

"حضرت پاک ﷺ سے ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ کیا میں آپ کو سجدہ کروں آپ ﷺ نے فرمایا میری عزت کیا کرو اور عبادت صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی کیا کرو اور اپنے بھائی کا اکرام کیا کرو۔ اکرموا اخاکم.

یہ حدیث جو تقویت الایمان میں ہے یہ مولوی احمد رضا نے بھی "زبدۃ الزکیۃ" (مندرجہ فتاویٰ رضویہ...... ج ۴، ص ۲۴۶) میں لکھی ہے اور وہاں حضور پاک ﷺ کو بھائی لکھا ہے، البتہ تقویت الایمان میں مولانا شہیدؒ نے جو بات لکھی ہے وہ احمد رضا نہیں لکھ سکا وہ یہ کہ:

"برادریاں کئی قسم کی ہوتی ہیں کوئی نسبی بھائی ہوتا ہے، کوئی برادری کے حساب سے ہوتا ہے کہ یہ پٹھان بھائی ہے، کوئی ملک کے حساب سے ہوتا ہے کہ یہ پاکستانی بھائی ہے تو سب سے بڑی، برادری انسانی برادری ہے، تو مولانا نے لکھا کہ:

انسان سب آپس میں بھائی ہیں نبیوں کو اللہ ان میں بڑا مرتبہ دیتا ہے تو گویا سارے انسانوں میں بڑا مرتبہ نبیوں کا ہوا اور سارے نبیوں میں بڑا مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہوا۔

تو اس جگہ تو مولانا شہیدؒ نے یہ لکھا ہے کہ اللہ کے بعد سب سے بڑا مقام حضور اکرم ﷺ کا ہے اور نہ آپ ﷺ کے مرتبہ کو کوئی آدمی پہنچ سکتا ہے لیکن مولوی احمد رضا نے الٹا مولانا شہیدؒ پر الزام لگا دیا اور الزام لگانے کے بعد اس عقیدہ کے رکھنے والے کو کافر بھی نہیں کہتا حالانکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ کسی کلمہ گو کا یہ عقیدہ ہو جیسا احمد رضا نے بتایا ہے کہ تو وہ کافر ہے بقول احمد رضا اس فقرہ میں جو حضور اکرم ﷺ کو نسبی بھائی سمجھے۔ الخ

اس میں اسلام کا پہلو موجود ہے تو بریلویوں کا فرض ہے کہ اس میں سے

ہمیں اسلام کا پہلو نکال کردیں۔

بارہواں اعتراض

تحذیر الناس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

"حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔"

الجواب: یہ بھی اس نے دھوکہ دیا ہے مولانا نانوتویؒ نے تو کتاب ہی ختم نبوت کے اثبات میں لکھی ہے لیکن انہوں نے ختم نبوت کی دو قسمیں کی ہیں۔

(۱) یہ کہ زمانہ کے اعتبار سے سب سے آخر میں پیدا ہونا اس کو انہوں نے قرآن سے ثابت کیا۔

(۲) یہ کہ آپ ﷺ اس معنی میں خاتم النبیین ہیں کہ سب سے اعلیٰ مقام رکھتے ہیں اور Final Autharity ہیں آپ ﷺ نے سب کی شریعت کو منسوخ کیا لیکن کوئی آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ نہیں کرسکتا بلکہ سارے جتنے پہلے نبی ہیں وہ حضور پاک ﷺ کے امتی ہیں اس سیاق وسباق میں لکھا ہے کہ اگر بالفرض کوئی نبی آئے گا تو حضور پاک ﷺ کا امتی بنے گا ماتحت ہوگا اور وہ آپ ﷺ کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے یہاں مرتبہ کے اعتبار سے ختم نبوت کا ذکر ہے نہ کہ زمانہ کے اعتبار سے۔"

تیرھواں اعتراض

آگے لکھا ہے:

"ہندوؤں کی دیوالی کی پوریاں کھانا جائز ہے۔"

اور دوسرا حوالہ پھر جوڑا ہے کہ:

"ہندوؤں کے سوت سے پانی پینا جائز ہے" اور آگے پھر یہ لکھا ہے کہ:

"حضرت امام حسینؓ کی سبیل کا پانی پینا جائز نہیں ہے۔"

الجواب: تو یہ بھی ایک دھوکہ ہے گویا یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم سیدنا حسین ؓ کو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی سبیل کا پانی اس سے بھی برا ہے اصل بات اس کو مثال سے سمجھیں۔

"بکری حلال ہے، خنزیر حرام ہے لیکن اگر کوئی بکری چوری کی ہو تو وہ حرام ہے۔ اسی طرح کوئی اسی بکری کو اللہ کے نام کے بجائے حضرت حسینؓ کا نام لیکر ذبح کرے تو بریلوی بھی کہتے ہیں کہ یہ بکری حرام ہے اب ایک آدمی نے بکری کسی ہندو سے لی اور ذبح مسلمان نے کی تو سب کہیں گے کہ اس کا گوشت کھانا جائز ہے کیونکہ مسلمان کا ذبیحہ ہے۔ لیکن ہندو کا ذبیحہ حرام ہے اب کوئی یہ کہے کہ دیکھو اس مسلمان کی ذبح کی ہوئی بکری یہ نہیں کھا رہا حالانکہ اس لئے نہیں کھا رہا کیونکہ یہ چوری کی ہے اس لئے نہیں کھا رہا کہ مسلمان کی ہے نہ کھانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس مسلمان نے بسم الحسین پڑھا ہے، بسم اللہ نہیں پڑھا تو اس لئے چونکہ اس سبیل حسینؓ یہ نظر لغیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور نظر لغیر اللہ کی نیت یہ عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے اس لئے اس کو منع کیا جاتا ہے اور چونکہ کافروں کا حلوا پوری جو ہے، ان کا ذبیحہ حرام ہے ایسی چیزیں حرام نہیں ہوتیں اس لئے اس بات پر انہوں نے یہ لکھا ہے۔

حاصل بحث

تو مقصد یہ ہوا کہ جو کچھ ہیں الزامات ہی الزامات ہیں۔ احمد رضا اپنی ہی کتابوں کی روشنی میں ایسا کافر ہے کہ جو اس کو پرلے درجہ کا فاسق فاجر مسلمان بھی سمجھے وہ بھی کافر، مرتد، دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا نکاح (رضا خانی شریعت کے مطابق) کسی انسان وحیوان سے جائز نہیں اور اس کی ساری اولاد ولد الزنا اور حرام ہے کیونکہ احمد رضا یہ کہتا ہے کہ جو حضور پاک ﷺ کو معاذ اللہ۔ معاذ اللہ چوہڑا چمار کہے بلکہ اس سے بھی ذلیل کہے ان باتوں میں اسلام کا پہلو موجود ہے، اس لئے ایسے آدمی کو کافر کہنا جائز نہیں۔ جبکہ ہم سب مسلمان کہتے ہیں کہ یہ قطعاً کفر ہے۔ اس میں اسلام کا پہلو قطعاً موجود نہیں اسی طرح احمد رضا یہ کہتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ میں

مردوں اور عورتوں والی علامتیں صاف اسے فاعل اور مفعول مانے (لونڈے بازی کرنے والا، کروانے والا مانے) ان باتوں میں بھی اسلام کا پہلو موجود ہے لہذا ان باتوں کے قائل اور کہنے والے کو کافر نہیں کہنا چاہیئے ہم کہتے ہیں کہ ان میں کوئی اسلام کا پہلو موجود نہیں جس نے یہ باتیں کہیں ہیں وہ کافر ہے اگر احمد رضا نے الزام لگایا ہے تو یہ تو بہرحال پھر بھی کافر ہے۔

رضا خانیت کا مسلم لیگ پر کفر کا فتویٰ

آخر میں مولانا تھانوی علیہ الرحمۃ جن کو (احمد رضا نے) کافر کہا ہے، مولانا تھانویؒ بھی تحریک آزادی کے ہیرو تھے اور مسلم لیگ کو بھی انہوں نے کافروں کی جماعت کہا اور ان کے کافر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی کہ:

"مسلم لیگ کافروں، مرتدوں کی جماعت ہے کیونکہ اس میں اشرف علی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں" (فتویٰ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور)

تکفیری فتنہ کا سبب

اب جن لوگوں نے بھی انگریز کے خلاف تحریک آزادی یا جہاد میں حصہ لیا یہ لوگ ان کو کافر کہتے ہیں ان بے چاروں کا اصل گناہ یہی ہے چنانچہ حکومت پاکستان اور مسلم لیگ اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ علمائے دیوبند کا پاکستان بنانے میں اتنا بڑا کردار تھا کہ جب مشرقی پاکستان میں پاکستان کا جھنڈا لہرایا گیا تو ایک دیوبندی عالم مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سے کہا گیا کہ آپ یہ جھنڈا لہرائیں اور مغربی پاکستان میں جب یہ جھنڈا لہرایا گیا تو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو کہا جو دیوبندی عالم تھے کہ آپ پاکستان کا جھنڈا لہرائیں تو گویا مسلم لیگ کی حکومت خود اس بات کا اعتراف کررہی ہے کہ پاکستان کے بنانے میں ان حضرات کا ہاتھ ہے۔

خلاصہ یہی ہے کہ یہ جو اشتہار تقسیم کیا گیا ہے اول تو تقریباً سو سال پہلے ان الزامات سے اپنی برات بھی ظاہر کردی گئی اور علمائے حرمین شریفین کو حکم مان کر ان کے

فیصلہ کو مان لیا گیا تو اب سو سال کے بعد ان گڑے مردوں کو اکھاڑنے کی کیا ضرورت پڑی تھی۔

دوسرا یہ کہ صرف الزامات ہی الزامات ہیں آج تک کسی عام دیوبندی نے بھی ان عقیدوں کو التزام نہیں کیا کہ واقعتاً ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں اس سے پتہ چلا کہ دیوبندی بریلوی "اختلاف" نہیں بلکہ "مخالفت" ہے اختلاف میں دلیل پر نظر ہوتی ہے جب کہ مخالفت میں پروپیگنڈے پر نظر ہوتی ہے کہ اس آدمی کو بدنام کیسے کرنا ہے اس لئے بریلوی حضرات دوسرے ملکوں کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں اور ہمیشہ ہی سے بنتے آئے ہیں چنانچہ جب مشرقی پاکستان کا واقعہ پیش آیا اور اس کے بعد جماعتوں کا قومی اتحاد قائم ہوا تو سب سے پہلے نورانی صاحب کا وضو ٹوٹ گیا اور وہ یہاں سے بھاگ کر انگلینڈ چلے گئے اور وہاں جا کر ایسی الزامی کتاب لکھوائی جس کا نام "زلزلہ" رکھا تو اس لئے جب بھی انگریزوں کو مسلمانوں میں لڑائی کرانے کی ضرورت ہوتی ہے تو انہیں پتہ ہے کہ بریلوی حضرات اس میں ہمارے کام آتے ہیں اس لئے بریلوی حضرات جو بے چارے ناواقف ہیں وہ بھی جان لیں کہ یہ کام برطانیہ اور امریکہ کروا رہا ہے۔ ان کو مسلمانوں کو لڑانے کے لئے اس میں حصہ نہیں لینا چاہئے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

استغفر اللہ تعالیٰ من کل ذنب واتوب الیہ

حیات جاوداں

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ولا نبوۃ بعدہ ولا رسول بعدہ ولا رسالۃ بعدہ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وربک یخلق ما یشاء ویختار

صدق اللہ العظیم و بلغنا رسولہ النبی الکریم' رب اشرح لی صدری و یسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی' رب زدنی علما وارزقنی فھما. سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم. اللّٰھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ.

تمہید

برادران اہل سنت والجماعت ! بہت حضرات تشریف لا چکے ماشاء اللہ اور مسئلہ حیات النبی ﷺ پر اصل بیان امام اہل سنت والجماعت، شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ کے صاحبزادہ مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب کا ہوگا میں صرف حاضری لگوانے کے لئے یہاں بیٹھا ہوں ۔ اسی لئے میں نے آیت حیات والی تلاوت نہیں کی ۔

فضیلت اللہ کے ہاتھ میں

میں نے جو آیت کا ٹکڑا پڑھا ہے ......

"ربک یخلق مایشاء و یختار" (القصص: ۶۸)

اللہ تعالیٰ خالق بھی ہیں اور اختیار کرنے والے بھی ہیں، درجات و مرتبے دینے والے بھی ہیں ۔ سارے دن اللہ نے پیدا فرمائے لیکن جمعہ کے دن کو سب سے زیادہ فضیلت عطا فرمادی ۔ سارے مہینے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے اور رمضان کے مہینہ کو اللہ تعالے نے زیادہ فضیلت عطا فرمادی ۔ ساری زمین اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی لیکن خانہ کعبہ شریف کی عظمت جو ہے وہ سب سے الگ ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ خالق بھی ہیں اور ان ہی مخلوقات میں سے بعض کو بعض پر زیادہ مقام بھی عطا فرمادیتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات میں انسان کا درجہ اونچا بنایا اور پھر انسانوں میں سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو چن لیا ۔ اور سارے نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو آخری نبی ہیں اور امام الانبیاء ہیں ۔ تو ایک بات پہلے سمجھ لیں، اللہ تعالیٰ جس کو خاص چیزیں عطا فرمادیں خصوصیات تو ٹھیک ہیں پھر بھی (خصوصیات کی بناء پر یہ چیزیں) خدا نہیں بن جایا کرتیں ۔ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو ماں باپ سے پیدا فرمایا مگر عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمادیا ۔ آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمادیا تو نہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں نہ آدم علیہ السلام

خدا ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ساری اونٹنیاں اونٹنیوں کے پیٹ سے پیدا فرمائیں لیکن ایک اونٹنی کو پہاڑ سے پیدا فرمادیا اب کوئی نہیں کہتا کہ یہ اونٹنی جو ہے خاص مقام رکھتی ہے تو خدا ہے ۔ خدا نہیں بلکہ خدا ہی کی مخلوق ہے ۔ سارے سانپ سپنی کے انڈے سے پیدا فرمائے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کو سانپ بنادیا ۔ اب یہ سانپ خرق عادت بنا لیکن کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ سانپ نہیں بلکہ خدا ہوگیا ہے ۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا ان میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا مقام بہت زیادہ بلند رکھا ۔

حضور علیہ ﷺ کی فضیلت

نبی کا مادہ ہی "نبوۃ" ہے جس کا معنی بلندی ہے اور خاص طور پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاص مقام عطا فرمایا دیکھئے ہم سب انسان ہیں کھاتے ہیں، پیتے ہیں حضرت پاک ﷺ بھی کھاتے پیتے تھے، البتہ اللہ تعالیٰ کی ذات کھانے پینے سے پاک ہے ۔ لیکن کھانے پینے کے بعد ہم کھانے میں زعفران ملالیں، خوراک میں پھر بھی جو پسینہ آتا ہے وہ بدبودار ہوتا ہے یا خوشبودار ہوتا ہے (بدبودار ...... سامعین) اس دنیا میں یہی طریقہ اور یہی ریت ہے کہ کتنی بھی خوشبو استعمال کرو جب پسینہ آئیگا تو بدبودار آئیگا ۔ لیکن جنت کے بارہ میں یہی ہے کہ وہاں جو پسینہ آئیگا وہ خوشبودار ہوگا ۔ جنتیوں کا پسینہ خوشبودار ہوگا تو جو نعمت اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں جاکر دینگے وہ نعمت اللہ نے اپنے پاک پیغمبر ﷺ کو یہیں دنیا میں عطا فرمادی ۔ اسی لئے علماء دیوبند اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کو جو جسد اطہر عطا فرمایا گیا یہ جنت کے خواص رکھتا ہے ۔

جسم اور روح لازم اور ملزوم ہیں

یاد رکھیں حیات وموت کا مسئلہ تو مولانا بیان فرمائینگے یہ جسم ہمیں نظر آتا ہے روح ہمیں نظر نہیں آتی ۔ اس لئے جسم یہاں پڑا ہے روح نکل گئی ہم کہتے ہیں کہ اب

جسم کچھ نہیں کرسکتا یہی بات ہے کیونکہ نظر ایسا آرہا ہے ۔لیکن یہ بات اگلی بھی یاد رکھیں جس طرح جسم روح کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا روح بھی جسم کے بغیر کچھ نہیں کرسکتی ۔ یہ بالکل جسم وروح کا تعلق ایسا ہی ہے جیسا بجلی کا ان پنکھوں یا بلبوں کا ہے۔ بجلی ساری تاروں میں پھر رہی ہے لیکن بلب نکال دیں تو روشنی ہوگی؟ (نہیں ...... سامعین) اور بلب سارے لگے ہوئے ہیں اور بجلی تاروں میں نہیں آتی تو روشنی ہوگی؟ (نہیں...... سامعین) یہ سارا میدان تار سے بھر دیا جائے لیکن بجلی کا کنکشن نہ ہوتو پنکھا چل جائے گا ؟(نہیں ...... سامعین) لیکن بجلی ہمیں نظر نہیں آتی پنکھا چلتا نظر آتا ہے اسی طرح روح ہمیں نظر نہیں آتی لیکن جب انسان بات کرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ روح ہے اس میں ۔ انسان کھڑا ہوتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں روح ہے ۔تو اسی طریقے سے یاد رکھیں حیات اسی چیز کا نام ہے کہ جسم وروح دونوں کا تعلق ہو۔ نہ جسم کچھ اکیلا کرسکتا ہے نہ روح کچھ اکیلی کرسکتی ہے۔ دیکھو نا اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر قرآن میں فرمادیا:

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم (البقرۃ:۲۸)

اب ہم جو زندہ بیٹھے ہیں کسی کی عمر تیس سال کوئی ساٹھ سال' کسی کی چالیس سال اس سے پہلی حالت کو قرآن نے موت کہا کہ جبکہ عالم ارواح میں روح تھی یا نہیں تھی لیکن چونکہ جسم سے تعلق نہیں تھا اس لئے لفظ اموات استعمال کیا زندہ نہیں کہا۔ نہ جسم روح کے بغیر کچھ کرسکتا ہے' نہ روح جسم کے بغیر کچھ کرسکتی ہے ۔اس لئے جہاں بھی کوئی تعلق کلام یا سماع کا ہوگا تو وہاں روح کا تعلق مانے بغیر گزارا نہیں ہوگا ۔اور نہ جسم کا تعلق مانے بغیر گزارا ہوگا۔تو میں عرض کررہا تھا حضرت پاک ﷺ کھانا کھاتے تھے لیکن آپ ﷺ کا پسینہ مبارک جنت والا پسینہ تھا دنیا والا نہیں تھا ۔آپ ﷺ گھر سے نکلتے ہیں اور منبر پر تشریف لے جارہے ہیں آپ کے جہاں جہاں قدم مبارک لگ رہے ہیں وہ ساری جگہ جنت بن گئی ہے۔

امام طحاویؒ کا فرمان

امام طحاویؒ مشکل الآثار کی آخری جلد میں فرماتے ہیں کہ حضرت پاک

ﷺ نے فرمایا'' میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے روضۃ من ریاض الجنۃ یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

معلوم ہوا کہ ایک باغ ہے' باغ تو بہت سے ہیں لیکن یہ ہے جہاں حضرت ﷺ کے قدم مبارک لگ رہے ہیں۔تو جہاں حضرت پاک ﷺ کے قدم مبارک لگ جائیں جب وہ جنت بن گیا تو جہاں حضرت ﷺ خود آرام فرما ہیں وہ تو بہت بڑا جنت کا باغ ہے نا (سبحان اللہ ..... سامعین) امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ پتہ چلا کہ باغات تو بہت سے ہیں جنت کے۔ جہاں حضرت ﷺ کے قدم مبارک لگ رہے ہیں جب اس سے جگہ جنت بن گئی ہے تو جہاں حضرت ﷺ خود آرام فرما ہیں وہ تو اس سے بڑی جنت ہے ۔اس لئے یہ ایک جنت ہے یہ جو (مماتی) کہتے ہیں کہ گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت ہے نہ معاذ اللہ گھر جنت ہے نہ منبر جنت ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا جواب دے چکے ہیں۔

حضور ﷺ کی نیند عام لوگوں سے مختلف ہے

اب وقت چونکہ بہت کم ہے لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ بیدار ہیں آرام فرمانے لگے' سو گئے' اللہ کی شان یہ ہے:

لا تاخذہ سنۃ ولا نوم (البقرۃ:۲۵۳)

لیکن اللہ کے نبی ﷺ سوتے بھی ہیں ۔ آپ بھی سوتے ہیں' میں بھی سوتا ہوں اللہ کے نبی ﷺ بھی سوتے ہیں لیکن اللہ کے نبی کی نیند میں بھی خصوصیت ہے ۔فرشتے اختلاف کررہے ہیں ۔ ایک کہہ رہا ہے کہ حضرت ﷺ سو رہے ہیں دوسرا کہہ رہا ہے نہیں جاگ رہے ہیں۔ آخر سوتی تو دنیا ہے نا لیکن کبھی نہیں سنا کہ فرشتوں نے کسی پر اختلاف کیا ہو کہ یہ سو رہے ہیں یا جاگ رہے ہیں کیونکہ نبی کی نیند عام لوگوں کی نیند سے الگ ہوتی ہے۔ نیند ہے ضرور ۔ اب ایک فرشتہ کہہ رہا ہے کہ حضرت ﷺ سو رہے ہیں دوسرا کہہ رہا ہے کہ حضرت جاگ رہے ہیں' اب ان دونوں باتوں میں تطبیق کون دے ۔ حضرت ﷺ اٹھے اور فرمایا دونوں صحیح کہہ رہے تھے۔ جو

کہہ رہا تھا سو رہا ہوں میں اسکی نظر میری آنکھوں پر تھی اور جو کہہ رہا تھا میں جاگ رہا ہوں اسکی نظر میرے دل پر تھی ۔ (سبحان اللہ ...... سامعین) میری آنکھیں سو رہی تھیں اور میرا دل بیدار تھا۔ اس لئے ہم سوتے ہیں وضو ٹوٹ جاتا ہے ۔ نیند کوئی ناپاک چیز تو نہیں ہے لیکن حضرت ﷺ نے فرمایا جب انسان سوتا ہے تو جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور ہوا وغیرہ کا نکلنا عام سا ہو جاتا ہے ۔ اللہ کے نبی ﷺ کو نیند میں پورے جسم کا کنٹرول ہوتا ہے ۔ پتہ چلتا ہے کہ وضو ٹوٹا یا نہیں اس لئے نیند کی وجہ سے اللہ کے نبی ﷺ کا وضو نہیں ٹوٹتا ۔ تو نیند سب کو آتی ہے' اللہ کے پیغمبر ﷺ کو بھی آتی ہے مگر اللہ نے ان کو خاص خصوصیت عطا فرمائی ہے تو حضور پاک ﷺ پر نیند میں فرشتے اختلاف کر رہے ہیں۔

حضور ﷺ کی وفات بھی لوگوں سے مختلف ہے

مکہ میں مدینہ میں لوگوں کو موت آتی تھی یا نہیں ۔؟ کبھی حضرت عمرؓ نے انکار کیا ہو موت نہیں اس کو اور باقی کہتے ہوں کہ آ گئی ہے ۔ آپ نے کبھی سنا اس واقعہ سے پہلے یا اس واقعہ کے بعد حضرت عمرؓ نے کسی سے اختلاف کیا ہو؟ دوسرے کہتے ہیں موت ہو گئی حضرت عمرؓ بھی کہتے ہیں موت ہو گئی اور دوسرے کہتے تھے موت نہیں ہوئی تو حضرت عمرؓ بھی کہتے تھے کہ موت نہیں ہوئی ۔ لیکن آج اختلاف ہو رہا ہے ۔ جیسے فرشتوں میں حضور پاک ﷺ کی نیند کے بارہ میں اختلاف ہو رہا تھا ۔ پتہ یہ چل رہا ہے کہ کہتے ہیں موت ہو گئی ان کی نظر ظاہر جسم پر تھی اور حضرت عمرؓ کی نظر عالم قبر منور تک پہنچ رہی تھی اور وہاں انہیں حیات کے آثار محسوس ہو رہے تھے جیسے فرشتے کو حضرت کے قلب پر نیند میں بیداری کے آثار محسوس ہو رہے تھے' اب صدیق اکبرؓ تشریف لائے تو ان کے سمجھانے پر پتہ چلا کہ جس طرح نبی ﷺ کی نیند دوسروں کی نیند سے مختلف ہوتی ہے اسی طریقے سے نبی ﷺ کی موت کی یہی کیفیت ہے ۔ جسم پر موت آ چکی ہے ۔ لیکن دل میں حیات کے آثار موجود ہیں' تو جب باقی اور بہت سی خصوصیات اللہ نے نبی ﷺ کو عطا فرمائیں۔

نیند میں آدھی زندگی پردہ میں ہوتی ہے

اب دیکھئے نیند کی بات عرض کر رہا ہوں' حضرت ﷺ کا جسد اطہر مدینہ میں آرام کر رہا ہے ۔ ہم سب اس وقت بیدار بیٹھے ہیں۔ جب ہم سو جاتے ہیں تو روح جسم سے نکل جاتی ہے جسم یہاں ہے روح پھر رہی ہے ۔ حضرت پاک ﷺ مدینہ منورہ میں آرام فرما ہیں ۔ اب یہاں ہم بیٹھے ہیں تو ہماری زندگی کھلی ہے' بیٹھا بیٹھا نظر آ رہا ہے' لیٹا لیٹا نظر آ رہا ہے' رکوع والا رکوع میں نظر آ رہا ہے' سجدہ والا سجدہ میں نظر آ رہا ہے ۔ کھانے والا کھاتے ہوئے نظر آ رہا ہے' ہنسنے والا ہنستا ہوا نظر آ رہا ہے' لیکن جب سو جاتے ہیں تو آدھی زندگی کھلی رہتی ہے' آدھی چھپ جاتی ہے ۔ مثلاً سویا ہوا کروٹ بدل رہا ہے تو سب دیکھ رہے ہیں کہ کروٹ بدل رہا ہے' وہ خارش کر رہا ہے تو سب دیکھ رہے ہیں کہ یہ خارش کر رہا ہے ۔ اور وہ رکوع میں ہے تو یہ نظر نہیں آ رہا ہے یہ پردہ میں ہے لوگ کہتے ہیں لیٹا ہوا ہے وہ ہوائی جہاز میں بیٹھا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ لیٹا ہوا ہے تو نیند میں آدھی زندگی کھلی ہوتی ہے اور آدھی زندگی چھپ گئی ہے حضرت مدینہ منورہ میں آرام فرما ہیں۔ بخاری شریف کی لمبی حدیث ہے حضرت پاک ﷺ کی روح پاک جنت کی سیر کر رہی ہے' دوزخ کی سیر کر رہی ہے' تو جب روح جنت میں ہے تو یہاں کروٹیں بدلی جا رہی ہیں یا نہیں نبض چل رہی ہے یا نہیں ؟ کھانا ہضم ہو رہا ہے یا نہیں؟ تو دیکھیے روح وہاں جنت میں جا کے بھی یہاں جسم مبارک سے تعلق رکھ رہی ہے تو وہ جنت میں جا کر تعلق رکھ رہی ہے اور دوزخ میں جا کر تعلق رکھ رہی ہے ۔ وہ علیین' سجین سے تعلق رکھ سکتی ہے یا نہیں رکھ سکتی ہے؟

نیند میں روح کو اولیت حاصل ہے

اس بات کو یاد رکھیں کہ بیداری میں جسم کو اولیت حاصل ہے اور نیند میں روح کو اولیت حاصل ہے ۔ پہلے روح پر احکام آتے ہیں اس کے بعد جسم پر آتے ہیں۔ اب یہ نیند موت کی بہن ہے نا تو موت کا تجربہ جن کو ہوتا ہے وہ واپس نہیں

آتے۔ نیند کا ہمیں تجربہ روز ہوتا ہے۔ اب دیکھو نیند میں بھی روح کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ اب ہم جاگ رہے ہیں جن کا منہ قبلہ کی طرف ہے یہ حضرات بیٹھے ہیں ان سے پوچھو قبلہ نظر آ رہا ہے وہ کہیں گے نہیں، یہی سو جائیں منہ بھی دوسری طرف ہو جائے اور یہ اٹھ کر کہیں کہ میں ابھی خانہ کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا، میں مواجہ شریف پر درود پاک عرض کر رہا تھا تو یہ بات مانی جاسکتی ہے وہ چیزیں تو بیداری میں نظر نہیں آ رہی تھیں خواب میں نظر آ رہی ہیں

خواب میں روح جسم کا محتاج نہیں

اب دیکھئے بیداری میں روح دیکھنے کے لئے آنکھ کی محتاج ہے لیکن خواب اندھا بھی دیکھ رہا ہے، بیداری میں بولنے کے لئے روح زبان کی محتاج ہے لیکن خواب میں گونگا بھی تقریر کر رہا ہے۔ بیداری میں چلنے کیلئے روح ٹانگوں کی محتاج ہے مگر خواب میں لنگڑا سب سے آگے بھاگا جا رہا ہے، تو جب خواب میں روح اس آنکھ کی محتاج نہیں رہی تو وہ کہتے ہیں کہ جی قبر میں آنکھ گل جاتی ہے پھر کیا ہوگا۔ اب آپریشن کرکے ڈاکٹر آنکھ نکال دے تو اسے خواب آتا ہے یا نہیں آتا؟ اس لئے خواب کی زندگی آدھی کھلی ہے آدھی چھپی ہے۔ اور میں یہ عرض کر رہا تھا کہ روح ہمیں نہ ابھی نظر آتی ہے، نہ خواب میں نظر آتی ہے نہ ہی قبر میں نظر آتی ہے۔ لیکن ایک آدمی بول رہا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ آدمی زندہ ہے بے شک وہ یہ کہہ رہا ہو کہ میں مردہ ہوں، میں مر گیا ہوں، میں مر گیا ہوں تو پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ زندہ ہے، کیونکہ روح کے آثار موجود ہیں۔

ایک عام فہم مثال

دیکھئے زبیر صاحب پوچھتے ہیں کہ شیخ الحدیث صاحب تشریف لے آئے ہیں یا نہیں ایک آدمی کہتا کہ تشریف تو لے آئے ہیں لیکن وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اب جب وہ آکر بتاتا ہے کہ شیخ الحدیث صاحب نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ کو یقین

ہو جاتا ہے نا کہ شیخ الحدیث صاحب زندہ ہیں؟ یا نہیں ہوتا؟ (ہو جاتا ہے...... سامعین) لیکن اگر حضرت پاک ﷺ نے قبر میں موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہو رسول اقدس ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ:

"موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے نماز ادا فرما رہے ہیں (۱)"

اب کوئی آدمی آپ کو آکر بتائے شیخ الحدیث صاحب کے بارہ میں تو آپ کو یقین ہو جاتا ہے یا نہیں ہوتا؟ (ہو جاتا ہے...... سامعین) آپ جس کو دیکھیں نماز پڑھتے اس کے زندہ ہونے میں آپ کو شک نہیں اور جس کو خدا کے پیغمبر ﷺ دیکھیں قبر میں نماز پڑھتے ہوئے۔ تو اس کی حیات میں کسی عقلمند کو کیسے شبہ ہو سکتا ہے۔ سوائے مماتیوں کے۔

ایک چٹ اور اس کا جواب

ایک چٹ پہلے آئی تھی کیونکہ وقت تھوڑا ہے، میں تو بس ایک دو باتیں عرض کرونگا۔ (اس میں لکھا ہے کہ) قرآن وحدیث بیان کریں علماء کی باتیں دلیل نہیں؟

الجواب

یہ بات خارجیوں سے مانگی ہوئی ہے ہم روزانہ پڑھتے ہیں نماز میں:

صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین. (الفاتحہ:۷)

یہ جن پر اللہ کا انعام ہے یہی ہیں، صدیقین ہیں، شہداء ہیں، صالحین ہیں، ہمیں یہ کہا ہی نہیں گیا کہ تم یہ کہو کہ یا اللہ! ہمیں قرآن کا راستہ دکھا۔ وہ کتاب اللہ ہے اور اسکی صحیح سمجھ "رجال اللہ" کو۔

یہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، رجال اللہ ہیں۔ ہم نے لفظ قرآن سے پڑھنا

(۱)...... حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت و فی روایۃ ھداب مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر و ھو قائم یصلی فی قبرہ.

(مسلم...... ج۲ ص ۲۶۸، نسائی...... ج۱ ص ۱۸۵)

ہے اور عمل ان کا دیکھنا ہے۔ جو نبی کا عمل ہے وہ قرآن کی تفسیر ہے' جو صدیق کا عمل ہے وہ قرآن کی تفصیل ہے' جو شہید اور صالح کا عمل ہے وہ قرآن ہی کی تفسیر ہے۔ اس لئے اگر میری سمجھ میں ایسی بات آتی ہے جو صدیق کے خلاف ہے تو میں یہ نہیں کہونگا کہ صدیق کو قرآن سمجھ نہیں آیا بلکہ میں کہونگا کہ مجھے قرآن سمجھ نہیں آیا۔ اگر مجھے کوئی ایسی بات سمجھ آتی ہے قرآن پاک سے جو اکابر کو سمجھ نہیں آتی تو میں یہ نہیں کہونگا کہ اکابر قرآن کے خلاف ہیں میں یہ کہونگا کہ میری سمجھ قرآن کے خلاف ہے۔ اکابر کی سمجھ قرآن کے خلاف بالکل نہیں ہوسکتی۔

حیات النبی ﷺ

تو یاد رکھیں جب آثار حیات کے نظر آئیں تو حیات معلوم ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون.

(مسند ابی یعلی ..... ج ۳ ص ۳۷۹: مجمع الزوائد ..... ج ۸ ص ۲۱۱: شفاء السقام ..... ص ۱۳۴)

(حیات الانبیاء للبیہقی ..... ص ۳: جمع الفوائد ..... ج ۲ ص ۱۷۶)

''انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں حیات ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔''

اس بات میں کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کا روضہ مبارک مدینہ منورہ میں ہے کوئی کافر بھی انکار نہیں کرتا یا کرتے ہیں؟ اور دوسری بات اتنی مضبوط یہ کہ مدینہ پاک میں جو قبر پاک ہے (اس میں جو جسد اطہر ہے) کافر بھی مانتے ہیں کہ وہ دنیا والا ہے' خواب وخیال والا نہیں ہے' جو سیدہ آمنہ کے بطن مطہر سے پیدا ہوا وہی جس پر وحی نازل ہوئی' وہی جس نے ہجرت کی' وہی جسم جو معراج پر گیا وہی جسم روضہ پاک میں ہے۔ اب جب اس قبر میں حیات ہے تو یہی جسد اطہر'' فائز الحیات'' ہے۔ تو فرمایا:

الانبیاء احیاء فی قبورھم

پہلی بات یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ تو دیکھیے جیسے سونے کے

بارے میں سناروں کی بات مانی جاتی ہے چماروں کی بات نہیں مانی جاتی۔ سنار کہتے ہیں کہ سونا صحیح اور کوئی چمار کہے کہ ملاوٹ شدہ ہے تو آپ سنار کی مانیں گے یا چمار کی؟ (سنار کی ..... سامعین) قانون کے بارے میں بات قانون دانوں کی مانی جاتی ہے کمہاروں کی نہیں مانی جاتی۔ اسی طرح حدیث میں محدثین کی بات مانی جاتی ہے اور محدثین نہ صرف یہ کہ اس کو صحیح کہتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث متواترات میں سے ہے۔[۱]

---

(۱)..... حافظ جلال الدین السیوطیؒ (المتوفی: ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

☆..... حیاة النبی فی قبره وسائر الانبیاء معلومة عندنا علماً قطعیاً لما قام عندنا من الادلة فی ذلک و تواترت به الاخبار. (فتاوی سیوطیؒ ..... ج ۲ ص ۱۴۷)

ترجمہ: ''آنحضرت ﷺ اپنی قبر مطہر میں حیات ہیں اور (اسی طرح دیگر) تمام انبیاء کی حیات (اپنی قبروں میں) ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے کیونکہ اس پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور احادیث اس باب میں تواتر (قدر مشترک) تک پہنچ چکی ہیں''۔

☆..... ان من جملة ما تواتر عن النبی صلی اللہ علیه وسلم حیاة الانبیاء فی قبورھم.
(النظم المتناثر من الحدیث المتواتر ..... ص ۴)

ترجمہ: ''جو روایات آنحضرت ﷺ سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور مطہرہ میں زندہ ہوتے ہیں''۔

اس کے علاوہ مندرجہ بالا اکابر محدثینؒ وعلمائے اعلام نے منقولہ بالا حدیث کے صحیح ہونے پر نص فرمائی ہے یا اسے قبول کیا ہے یا اسے استدلالاً ذکر کیا ہے:

(۱) حافظ بیہقیؒ: فتح الباری ..... ج ۱۳ ص ۳۴۱ (۲) حافظ تورپشتیؒ: المعتمد فی المعتقد ..... باب ۲ فصل ۴ (۳) حافظ ابن تیمیہؒ: مختصر الفتاوی المصریہ ..... ص ۱۷۰ (۴) علامہ تاج الدین السبکیؒ: طبقات شافعیہ ..... ج ۲ ص ۲۸۱، ۲۸۲ (۵) علامہ نورالدین ہیثمیؒ: مجمع الزوائد ..... ج ۸ ص ۲۱۱ (۶) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ: فتح الباری ..... ج ۱۳ ص ۳۴۲ (۷) حافظ بدرالدین العینیؒ: عمدة القاری ..... ج ۷ ص ۲۰۰

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ)

متواتر حدیث کیا ہے؟

متواتر اُسے کہتے ہیں کہ جس کے بارہ میں ایسا یقین ہو جیسا یقین آنکھ سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

(۸) حافظ شمس الدین السخاویؒ: القول البدیع ...... ص ۱۳۵ (۹) حافظ جلال الدین السیوطیؒ: فتاویٰ السیوطی ...... ج ۳ ص ۱۳۷ (۱۰) علامہ سمہودیؒ: وفاء الوفا ...... ج ۳ ص ۴۰۵ (۱۱) علامہ عبدالوہاب الشعرانیؒ: منح المنۃ ...... ص ۹۲ (۱۲) علامہ عبدالرؤف المناویؒ: فیض القدیر ...... ج ۳ ص ۱۸۴ (۱۳) ملا علی قاریؒ: مرقات ...... ج ۳ ص ۲۴۱ (۱۴) مجدد الف ثانیؒ: مکتوبات شریف ...... دفتر ۲ نمبر ۱۶ ص ۲۹ (۱۵) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مدارج النبوۃ ...... ج ۲ ص ۵۱۹ (۱۶) علامہ احمد بن محمد الخفاجیؒ: نسیم الریاض ...... ج ۳ ص ۴۹۹ (۱۷) علامہ زرقانیؒ: شرح المواہب ...... ج ۵ ص ۳۳۲ (۱۸) علامہ داؤد بن سلیمان البغدادیؒ: المنحۃ الوھبیۃ ...... ص ۶ (۱۹) علامہ ابوالوفا علی بن محمد ابن عقیل حنبلیؒ: الروضۃ البھیۃ ...... ص ۱۴ (۲۰) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ: فیوض الحرمین ...... ص ۲۸ (۲۱) قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ: تفسیر مظہری ...... ج ۱۰ ص ۲۲۴ (۲۲) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ: فتاویٰ عزیزی ...... ج ۱ ص ۱۲۰ (۲۳) علامہ ابن عابدین الشامیؒ: ردالمختار ...... ج ۳ ص ۳۶۶ (۲۴) قاضی شوکانی یمنیؒ: نیل الاوطار ...... ج ۳ ص ۳۰۵ و ج ۵ ص ۱۷۸ (۲۵) علامہ آلوسی بغدادی حنفیؒ: روح المعانی ...... ج ۲۲ ص ۳۶ (۲۶) نواب قطب الدین خانؒ: مظاہر حق ...... ج ۱ ص ۴۳۵ (۲۷) مولانا خلیل احمد محدث سہارن پوریؒ: براہین قاطعہ ...... ص ۱۹۹ (۲۸) علامہ انور شاہ کشمیریؒ: فیض الباری ...... ج ۲ ص ۹۴ (۲۹) مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانویؒ: نشر الطیب ...... ص ۱۸۳ (۳۰) شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ: فتح الملہم ...... ج ۳ ص ۳۳۰ (۳۱) مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ: فضائل درود ...... ص ۳۷ (۳۲) علامہ احمد علی سہارنپوریؒ: حاشیہ بخاری ...... ج ۱ ص ۵۱۷۔

اس کے علاوہ اہل سنت کے تمام اکابر مثلاً شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا قاری محمد طیبؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا مفتی مہدی حسن خاں صاحبؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ، مولانا ادریس کاندھلویؒ، مولانا عبداللہ درخواستیؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا زاھد الحسینیؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ، مولانا عبدالشکور ترمذیؒ، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ، مولانا سرفراز خاں صاحب صفدر دامت برکاتہم، علامہ خالد محمود مدظلہ اور مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ وغیرہ تمام اکابر آنحضرت ﷺ کی حیات فی القبر کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی حیات فی القبر کے منکر کو اہل سنت سے خارج اور بدعتی جانتے ہیں۔ مسئلہ حیات النبی ﷺ کو تفصیلی طور پر جاننے کے لیے میرے شیخ امام اہل سنت، حضرت مرشدی مولانا سرفراز خاں صاحب صفدر کی تصنیف لطیف "تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور" یا علامہ عبدالشکور ترمذیؒ کی "حیات انبیاء کرام" یا علامہ خالد محمود مدظلہ کی "مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء" کا مطالعہ فرمائیں۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

دیکھ کر ہوتا ہے۔ دیکھو بہت سے لوگ ایسے یہاں بیٹھے ہیں جنہوں نے ابھی تک حج نہیں کیا لیکن انہیں بھی پکا یقین ہے کہ خانہ کعبہ شریف وہاں ہے اگر چہ خود نہیں دیکھا کیوں اتنے لوگ بیان کرتے ہیں خانہ کعبہ شریف کا کہ اب کوئی سوچ نہیں سکتا کہ سب نے وہاں بیٹھ کر جھوٹ بولا ہوگا اور سارے جلال پور والے بھی' ملتان والے بھی' انڈونیشیا والے بھی سارے جھوٹ معاذ اللہ بول رہے ہیں تو جتنا یقین خانہ کعبہ کو دیکھ کر ہوتا ہے اتنا ہی یقین خبر متواتر پر ہوتا ہے۔ اسی طرح محدثین ...... کہ یہ حدیث متواترات میں سے ہے یہ کہ حضرت پاک ﷺ کی قبر مبارک مدینہ پاک میں ہے اس میں کسی کافر کو بھی شک نہیں اور یہ کہ وہاں جو حضرت پاک ﷺ کا جسد اطہر ہے وہ دنیا والا ہے خواب وخیال والا نہیں۔ تو جب حیات قبر اطہر میں ہوا تو یہی جسد اطہر فائز الحیات ہے تو دنیا والی حیات ہے اس کا اتنا ہی مقصد ہوتا ہے کہ دنیا والا جسد اطہر فائز الحیات ہے۔

ہر دور میں مسئلہ کی وضاحت کے مختلف انداز

دیکھو ایک زمانہ ہوتا ہے جب مخالفین کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہوتے' ایک زمانہ یہ ہوتا ہے کہ مخالفین کسی عقیدہ کا انکار کرتے ہیں اب پہلے کتابوں میں لکھا تھا کہ حضرت پاک ﷺ کو معراج ہوگا لیکن آج ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں معراج تو ہوا لیکن خواب میں جسم کو نہیں ہوا۔ اس لئے آج ہمیں وضاحت کرنی پڑتی ہے کہ جب تک کوئی یہ نہیں کہتا کہ حضرت اقدس ﷺ کو جسد اطہر کے ساتھ معراج ہوئی۔ ہم کہتے ہیں کہ پتہ نہیں اس کا عقیدہ صحیح ہے یا غلط' پہلی کتابوں میں ضرورت نہیں تھی لکھنے کی' لیکن اب بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی پھر پتہ چلتا ہے کہ اس کا عقیدہ صحیح ہے صرف معراج سے عقیدہ مشکوک ہوتا ہے تو یہ کیوں ضرورت پڑی۔ اب دیکھیے پہلے ہم کہتے تھے کہ ختم نبوت کا معنی ہے کہ حضرت پاک ﷺ سب سے آخر میں آئے۔ لیکن مرزانے کئی اس میں فتنے ڈال دیے کبھی عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ ڈالا لہذا اس میں اب ہم یہ کہتے ہیں کہ ختم نبوت کا

معنی ہے آپ نبیوں میں سب سے آخر میں پیدا ہوئے دنیا میں۔اب یہ جب ہم
مفہوم بیان کرتے ہیں اس میں نہ عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ آتا ہے نہ کسی اور کا۔تو اس
لئے اب کچھ ایسی وضاحت اس مسئلہ کے لئے علماء کو کرنی پڑی وہ حیات دنیوی اس
لئے ہے کہ دنیا والا جسد اطہر فائز الحیات ہے۔اب برزخی اس لئے کہ وہ حیات پاک
ہم سے پردہ میں ہے۔

حیات شہداء

اب دیکھو شہداء کی حیات کا قرآن میں صاف لفظوں میں ذکر ہے:

بل احیاء ولکن لا تشعرون

''زندہ ہیں تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں''

یہاں یشعرون نہیں ہے کہ انہیں اپنی زندگی کا شعور نہیں' انہیں تو اپنی زندگی
کا پورا پورا شعور ہے ہاں ہمیں ان کی زندگی کا شعور نہیں (سبحان اللہ......سامعین)

ہمیں شعور کیوں نہیں؟

اچھا ہمیں کیوں شعور نہیں؟ اس لئے کہ ہمارا یہ شعور فانی اور اس فانی زندگی
کے لئے ہمیں ملا ہے۔ہم نے مرنا ہے۔اور وہ جو بعد میں حیات ملی وہ باقی اور ہمیشہ
کی حیات ہے۔اس لئے اگر فانی شعور اس کا ادراک نہیں کرتا تو قصور اس شعور میں
ہے اس حیات میں نہیں ہے۔اگر کراماً کاتبین کی حیات میں کوئی کوتاہی اور کمی نہیں تو
اس لئے وہ ہمارے شعور میں نہیں آتی۔معاذ اللہ روضہ پاک کھل جائے تو حضرت
ہمیں آرام فرما نظر آئیں گے۔کیونکہ پردہ میں ہے یہ سب کچھ ہوسکتا ہے۔حضرت
ﷺ رکوع میں ہوں اس وقت' حضرت سجدہ میں ہوں جیسے خواب میں آدمی نماز پڑھ
رہا ہے۔وہ سجدے میں بھی ہو تو ہمیں لیٹا ہوا نظر آتا ہے' وہ قیام میں بھی ہو تو ہمیں
لیٹا ہوا نظر آتا ہے۔کیونکہ نیند والی زندگی آدھی کھلی تھی آدھی چھپی ہوتی ہے۔اس لئے
اسکو برزخی بھی کہتے ہیں' اور اس کو روحانی بھی کہتے ہیں کیوں؟ اس لئے جس طرح یہ

زندگی جو بیداری والی ہے یہ جسمانی ہے اس میں جسم کو اولیت حاصل ہے اس لئے اگر
کسی کو دکھ پہچانا ہو تو جسم پر تھپڑ مارینگے تو روح کو تکلیف پہنچے گی یا نہیں (پہنچے گی......
سامعین) لیکن خواب میں روح پر پہلے احوال آتے ہیں اور جسم پر بعد میں آتے ہیں
اس طرح قبر میں تجلیات پہلے روح پر آرہی ہیں اور روح کے واسطہ سے جسم پر پہنچ
رہی ہیں۔اس لئے اس کو روحانی بھی کہتے ہیں اس لئے اگر کہیں روحانی لکھا ہو تو
ہمارے خلاف نہیں اب ہم کہتے ہیں کہ آپ جسمانی طور پر یہاں آئے تو کوئی پاگل
اسکا مطلب یہ لے گا کہ روح گھر چھوڑ آئے ہیں؟ کوئی پاگل یہ کہے گا کہ بھئی اسکو
جسمانی کہہ رہے ہیں لہذا روح گھر رکھی ہوئی ہے۔روح بھی ساتھ آئی ہے لیکن
یہاں جسم کو اولیت حاصل ہے اور وہاں روح کو اولیت حاصل ہے اس لئے اس کو
روحانی کہتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ جسم کے ساتھ روح کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

انبیاء کے جسد جنتی خواص رکھتے ہیں

تو اس لئے یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو حضور پاک ﷺ کو
خاص طور پر ایسے اجساد مطہرہ عطا فرمائے ہیں جو دنیا میں ہی جنت کی خاصیت رکھتے
ہیں تو جنت کی چیزیں گلا سڑا کرتی ہیں یا نہیں؟ (نہیں......سامعین) اسی لئے حضرت
ﷺ نے فرمایا یہ میرا جسد اطہر ہے یہ گلے سڑیگا ہی نہیں۔کیونکہ یہ جنت کے خواص
رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے زمین پر کہ نبیوں کے اجسام کو کچھ نقصان
پہنچائیں۔

فنبی اللہ حی یرزق (ابن ماجہ......ص ۱۱۹)

اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

تو عقیدہ یہ ہے کہ اللہ پیدا بھی سب کو کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں
بعض ایسی خصوصیات سے نوازتے ہیں جو دوسروں میں نہیں ہوتیں۔انبیاء علیہم السلام
میں سب سے اونچا مقام خدا کے بعد حضرت پاک ﷺ کا ہے۔اس لئے یہ جو فرقہ
اپنے آپ کو ''مماتی'' کہتا ہے یہ نبی کا دشمن ہے۔یہ اس قبر کو قبر نہیں مانتے' کہتے ہیں

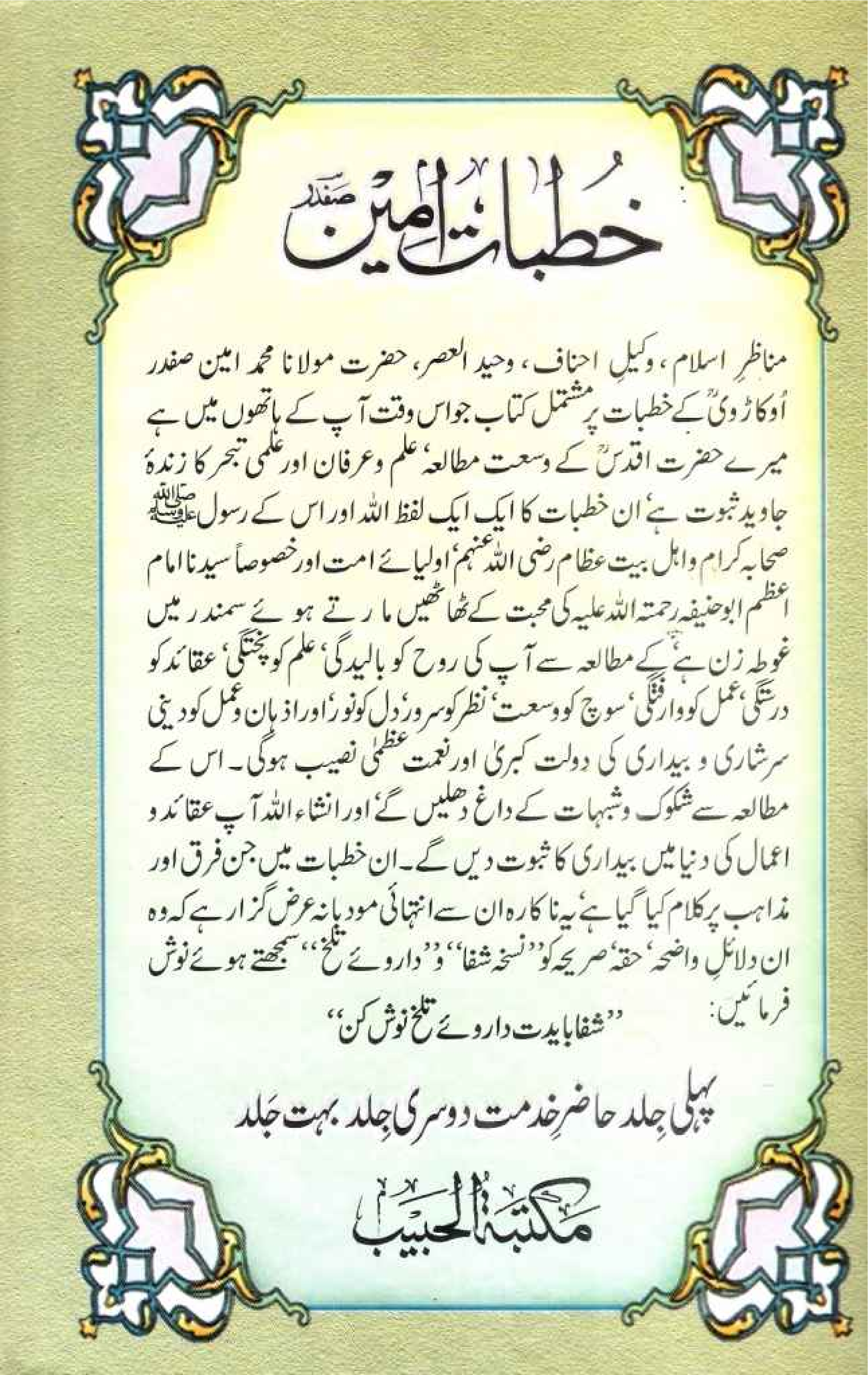
عذاب قبر ہے قبر کہیں اور ہے اس کا پتہ کسی کو نہیں اور جسم بھی اور ہے حالانکہ قرآن نے اس قبر کو قبر کہا' احادیث متواترہ نے اس قبر کو قبر کہا ساری دنیا اس قبر کو قبر کہہ رہی ہے لیکن یہ نہ قرآن مانے نہ حدیث مانے' نہ فقہ مانے نہ کچھ مانے تو جب ہم کہتے ہیں کہ یا اللہ جو لوگ اس قبر کو قبر نہیں مانتے ان کو یہ قبر نصیب نہ کرنا۔ آمین کہہ دیں ایک دفعہ۔ (آمین.........سامعین)

پھر کہتے ہیں ہمارے لئے بددعائیں کرتے ہیں۔ بھئی بددعا کون سی ہوئی مماتی تو قبر میں ہے ہی نہیں۔

تو یاد رکھیں اللہ نے انبیاء کو پیدا فرمایا وہ مخلوق ہی ہیں' خالق نہیں' لیکن ان کو ایسی خصوصیات سے نوازا جس سے باقی لوگ محروم ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

استغفر اللہ تعالیٰ من کل ذنب واتوب الیہ


خطباتِ امین صفدر
مناظرِ اسلام، وکیلِ احناف، وحید العصر، حضرت مولانا محمد امین صفدر
اُوکاڑوی ؒ کے خطبات پر مشتمل کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے
میرے حضرت اقدس ؒ کے وسعت مطالعہ، علم و عرفان اور علمی تبحر کا زندہ
جاوید ثبوت ہے، ان خطبات کا ایک ایک لفظ اللہ اور اس کے رسول ﷺ
صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم، اولیائے امت اور خصوصاً سیدنا امام
اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی محبت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں
غوطہ زن ہے، کے مطالعہ سے آپ کی روح کو بالیدگی، علم کو پختگی، عقائد کو
درستگی، عمل کو وارفتگی، سوچ کو وسعت، نظر کو سرور، دل کو نور، اور اذہان و عمل کو دینی
سرشاری و بیداری کی دولت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ نصیب ہوگی۔ اس کے
مطالعہ سے شکوک و شبہات کے داغ دھلیں گے، اور انشاء اللہ آپ عقائد و
اعمال کی دنیا میں بیداری کا ثبوت دیں گے۔ ان خطبات میں جن فرق اور
مذاہب پر کلام کیا گیا ہے، یہ ناکارہ ان سے انتہائی مودبانہ عرض گزار ہے کہ وہ
ان دلائلِ واضحہ، حقہ، صریحہ کو "نسخہ شفا" و "داروئے تلخ" سمجھتے ہوئے نوش
فرمائیں:
"شفا بایدت داروئے تلخ نوش کن"
پہلی جلد حاضرِ خدمت دوسری جلد بہت جلد
مکتبۃ الحبیب